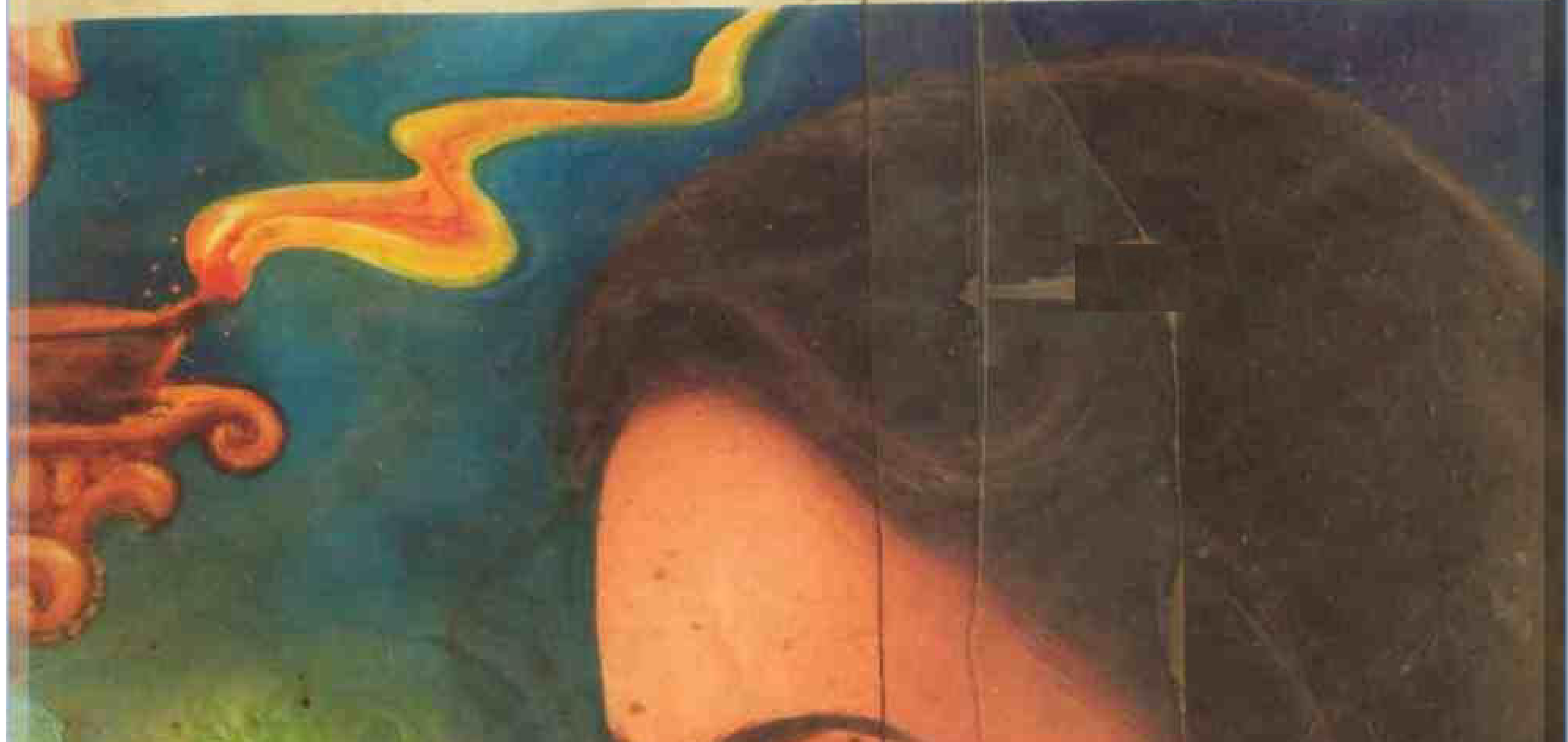
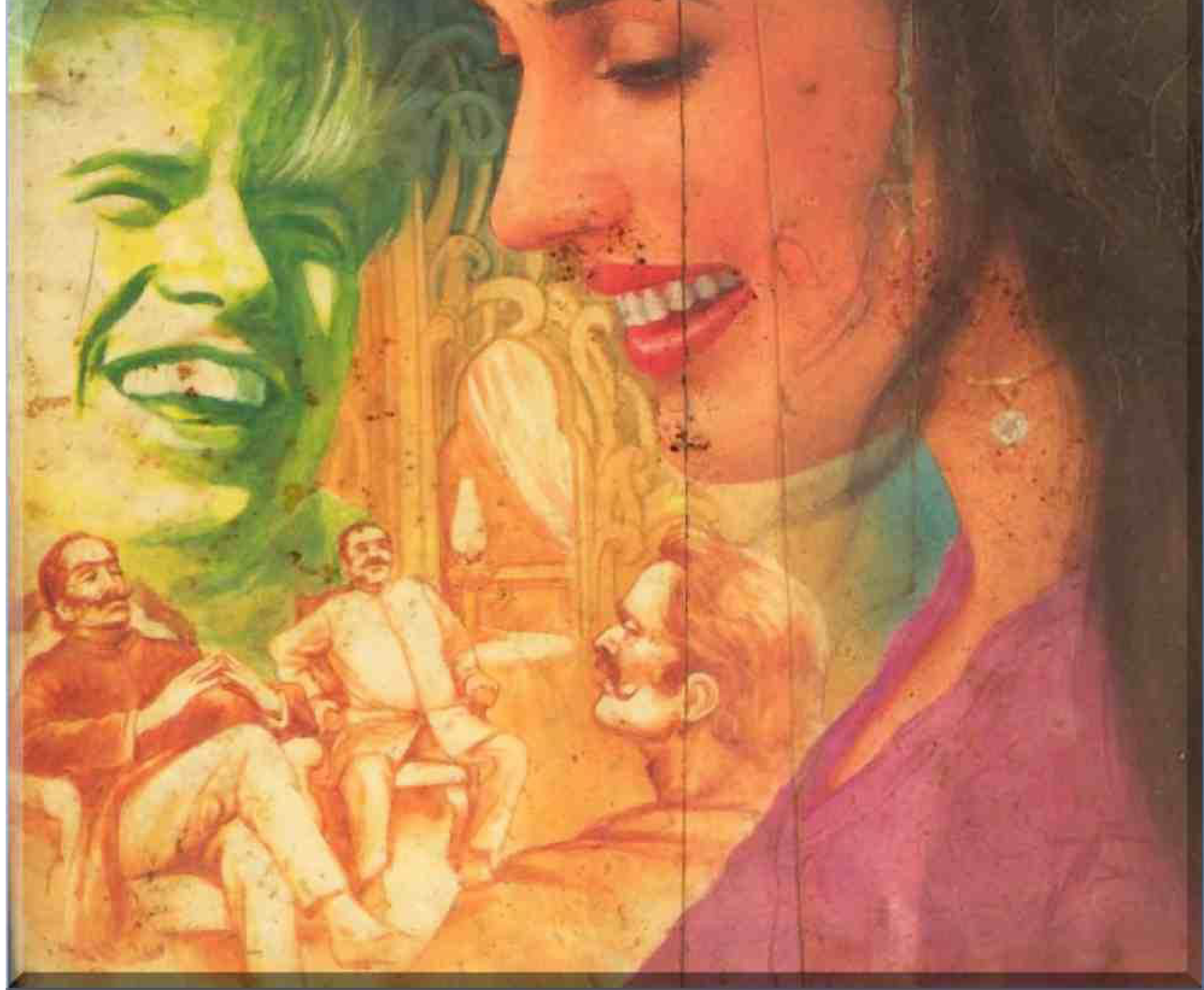
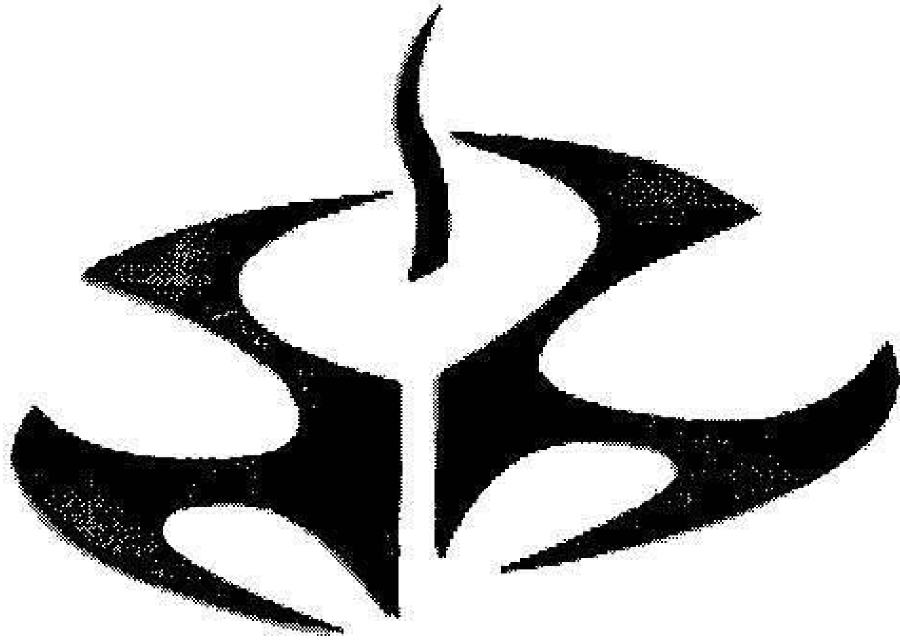
خواب زادہ

ایس ایم الیاس







Azam & Ali

aazzamm@yahoo.com

aleeraza@hotmail.com

ہنگاموں کے بیوپاری

نعیم ملک

کی

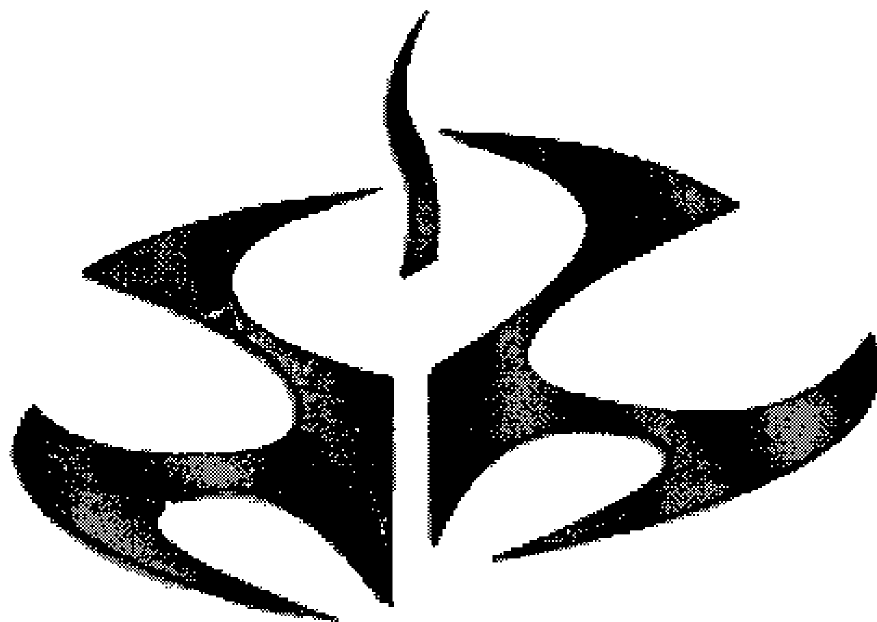
تہلکہ خیز سرگزشت

خواب زادہ

ایس ایم الیاس







ناشر : محمد علی قریشی

باہتمام : عبدالحفیظ قریشی

بار اوّل : ۱۹۹۸ء

مطبع : نیّر اسد پریس

قیمت : ۱۵۰/- روپے

پہلے سفر میں مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ شردھام کس خطہ ارض پر واقع ہوا تھا اور کیسا شہر تھا یا کیا اس کا حدود اربعہ اور محل وقوع تھا۔ کیونکہ کسی جنکشن پر رات کے ایک بجے ہمارا سیلون فرنٹیر میل سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اور ہم کار کے ذریعے صبح کے اڑھائی بجے شہر پہنچے تھے۔ میری کار میں مس کیتھ کے سوا کوئی نہ تھا وہ مجھے بیماروں کی طرح کمبل میں لپیٹے ہوئے تھی۔ کار راج محل کے پورٹیکو میں رکی تو وہ مجھے تھامے ہوئے باہر نکلی۔ سیڑھی پر قدم رکھتے ہی گارڈ نے سلامی دی۔ میرے ماموں لیفٹنٹ کرنل ارجن سنگھ نے میرا دوسرا بازو تھاما۔ اور ہم پاپا (ہزہائی نس) کے پیچھے پیچھے تین چار سیڑھیاں چڑھ کر لفٹ میں داخل ہوئے۔ مس کیتھ مجھے لے کر لفٹ کے صوفے پر بیٹھ گئی۔ یہ صوفہ صرف دو نشستوں پر مشتمل تھا۔ غالباً" ہزہائی نس اور مہارانی کے لئے۔ میں نے اس اعزاز کو بڑی شدت سے محسوس کیا لیکن مصلحتاً" سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ ویسے بھی ایک لمحے میں ہی منظر تبدیل ہونے والا تھا۔ لہٰذا تکلف کی گنجائش بھی نہ تھی۔ لفٹ چوتھی منزل پر پہنچ کر رکی۔ ماموں نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔ کیتھ میرا بازو تھام کر اٹھی اور پہلے ہزہائی نس اور ان کے پیچھے پیچھے وہ مجھے لے کر باہر نکلی۔ سامنے مہارانی' راجکماری اور درجنوں داسیاں اور کماریاں ہاتھوں میں ہار لئے کھڑی تھیں۔ مہارانی اور ان کے بعد تمام کماریوں نے مہاراجہ کے گلے میں ہار ڈالنے شروع کئے۔ ہم سرخ قالین پر کھڑے رہے۔ مہارانی میری طرف بڑھیں تو میں نے انہیں ہاتھ جوڑ کر "نمستے ماتا جی" کہا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر گلے میں ہار ڈالا اور ایک طرف ہو گئیں۔ راجکماری شانتا نے آگے بڑھ کر غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ "شنو! اچھی ہو نا؟" میں نے اپنے سبق کا پہلا جملہ نحیف سی آواز میں ادا کیا۔ اس نے میرے گلے میں ہار ڈالتے ہوئے کہا۔ "بھیا مجھے بڑی خوشی ہے۔ آج مہینوں بعد تم نے مجھے شنو کہا۔" میں مسکرا دیا۔ ایک دو کماریوں نے اور ہار ڈالے۔ ہزہائی نس نے ایک لڑکی کو مسکرا کر دونوں ہاتھو میں ہار لئے بڑھتے دیکھ کر کہا۔ "اب رہنے دو سہرا۔ کرن کی طبیعت بہت اچھی نہیں ہے۔ ان کو جلدی آرام کی ضرورت ہے۔" ان کے الفاظ سن کر سب پیچھے ہٹ گئے ہزہائی نس نے کیتھ کو اشارہ کیا۔ ہم آہستہ آہستہ چلنے لگے۔ سہرا نے چلتے چلتے ہار میرے گلے میں ڈال دیا۔ میرا بیڈ روم قیمتی سازوسامان سے آراستہ فرش پر سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔

مسہری کے قریب شیشے کے ٹیبل پر دودھیا رنگ کا ٹیبل لیمپ رکھا ہوا تھا۔ چھت میں جھاڑ فانوس روشن تھے۔ اندر داخل ہوتے ہی کیتھ نے مجھے مسہری پر بٹھا دیا۔ جھک کر جوتے اور ہزہائی نس نے دونوں ہاتھوں سے میرے بازو تھام کر مجھیں بستر پر لٹا دیا۔ کیتھ نے لحاف اڑھا دیا۔ مہارانی اور راجکماری کمرے میں آ چکی تھیں۔ کچھ دیر کھڑے مہاراجہ سے علاج معالجے کے متعلق باتیں کرتی رہیں۔ آخری وہ کیتھ کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "تمہارا کمرہ برابر میں ہے مس کیتھ" انہوں نے کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر میں چائے وغیرہ آ جائے گی۔ چائے پینے کے بعد تم آرام کرو۔ صبح ہم تمہاری مدد کے لئے ایک دو نرسیں پہنچوا دیں گے۔"

کیتھ نے کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس۔"

مہاراجہ سب کو ساتھ لے کر چل دیئے۔ لیفٹنٹ کرنل نے باہر نکلتے ہی پردہ کھینچ کر کمرہ بند کر دیا۔ کیتھ نے اٹھ کر آہستہ سے بولٹ چڑھا دیا۔ میں نے سگریٹ کا اشارہ کیا۔ اس نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہونٹوں میں دے دیا اور مسہری کے قریب ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ "اب آپ اپنی ریاست میں ہیں۔ یورایکسی لنسی۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "اور میں آپ کی پہلی سیکرٹری ہوں۔"

"تم ریاست میں آنے سے پہلے بھی سیکرٹری تھیں۔" میں نے پیر سکیٹر کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تو اب پرائیویٹ سیکرٹری سمجھئے۔" اس نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے کہا۔

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "تم اس سے کہیں زیادہ ہو ڈارلنگ۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "شکریہ یورایکسی لنسی۔ آپ نے مجھے ڈارلنگ کہا۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکا ہوتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیکن اس خیال سے کہ مہذب لوگ تیزی سے بڑھنا پسند نہیں کرتے۔ پیشنٹ (مریض) نہ ہونے کے باوجود پیشنس (صبر) سے کام لیتا رہا۔"

وہ ہنس دی۔ اٹھ کر میرے شانوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "یورایکسی لنسی کی حاضر جوابی کا جواب نہیں۔"

"یہ انہیں الفاظ کا انتخاب ہے۔" وہ پھر ہنس دی میرے بازوؤں پر اس کا دباؤ بڑھنے لگا۔ "آپ الفاظ کا سلسلہ ٹوٹنے دیں تو میں آپ کا انتخاب پوچھنے کی جرات کروں۔" وہ لفظ "انتخاب" پر زور دے رہی تھی۔

"حیرت ہے کہ تمہیں میرا انتخاب معلوم نہیں۔"

"معلوم تو ہے لیکن میں خود بھی آپ کا جواب جانتی ہوں یورایکسی لنسی۔"

میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں معلوم ہے ڈارلنگ۔ اسی

لئے میں الفاظ ضائع کرنا نہیں چاہتا۔"

"یقیناً" یورایکسی لنسی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بڑے لوگ کمٹ مینٹ نہیں کیا کرتے۔"

"میں ابھی بڑا کہاں ہوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ابھی تو صرف تمہارا بیمار ہوں۔"

وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "ایک اعتبار سے صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔ جہاں تک میرے پروفیشن کا تعلق ہے آپ میرے بیمار ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "جہاں تک تمہارے پروفیشن کا تعلق ہے' میں بیمار ہی کب ہوں۔؟"

"تو پھر میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں؟"

"ارے۔ چائے ابھی تک نہیں آئی۔" میں نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا۔ اس نے پھر میرے بازو تھام لئے۔ "موضوع سے مت ہٹیے۔ مجھے ہرایکسی لنسی نے ہندوستانی شہزادوں کی روایات سے پوری طرح آگاہ کر دیا ہے۔"

"انہوں نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ میں اس زمرے میں شامل نہیں ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"درست ہے۔ اس نے اثبات میں گردن ہلا کر کہا۔ اور یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر انتہائی اشتعال کی حالت میں بھی راز افشا کیا گیا تو وہ میری زندگی کا آخری دن ہو گا۔"

"یہ بھی حقیقت ہے۔" میں نے کہا۔ "لیکن مجھ پر ان روایات کا اطلاق کس طرح ہو سکتا ہے۔"

اس سے کہیں زیادہ۔ میرا مطلب ہے تم ان سے زیادہ۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا؟" وہ ہنس کر پیچھے سرکتی ہوئی بولی۔ "شاید میں ضرورت سے زیادہ بہک رہی ہوں۔ یورایکسی لنسی۔"

"ہاں۔" میں نے کہا۔ "اتنی زیادہ کہ اب پیچھے ہٹنا ممکن نہیں ہے ڈارلنگ۔ تم خطرناک کہنا چاہتی تھیں۔ یہ بڑی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "آئم سوری۔"

غیر ضروری ہے۔ صرف یہ بتاؤ کس اعتبار سے؟"

دروازے پر سرخ بلب روشن ہو گیا اور وہ جواب کی زحمت سے بچ گئی۔ دروازے کی طرف چلتے چلتے اس نے مجھے لیٹ جانے کا اشارہ کیا اور آگے بڑھ گئی۔ دو لڑکیاں ونے کی کشتیوں میں چائے اور ناشتے کے لوازمات لئے ہوئے اندر داخل ہوئیں۔ میں مسہری کے سرہانے سے پشت لگائے بیٹھا تھا ایک لڑکی نے اپنی بغل میں دبائی ہوئی چاندی کی نقشین رحل نکال کر کھولی اور میرے سامنے رکھ دی۔ دوسری نے اس پر کشتی رکھ دی۔ مس کیتھی نے چائے تیار کی اور لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں سر جھکا کر باہر چلی گئیں۔

میں نے کیتھ کو اشارہ کیا اور وہ میرے سامنے بیٹھ کر چائے پینے لگی۔ دو گھونٹ لینے کے بعد میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب بتا سکتی ہو۔ ڈارلنگ۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔"

"ڈرو نہیں۔" میں نے اس کو تسلی دی۔" ہم ایک دوسرے سے ناراض ہو کر بھی علیحدگی کا تصور نہیں کر سکتے۔"

وہ کھل اٹھی۔ کپ ٹرے پر رکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کیا یہ آپ کے دل کی آواز ہے یور ......"

"مجھے معلوم نہیں دل کی آواز کیا ہوتی ہے۔" میں نے اس کی بات کاٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں جو کچھ کہتا ہوں وہ میری اپنی آواز ہے۔"

وہ مسکرا کر پھر چائے بناتی ہوئی بولی۔ "شکریہ یور ...."

"خدا کے لئے انسانوں کی زبان میں گفتگو کرو۔ میں اس "یورایکسی لنسی" کی گردان سے تنگ آ گیا ہوں۔ تم دوست کی طرح بات کیوں نہیں کرتیں۔ کیا ہزایکسی لنسی نے یہ کہہ دیا ہے کہ بچ کے رہنا۔"

"نہیں۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستی چلی گئی۔

"میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گواہ رہنا۔" میں نے کہا۔ وہ اور زور سے ہنسنے لگی۔

"اتنا ہنسنے کی کیا بات ہے۔ ڈارلنگ۔"

"کچھ نہیں' یونہی۔ میں آپ کو پھر کبھی بتاؤں گی۔"

"اچھا--- پھر کبھی سہی--- اور اگر کچھ شرائط ہوں تو لکھ کر دکھا دینا۔"

وہ پھر ہنس دی۔ "یہ کس نے کہا؟"

"شاید ہزایکسی لنسی نے کہا ہو۔" وہ چپ ہو گئی۔ میں نے چائے ختم کر کے سگریٹ سلگایا۔ کیتھ نے بزر دبا کر لڑکیوں کو بلایا اور وہ چائے کی کشتیاں اور ٹرالی لے کر چلی گئیں۔ مجھے رحل کے اس استقبال پر حیرت تھی۔ کیتھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا حکم ہے میرے لئے؟"

"دوستوں کو حکم نہیں دیا جاتا۔ تمہیں اختیار ہے چاہے سو جاؤ' چاہے جاگتی رہو۔ اور چاہے ناچتی رہو۔ صبح تک۔" وہ مسکرائی اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا۔

صبح دس بجے میں سو کر اٹھا تو ناشتے کے بعد کیتھ نے مجھے بتایا کہ "آٹھ بجے ٹھاکور اجیت سنگھ آپ سے ملنے آئے تھے۔ میں نے کہہ دیا یوراج ابھی سو رہے ہیں' وہ گیارہ بجے پھر آنے کو کہہ کر چلے گئے۔" میں نے کہا۔ "ہاں وہ میرے ماموں ہیں۔ میری سوتیلی ماں

کے بھائی۔ یعنی شانتا کے سگے اور میرے ..... زبردستی کے ..... ذرا ٹیلی فون اٹھانا۔ کیتھی نے میز سے ٹیلی فون اٹھا کر میرے پاس رکھ دیا۔ میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ رسیور اٹھاتے ہی انہوں نے کہا۔ "کرن جاگ اٹھے۔" میں نے کہا "ہاں پاپا۔ آداب عرض۔ ٹھاکر ماما ملنے آئے تھے۔ میں سو رہا تھا۔ اب گیارہ بجے پھر آئینگے۔"

انہوں نے مختصر الفاظ میں کہا۔ "تم تیار ہو نا۔؟"

میں نے جواب دیا۔ "تیار ہوں پاپا۔ بالکل تیار ہوں۔"

"ہم گیارہ بجے تمہارے پاس ہوں گے۔" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ میں نے اپنی ڈائری کھول کر ٹھاکور کی تصویر دیکھی۔ تفصیلات پر ایک سرسری نگاہ ڈالی اور بند کر کے اٹیچی میں رکھ دی۔ گیارہ بج کر دس منٹ پر ہزہائی نس اور ٹھاکر ایک ساتھ میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر ہزہائی نس کو سلام کیا انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر ٹھاکور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کرن' ان کو پہچان سکتے ہو؟"

میں نے غور سے ٹھاکور کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید بابا جی ہیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "شاید کیوں؟"

"صبح نام بتا کر گئے تھے۔ میں اب تک انہی کے متعلق سوچتا رہا ہوں پاپا۔"

بولے۔ "اچھا نمسکار تو کرو۔ تمہارے ماما ہی ہیں۔" میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کہا اور ماما نے مسکرا کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ "مجھے آنند ہے۔ کرن بیٹے تمہاری طبیعت ٹھیک ہو گئی۔ اچھا بیٹھ جاؤ۔" "میں" "شکریہ" کہہ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہزہائی نس اور ٹھاکور میرے سامنے بیٹھ گئے۔ کیتھی ان کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی۔ ٹھاکور نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور سگریٹ کیس جیب سے نکالتے ہوئے بولے۔ "کرن سگریٹ پیو گے؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے اور پاپا کے سامنے؟"

مسکرا کر بولے۔ "کیوں؟ پہلے تو ہر وقت پیتے رہتے تھے۔"

میں نے کہا۔ "پہلے کا مجھے زیادہ ہوش نہیں ماما جی۔"

"کیا آپریشن کیا گیا تھا۔۔؟" انہوں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ ہزہائی نس نے منہ پھرا کر ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ ٹھاکور نے "سوری" کہہ کر بات ختم کر دی اور میری طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اب تو چلنے پھرنے کو جی چاہتا ہو گا کرن۔"

میں نے کہا۔ "جی ماما جی .... لیکن ڈاکٹروں نے ابھی آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے اور نگرانی کے لئے ......" میں نے کیتھی کی طرف دیکھا .... "یہ سمجھتی ہیں ابھی مجھے کھانا بھی ان کے ہاتھ سے ہی کھانا چاہیے۔"

کیتھی نے مسکرا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی آپ کی اندرونی حالت ہم آپ سے بہتر جانتے ہیں۔"

"خوب ہے۔!" میں نے ہنس کر کہا۔ "میری اندرونی حالت تم مجھ سے بہتر کس طرح جان سکتی ہو؟ مجھے معلوم ہے میں تمہیں گود میں اٹھا کر ایک میل دوڑ سکتا ہوں۔"

وہ ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ "یور ہائی نس۔ آپ کے راجکمار کس قدر معصوم ہیں۔"

ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "تم سچ کہہ رہی ہو مس کیتھ۔ مجھے اپنے بیٹے کی معصومیت پر ناز ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں اس کے جملے کا کچھ اور مفہوم بھی ہو سکتا ہے شاید۔ اس کی مرحومہ پھوپھی نے اس کا نام رشی کرن کسی غیبی اشارے پر ہی رکھا ہو گا۔ یہ واقعی رشی ہے۔"

میں نے دل میں کہا۔ "ماشاء اللہ۔" اور ہونقوں کی طرح ان کے منہ تکنے لگا۔

کیتھ نے کہا۔ "آپ بجا فرما رہے ہیں یورہائی نس۔"

"تمہیں ان کو اپنی مرضی کے مطابق چلانا ہے مس کیتھ۔ خواہ یہ کچھ بھی کہیں۔"

"ضرور یورہائی نس!" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کے علاقے میں کوئی دریا یا جھیل ہے یورہائی نس؟"

"ایک دریا ہے۔ کئی جھیلیں ہیں۔ خوبصورت وادیاں ہیں۔ جنگل ہیں۔ کیوں؟"

"شام کو چہل قدمی کے لئے یوراج کو کسی ایسے مقام پر لے جانا چاہتی ہوں یورہائی نس۔"

"ضرور لے جاؤ۔ ہم گاڑی بھجوا دیں گے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ ٹھاکور۔" میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ دونوں میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیتے ہوئے چل دیئے۔ کیتھ انہیں صدر دروازے تک چھوڑنے گئی۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ مسہری کے قریب آ کر کہنے لگی۔ "ولی بننے کی مبارکباد پیش کرتی ہوں یورایکسی لنسی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کر ڈالو۔"

"کیا یورایکسی لنسی؟"

"جو کچھ پیش کرنا چاہتی ہو؟"

"مائی ڈیئر پرنس۔ آپ بہت شریر ہیں۔" وہ مسکرا کر صوفے کے بازو پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "میں آپ کو صرف مبارکباد پیش کرنا چاہتی تھی اس امید پر کہ ......"

"اوہ!" میں نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے ڈارلنگ' میں الفاظ کا زیادہ قائل نہیں ہوں۔ خصوصاً" رسمی الفاظ کا تکلف برطرف' تمہاری یہ مبارکباد۔ کیا میں اسے چھو سکتا ہوں؟ چکھ سکتا ہوں؟ سونگھ سکتا ہوں؟

وہ ہنس دی۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا پیش کروں؟" میں نے ہنس کر سگریٹ کی

طرف اشارہ کیا۔ اس نے سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں میں دیا اور دیا سلائی جلا کر لائٹ دیتی ہوئی بولی۔ "اتنی بڑی تمہید کے بعد سگریٹ پر بات ختم ہو جانا کس قدر تعجب خیز ہے یورایکسی لنسی۔" میں نے کش لے کر اس کی طرف دیکھا۔ "تمہیں یقین ہے بات ختم ہو گئی ڈارلنگ؟" اس نے چونک کر دیکھتے وئے کہا۔ "کیا نہیں؟"

میرے جواب دینے سے پہلے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ اس نے گردن گھما کر اس طرف دیکھا اور پھر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اجازت ہے؟" اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ کیتھی نے ریسیور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے آلہ کان سے لگا کر "ہیلو" دوسری طرف سے ہزہائی نس کی آواز ہائی۔ "کرن تمہاری ماتا جی اور بہن تمہیں دیکھنے آ رہی ہیں۔"

میں نے کہا۔ "او کے پاپا۔ تھینک یو..... گڈ......"

انہوں نے میرا جملہ کاٹ کر تیزی سے کہا۔ "سنو...... وہ کچھ شبہ کرنے لگی ہیں۔ تمہیں ہوشیار رہنا ہے۔"

میں نے "بہتر ہے پاپا" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کیتھی کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹی۔ دوسرے لمحے مہارانی اور راجکماری اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ "کیسی طبیعت ہے کرن؟" انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہوں ممی۔" میں نے جواب دیا۔ شانتا غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "کیا دیکھ رہی ہو شنو---؟"

وہ قریب آ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "تمہارے سر کی طرف دیکھ رہی ہوں کرن بھیا۔ پہلے تو اتنا بڑا نہیں تھا۔"

مہارانی ہنسنے لگیں۔ میں نے کہا۔ "پہلے سے کچھ بھاری تو میں بھی محسوس کر رہا ہوں شنو۔ لیکن ویسے بھی میرا وزن بڑھتا جا رہا ہے۔"

"شاید یہی وجہ رہی ہو۔" شانتا نے نفی میں گردن ہلائی۔ میں مسکرایا۔

مہارانی نے کہا۔ "یہ بہت شکی ہے کرن۔"

میں نے کہا۔ "پگلی ہے۔ تھوڑی دیر بعد کہے گی۔ تمہاری آواز بھی بھاری ہو گئی ہے کرن بھیا۔" شانتا نے قریب کھڑی ہوئی داسی کے چہرے پر سرسری نگاہ ڈال کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "اچھا ہوا تم نے خود ہی کہہ دیا۔" میں ہنس دیا۔ کیتھی نے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔ ایک بجنے والا ہے۔ انجکشن کا وقت ہو گیا۔"

"تھوڑی دیر ٹھہر جایئے مس کیتھی۔" میں نے کہا اور شانتا کی طرف دیکھا۔ "تو میری آواز بھی بھاری ہو گئی ہے نا شنو---؟"

اس نے کہا۔ "ہاں میرا اور چند لوگوں کا یہی خیال ہے۔"

"چند لوگ، کون---؟"

"چند لوگ....." اس نے پھر وہی الفاظ دوہرائے۔

میں نے مہارانی کی طرف دیکھا۔ "میرا ایسا کوئی خیال نہیں کرن۔" انہوں نے کہا۔ "میں تو سمجھتی ہوں صحت کے ساتھ انسان میں تبدیلی آنا لازمی ہے۔ رنگ روپ میں بھی، چال ڈھال میں بھی اور مزاجی کیفیت میں بھی۔"

"شاید شنو مجھے ہمیشہ بیمار دیکھنا پسند کرتی ہیں۔"

شانتا نے اٹھ کر کہا۔ "ایسا تو نہیں ہے....."

"پھر کیا ہے۔"

"میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی کرن۔"

میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "انجکشن لے آؤ مس کیتھ۔" وہ سر جھکا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا۔ مہارانی نے کہا۔ "مس کیتھ ڈاکٹر ہے کیا کرن---؟"

"نہیں ممی۔ صرف کوالیفائیڈ اسٹاف نرس ہے۔"

"کب تک تمہارے ساتھ رہے گی۔؟"

میں ہنس دیا۔ "جب تک آپ کو ناگوار نہ ہو۔"

وہ بھی ہنس دیں۔ "پگلا، کہیں کا۔" میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انہوں نے شانتا کی طرف دیکھا۔ "کیا پہلے یہ اتنی بات برداشت کر سکتا تھا---؟"

شانتا نے کھڑکی سے باہر خلاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا فرق پڑتا ہے۔؟"

میں نے کیتھ کو آتے دیکھ کر بائیں آستین چڑھاتے ہوئے کہا۔ "صحت سے بڑا فرق پڑتا ہے شنو" کیتھ نے انجکشن دے کر بازو سہلاتے ہوئے میری آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "اب چند منٹ آرام کیجئے یور ایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔ یہ رخصتی سگنل تھا۔ مہارانی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کے ساتھ ہی شانتا بھی اٹھ گئی۔ دروازے کی طرف پلٹتی ہوئی بولیں۔ "اچھا آرام کرو کرن۔" میں نے کچھ کہنے کے بجائے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر انہیں سلام کیا۔ تھوڑی دیر میں میدان صاف تھا۔

"تو انہوں نے خوشبو سونگھ لی یور ایکسی لنسی؟" کیتھ نے آہستہ سے کہا۔

"خلاف توقع تو نہیں ڈارلنگ۔" میں نے کہا۔ "دو آدمیوں میں کتنی ہی مشابہت کیوں نہ ہو، خوردبینی جائزے کی متحمل تو نہیں ہو سکتی۔"

"صحیح ہے۔" اس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اب؟"

"اب کیا--؟ اب شطرنج کا کھیل شروع ہو گا۔ اگر انہیں حقیقت کا یقین ہو گیا۔"

"آپ کے دوست کون کون ہیں۔ کچھ معلوم ہے؟"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ "اس وقت اتنا ہی سمجھ سکتا ہوں کہ ہزہائی نس' اور لیفٹنٹ کرنل میرے راز سے واقف ہیں لہٰذا ....."

"اور میں ----؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کیا میں کسی حساب میں نہیں ہوں ----؟"

"تم میری رازداں ہو ..... لیکن ....."

"کسی حساب میں نہیں؟" اس نے بات کاٹ کر کہا۔

میں ہنس دیا۔ "ایسا نہیں ہے ...... حساب میں ہو .... رازداں بھی ہو ...... لیکن ہمراز نہیں ہو۔"

وہ مسکرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ "یورایکسی لنسی میں اسے بہت بڑی عزت افزائی ۔"

"محبت نہیں سمجھ سکتیں؟" میں نے جملہ پورا ہونے سے پہلے اس کی اصلاح کی۔

وہ ہنس دی۔ "شکریہ لیکن میں اس میں آپ سے آگے ہوں۔"

"ان جذبات کے لئے ممنون ہوں۔ لیکن سوال آگے پیچھے کا نہیں اعتراف کا ہے۔ تم نے پہل نہیں کی۔ میں نے کی ہے۔ بہرکیف اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ محبت محبت ہے اور ہم دونوں کو اس کا دعویٰ ہے۔ تاہم محبت' خلوص' وفاداری اور محبت' تکمیل کے لئے مفاد کی وابستگی چاہتی ہے۔ ابھی تمہارے مفادات وابستہ نہیں ہیں۔"

"میں بہت پہلے سے انہی خطوط پر سوچ رہی ہوں یورایکسی لنسی۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں آپ کو ہزایکسی لنسی کے بجائے کرن کہنا شروع کروں۔ کیا آپ کے لئے کوئی کمٹ منٹ لازمی نہیں ----؟"

"کمٹ منٹ' کیا ----؟" وہ مسکرا کر رہ گئی۔ میں کچھ دیر اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا۔ اس نے میری جواب طلب نگاہوں سے بچنے کے لئے مڑ کر سگریٹ کیس کی طرف ہاتھ بڑھایا میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچ لیا۔ وہ مسکرا دی۔ "تم آخر کیا کہنا چاہتی ہو؟" میں نے پوچھا۔ جواب دینے کے بجائے اس نے دونوں ہاتھ میری گردن میں حمائل کر کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ دوسرے لمحے وہ مسہری پر میرے پہلو میں سمائی ہوئی تھی۔ عملی اعتراف کے حدود اربعہ میں پہلا قدم رکھتے ہی دروازے کی لائٹ نے کسی کی آمد کا اعلان کیا۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔ کیتھ نے دیوار کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک سوئچ دبایا۔ روشنی گل ہو گئی۔ یہ "واپس جاؤ" کا سگنل تھا۔ ہم پھر ایک دوسرے میں ڈوب گئے۔ لمحات طویل ہوتے چلے گئے۔ سسکیوں کی دنیا سے نکلنے کے بعد دھڑکنیں اعتدال پر آتے ہی اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اب ہمارے مفادات ایک دوسرے سے وابستہ ہیں کرن۔"

"اب ہم ایک دوسرے سے وابستہ ہیں ڈارلنگ۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکراتی

ہوئی اٹھی اور پھر میری آغوش میں سما گئی۔ میں نے اسے چوم لیا۔ اس نے میرے سینے میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا۔ "میں اس وابستگی کے دوام کا وعدہ لینا چاہتی تھی کرن۔ لیکن اس میں مجھے محبت کے بجائے خود غرضی کی شان نظر آئی۔ اس لئے ......"

"دوام کس چیز کو ہے؟" میں نے اس کو قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "محبت کو ...... اور ہم کرتے رہیں گے۔ تم نے اچھا کیا الفاظ کے بجائے محبت کی طاقت پر اعتماد کیا۔ میں تمہارے اس جذبے کا احترام کرتا ہوں۔"

"چند ہدایات تھیں کرن۔" اس نے کہا۔ "جن پر عمل کرنے کے لئے میں نے اس قدر ضبط کا مظاہرہ کیا ورنہ میں پہلی ملاقات سے تمہاری ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے ڈیئر۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اور مجھے معلوم ہے یہ ہدایات تمہیں ہرایکسی لینسی کی طرف سے ملی تھیں۔ لیکن ہرایکسی لنسی میرے متعلق بہت کم جانتی ہیں۔"

اس نے حیرت سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تمہیں یہ سب کس نے بتایا کرن؟"

"کسی نے نہیں۔ میرا قیاس ہے۔"

وہ ہنس دی۔ "مجھے یقین ہے کرن تم سچ کہہ رہے ہو۔ کیونکہ یہ بات تیسرا کوئی نہیں جانتا۔ اچھا بتاؤ ہدایات کیا تھیں؟"

میں نے ہنس کر اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد ...... یہ دیکھو۔ ڈیڑھ بج چکا ہے۔" کیتھ آہستہ سے اٹھی اور بزر دباتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

شام کو پانچ بجے جس وقت ہم جھیل کی سیر کو جا رہے تھے۔ سیکرٹری ایک اٹھارہ انیس سالہ لڑکی کو لے کر آیا اور کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔ یہ نرس ہے جس کا وعدہ شری حضور آپ سے کر گئے تھے۔ یہ آپ کے ساتھ رہے گی اور مس کیتھ کے حکم کے مطابق عمل کرے گی۔" میں نے یونیفارم میں ملبوس لڑکی کو غور سے دیکھا۔ وہ چھریرے جسم کی خوبصورت خدوخال کی مالک تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس نے سر جھکا کر نمستے کیا۔

کیتھ نے کہا۔ "تمہارا نام---؟"

"رمولا ناگر۔ مس کیتھ۔" اس نے جواب دیا۔ سیکرٹری نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔ مس ناگر کو روم نمبر پانچ دیا گیا ہے آپ کسی بھی وقت بزر دبا کر انہیں طلب کر سکتے ہیں۔ ویسے دن کے وقت یہ آپ کے ساتھ رہا کریں گی۔"

کیتھ نے کہا۔ "ٹھیک ہے' ہزہائی نس کو میری طرف سے بہت بہت شکریہ کہنا۔" سیکرٹری سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ کیتھ نے رمولا کی طرف دیکھا کر کہا۔ "او کے مس ناگر' ہم گھومنے جا رہے ہیں۔ واپسی پر میں تمہیں تمہارے فرائض سمجھاؤں گی۔"

رمولا شکریہ ادا کر کے ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی۔ کیتھ نے ایک خادمہ کو اٹیچی کیس اٹھانے کو کہا اور میرا بازو تھام کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ وسیع ہال اور کاریڈور سے گزر کر لفٹ کے ذریعے ہم نیچے آئے۔ دروازے پر پہنچتے ہی گارڈ نے بندوقوں سے سلامی دی۔ سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے ڈرائیور نے سلام کر کے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ کیتھ میرے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف سے سفید وردی میں ملبوس ایک مسلح باڈی گارڈ' ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس خوبرو جوان کی نشست و برخاست کا انداز بڑی حد تک مجھ سے ملتا جلتا تھا ویسے صورتا" وہ آئزک اور بنارس خان کے درمیان کی چیز تھا۔ ڈرائیور نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کیا اور گاڑی پورچ سے نکل کر گیٹ کی طرف پھسلنے لگی۔ انجن کی نرم آواز سے کار کے رولس رائس ہونے کا پا چلتا تھا۔ میں نے خود کو اوپر اٹھتا ہوا محسوس کیا۔ راج محل اور اس کا حدود اربعہ کسی طرح ولاس پور کے راج محل سے کم نہ تھا۔ گیٹ سے نکلتے ہی کیتھ نے اٹیچی کول کر سگریٹ کاٹن اور لائٹر نکالا۔ میں نے اٹیچی پر نظر ڈالی۔ اندر ایک سرنج اور اسٹتھ اسکوپ کے سوا میڈیسن کیس میں اگر کوئی چیز تھی تو جان ہیگ کی بوتل' گلاس' بسکٹوں کے پیکٹ' میک اپ کا سامان اور ایک چھوٹا سا پستول تھا۔ "یہ گولیاں کب کھلاؤ گی مس کیتھ؟" میں نے پستول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا دی اور سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔ "یہ آپ کے لئے نہیں ہیں یور ایکسی لنسی۔ مجھے اکثر ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب نیند نہ آئے۔"

"اچھا!" میں نے کہا۔ "پھر ان گولیوں کے بعد تو تمہیں خوب نیند آتی ہو گی۔" وہ مسکرا دی۔ گاڑی شہر کی بیرونی سڑکوں سے نکل کر کھلی شاہراہ پر آتے ہی فراٹے بھرنے لگی۔ پچاس پچپن میل کی رفتار پر بھی انجن کی آواز ہوا کی تیز سرسراہٹ سے زیادہ نہ تھی۔ شاک ابزوربرز کا فنکشن اس قدر صحیح تھا کہ گاڑی سڑک پر چلنے کے بجائے پانی پر تیرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ دس بارہ منٹ میں ہم جھیل پر پہنچ گئے۔ یہاں حد نظر تک سبزہ زار اور گنجان درختوں کے ساتھ ساتھ خوردوپھولدار جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جھیل کے دوسرے کنارے پر پہاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ کنارے کے قریب گاڑی رکتے ہی باڈی گارڈ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ کیتھ نے اٹیچی کیس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیا اور دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ باڈی گارڈ نے میری طرف کا دروازہ کھولا۔ میں نے باہر نکلتے ہی اس کے سراپا پر نظر ڈالی۔ وہ مضبوط تن و توش کا پچیس چھبیس سالہ جوان تھا۔ قدوقامت میں چھ فٹ سے کچھ کم۔ جسم پر سفید زین کا ہنٹنگ کوٹ' پتلون' سر پر پیک کیپ اور کراس بیلٹ میں پستول بحیثیت مجموعی خاصا باوقار نظر آ رہا تھا۔ "تمہارا نام؟" میں نے سوال کیا۔ وہ اٹینشن ہو گیا اور سیلیوٹ کر کے بولا۔ "یور ایکسی لنسی آپ کے غلام کو سید نعیم الدین بخاری کہتے ہیں۔"

اس کا نام سن کر میں سکتے میں آگیا۔ شروعام میرے متحیر کن اتفاقات اپنے دامن میں لئے ہوئے تھا۔ یہ دوسرا اتفاق تھا۔ جس نے مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا۔ ایک باڈی گارڈ نعیم آقا تھا اور دوسرا باڈی گارڈ نعیم خود کو اس کا غلام کہنے پر مجبور تھا۔ میں نے چلنے کے لئے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سید تو غلام نہیں ہوا کرتے گارڈ۔" اسی وقت کیتھ نے آگے بڑھ کر میرا بازو تھام لیا۔ باڈی گارڈ نے پھر سیلوٹ کر کے کہا۔ "جو حکم یور ایکسی لنسی۔" مجھے اس کے جواب پر ہنسی آگئی۔ چلتے چلتے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "واقعی شخصیت کا انحصار صرف بالائی منزل پر ہے۔" کیتھ مسکرا دی۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ ہمارے پیچھے پیچھے چلتے رہا۔ کنارے پر پہنچ کر میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "تعجب ہے پاپا نے اتنی حسین جھیل کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ یہاں تو ایک بڑی خوبصورت سیر گاہ بنائی جا سکتی ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔" کیتھ نے کہا۔ "شاید اس وجہ سے کہ شہر سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ تم سردی تو محسوس نہیں کر رہے؟"

میں ہنس دیا۔ "ابھی نہیں، کچھ دیر ٹہلنے کے بعد محسوس کر سکتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے تمہارے میڈیسن بکس میں سردی اور گرمی دونوں کا علاج موجود ہے۔"

نصف گھنٹے کے قریب جھیل کے کنارے کنارے دور تک چہل قدمی کرنے کے بعد ایک چٹان پر بیٹھ کر کیتھ نے اٹیچی کیس سے بوتل اور گلاس نکال کر دو دو پیگ برانڈی انڈیلی اور ایک گلاس میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تمہاری صحت کے نام ڈارلنگ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیم اٹ ......"

اس نے گلاس اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "کیوں کیا ہوا؟"

"کچھ بھی نہیں۔" میں نے گلاس تھامتے ہوئے کہا۔ "لیکن اگر ہونٹوں سے ہونٹ ملاتے ہوئے ڈرتی ہو تو کم از کم گلاس ٹکرا کر ہی جام صحت تجویز کرو۔"

اس نے مسکرا کر گلاس ٹکرایا اور میں نے پینی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر جھیل پر سورج کی آخری کرنوں سے سونا بکھرنے کا منظر دیکھنے کے بعد ہم واپس ہو گئے۔ ہم اپنے حصے میں پہنچے تو رمولا ناگر ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ اس نے اٹھ کر استقبال کیا۔ کیتھ نے دروازہ بند کیا اور اس کو ساتھ لے کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں لباس تبدیل کر کے بیٹھا ہی تھا کہ کیتھ واپس آگئی اور سگریٹ نکال کر دیتی ہوئی بولی۔ "مس ناگر کو میں نے اس کے فرائض سمجھا دیئے ہیں کرن۔" میں نے سگریٹ کا دھواں چھوڑتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "فرائض تو سب تم نے اپنے ذمے لے لئے ہیں ..... اب اس کے لئے کیا باقی رہا ہے؟"

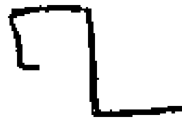
وہ مسکرا کر میرے پہلو میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "اس لہجے میں بات نہ کرو کرن۔ میں

اپنے فرائض میں جس کو شامل کر سکتی ہوں وہ مس ناگر نہیں ہے۔ تم حصوں میں تقسیم ہو سکتے ہو۔ ہو جانا۔ لیکن میں تمہیں سطح سے نیچے نہیں گرنے دوں گی۔"

میں ہنس دیا۔ "وہ صرف مذاق تھا ڈیئر۔" میں نے اس کو آغوش میں کھینچتے ہوئے کہا۔ "یہاں میری خلوت میں تمہارے سوا کوئی نہیں آئے گی۔" وہ کھل اٹھی اور "کرن!" کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے اس کو چوم لیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ پھر میری خوابگاہ میں تھی۔ ہم گیارہ بجے تک پیتے رہے اور پھر صبح کے آٹھ بجے تک وہ میری ہم خواب وہم خیال رہی۔

صبح دس بجے میں نے اپنے باڈی گارڈ کو طلب کیا۔ وہ ساڑھے گیارہ بجے اندر آیا تو سہما سہما نظر آ رہا تھا۔ اس وقت ڈرائنگ روم میں اکیلا تھا۔ کیتھ ناشتہ کر کے پھر اپنے بیڈ روم میں جا کر سو گئی تھی۔ خادمائیں دوسرے کمروں میں تھیں اور رمولا ابھی واپس گئی تھی۔ میں نے سر کے اشارے سے باڈی گارڈ کے سلام کا جواب دے کر کہا۔ "تمہاری سروس کتنی ہے؟"



سر جھکا کر بولا۔ "سات سال حضور۔"

"کس رینک میں ہو؟" میں نے دوسرا سوال کیا۔

"سارجنٹ ہوں سرکار۔"

"تنخواہ کیا ملتی ہے؟"

"پچاس روپے اور راشن کپڑا سرکار۔" اس نے کہا۔ میں اس کی باتیں سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ میرا ذہن مہاراجہ ولاس پور کی طرف منتقل ہو گیا جن کا باڈی گارڈ یونٹ تنخواہ یونیفارم اور دیگر مراعات کے اعتبار سے برٹش گورنروں کے باڈی گارڈز سے بھی بہتر تھا۔ مجھے خاموش دیکھ کر وہ بولا۔ "حضور میں مستقل آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "تمہارا کیپٹن کون ہے؟"

بولا۔ "رام سنگھ جی۔ یورایکسی لنسی۔"

میں نے کہا۔ "اچھا میں آج ہی پاپا سے کہہ کر تمہیں مستقل طور پر لے لوں گا۔ تعلیم کہاں تک ہے تمہاری؟"

"چوتھی جماعت پاس ہوں' یورایکسی لنسی۔" در جو جو چیزیں پسند کریں ' مد

"اردو۔؟" ے ہاتھ میں دے دی۔ اس نے رمولا

"جی یورایکسی لنسی۔ لیکن میں ہندی بھی

"گھریلو حالات۔۔۔۔؟" ے کہا۔ "میری گاڑی لے جاؤ۔ ڈرائیور

"جناب! تین بچے ہیں' بیوی ہے' بوڑھی ا طرف دیکھ۔ وہ سر جھکا کر کہنے لگا۔ "

"ارے! پھر تو۔" میں نے اٹھ کر الماری کی ،

دیتے ہوئے کہا۔ ”بہت تو نہیں ہیں لیکن کچھ حالات ٹھیک ہو جائیں گے۔“ اس نے جھک کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ ”خدا حضور کو ہزاروں سال کی عمر عطا فرمائے۔“

میں ہنس دیا۔ ”پاگل میرا تماشا بنانا چاہتا ہے۔ فوراً“ دوسری دعا مانگ کر نو سو چالیس سال کم کرا۔ مجھے ساٹھ ساٹھ بہت ہیں۔“ وہ ہنسی چھپانے کے لئے گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے پلٹ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”اچھا بخاری۔ جب کوئی ضرورت ہو مجھے بتانا۔ اب جا سکتے ہو۔“ اس نے فوجی سلام کیا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ میں نے بزر دبا کر رمولا ناگر کو بلایا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی سر جھکا کر کہا۔ حکم یورایکسی لنسی۔“ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ ”بمبئی جانے سے پہلے تم نے مجھے دیکھا تھا مس ناگر؟“ میں نے سوال کیا۔

”صرف دو ایک مرتبہ یورایکسی لنسی۔“ اس نے کہا۔

”مجھے یاد نہیں، میں نے تمہیں دیکھا ہو۔“ میں نے کہا۔ ”خیر اب میری صحت کیسی ہے؟“

”بہت اچھی یورایکسی لنسی۔“

”واقعی۔۔۔؟“

”واقعی یورایکسی لنسی۔ اس وقت تو آپ کسی سے بات ہی کب کرتے تھے۔“

میں ہنس دیا۔ ”ہاں مجھے کوئی بات کرنے کے قابل نظر ہی نہیں آتا تھا۔ تم ڈاکٹر نیل کنٹھ رائے سے واقف ہو مس ناگر؟“

”صرف سننے کی حد تک یورایکسی لنسی۔ وہ آپ کا علاج کرتے رہے ہیں۔“

میں نے ہنس کر کہا۔ ”علاج؟ وہ مجھے بیمار کرتے رہے ہیں۔“ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس نے اپنی گھبراہٹ چھپانے کے لئے سر جھکا لیا۔ ”تو تم ڈاکٹر روائے کے زمانے میں یہاں نہیں تھیں؟“ میں نے دوسرا سوال کیا۔ وہ اور گھبرا گئی۔ ”یہیں تھی یورایکسی لنسی۔“ اس نے سنبھل کر کہا۔

”لیکن میں ان کے ساتھ علاج میں شریک نہیں تھی۔ میں ڈاکٹر یاگ نک کے ساتھ آئی تھی اور میں چپ تھی کہ بات ہے جب ہزہائی نس ڈاکٹر روائے سے مایوس ہو کر بمبئی اٹھ کر استقبال کیا۔ کیتھ ــ

چل دی۔ میں لباس تبدیل کر کے تعلق کا خیال ہے۔؟“ وہ پھر خاموش ہو گئی۔ ہوئی بولی۔ ”مس ناگر کو میں نے اس کی پریشانی دیکھ کر کہا۔ ”لیکن کیوں۔۔۔؟“ دھواں چھوڑتے ہوئے اس کے چہ“ اس نے کہا۔

لے لئے ہیں..... اب اس کے لئے کیس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ”تم جا وہ مسکرا کر میرے پہلو میں

سکتی ہو۔" اس نے چلنے کے لئے ایک قدم بڑھایا اور کچھ سوچ کر رک گئی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔ اسکے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔"شاید تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔" اس نے جھک کر میرے گھٹنے چھونے کی کوشش کی۔ میں نے اسکے بازو تھام کر اٹھا لیا۔ وہ کانپنے لگی۔ "ڈرو نہیں مس ناگر۔ میں اب دماغی مریض نہیں ہوں۔ اگر تم....."

"یوارایکسی لنسی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں ایک ادنیٰ خادمہ ہوں۔ راج محل کے معاملات میں دخل اندازی کر کے کتنے دن زندہ رہ سکتی ہوں۔"

"جب تک یوراج رشی کرن زندہ ہے۔" میں نے اس کو قریب کھینچتے ہوئے کہا۔ "بشرطیکہ تم اس کے ساتھ ہو۔ ورنہ اس وقت تک زندہ رہو گی۔ جب تک کہ وہ لوگ زندہ ہیں جن کے ساتھ تم ہو اور مجھے معلوم ہے وہ کون ہیں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے رحم طلب نگاؤں سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے تھے۔ میں نے مسکرا کر اسکو سینے سے لگا لیا۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر اس کی کمر تھپتھپاتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ سنبھل گئی۔ اور سر اٹھا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یورایکسی لنسی......"

میں نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "رمولا تم میرے ساتھ ہو۔" اس نے مسکرا کر گردن جھکا لی۔ میں نے آگے بڑھ کر دراز سے ایک ہزار روپے کا بنڈل نکال کر اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "اسے رکھ لو۔"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں یورایکسی لنسی۔ میں آپ کی ہوں۔"

"میری ہونے کے لئے تمہیں بہتر ہونا پڑے گا رمولا۔" میں نے نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اور اس کے بغیر کوئی بہتر نہیں ہو سکتا اسے رکھ لو۔"

اس نے پھر ہاتھ کھینچ کر کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ مجھے وہ چیزیں دے سکتے ہیں جن سے میں آپ کے خیال میں بہتر ہو سکتی ہوں؟" میں نے ٹیلیفون ریسیور اٹھا کر سیکرٹری کو رنگ کیا اور "یس یورایکسی لنسی" سنتے ہی اپنے باڈی گارڈ کو بھیج دینے کا حکم دیا۔ وہ دور کھڑی دیکھتی رہی۔ دوسرے لمحے بخاری اندر داخل ہوا۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی رمولا کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "مس ناگر کو شہر لے جاؤ بخاری اور جو جو چیزیں پسند کریں انہیں دلا دو---- یہ لو----" میں نے نوٹوں کی گڈی اس کے ہاتھ میں دے دی۔ اس نے رمولا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آیئے مس ناگر۔"

میں نے اس کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میری گاڑی لے جاؤ۔ ڈرائیور نہیں جائے گا..... تم اور......" میں نے رمولا کی طرف دیکھ۔ وہ سر جھکا کر کہنے لگا۔ "

یورا یکی ہنسی۔ مجھے تو کار چلانی نہیں آتی۔"

"خدا کی پناہ۔" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "تم کیسے باڈی گارڈ ہو۔ خیر ڈرائیور کو لے جاؤ۔ لیکن میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو ایک مہینے میں ایکسپرٹ ڈرائیور بن کر دکھانا ہو گا۔ اوکے مس ناگر۔"

وہ دونوں روانہ ہو گئے۔ میں اپنے اور سید نظام الدین بخاری کا موازنہ کرنے لگا۔ "غریب سید زادہ، نعیم ہو کر بھی کچھ نہیں جانتا۔ کچھ نہیں کر سکتا سوائے فوجی اور درباری سلامیاں دینے کے۔" سوچتے سوچتے مجھے ہنسی آ گئی۔ عین اسی وقت کیتھ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ وہ ابھی گاؤن پہنے ہوئے تھی۔ مسکرا کر بولی۔ "کیا بات ہے کرن، کیوں ہنس رہے ہو؟"

میں نے بات بنا کر کہا۔ "رات کا خواب، الٰہی توبہ۔ آپ سنئے گا تو شرمائیے گا۔" وہ میرے قریب آ گئی اور گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔ "رات کو خواب کس وقت دیکھا تم نے کرن؟"

میں ہنس دیا۔ "تمہارے جانے کے فوراً بعد ڈارلنگ۔"

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "دیکھنے سے کیا باقی رہ گیا تھا جسے سن کر شرم آئیگی۔ کرن، تمہیں جھوٹ بولنے میں زیادہ مہارت نہیں ہے۔"

"یہ سچ ہے۔" میں نے کہا۔ "میں انٹرنیشنل معیار کا جھوٹ بولنے سے قاصر ہوں۔ تمہیں مجھ کو سکھانا ہو گا۔"

"میں جھوٹ بولنا نہیں جانتی ڈارلنگ۔"

"تم انٹرنیشنل ہو۔ اگر تم بھی۔"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور قریب قریب چیخ کر بولی۔ "کرن! یہ گالی ہے۔ اینگلو انڈین لیڈی کو انٹرنیشنل کہنا، ہاف کاسٹ اور بلیک اینڈ وہائٹ اسکاچ کہنے سے بھی بدتر گالی ہے۔ پلیز۔"

میں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اچھا ہوا تم نے مجھے خود بتا دیا۔ اگر کبھی لڑائی ہوئی تو میں ....." وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اپنے کمرے کی طرف چلنے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر گاؤن کا دامن پکڑ لیا۔ ایک جھٹکے کے ساتھ وہ پھر میری گود میں تھی اور کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔

ڈیڑھ بجے کے قریب جبکہ کھانا کھانے کے بعد میں ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہا تھا۔ ہال کی طرف کھلنے والے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ کیتھ جو میرے پیچھے آ رہی تھی بڑھ کر آگے پہنچی اور دروازہ کھول دیا۔ باڈی گارڈ اس کو سلام کر کے اندر داخل ہوا اور آہستہ آہستہ میری طرف بڑھنے لگا۔ میں نے اس کی دیکھ کر کہا۔ "کیا ہے بخاری؟"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ ”سرکار میں نے آپ کے حکم کے مطابق ڈرائیونگ سیکھنے کے لئے ٹرانسپورٹ سپروائزر سے گاڑی مانگی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ ٹریننگ سینٹر نہیں ہے۔“ میں نے اس کے چہرے سے اندازہ لگایا اس نے کیتھ کو دیکھ کر بات بنائی تھی۔ ورنہ وہ رمولا کی شاپنگ کے متعلق کچھ کہنے آیا تھا۔ مجھے پہلی مرتبہ اس کی ذہانت کا احساس ہوا۔ میں نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا۔ ”شام کو چار بجے میری کار منگوا لینا۔ میں اپنے ڈرائیور کو حکم دوں گا کہ تمہیں ایک ہفتے میں پرفیکٹ ڈرائیور بنا دے۔“ اس نے ”شکریہ یورایکسی لنسی“ کہہ کر سیلوٹ کیا اور اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ کیتھ نے اسکے باہر نکلتے ہی دروازہ بند کیا اور صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ”یورایکسی لنسی آپ نے اپنے باڈی گارڈ کو ضرورت سے زیادہ آزادی دے دی ہے۔“

میں نے ہنس کر کہا۔ ”اس لئے کہ وہ میرا باڈی گارڈ ہے .... میری جان کا محافظ اور ایک پرنس کی زندگی میں باڈی گارڈ بھائی اور بیٹے سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔“

”مجھے معلوم ہے ڈارلنگ۔ لیکن پھر بھی ...... پھر بھی وہ ایک معمولی سپاہی ہے ...... اور تم ....“

”حماقت کی باتیں مت کرو۔“ میں نے ہنس کر کہا۔ ”تمہارے ہاتھ میں میرا دل ہے۔ اس کے ہاتھ میں میری جان۔ لہٰذا تم خود سمجھ سکتی ہو وہ کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔“ وہ بگڑتے بگڑتے کچھ سوچ کر مسکرا دی۔ میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ کاش اس کو یہ بھی بتا سکتا کہ میرا دل ہر سمت چھلانگیں لگاتا رہا ہے اور لگاتا رہے گا۔ اور ان چھلانگوں میں باڈی گارڈ ہی مجھے ٹوٹنے پھوٹنے سے بچا سکتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ”اب آرام کرو“ کہہ کر اٹھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی۔ میں نے دروازہ بند کر کے بیڈ روم میں جانے کے بجائے باڈی گارڈ کو بلانے کے لئے بزر دبایا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کر کے کہا۔ ”یورایکسی لنسی مس ناگر کو ان کی پسند کی گھڑی‘ لاکٹ‘ ساڑیاں اور تمام سامان دلا دیا ہے۔ دو سو تیس روپے باقی بچ گئے ہیں جو انہوں نے نہیں لئے۔ میں یہی عرض کرنے آیا تھا۔ لیکن مس کیتھ کو دیکھ کر بات بدل دی۔“

”کیوں بھلا؟“ میں نے اس کی ذہانت کا اندازہ لگانے کے لئے الٹا سوال کیا۔ ”مس کیتھ کیا چیز ہے؟“

وہ ایک ثانیہ کنفیوژ ہوا اور مسکرا کر بولا۔ ”سرکار وہ اس سے حسد کرنے لگتی اور یہ بھی ممکن تھا آپ سے اسی طرح کا مطالبہ کر تی۔“

میں نے مسکرا کر کہا۔ ”ہاں یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”سرکار“ اس نے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔ ”اب اس روپے کو آپ رکھ لیں۔“

”نہیں یہ مس ناگر کو دے دو اور اگر وہ نہ لیں تو تم اپنے بچوں اور والدہ کے لئے

کپڑے وغیرہ بنا لیتا۔" اس نے جھک کر فرشی سلام کیا اور دعائیہ انداز اختیار کرنے لگا تھا کہ میں نے کہا۔ "بخاری تم میرے باڈی گارڈ ہو۔ دعا گو نہیں۔ یہ کام تمہاری والدہ بزرگہ کا ہے۔ تم اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرو۔ مجھے گھٹیا آدمی پسند نہیں ہیں۔"

"بہتر ہے یور ایکسی لنسی" کہہ کر اس نے سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں نے سگریٹ سلگاا اور سوچنے لگا۔ "نہ معلوم اس نیم کو نعیم بنانے میں کتنا عرصہ لگے اور کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کو درست کرتے کرتے میں خود بیک ٹو پولیئن نہیں ہو جاؤں گا۔ بیک ٹو پویلین یعنی ولاس پور ...... آہ خدا وہ دن تو لائے۔" میں خیالات کی رو میں بہنے لگا۔ یشودھرا۔ روپا' شکنتلا کی تصویریں نظروں کے سامنے ابھرنے لگیں اور میری آنکھیں بھر آئیں۔ میں نے صوفے کی پشت پر سر ٹکا دیا اور بے اختیار رونے لگا۔ اچانک کسی کے قدموں کی چاپ سن کر چونکا اور آستین سے آنکھیں پونچھتے ہوئے گردن اٹھا کر دیکھا سامنے رمولا کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس وقت سرخ بارڈر والی گلابی ریشمیں ساڑی میں ملبوس تھی۔ اور گلے میں سونے کا نیکلس تھا۔ نظریں ملتے ہی مسکرائی لیکن چہرے سے دلی کیفیت کا اندازہ لگا کر گھبرا گئی۔ بمشکل رک رک کر بولی۔ "یور ایکسی لنسی ...... کیا آپ کی طبیعت ناساز ہے؟"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں مس ناگر ..... میں ٹھیک ہوں۔"

"تو پھر..... کیا آپ ....." وہ کچھ سوچ کر رکی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"بیٹھ جاؤ مس ناگر۔" میں نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیتھ نہیں آ سکتی جب تک کہ میں خود نہ بلاؤں۔" وہ کسماتی ہوئی میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ سرخ بلاؤز اور ساڑی میں وہ یونیفارم سے دس گنا کشش انگیز نظر آ رہی تھی۔ لیکن ابھی نعیم بننا قرین مصلحت نہ تھا۔ میں نے اس کی ہر اپیل کو نظر انداز کر دیا۔ آخر اس نے خود ہی مہر سکوت توڑی۔ "یور ایکسی لنسی! میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرنے حاضر ہوئی تھی۔" اس نے سنبھل سنبھل کر کہا۔

"اوہ! یہ کوئی بات نہیں مس ناگر۔" میں نے کہا۔ "ہم دوست ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آتے رہیں گے۔" ڈاکٹروں اور نرسوں کا تو ویسے بھی میری زندگی بچانے میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔"

"یہ بھگوان کے ہاتھ میں ہے یور ایکسی لنسی۔ ہم کیا چیز ہیں۔"

"غلط ...... بالکل غلط۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر ڈاکٹر روائے میرا علاج کرتا رہتا تو بھگوان ...... کیا خیال ہے تمہارا؟" وہ لاجواب ہو کر میرا منہ تکنے لگی۔ "بولا مس ناگر"

میں نے کہا۔ "اچھا ایک بات بتاؤ۔ کیا ڈاکٹر روائے میری ممی اور سسٹر کا معالج نہیں ہے؟"

"بے شک ہے یورایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔ "لیکن اگر وہ قابل اعتماد نہ ہوتا تو ہزہائی نس آپ کے علاج کے لئے اس کو کبھی ......"

"اسے چھوڑو۔ اگر وہ مشتبہ نہ ہوتا تو پاپا ڈاکٹر یاگ تک سے بدل کیوں دیتے اس کو۔"

"یہ تو صحیح ہے یور......"

"صحیح غلط کے چکر میں بھی نہ پڑو ...... یہ بتاؤ ڈاکٹر روائے کے اسسٹنٹ وغیرہ سے واقف ہو تم ــــ؟"

"واقف تو ہوں یورایکسی لنسی ...... لیکن آپ یقین فرمایئے کوئی ڈاکٹر اپنے کسی اسسٹنٹ کو اپنے راز سے آگاہ نہیں ہونے دیتا۔ اگر وہ کسی کی زندگی سے کھیل رہا ہے اور پھر ایک راجکمار کی زندگی؟ بہت بڑی بات ہے یورایکسی لنسی۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو مس ناگر۔" میں نے کہا۔ "لیکن ایک وعدہ کرو گی؟ اس لئے نہیں کہ میں نے تمہیں ایک حقیر سا تحفہ دیا ہے بلکہ اس لئے کہ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں اور ہم ایک دوسرے کے قریب ہو سکتے ہیں۔"

"یہ عزت افزائی ہے یورایکسی لنسی۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ آپ حکم کیجئے۔"

"تم میری صحت کی محافظ ہو۔ میرا کھانا پینا' دوا دارو سب تمہاری نگرانی میں ہیں۔ ممکن ہے کچھ لوگ تمہیں خریدنے کی کوشش کریں ...... وعدہ کرو تم پہلی فرصت میں مجھے ان کے نام بتا دو گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں یورایکسی لنسی۔ آپ یقین کیجئے میں آپ کے اشارے پر جان دے سکتی ہوں۔"

"احمق مت بنو۔ ہم زندگی میں ایک دوسرے کے کام آ سکتے ہیں۔ مرنے کے بعد نہیں۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے منہ پھیرا لیا۔ اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگانا دشوار نہ تھا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا وہ کھڑی ہو گئی۔ "یورایکسی لنسی۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی اور وارفتگی کے عالم میں دونوں ہاتھ پھیلا دیئے۔ میں نے اس کو آغوش میں لے لیا اور وہ کانپنے لگی۔ میں اس کی کمر پر ہاتھ پھراتا رہا۔ چند سسکیاں لے کر اس نے منہ اوپر اٹھایا۔ میں نے چومنے کے بجائے اس کو دونوں شانوں سے تھام کر کہا۔ "رمولا ڈیئر۔ رمولا ڈیئر زیادہ آگے بڑھنے سے پہلے یہ بتاؤ اس میں کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو جائے گی؟"

وہ پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی۔ "میں نہیں سمجھ سکی یورایکسی لنسی ......"

"میرا مطلب ہے تم کسی اور سے تو محبت نہیں کرتیں۔ یا کوئی اور تم سے محبت

نہیں کرتا۔؟"

"یہ آپ نے کیسے سمجھ لیا یور ......"

"تم بیس اکیس سال کی ہو' ناممکن ہے کہ ......"

اس نے جملہ پورا ہونے سے پہلے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بولی۔ "گالی نہ دیجئے یور ایکسی لنسی۔"

"تم کسی سے منسوب نہیں ہو؟"

"نہیں نہیں۔ میں زندگی میں پہلی بار اپنے دل سے شکست کھا رہی ہوں یوراج ......"

میں نے زبان کے بجائے ہونٹوں سے اس کا جواب دیا' وہ میرے وجود میں سما گئی۔ چند لمحے بعد وہ میری گود سے پھسل کر مسہری کی تزئین کا سامان بن چکی تھی۔ اس نے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ اس کی خلوت میں اس سے پہلے کوئی شریک نہیں ہوا تھا۔

دوسرے روز گیارہ بجے بخاری نے ہرہائی نس کی داسی کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے شان نزول دریافت کی تو بتایا گیا کہ مہارانی نے خیریت معلوم کرنے کو بھیجا ہے۔ وہ دوپہر کا کھانا اپ کے ساتھ کھانا چاہتی ہیں۔ میں نے داسی کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا۔ "ریکھا کہتے ہیں۔ لیکن ......" وہ بولتے بولتے رک گیا ...... میں نے مسکرا کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "لیکن کیا؟"

"سرکار" وہ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا۔ "دیکھ لیجئے ...... بھیجتا ہوں اگر حکم ہو؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بھیج دو۔ کیا تم ذرا عقلمند ہونے کی کوشش نہیں کر سکتے بخاری۔"

چلتے چلتے کہنے لگا۔ "بے وقوف نہیں ہوں حضور ...... آپ سے ڈرتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "یہ بے وقوفی کی دلیل ہے ...... میں تمہیں دو تین مرتبہ کہہ چکا ہوں' ہم دوست ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں دوست کہہ کر پکارا کروں۔" اس نے تیزی سے جھک کر میرے گھٹنے چھو لیے اور سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ "میں خادم ہوں سرکار ...... اچھا اب نہیں ڈرا کروں گا۔ جب تک کہ آپ کو ناراض نہ دیکھ لوں۔"

"شاباش۔ جاؤ ریکھا کو آنے دو۔" اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا اور "آ جائیے ریکھا بائی" کہہ کر ایک طرف ہو گیا۔ دوسرے لمحے دروازے پر ایک بجلی سی کوندی اور میری نگاہوں میں عزیز لکھنوی کا شعر گھوم گیا۔

از سر نو واقعات طور تازہ کر دیئے
ایک بجلی سی گرا دی آ کے چلمن کے قریب

وہ اپنی تمام قہر سامانیوں کے ساتھ تبسم میں نگاہوں کا فسوں ملاتی ہوئی خراماں

میری طرف بڑھ رہی تھی۔ میں اس کے حسن سے مسحور ہو کر قطعی بھول گیا کہ وہ داسی ہے اور تعظیم کے لئے اٹھتے اٹھتے رہ گیا۔ وہ قریب آ کر کورنش کے انداز میں جھکی تو مجھے ہوش آیا کہ میں نعیم نہیں راجکماری رشی کرن ہوں۔ سنبھل کر بولا۔ "آؤ ریکھا۔ کیسی ہو؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کی کرپا ہے یوراج جی۔" اور غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ پچیس چھبیس سال کی بھرپور عورت تھی اور دس بیس مہارانیاں اس پر قربان کی جا سکتی تھیں۔ میں نے اس کو بیٹھنے کو کہتے کہتے ایک بار خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"کیا ماتا جی اور شنو بھی آ رہی ہیں؟"

"نہیں انہوں نے مجھے آپ کو بلانے کے لئے بھیجا ہے یوراج جی۔ آپ کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔ ہزہائی نس بھی آج وہیں ملیں گے۔"

"چلتا ہوں ریکھا لیکن تم ممی سے جا کر کہہ دو کھانا نہیں کھا سکوں گا۔"

"یہ کیوں یوراج جی۔۔۔؟ وہ تو آپ کے لئے بڑے چاؤ سے کھانا تیار کرا رہی ہیں۔"

"میں مجبور ہوں ریکھا۔" میں نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ "مس کیتھ اپنی آنکھوں کے سامنے مجھے پرہیزی کھانا کھلاتی ہیں......"

"ایک وقت کے کھانے سے کیا ہوتا ہے یوراج جی۔" اس نے کہا۔ "ہزہائی نس کو بڑا دکھ ہو گا کہ اگر آپ نے انکار کر دیا۔"

میں نے ہنس دیا۔ "مجھے انکار کب ہے ریکھا۔ لیکن پرہیز پرہیز کیا پاپا بھی چاہتے ہیں میں پکوان اور مشتان کھانا شروع کر دوں؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" اس نے کہا۔ "لیکن۔"

"بہتر ہو گا تم پاپا کے پاس جاؤ۔ اگر وہ کہتے ہیں یہ صحیح ہے تو پھر مس کیتھ مجھے کچھ نہیں کہہ سکے گی۔" وہ سلام کر کے چلی گئی۔ دروازہ بند ہوتے ہی میں نے کیتھ کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا۔ "پرواہ نہ کرو کرن! میں اس کی اجازت کبھی نہ دوں گی۔ چاہے ہزہائی نس خود ہی کیوں نہ کہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں یہ صرف تم ہی کر سکتی ہو ڈارلنگ۔ مجھے اس دعوت میں ٹریپ نظر آ رہا ہے۔"

"ڈیم اٹ۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "میں اپنے کمرے میں جاتی ہوں جیسے ہی وہ آئے گی میں بھی پہنچ جاؤں گی۔ اوکے۔؟" وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور دیر تک بجتی رہی۔ کوئی اٹھانے والا نہ تھا۔ میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ یہ ہزہائی نس کا خفیہ نمبر تھا۔ جو بطور خاص میرے لئے تھا اور ان کے نہ ملنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ میں نے دوسرا نمبر ڈائل کیا وہ وہاں بھی نہ تھے۔ ایڈی کانگ اور ان کے سیکرٹری بھی موجود نہ تھے۔ باڈی گارڈ کیبن سے بھی کوئی جواب نہ تھا۔

میں نے تنگ آ کر ریسیور رکھ دیا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سب کہاں چلے گئے۔ آخر باڈی گارڈ کو بلا کر کہا کہ وہ ہزہائی نس کے متعلق معلوم کر کے آئے اور اگر موجود ہوں تو ان سے عرض کرے کہ رشی کرن درشن کرنا چاہتا ہے۔ وہ روانہ ہو گیا۔ میں نے الماری سے اسکاچ کی بوتل اور گلاس نکال کر ایک پیگ پیا۔ سگریٹ سلگایا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بخاری لوٹا اور سر جھکا کر کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔ شری حضور تو تمام عملے کے ساتھ شکار گاہ گئے ہوئے ہیں۔"

"خوب۔" میری زبان سے نکلا۔ "کس وقت؟"

"دس بجے سرکار۔!" اس نے جواب دیا۔ اسی وقت دروازے پر روشنی ہوئی۔ میں نے روشنی دیکھ کر کہا۔ "شاید ریکھا ہے۔ جاؤ اس کو اندر بھیج دو۔" وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ ریکھا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ میں نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "بڑی دیر لگائی تم نے۔"

سر جھکا کر بولی۔ "یوراج جی ہزہائی نس کہتیں آپ کی صحت کی خوشی میں وہ ایک چھوٹی سی دعوت دے رہی ہیں۔ جس میں چند راجکماریوں اور راجکماروں سے آپ کا تعارف کرایا جائے گا اس لئے ...."

"تعارف؟" میں نے اسکی بات کاٹ کر کہا۔ "کیا میں کوئی نیا آدمی ہوں؟ کیا وہ مجھے نہیں جانتے؟ تمہیں یقین ہے ممی نے تعارف کا لفظ استعمال کیا؟"

"جی یوراج۔" اس نے کہا۔ "ہزہائی نس نے انٹروڈکشن کہا تھا۔"

میں ہنس دیا۔ "خوب کہا۔ مجھے معلوم نہیں تھا ممی کی گرامر اتنی کمزور ہے۔ خیر ان سے عرض کرنا۔ ابھی رشی کرن اتنا صحتیاب نہیں ہوا کہ اس کی خوشی منائی جائے اور اتنا غیر معروف بھی نہیں کہ اس کا تعارف کرانا پڑے۔ جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ بہت جلد جان لیں گے کہ رشی کرن ان تمام کوششوں کے باوجود جو اس کو مٹانے کے لئے کی گئیں۔ زندہ ہے اور اب ان کو مٹنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے جنہوں نے اس کو حرف غلط سمجھا تھا۔" ریکھا میری باتیں سن کر سناٹے میں آ گئی۔ اس نے کچھ بولنا چاہا۔ لیکن زبان ساتھ نہ دے سکی اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "پاپا کہاں ہیں ریکھا؟"

"وہ شکار کو گئے ہیں یورایکسی لنسی۔" اس نے کمزور سی آواز میں کہا۔

"کیا تم کسی ذریعے سے فوراً" نہیں بلوا سکتی ہو ریکھا؟" میں نے اس کی طرف دیکھ کر سوال کیا۔ وہ میرے تیور دیکھ کر سہم گئی اور کوئی جواب نہ دے سکی۔

"سنو ریکھا۔ تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "بیٹھ جاؤ اور اگر پی سکتی ہو تو ایک پیگ پی لو۔ میں تم سے کھل کر بات کرنا چاہتا ہوں۔" وہ ایک لفظ کہے

بغیر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے ایک گلاس میں تھوڑی سی انڈیل کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اس نے اٹھ کر گلاس لے لیا اور کھڑی کھڑی پینے لگی۔ میں نے اس کا بازو تھام کر صوفے پر بٹھا دیا۔ دو تین گھونٹ لینے کے بعد اسکی توانائی عود کر آئی اور اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے مجھے بہت بڑا سنمان دیا یوراکیسی لنسی میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں؟"

میں نے اس کے ہاتھ سے خالی گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "ڈونٹ بی سلی ریکھا۔ میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔"

اس نے نگاہیں جھکا کر کہا۔ "یوراکیسی لنسی میں آپ کی داسی ہوں ایک دم اتنی خوشیاں تو نہ دیجئے کہ میں دیوانی ہو جاؤں۔"

"ہو جاؤ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے خوشی ہو گی میں نے تم سے اپنا بدلہ لے لیا۔" وہ دیوانہ وار اٹھی۔ اور میرے پیروں میں گر گئی۔ میں نے جھک کر اس کو بازوؤں سے اٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔ اس کی بانہیں میرے گلے میں آ گئیں۔ میں نے اس کو چومتے ہوئے کہا۔ "تم نے مجھے پہلی نظر میں دیوانہ کر دیا ہے ریکھا۔ کون سے بھگوان نے تمہیں بنایا؟"

میرے الفاظ سن کر وہ چیخ اٹھی۔ "یوراج! میرا دم نکل جائے گا۔ میرے پریتم۔" میں نے ہنس کر اس کو گود میں اٹھا لیا۔ اس نے سرشار ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے دیکھا جسم کی حدت سے اس کا چہرہ گلنار ہو رہا تھا اور جب میرا چہرہ گلنار ہونے لگا تو میں نے آہستہ سے اس کو صوفے پر بٹھا دیا۔ پہلی قسط میں اس سے آگے بڑھنا میرے پروگرام میں شامل نہ تھا۔ حالانکہ اس وقت وہ مجسم آگ تھی اور خود سپردگی کی حدود سے بہت آگے نکل چکی تھی۔ صوفے پر ٹکتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہلکے ہلکے سرخ ڈوروں نے ان نشیلی آنکھوں کو اور قیامت بنا دیا تھا۔ میرے لئے خود نعیم نہ بنے رہنا دشوار ہو گیا۔ میں اس سے علیحدہ ہو کر باتیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ میرے جسم میں پیوست ہو جانا چاہتی تھی۔ یہ وہ نازک مرحلہ تھا جب اعصابی جنگ کلائمیکس پر تھی۔ اگر وہ غالب آ جاتی تو مجھ سے نعیم ہونے کا اقرار کر سکتی تھی .... یہ میری زندگی اور موت کا سوال تھا اور زندہ رہنے کے لئے مجھے ہر قیمت پر غالب آنے کی ضرورت تھی۔ اس احساس نے کہ ریکھا ہرہائی نس کا سب سے مہلک ہتھیار بھی ہو سکتی ہے میں گرتے گرتے سنبھلا اور میں غالب آ گیا۔ اس کے دہکتے ہوئے رخساروں پر ہتھیلیاں رکھ کر کسی قدر سرکتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ "ریکھا ..... ڈیئر ...... یقین کرو' تم پہلی عورت ہو جس کو میں اپنا دل دے رہا ہوں۔ میری زندگی تمہاری ہے۔"

وہ میرے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "ایسا نہ کہئے یوراج آپ ....."

"یوراج نہیں صرف کرن۔ کہو ریکھا۔"

اس نے مسکرا کر میرے سینے پر منہ رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن .... میں اپنی زندگی تمہارے چرنوں میں ارپن کر چکی۔ جس طرح چاہو لے لو۔"

میں نے اس کی پیٹھ سہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں میری جان' ہمیں ایک دوسرے کی زندگی کی حفاظت کرنا ہے۔ آج سے ہمارا مفاد' ہمارا مستقبل اور ہماری زندگیاں ایک دوسرے وابستہ ہیں۔"

اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ساودھان ہو جاؤ کرن۔ تمہارے چاروں طرف سازشوں کے جال بنے جا رہے ہیں ..... اور ...... اور سچ تو یہ ہے ...." وہ بولتے بولتے رک گئی۔

میں نے اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ "سچ تو یہ ہے تمہیں میری محبت پروشواس ...."

اس نے پھر میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "میں ڈرتی ہوں کرن۔"

"کس سے؟ ہرہائی نس سے؟ ان کے بھائی سے؟ وہ کیا چیز ہیں ریکھا۔ میں انہیں چٹکی میں مسل سکتا ہوں۔ وہ مجھے شردھام کا راجہ بننے سے نہیں روک سکتے ریکھا۔ تمہارا خوف تمہیں میری بننے سے روک سکتا ہے۔ ابھی تم نے مجھ سے محبت کا اقرار کیا۔ کیا نہیں؟ تو پھر خوف کیسا۔ تمہیں انگلی لگانے والے کو میری گولی اس سے بہت پہلے چاٹ لے گی کہ وہ انگلی اٹھا سکے' جاؤ یہ ایک راجپوت کا وچن ہے۔" میرے الفاظ سے اس پر پھر نشہ طاری ہونے لگا۔ سنبھل کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "میں تمہیں کرن کہہ کر پکار چکی ہوں۔ تمہاری ہو چکی ہوں۔ اب تمہاری زندگی کی حفاظت کرنا میرا پتنی دھرم ہے کرن۔ فکر نہ کرو۔" میں نے اس کو سینے سے لگا لیا۔ آخر رسٹ واچ کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "اچھا پران آدھا اب اجازت۔"

"پھر کب آؤ گی؟" میں نے پوچھا۔

"شام کو۔"

"بہتر ہے۔ میں انتظار کروں گا پر یتما۔ ہرہائی نس سے کیا کہو گی؟"

"اوہ پروا نہ کرو۔ کہہ دوں گی مس کیتھ کہتی ہیں کہ یوراج نے پرہیزی کے سوا کچھ کھایا تو وہ چھوڑ کے چلی جائیں گی۔"

"رائٹ ..... تھینکس ......" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ آہستہ آہستہ پلٹ کر دروازے کی طرف چل دی۔

دروازہ بند ہوتے ہی میں نے وسکی کا ایک پیگ پیا اور آرام چیئر میں دراز ہو گیا۔ میرے کانوں میں اپنے الفاظ گونجنے لگے۔ "ریکھا یقین کرو' تم پہلی عورت ہو جس کو میں اپنا

دل دے رہا ہوں۔ میری زندگی تمہاری زندگی ہے ...... پگلی عورت۔" مجھے اپنے سفید جھوٹ پر ہنسی آنے لگی۔ اور پھر اس ہنسی پر غصہ آنے لگا۔ یہ سوچ کر کہ جھوٹ جو انسانی معاشرے کی تشکیل کے بعد سے آج تک کامیاب زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ میرے لئے ہنسی کا باعث کیسے ہو سکتا ہے جبکہ دنیا میں سچ نام کی کوئی جنس حماقت کے بازار کے سوا کہیں نہیں پائی جاتی۔ خیالات سے چھٹکارا پانے کے لئے میں نے اٹھ کر ایک پیگ اور پیا اور سگریٹ سلگا کر ٹہلنے لگا۔ لیکن خیالات نے پیچھا نہ چھوڑا۔ میں نے اپنی زندگی پر نظر ڈالی۔ اور یہ سوچ کر ہنسی آنے لگی کہ صداقت کی دنیا ایک نان میٹرک کو کلرک یا ٹکٹ کلکٹر نہیں بنا سکی۔ جھوٹ کی دنیا نے اسے راجکمار بنا دیا۔ اور کیا ایک مرتبہ راجکمار؟ میرے خیالات کا سلسلہ طویل ہوتا چلا گیا۔ "کون احمق تھا جس نے کہا کہ آخر کار سچائی کی فتح ہوتی ہے۔ لیکن ہاں شاید "آخر کار" سے اس کی مراد "مرنے کے بعد" ہو۔" میرا سلسلہ خیال دراز ہوتا چلا گیا۔ آخر بزد نے میری مشکل آسان کی کیتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ "کھانا کھانے کا ارادہ نہیں ہے کیا؟" اس نے کہا۔ میں اٹھ کر اس کے ساتھ ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ کھانا کھاتے ہوئے اس نے ریکھا کے متعلق دریافت کیا۔ اور میں نے اس کو بھی جھوٹ کے سوا کچھ نہ بتایا۔ اس کا مشورہ تھا کہ شام کو اس کا ذکر ہزہائی نس سے کیا جائے۔ لیکن میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ انہیں بلاوجہ فکر میں مبتلا کیا جائے جبکہ میں خود بہت اچھا جا رہا تھا۔

کھانے کے بعد میں اپنے بیڈ روم میں مسہری پر آ کر لیٹ گیا مجھے رہ رہ کر خیال آ رہا تھا کہ میرا تمام کاروبار جھوٹ پر چل رہا تھا۔ لیکن آج ریکھا سے جس قدر جھوٹ بولا تھا اسکا کوئی جواب نہ تھا۔ شاید اس سے کم جھوٹ اس کو متزلزل نیں کر سکتا تھا۔ وہ میری زندگی کی خواہاں دشمن کی معتمد تھی۔ اس کے تمام رازوں سے واقف تھی اور ممکن ہے مجھے گرفت میں لینے کے لئے بھیجی گئی ہو۔ لیکن اب وہ گرفت میں تھی۔ وہ مجھے اگنی دیوتا کی سا کشی اور اسکا جی کی زحمت کے بغیر اپنا دھرم پتی تسلیم کر چکی تھی۔ لہذا ڈبل کراس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ انہی خیالات میں میری آنکھ لگ گئی۔

ساڑھے تین بجے ہونٹوں کے لمس اور معطر تنفس کی گرمی سے میری آنکھ کھل گئی۔ رمولا دونوں کہنیاں تکیے پر ٹکائے مجھ پر جھکی ہوئی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی مسکرا کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور پھول کی طرح اٹھا کر اپنے اوپر گرا لیا۔ ہنس کر لپٹتی ہوئی بولی۔ "کرن قسم لے لو اگر رات بھر سو سکی ہوں۔ یہ تم نے کیا جادو کر دیا؟"

میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے کہا۔ "وہی جو تم نے مجھ پر کر دیا۔ قسم نہیں کھاتا لیکن رات بھر میں بھی تارے گنتا رہا ہوں۔"

شرما کر بولی۔ "تو میں بہت دور تو نہیں تھی۔"

"نہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن رات کو اکثر مس کیتھ مجھے چیک کرتی ہیں۔"

وہ سر اٹھا کر ہنستی ہوئی بولی۔ "کہیں میڈیکل چیک اپ تو نہیں کرتیں۔۔۔؟"

"سنو ڈیئر۔ میں ہندو لڑکیوں کے علاوہ سب کو اچھوت سمجھتا ہوں اور کیتھ ہندو تو درکنار ہندوستانی بھی نہیں ہیں لہٰذا۔" ٹیلیفون کی گھنٹی نے سلسلہ کلام منقطع کر دیا۔ دو تین مرتبہ رنگ ہونے کے بعد میں نے رمولا کی طرف دیکھا اور اس نے مسہری سے چھلانگ لگا کر ریسیور اٹھایا اور "ہیلو" کہا۔ دوسری طرف کا جملہ سننے کے بعد بولی۔ "سو رہے ہیں۔ اچھا ..... ہرہائی نس آ رہی ہیں؟ اٹھاتی ہوں۔"

اس کے اٹھانے سے پہلے میں خود اٹھ گیا۔ وہ برا سا منہ بناتی ہوئی دروازہ کھولنے کے لئے ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔ میں نے بزر دبا کر کیتھ کو بلایا اور چائے منگانے کو کہتا ہوا ٹوائلٹ کی طرف چل دیا۔ منہ ہاتھ دھو کر ڈرائنگ روم میں پہنچا تو ہرہائی نس۔ شنو ٹھاکور اور ڈاکٹر روائے صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے ممی، نمستے ٹھاکور ماما کہا۔ ڈاکٹر روائے نے سروقد ہو کر سلام کیا۔ میں نے غور سے اس کی طرف دیکھ کر مصنوعی انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال ہے تم ڈاکٹر روائے ہو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی ..... اب کیسی طبیعت ہے حضور کی؟"

میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں ڈاکٹر۔"

ڈاکٹر نے چہرے سے اظہار مسرت کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے بڑی خوشی ہوئی یور ایکسی لنسی۔"

"کاہے کی؟" میں نے کہا۔ "اپنی ناکامی کی؟"

ہرہائی نس تیز نظروں سے میری طرف دیکھا۔ "ایسا نہ کہو کرن۔ یہ تمہارے معالج ہیں۔" ڈاکٹر میرا منہ تکنے لگا۔

میں نے ہنس کر کہا۔ "بہتر ہے ممی۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں نا مجھ سے؟"

مسکرا کر بولیں۔ "ناراض بھی نہ ہو نگی کیا۔ تم کھانے پر نہ آئے ..... خیر لیکن اس کے بعد معذرت کرنے بھی نہ پہنچے۔"

"آنا ..... لیکن مجھے نیند آ گئی ممی۔ سچ ..... آپ کا فون بھی مس ناگر نے ریسیو کیا ..... پاپا کہیں گئے ہوئے ہیں کیا؟"

"ہاں کرن! میں تمہیں بتانا بھول گئی۔ ہزہائی نس شکار کو گئے ہوئے ہیں۔۔۔!"

"کس وقت واپس آئینگے۔ مجھے ان سے کچھ عرض کرنا ہے۔"

"کیا؟ مجھے کیوں نہیں بتاتے۔ میں بھی تمہارے لئے کیا نہیں کر سکتی۔"

"آپ نہیں کر سکتیں ممی۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"مثلاً؟"

"کیا آپ اس کیتھ سے میری جان چھڑا سکتی ہیں۔ یہ نہ مجھے کہیں جانے دیتی ہے۔ نہ پرہیزی کے علاوہ کچھ کھانے پینے دیتی ہے۔ گورنیس بنی ہوئی ہے۔ جیسے میں کوئی بچہ ہوں۔" ڈاکٹر اور شانتا کے سوا سب ہنس دیئے۔ کیتھ نے ہنس کر کہا۔ "یورہائی نس۔ یوراج سے کہیئے میں ان کی جان ہزہائی نس کے حکم سے بھی نہیں چھوڑوں گی جب تک کہ ڈاکٹر ہرمین چھ ماہ بعد آ کر کرن کو بالکل تندرست ہونے کا سرٹیفکیٹ نہ دے دیں۔"

ہرہائی نس نے ڈاکٹر ہرمین کا نام سنتے ہی چونک کر کہا۔ "تمہارا مطلب ہے ڈاکٹر ہرمین آف سٹرابرگ مس کیتھ۔؟"

"جی یورہائی نس۔" کیتھ نے سر جھکا کر کہا۔ ڈاکٹر روائے نے کہا۔ "ہاں میں جانتا ہوں وہ جرمنی کے بہترین سرجن ہیں۔"

کیتھ ہنس دی۔ "اور ماہر نفسیات بھی۔" ڈاکٹر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ چائے پیتے پیتے میں نے کئی بار ڈاکٹر روائے کی طرف دیکھا۔ وہ کن انکھیوں سے میری طرف دیکھے جا رہا تھا۔ میں نے شانتا کو خاموش دیکھ کر کہا۔ "شنو تمہیں آج میں بہت سنجیدہ دیکھ رہا ہوں۔ ناراض ہو گیا؟"

"نہیں تو۔" اس نے چہرے پر مسکراہٹ طاری کرتے ہوئے کہا۔ "میں سوچ رہی ہوں تمہاری صحت یابی کا جلسہ کب ہو گا۔۔۔۔؟"

"یہ چند باتوں پر منحصر ہے۔" میں نے کہا۔ اور کھل کر بات کرنے کے لئے کیتھ کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا۔ "اف یو ڈونٹ مائنڈ" وہ مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

"کا ہے پر منحصر ہے بھلا؟" شانتا نے کیتھ کے جاتے ہی کہا۔

"ڈاکٹر ہرمین کے اشارے پر۔ گورنر بمبئی کی آمد۔ اور دو اہم شخصیتوں کے جواب پر۔"

ہرہائی نس نے تیزی سے سوال کیا۔ "دو اہم شخصیتیں کون؟"

"مائی موم اینڈ سسٹر، یورہائی نس۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ اور شنو۔ میں اس جواب پر ان کا رد عمل دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن بجائے ڈائریکٹ اظہار خیال کے انہوں نے سائیڈ ٹریک کرنے کے لئے کہا۔ "اور ٹھاکور؟ کیا یہ تمہارے ماما نہیں؟"

"یقیناً" ہیں ممی۔" میں نے کہا۔ "لیکن پھر کرنل ارجن سنگھ جی بھی ہیں۔ اور وہ میرے سگے ماموں ہیں۔"

"سگا سوتیلا کیا ہوتا ہے کرن؟" انہوں نے کہا۔ "تمہیں اس انداز میں نہیں سوچنا چاہئے۔"

"یورہائی نس۔" میں نے ڈرامائی انداز میں سر جھکا کر کہا۔ "میرے سوچنے نہ سوچنے

سے حقیقتیں نہیں بدل سکتیں۔ ٹھاکور ماما کی جو ہمدردیاں شنو کے ساتھ ہو سکتی ہیں رشی کرن کے ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ گھٹنے پیٹ کر طرف ہی مڑتے ہیں۔"

ٹھاکور نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کرن بیٹے!" انہوں نے کہا۔ "بہت زیادہ ذہین ہونا تمہارے لئے اوور ایکٹنگ کے مترادف ہے ابھی۔"

"ٹھاکور ماما!" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "اپنی بات کی وضاحت کریں۔"

ہرہائی نس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کرن! بزرگوں سے اس لہجے میں بات نہیں کرتے۔" پھر ٹھاکور کی طرف دیکھ کر بولیں۔ "دادا اپنے الفاظ واپس لو۔" میں نے ٹھاکور کے بولنے سے پہلے کہا۔ "یورہائی نس الفاظ واپس ہونے پر بھی اپنے نقوش نہیں مٹا سکتے۔ ٹھاکور نے مجھے ایکٹر کہا ہے اور انہیں اس کی وضاحت کرنی پڑے گی۔"

"میں وضاحت کروں گا کرن۔" ٹھاکور نے کہا۔ "وقت آنے پر۔"

"وہ وقت یہی ہے ٹھاکور جی۔" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سروہی میان سے نکالنے کے بعد اگر آپ کسی راجپوت سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ آپ کو پینترا بدلنے کا موقع بھی دے گا۔ تو آپ راجپوتوں کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ وار کیجئے ابھی۔ بھرپور وار۔"

ہرہائی نس گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں اور ڈپٹ کر بولیں۔ "کیا بیہودگی ہے کرن ..... کیا تم مجھے اپنی ماں نہیں مانتے؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "مانتا ہوں ماتا جی ...... لیکن بتایئے ٹھاکور مجھے کیا مانتے ہیں؟" جواب دینے کے بجائے انہوں نے تریا چرتر سے کام لیا۔ آگے بڑھیں اور مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور جب علیحدہ ہوئیں تو ٹھاکور اور ڈاکٹر وہاں سے جا چکے تھے۔ میں نے خالی صوفوں کی طرف دیکھ کر معنی خیز نظروں سے ہرہائی نس کی طرف دیکھا۔ مسکرانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی بولیں۔ "پاپ کٹا۔ اچھا ہوا چلے گئے۔ تمہیں غصہ آ گیا۔ اور یہ تمہاری صحت کے لئے مضر ہے۔"

"میری صحت ....." میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کی دیا سے کہئے یا ڈاکٹر ہرمین کے علاج سے ...... اتنی اچھی ہے کہ اب آپ مجھے رشی کرن کے بجائے کبھ کرن (راون کا طاقتور بھائی) کہہ سکتی ہیں۔"

"میں ڈاکٹر ہرمین کو تمہارے وزن کا سونا انعام دوں گی۔" انہوں نے کہا۔

"پھر آپ کو اتنا ہی سونا ڈاکٹر روائے کو دینا پڑے گا یورہائی نس۔"

"روائے کو خاک ڈلواؤنگی۔ وہ کچھ نہ کر سکا۔"

"آپ ایک لحاظ سے صحیح کہہ رہی ہیں ممی۔ واقعی وہ کچھ نہ کر سکا۔ سوائے اس کے ڈاکٹر ہرمین کے لئے ایک سنہری موقع فراہم کر دیا۔ بہرکیف پاپا اس کو انعام کا مستحق سمجھ

چکے ہیں اور ....."

"نان سینس۔" انہوں نے کہا۔ "میں کہہ چکی ہوں کہ اب وہ راج محل میں کسی کا علاج نہ کر سکے گا۔ اگر تم اس سے ناراض ہو تو میں اس کو ریاست بدر کر سکتی ہوں کرن۔" میں ہنس کر چپ ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کا جائزہ لیتی رہیں پھر بولیں۔

"چپ کیوں ہو گئے کرن؟"

"چھوڑیئے ممی۔ سلسلہ طویل ہے۔ آپ کو اتنے آدمیوں کو جلاوطن کرنا پڑے گا کہ ریاست میں کچھ نہ رہے گا۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن شانتا کی طرف دیکھ کر چپ ہو گئیں۔ شانتا نے مسکرا کر کہا۔ "کرن۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر ہرمین کے علاج نے تمہاری ذہنی صلاحیتوں کو اتنا بڑھا دیا ہے کہ کوئی نہیں مان سکتا کہ تم وہی رشی کرن ہو۔ ماما بھی یہی کہنا چاہتے تھے لیکن ....."

میں نے ہنس کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "شنتو ڈیئر لیپا پوتی نہ کرو بے بی۔ مجھے پوری طرح احساس ہے کہ میں ذہنی مریض کبھی نہ تھا بلکہ ...... خیر جانے دو ....." شانتا اصرار کرنا چاہتی تھی لیکن ہرہائی نس نے کہا۔ "شنتو! بہتر ہو گا پھر کسی وقت بات کریں ..... اب کرن کو آرام کرنے دو۔"

شانتا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جو حکم ممی۔" اتنی کھل کر باتیں نہیں کرتی تھی کرن۔ اب وہ کھل کر سامنے آ جائیں گے۔"

کیتھ آخری جملہ سن کر چونک گئی۔ زیادہ وقت سے مراد کرن؟"

اس نے سوال کیا۔ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ مسکرا کر الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے پلاؤ پھرتا تا ہوں۔" اس نے الماری کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور لا کر میرے سامنے رکھ دیئے۔ میں نے گلاس اٹھا کر ایک طویل گھونٹ لیا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ "ڈارلنگ خدا معلوم وہ غریب آپریشن کے بعد زندہ بچتا بھی ہے یا نہیں۔ اگر اس کو کچھ ہو گیا تو ممکن ہے ہزہائی نس اس شاک سے دماغی توازن ......"

"تم بہت صحیح کہہ رہے ہو کرن۔" اس نے آہستہ سے کہا۔ "لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ہزایکسی لنسی اس خبر کو دبا دینگے۔ اور اپنے طریقے پر تمہاری سیکیورٹی کو ملحوظ رکھ کر ظاہر کریں گے۔"

"شاید۔ لیکن ہم اس پہلو کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اس پر تمہاری اور میری زندگی کا انحصار ہے۔" اس نے گلاس اٹھا کر آہستہ آہستہ پینی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھوں میں ارتعاش تھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "تمہارے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ ڈر گئیں کیا۔؟"

"ہاں میری جان۔" اس نے کہا۔ "اپنے لئے نہیں تمہارے لئے اور تمہارے ساتھ میری زندگی وابستہ ہے کرن۔ میں نے کچھ حسین خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ خدا نہ

کرے اگر ......" اس کا گلا رندھنے لگا تو وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ اس کی حالت دیکھ کر میرے دل پر چوٹ لگی۔ میں سر تھام کر بیٹھ گیا۔ اب مجھے احساس ہوا کہ میں ہر لڑکی کو اپنانے کا وعدہ کر کے کتنا بڑا ظلم کرتا ہوں۔ آج تک کسی نے اس طرح کھل کر کہنے کی ہمت نہیں کی تھی۔ شاید اس لئے کہ وہ مشرقی تہذیب و تمدن کی پروردہ تھیں۔ حیا نے ان کو مہربلب کر دیا۔ ورنہ محسوسات سب کے یہی رہے ہوں گے۔ یہ مغربی تہذیب کی حامل ہے' کہہ گئی۔ لیکن رمولا کیا کہے گی۔ کیا کہے گی۔ یکایک خیالات نے پلٹا کھایا اور غیرارادی طور پر میری زبان سے نکلا۔ "ڈیم اٹ۔ یہ ہزہائی نس کی مہمان نوازی کے سوا کچھ نہیں۔ جس کی وہ گراں قدر قیمت ادا کر رہے ہیں۔" میں نے گلاس خالی کیا اور بیڈ روم کی طرف چل دیا۔

شام کو آٹھ بجے میں کھانے سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ " ریکھا" میں نے اس کو چونکانے کے لئے کہا۔ "دس از کرن۔ مجھے تم سے محبت ہے ریکھا ڈیریسٹ" میرا خیال تھا وہ کہے گی۔ "کیا کہا یورایکسی لنسی۔" یا "میں انگریزی نہیں جانتی پریتم۔" لیکن چونکنا اس کے بجائے میرا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اس نے جواب دیا۔ "یہ میں بھی جانتی ہوں لیکن الفاظ کا بار بار دہرانا اچھی بات نہیں۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے آ رہی ہو کیا---؟"

اس نے کہا۔ "نہیں۔ آپ کو دس بجے میلا کنج میں فوارے کے پاس پہنچنا ہے۔ کبھی گئے ہیں۔؟"

"نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

"راج محل سے کار لے کر نکلئے۔ آشا ساگر کے کنارے پہلا باغ میلا کنج ہی ہے۔ ضرور آنا۔ ضرور۔ اچھا گڈ نائٹ۔"

"گڈ نائٹ۔" ریسیور رکھتے ہی میں نے بزر دبا کر بخاری کو بلایا۔ اس کے سلام کرنے سے پہلے میں نے کہا۔ "ڈرائیور سے کہو نو بجے میری گاڑی پورچ میں کھڑی کر کے چلا جائے۔" وہ سر جھکا کر چلا گیا۔ میں نے گرم سوٹ پہنا۔ اوور کوٹ کی جیب میں پستول ڈالا اور سر پر فیلٹ رکھ کر کیتھ کے کمرے میں پہنچا۔ وہ دیکھتے ہی بولی۔ "باہر جانا ہے کیا؟" میں نے کہا "ہاں تم نہیں جا رہی میں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا۔ تم میرے بستر میں سو جاؤ۔ پاپا فون کریں تو سنبھال لینا۔" اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولی۔ "اچھا۔ باڈی گارڈ کو تو لے جا رہے ہو نا؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور گڈ نائٹ کہہ کر چل دیا۔

تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی سڑکوں کے چکر کاٹنے کے بعد دس بجے میں نے

اشاساگر کے کنارے' درختوں کی آڑ میں گاڑی کھڑی کر کے باڈی گارڈ کو گاڑی میں چھوڑا اور باغ میں داخل ہوا۔ سردی کا موسم ہونے کے باعث ہر طرف سناٹا تھا۔ میں اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے دروازے میں داخل ہوا اور آہستہ آہستہ ٹہلتا ہوا فوارے پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ یہاں حد نظر تک ویرانی کے سوا کچھ نہ تھا۔ سردی محسوس ہونے لگی تو میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور فوارے کی دیوار پر ایک پاؤں رکھ کر کش لگانے لگا۔ فوارہ بند تھا لیکن اس کے گرد گول حوض میں پانی بھرا ہوا تھا۔ پوسٹ لیمپ کی ہلکی روشنی میں رنگین مچھلیاں تیرتی نظر آ رہی تھیں۔ میں اس نظارے میں محو ہو گیا۔ چند منٹ گزر گئے۔ میں نے سگریٹ پھینکتے ہوئے پلٹ کر دوسری طرف دیکھا۔ شہر کی سمت والے دروازے کی طرف سے کوئی تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا اس طرف آ رہا تھا۔ میں نے غور سے دیکھا۔ آنے والا سیاہ اوور کوٹ پہنے ہوئے تھا اور چال سے مرد معلوم ہوتا تھا۔ میں نے مایوس ہو کر دوسرا سگریٹ نکال کر سلگایا اور ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں اس نے میرے قریب پہنچ کر کوٹ کا کالر نیچے کیا اور آہستہ سے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔" "آواز پہنچاتے ہی میں "اوہ ریکھا" کہہ کر تیزی سے آگے بڑھا اور وہ ہاتھ پھیلا کر میرے سینے سے لگ گئی۔" میں نے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ "تم نے بہت انتظار کرایا پر-تما۔" اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ "اچانک روک لی گئی تھی۔ ورنہ ساڑھے نو بجے یہاں ہوتی ..... آپ کے ساتھ کون کون ہے؟"

"صرف باڈی گارڈ۔" میرا جواب تھا۔ "میں نے ڈرائیور کو قصداً" ساتھ نہیں لیا۔"

"کیا باڈی گارڈ آپ کا معتمد ہے؟" اس نے پوچھا۔

"شاید لیکن کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ابھی کوئی امتحان نہیں لیا گیا۔"

"تو پھر رسک لینا غلط ہے۔ میں یہیں ٹھہرتی ہوں' آپ اس کو ٹرخا دیں۔" اس نے دروازے کی آڑ میں رک کر کہا۔ میں تیزی سے بڑھ کر کار کے قریب پہنچا۔ باڈی گارڈ نے کہا "یورایکسی لنسی" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بخاری تم راج محل کی طرف چل دو۔ اور آدھے گھنٹے کے بعد مجھے گیٹ سے پچاس قدم کے فاصلے پر آڑ میں کھڑے ہوئے ملو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "حضور آپ کو تنہا نہیں ہونا چاہئے۔" میں نے ہنس کر گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا۔ اور وہیل سنبھالا۔ وہ سلیوٹ کر کے راج محل کی طرف چل دیا۔ انجن اسٹارٹ کرتے ہی ریکھا دروازے کی آڑ سے نکل کر باہر آ گئی اور میرے برابر میں بیٹھ گئی۔ دروازہ بند ہوتے ہی میں نے گیئر لگایا۔ اس نے میری کمر میں ہاتھ ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ سڑک پر آتے ہی میں نے شہر کی مخالف سمت میں ٹرن لیا اور ایکسی لیٹر پر دباؤ ڈالا۔ گاڑی فراٹے بھرنے لگی۔ میونسپل حدود سے باہر نکلتے ہی اس نے سر اٹھا کر میری

طرف دیکھا۔ "یوراج!" اس نے کہا۔ "حالات بہت خطرناک ہو گئے ہیں۔ پہلے انہیں آپ کے متعلق شک تھا لیکن اب ڈاکٹر روائے نے یقین دلا دیا ہے کہ آپ رشی کرن ہرگز نہیں ہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "میں چاہتا ہوں وہ شک اور یقین کی کشمکش میں گھل گھل کر مرنے کے بجائے کھل کر سامنے آ جائیں اور کوئی عملی قدم اٹھائیں ہم ہر طرح تیار ہیں۔"

"کیا تیار ہیں آپ؟" اس نے پوچھا۔

"یہ ان کے طرز عمل پر منحصر ہے ڈیریسٹ ..... میں نے ہر طرح کہا تھا اس میں سب کچھ آ جاتا ہے۔"

"آپ ان کے متعلق کم جانتے ہیں اس لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے ریاست کی فوج میں کون کون ہرہائی نس کے زیر اثر ہیں؟"

"چند نام جانتا ہوں۔ ممکن ہے چند اور بھی ہوں۔ لیکن وہ کیا چیز ہیں' پاپا کی کمزوری ہے کہ انہیں برداشت کر رہے ہیں۔" اس نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے جیب میں ٹھونستے ہوئے کہا۔ "زبانی بتاؤ' اسے صبح پڑھوں گا۔" اس نے چھ سات نام لئے جن میں سے دو میرے لئے انجانے تھے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں پاپا سے ان کو نکالنے کے مطالبہ کروں گا۔ اور اگر انہوں نے پس و پیش سے کام لیا تو ....." نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ اور بولی "میں سمجھ گئی کرن۔ اس کے بغیر بات نہیں بنتی۔"

"میں بے چینی سے انتظار کر رہا ہوں کہ ان کی طرف سے ایک قدم تو اٹھے۔"

"میں تمہاری حفاظت کے انتظام کو کافی نہیں سمجھتی کرن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری شبھ کامنائیں کافی ہیں ریکھا۔"

"ہزہائی نس کو اشارہ تو کرو کہ شانتا کماری کی طرف سے ایکٹیوٹیز شروع ہو گئی ہیں۔ وہ خود کچھ کریں گے۔"

"ایکٹیوٹیز....." میں نے کہا "کیا ایکٹیوٹیز؟"

"آج کا واقعہ۔ ڈاکٹر روائے کا تم سے ملنا۔ اور اس کے بعد ان کا ہرہائی نس کے ڈرائنگ روم میں گھنٹوں مشورے کرنا .... جہاں میں نے ان کی کچھ باتیں سنیں۔"

"اوکے ..... صبح میں انہیں کمرے میں بلا کر بات کروں گا۔"

"کس وقت؟"

"تم بتاؤ۔"

"سات بجے۔ پوجا پاٹ سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ چائے پی کر فوراً" تمہارے پاس

پہنچ سکتے ہیں۔ اس وقت ہرہائی نس سوتی ہوتی ہیں۔"

"کیا میں انہیں بتا دوں، تم ہماری طرف ہو۔؟"

"پھر تمہیں بہت کچھ بتانا پڑے گا۔ ورنہ وہ کبھی یقین نہ کریں گے کہ میں ہرہائی نس کے خلاف ہو سکتی ہوں۔"

"اگر انہوں نے پوچھا تو کہہ دوں گا ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔"

"پھر وہ پوچھیں گے کس حد تک؟"

"پسندیدگی کے حدود تعین نہیں کئے جا سکتے۔ یہ دریا کے دھارے کی طرح رخ بدل سکتے ہیں۔ اور پھر ایک راجہ کی پسندیدگی؟ جس کے دھارے ہی ان گنت ہوتے ہیں۔ نہیں، پاپا یہ سوال نہیں کر سکتے۔"

وہ مسکرا کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کرن ...... یہ تم اپنے جذبات کی عکاسی تو نہیں کر رہے؟"

"نہیں۔" میں نے اس کی طرف گردن گھما کر کہا۔ "یہ میں تمہیں پاپا کی سوچ کا انداز بتا رہا ہوں ریکھا ڈیئر۔"

"ویسے یہ ایک حقیقت بھی ہے۔"

"ہو گی۔ لیکن راجاؤں کے لئے اور میں راجہ نہیں ہوں۔ صرف ایک راجکمار۔ جس کا راجکمار ہونا بھی ایک نزاعی مسئلہ ہے۔"

"میں اسے کوئی مسئلہ نہیں سمجھتی بہرکیف ہزہائی نس کو میرا نام بتائے بغیر بھی بہت کچھ سمجھایا جا سکتا ہے......"

"بغیر بتائے کون سمجھا ہے ڈیئر۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم سمجھ گئی ہو میں تمہیں کہاں لئے جا رہا ہوں؟"

"سچ ہے میرے راجکمار جی مجھے کیا معلوم؟ میں کیسے سمجھ سکتی ہوں۔ آپ مجھے کہاں لے جانے کے قابل سمجھتے ہیں۔ گاڑی کی رفتار سے کچھ کچھ احساس ہوتا ہے کہ بمبئی سے پہلے تو کیا رکنا پسند کریں گے آپ؟" میں نے ہنس کر ایکسی لیٹر سے پاؤں اٹھانا شروع کر دیا۔ گاڑی کی رفتار بتدریج دھیمی ہوتی چلی گئی۔ پندرہ میل سے سوئی پیچھے ہونے لگی تو سوئچ آف کر دیا۔ تھوڑی دور چل کر گاری رک گئی۔ "بمبئی آ گیا ڈیئر۔" میں نے کہا "اب کہئے کیا سلوک کیا جائے آپ کے ساتھ؟"

"وہی جو سکندر نے پورس کے ساتھ کیا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ میں نے سوئچ آن کر کے سیلف اسٹارٹر پر پیر رکھا۔ انجن جاگ اٹھا۔ ڈیش بورڈ کی گھڑی میں بارہ بج کر دس منٹ ہو رہے تھے۔ میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کا رخ کیا۔ اس نے شکریہ کہہ کر پھر میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ریکھا، اگر تم کہہ دیتیں کہ وہی جو

سکندر نے رخسانہ کے ساتھ کیا تو میں بڑی الجھن میں پڑ جاتا۔"

وہ کندھے سے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے بولی۔"رخسانہ کو؟" یو رایکسی لنسی!"

میں نے کہا۔ "وہ جس نے پورس کو راکھی باندھ کر بھائی بنایا تھا۔ اور سکندر اس کو گھر والی بنا چکا تھا۔"

"اوہ!" اس نے پھر میرے کندھے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔ "تو اس میں الجھن کیا تھی پریتم؟"

"یہی کہ پریتم بالکل اناڑی ہے۔"

اس نے پھر سر اٹھا کر دیکھا اور بولی۔ "ایکسی لنسی جس انداز سے آپ کمند ڈالتے ہیں وہ تو آپ کو کھلاڑی ثابت کرتا ہے۔"

میں نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پریکٹیکل نہیں۔"

راج محل سے کچھ فاصلے پر میرا باڈی گارڈ ہی درخت کے نیچے کھڑا ہوا ملا۔ میں نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "بخاری تم اپنے کوارٹر چلے جاؤ۔" اس نے سیلوٹ کر کے کہا۔ "بہتر ہے سرکار۔" میں نے شیشہ چڑھایا اور تیزی سے گاڑی بڑھائی۔ پھاٹک پر پہنچتے ہی پہریدار نے دروازہ کھول کر بندوق سے سلامی دی۔ ریکھا اس وقت سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی کوارٹروں کی طرف ٹرن لیا۔ اور تھوڑی دور جا کر روشوں کے درمیان گاڑی کو بریک لگایا۔ ریکھا دروازہ کھول کر نیچے اتر گئی۔ میں نے کوارٹروں کی قطار میں گاڑی کو بیک کیا اور دو تین سو گز کا چکر کاٹ کر راج محل کے پورٹیکو میں پہنچ کر سیڑھیوں پر اتر گیا۔ گارڈ نے سلامی دی اور میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا لفٹ میں پہنچ گیا۔ کاریڈور سے گزر کر ہال میں آیا۔ اپارٹمنٹ کی طرف مڑتے ہی چیمبرز کے پہلو والی کیبن میں لائٹ ہوئی اور ایک مضبوط تن و توش کے جوان نے جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا باہر نکل کر سلام کیا۔ میں نے دروازے کی طرف بڑھتے بڑھتے رک کر کہا۔ "کون ہو تم؟" سر جھکا کر بولا۔ "حضور کا گارڈ۔" میں نے نام پوچھا تو کہنے لگا۔ "اودھم سنگھ نائیک سرکار۔ میں گیارہ بجے سے چھ بجے تک حضور کی حفاظت کرتا ہوں۔"

میں دروازہ کھول کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ بیڈ روم میں پہنچ کر دیکھا تو بستر پر کچھ بے ترتیبی نظر آئی۔ میں نے کیتھ کے اپارٹمنٹ کی طرف کھلنے والے دروازے کی طرف دیکھا۔ بولٹ چڑھا ہوا تھا بظاہر کسی کے یہاں آنے کی کوئی علامت نہ تھی۔ لیکن پھر بھی کوئی بات ایسی تھی کہ مجھے کسی کے مداخلت کرنے کا شبہ ہو رہا تھا۔ چسٹر اتار کر ہینگر پر رکھتے رکھتے یہ احساس اور بھی شدید ہونے لگا۔ چاروں طرف غائرانہ نظر دوڑا کر دیکھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر صحیح تھی۔ مسہری کا کشن اٹھا کر سرہانے کے خفیہ خانے کو کھول کر دیکھا۔ میری نوٹ بک اپنی جگہ پر موجود تھی۔ بستر ہموار کر کے چسٹر ڈرائر کا نچلا حصہ کھول کر

اٹیچی کیس نکالا۔ اس کے دونوں لاک ٹوٹے ہوئے تھے۔ مجھے جھرجھری سی آ گئی۔ اس میں روپا کے دیئے ہوئے کئی جواہرات تھے۔ ایک ہیرا لگا ہوا ساڑی پن تھا۔ ایک سونے کی بیلٹ تھی جس کے لاکٹ میں کئی ہیرے جڑے ہوئے تھے۔ میں نے ڈھکنا کھول کر دیکھا۔ ہر چیز موجود تھی۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تیزی سے سیدھا ہو کر سگریٹ سلگایا۔ میرا خیال صحیح تھا میری غیر موجودگی میں کوئی میرے بیڈ روم میں داخل ہوا تھا۔ لیکن وہ چور ہرگز نہ تھا اور نہ ہزاروں روپے کی قیمت کے جواہرات کبھی نہ چھوڑتا۔ میں نے اٹیچی کو اسی حالت میں چھوڑ کر جسٹر پہنا اور ڈرائنگ روم میں واپس آ کر ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ یہاں کوئی بے ترتیبی نہ تھی۔ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اودھم سنگھ کو آواز دی۔ وہ ایک سیکنڈ میں میرے سامنے تھا۔ سر جھکا کر بولا۔ "حکم سرکار۔" میں نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اور پلٹتے پلٹتے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ اس کا رنگ اڑ چکا تھا۔ میں ڈرائنگ روم سے گزر کر بیڈ روم میں آیا اور دروازے میں پہنچ کر ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا۔ وہ بھاری قدموں سے چلتا ہوا میرے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ اس طرح جیسے اس کو مقتل میں لے جایا جا رہا ہو۔ بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی میں نے اٹیچی کیس کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہ اودھم کس نے مچایا اودھم سنگھ؟" اٹیچی پر نظر پڑتے ہی وہ کانپنے لگا۔

"ان داتا' مجھے تو کچھ معلوم نہیں۔" اس نے بمشکل کہا۔ میں نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے معلوم ہے صرف پندرہ منٹ پہلے کوئی اس کمرے سے نکلا ہے۔ اور وہ چور نہیں تھا اور کسی کھڑکی سے بھی نہیں گیا بلکہ دروازے سے گیا ہے' تمہارے سامنے سے۔ بتاؤ کون تھا وہ؟"

اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "سرکار قسم لے لو جو....."

"شٹ اپ" میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "تم معطل کئے جاتے ہو۔ اپنے پستول مسہری پر رکھ دو۔"

اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے ہولسٹر اتار کر مسہری پر رکھ دیا۔ میں نے جسٹر کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالتے ہوئے کہا۔ "اپنی کیبن میں چلو اور اس غداری کے صلے میں جو کچھ انعام ملا ہے۔ میرے حوالے کرو۔" اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی لیکن میں نے کہا۔ "میں اپنی گولی کی آواز کے سوا کوئی دوسری آواز نہیں سنوں گا۔ چلو" وہ پلٹ کر آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ کیبن میں داخل ہو کر لکڑی کے بکس پر سے کشن سرکایا اور ڈھکنا کھول کر دس دس روپے والے نوٹوں کا بنڈل نکال کر کانپتے ہوئے ہاتھوں سے میری طرف بڑھایا۔ میں نے اس کو باہر نکلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میرے بیڈ روم میں چلو اور اسی مسہری پر رکھ دو۔" وہ نکل کر چلنے لگا۔ بیڈ روم کے دروازے میں پہنچ کر میں نے اس کے ہاتھ سے بنڈل لے کر مسہری پر پھینکا اور کہا۔ "اودھم سنگھ اگر گولی سے مرنا نہیں چاہتے تو

سامنے والی کھڑکی کھول کر باہر چھلانگ لگا دو۔"

میرا فیصلہ سن کر وہ کانپ اٹھا۔ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہوا بولا۔ "حضور میں بے گناہ ہوں۔ اگر آپ ایک بات ...."

"ہو گے" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "دنیا میں ہزاروں بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ تمہارے اضافے سے کوئی بڑا فرق نہیں پڑے گا۔" وہ میرے تیور دیکھ کر مایوس ہو گیا اور اٹھ کر کھڑکی کی طرف چلنے لگا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ اس نے کھڑکی کھول کر نیچے جھانکا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "حضور میں آپ کے حکم کی تعمیل میں جان دے دیتا ہوں۔ لیکن میری چار کنواری بہنیں' ایک ماں اور اندھا باپ بے سہارا ہو جائیں گے۔ آپ کو ان کی پرورش کا وعدہ کرنا ہو گا۔"

"وہ میری ذمہ داری نہیں۔" میں نے سختی سے کہا۔ "تمہیں شریک جرم ہونے سے پہلے انجام سوچنا چاہئے تھا۔ اپنی ذمہ داریوں پر نظر ڈالنی چاہئے تھی۔"

"کیا کر سکتا تھا سرکار۔ پوزیشن یہی تھی جو اس وقت ہے۔"

"تو پھر نام کیوں نہیں بتاتے؟" میں نے قریب قریب چیخ کر کہا۔

"کوئی فائدہ نہیں غریب پرور ..... کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کی گولی سے بچ کر ان کی گولی۔"

"کس کی گولی؟ تم نام بتاؤ اور میری پناہ میں آ جاؤ۔ سنو اودھم سنگھ۔ میں بیار رشی کرن نہیں ہوں۔ چار ماہ سے پہلے پہلے گورنر میری ولیعہدی کا اعلان کرنے یہاں آئیں گے ...... اور میں شردھام کا مالک ہوں گا۔ یہ بہن بھانجیوں کی ساڑھی میں منہ چھپا کر وار کرنے والے مجھ سے بچ کر نہ نکل سکیں گے اگر اب بھی نہیں سمجھے تم تم گدھے ہو۔ اور تمہیں کتے کی موت مار دینا کوئی پاپ نہیں ہے۔"

اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "سرکار آپ مجھے پناہ دینے کا وچن دیجئے میں نام بتاتا ہوں۔"

میں نے کہا۔ "میں پہلے وچن دے چکا ہوں۔ نام بتاؤ تم محفوظ ہو"

"یور ایکسی لنسی۔ ٹھاکور ماما کے کنور جی تھے۔"

"کیا تلاش کر رہے تھے؟" میں نے پوچھا۔ اس نے کہا۔ "سرکاری میری کیا مجال تھی کہ میں پوچھ سکتا۔ لیکن وہ کسی ثبوت کی تلاش میں آئے تھے .... چلتے ہوئے کہنے لگے اودھم سنگھ ہم کچھ نہیں لے جا رہے ہیں۔ یہ لو تمہارا انعام۔" میں نے مسہری سے نوٹوں کا بنڈل اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ "یہ لو تمہارا انعام۔ میرا خیال تھا ٹھاکور ماما خود ملوث ہیں۔" وہ نوٹوں کا بنڈل پھینک کر میرے پیروں پر گر پڑا۔ اور گڑگڑا کر بولا۔ "میرے مالک آپ نے مجھے جیون دان دیا ہے۔ اب میری زندگی آپ کے لئے ہے۔" میں

نے اس کو اٹھنے کا حکم دیا اور مسہری سے اس کا ہولسٹر اٹھا کر لیتے ہوئے کہا۔ "مجھے تم سے زیادہ بہادر سپاہیوں کی ضرورت ہے اودھم سنگھ ..... تم اپنی زندگی چار کنواری بہنوں اور ماں باپ کے لئے بچا کر رکھو۔" وہ کچھ نہ بولا۔ سر جھکا کر چلنے لگا۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "یہ روپیہ اٹھا لو اودھم سنگھ تمہارا ہی ہے۔ لیکن شاید تمہیں ہزہائی نس کے سامنے پیش ہونا پڑے .... میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔" اس نے جھک کر روپیہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "جو حکم سرکار کا۔" سلام کیا اور باہر نکل گیا میں نے سگریٹ سلگا کر رسٹ واچ پر نظر ڈالی' ڈیڑھ بج رہا تھا۔ کچھ سوچ کر کیتھ کی طرف والا دروازہ کھول کر باہر نکلا اور اس کے بیڈ روم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تیسری دستک پر کمرے میں روشنی ہوئی اور کیتھ نے کہا۔ " کون ہے؟"

"دس از کرن۔" میں نے کہا۔ "ناوقت تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں۔"

اس نے دروازہ کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔ اندر آؤ۔" میں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "کپڑے پہن لو شاید ہمیں ہزہائی نس کو بلانا پڑے۔"

اس نے بولٹ چڑھا کر مسہری کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "کیوں؟" میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے واقعہ سنانا شروع کر دیا۔ وہ غور سے سنتی رہی۔ تمام باتیں سننے کے بعد سگریٹ سلگاتی ہوئی بولی۔ "میرے خیال میں ہزہائی نس کو ڈسٹرب کرنا ٹھیک نہیں ڈیئر۔"

"کیوں؟" میں نے کہا۔

"اس وقت انہیں جگانے سے محل میں ہنگامہ مچ جائے گا ..... اور مقصد پھر بھی حل نہ ہو گا۔ اگر ان کو تمہاری طبیعت خراب ہونے کے بہانے سے بھی بلایا گیا تو مہارانی ان کے ساتھ ضرور آئیں گی۔ اور تم ان سے اصل بات نہ کہہ سکو گے۔ تاوقتیکہ انہیں پوری طرح ایکسپوز کرنے کو تیار نہ ہو۔ کیا تم ایکسپوز کرنا چاہتے ہو؟"

میں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "نہیں۔ ہزہائی نس کو ایکسپوز کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ہزہائی نس ان سے دبتے ہیں۔"

"تو پھر خاموش رہو۔ صبح پھر غور کریں گے۔"

میں "اوکے" کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ "تھینک یو فار ....."

"نان سینس۔" اس نے بستر سے چھلانگ لگا کر کہا۔ "میں تم سے بدلہ نہیں لوں گی کیا۔" میں نے ہنس کر اسے گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر۔ یہ سہی۔ تم بھول گئیں میں تمہیں اپنے کمرے میں سونے کو کہہ کر گیا تھا۔"

"صبح آٹھ بجے چائے لے کر آنے والی خادماؤں کے بزر نے ہمیں جگایا۔ میں اٹھ کر اپنے کمرے میں آیا۔ کیتھ نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بلایا اور میں ٹوائلٹ کی طرف

چل دیا۔ چائے پینے کے بعد میں نے ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ "ہیلو" کہتے ہی میں نے آداب عرض کیا۔ "بولے کیسی طبیعت ہے۔ کرن؟" میں نے کہا۔ "دعا ہے پاپا۔ ممی سو رہی ہوں تو میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں۔" جواب دیا۔ "تمہاری امی بھی تمہاری خیریت پوچھ رہی ہیں کرن۔" میں اس بے ربط جملے سے سمجھ گیا کہ سر پر سوار ہیں۔ ہزہائی نس نے ماؤتھ پیس سے دوسری طرف منہ پھرا کر کہا۔ "یور ہائی نس' کرن سلام عرض کر رہا ہے۔" پھر صاف آواز آئی۔ "کرن اب تو دن کے وقت باغ میں چل قدمی کیا کرو۔" میں نے نمستے کہہ کر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور سگریٹ سلگا کر سوچنے لگا۔ ہزہائی نس مجھے بہت کمزور قسم کے راجہ نظر آئے۔ ان میں اپنی رانی کی سازشوں سے عہدہ برآ ہونے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ شاید اسی لئے انہوں نے گورنر کے دامن میں پناہ لی تھی۔ ان سے کسی قسم کی توقع رکھنا بے سود تھا۔ میں نے کیتھ کو بلا کر کہہ دیا کہ ہزہائی نس کو رات کے وقت واقعے کے متعلق کچھ نہ بتایا جائے۔

دوپہر کو مین نے اپنے باڈی گارڈ کو اندر بلا کر کہا۔ "بخاری شام کو بازار جاؤ اور سوفٹ سوتی رسہ خرید کر لاؤ۔ لیکن کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے" میں نے بیس روپے نکال کر اس کو دیئے اور وہ سلام کر کے چلا گیا۔ شام کو چھ بجے اودھم سنگھ کو طلب کیا۔ وہ اندر آیا تو چہرے سے چھ مہینے کا بیمار نظر آ رہا تھا۔ میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا "اودھم سنگھ ...... کیا یم دوت دکھائی دے گیا۔؟"

سنبھلتے ہوئے بولا۔ "نہیں ان داتا میں بالکل ٹھیک ہوں۔ کوئی حکم سرکار؟"

"اتنے کمزور آدمی کو کیا حکم دیا جا سکتا ہے دوست۔" میں نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سکڑتا سکڑاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ میں ہنس دیا۔ "پاگل آدمی کچھ تو راجپوت بن۔"

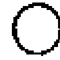
ہاتھ جوڑ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "ان داتا راجپوت ہی ہوں لیکن آپ سے نمک حرامی کر کے پشچا تاپ میں مبتلا ہوں۔ میرے جیون پر دھتکار ہے۔"

میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "یہ احساس تو تمہاری غیرت مندی کا ثبوت ہے۔ خیر اب سب کچھ بھلا دو اور راجپوت کی طرح بہادری کا ثبوت دو۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "حکم سرکار۔"

"سنو۔" میں نے کہا۔ "ان سے پھر ملو اور کہو مجھے اس واقعے کا بالکل علم نہیں ہوا اور اگر وہ چاہیں تو میری غیر حاضری میں تلاشی پھر لے سکتے ہیں۔ تم انہیں اپنے تعاون کا پورا یقین دلا سکتے ہو۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے حضور۔ بالکل ایسا ہی ہو گا میں ٹھاکور سے بات کرنے کے بعد آپ کو اطلاع دوں گا۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر رخصت کر دیا۔

چار پانچ دن گزر گئے۔ اب میں دن کے وقت کیتھ کی نگرانی میں راج محل کے باغیچوں میں ٹہلنے لگا تھا۔ کسی کسی سے ملنے بھی لگا تھا۔ پانچویں روز شام کو چھ بجے اودھم سنگھ کی طرف سے سگنل ملا۔ میں نے بخاری کو سوتی رہنے کے متعلق چند ہدایات دیں اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اپنی گاڑی کے لئے ٹیلیفون کیا اور ساڑھے نو بجے کے قریب کیتھ کو ساتھ لے کر سیر کے لئے روانہ ہو گیا۔ راج محل سے نکلتے ہی دو تین فرلانگ پر گاڑی روکی اور کیتھ کو ساڑھے گیارہ بجے اسی مقام پر واپس پہنچ کر انتظار کرنے کو کہہ کر نیچے اتر گیا۔ کیتھ نے ویل سنبھالا اور جھیل کی طرف روانہ ہو گئی۔ میں تھوڑی دیر ادھر ادھر ٹہلتا رہا اور دس بجتے ہی ریکھا کے بتائے ہوئے خفیہ راستے سے راج محل میں داخل ہو گیا۔ لفٹ کے بجائے زینے سے چڑھ کر راہداریوں سے گزرتا ہوا ہال کے دروازے پر پہنچا تو ساڑھے دس پونے گیارہ کا عمل تھا۔ ادھر ادھر دیکھ کر اطمینان کر لینے کے بعد آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اودھم سنگھ وقت سے پہلے آ چکا تھا۔ کیبن سے باہر نکل کر میرے قریب آیا اور سرگوشی کے لہجے میں بولا۔ "یور ایکسی لنسی جلدی سے چیمبر میں جا کر بیٹھ جایئے۔ وہ آنے ہی والے ہیں۔" میں چیمبر کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں باہر کی ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ میں نے دروازہ بند کر کے ایک کرسی کھینچی اور اپنے اپارٹمنٹ کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ اودھم سنگھ نے ہال کی دو بتیاں اور بجھا دیں اور چیمبر میں مکمل اندھیرا چھا گیا۔



سوا گیارہ بجے کے قریب ہال کے دروازے کا ایک کواڑ تھوڑا سا کھلا اور کسی نے جھانک کر اندر دیکھا۔ اودھم سنگھ کیبن سے نکل کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ اور کھلا۔ ایک بلند قامت جوان اوور کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اندر داخل ہوا۔ اور آہستہ سے دروازہ بند کر کے اس سے باتیں کرنے لگا۔ چیمبر کا دروازہ بند ہونے کے باعث میں کچھ نہ سن سکا۔ شیشے کی کھڑکی پر پڑا ہوا پردہ سرکا کر ان کی نقل و حرکت دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا اور دروازہ کھول کر میرے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ میں ابھی تک اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا تھا کیونکہ ہال میں روشنی برائے نام تھی اور وہ چسٹر کے کالر اوپر چڑھائے ہوئے تھا۔ تاہم قدوقامت سے اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ وہ شانتا کا کزن دلیپ سنگھ تھا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد میں نے آہستگی سے دروازہ کھولا اور چیمبر سے باہر نکل کر دبے پاؤں چلتا ہوا اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے پر آیا۔ آہستہ آہستہ دروازہ کھول کر پردہ سرکا دیا۔ اندر ایک بتی جل رہی تھی میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا۔ پستول نکال کر انگوٹھے سے سیفٹی کیچ سرکایا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔

ڈرائنگ روم میں کوئی نہ تھا۔ میں آہستہ آہستہ بیڈ روم کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ بھڑا ہوا تھا۔ میں نے ہینڈل رکھ کر کواڑ سرکایا۔ اسی وقت بیڈ روم کی الماریسے ٹرنک فرش پر گرائے جانے سے آواز آئی۔ میں نے دلیپ سنگھ کو اس پر جھکا ہوا دیکھ کر دروازہ پھر بند کر دیا۔ چند لمحے توقف کرنے کے بعد پھر کواڑ کھول کر اندر جھانکا۔ اس کے ہاتھ میں چند چابیوں کا گچھا تھا اور تالا کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر نئی چابی آزمانے سے پہلے دروازے کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ میرے لئے اس کی نظر میں آئے بغیر کمرے میں داخل ہونے کا امکان نہ تھا۔ الماری کے اوپر اس کا اعشاریہ ۴۵ کیلی برکا سروس ریوارلور رکھا ہوا تھا جسے وہ پلک جھپکتے میں اٹھا سکتا تھا اور میں دروازے کی دراز میں سے اس کی نقل و حرکت دیکھنے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ ہمارا درمیانی فاصلہ بھی اتنا زیادہ تھا کہ چھلانگ لگا کر اس کے سر پر پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ آخر تھوڑی جدوجہد کے بعد تالا کھل گیا۔ اس نے ڈھکن اٹھا کر چہرے سے پسینہ پونچھا اور دروازے کی طرف دیکھ کر کپڑے نکال نکال کر باہر رکھنے لگا۔ میرا خیال تھا اس میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جس سے میری اصلی شخصیت پر کوئی روشنی پڑ سکتی۔ لیکن چند لمحے بعد مجھے اپنا یہ خیال بدلنا پڑا۔ تمام سوٹ نکالنے کے بعد جب اس نے نیچے سے ایک لفافہ اٹھایا اور کھول کر پڑھنے لگا تو مجھے یاد آیا۔ یشودھرا کا وہ خط تھا جو اس نے اپنے جواہرات لائیڈس بنک کے لاکر میں رکھنے کے اختیارات کے سلسلے میں دیا تھا۔ ”اس سے بڑا ثبوت کیا چاہئے؟“ میں دل ہی دل میں بڑبڑایا۔ دلیپ سنگھ میری گردن بلکہ ہز ہائی نس کے راج مکٹ پر ہاتھ ڈال چکا تھا۔ سوچنے کا موقع نہ تھا۔ لیکن میں فائر بھی کرنا نہ چاہتا تھا۔ میرا پلان کچھ اور تھا۔ میں نے زور سے دروازہ کھولا اور قبل اس کے کہ وہ پلٹ کر دیکھتا وہ چھلانگوں میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ریوالور اٹھانے کی کوشش کی لیکن ابھی وہ سیدھا ہونے نہ پایا تھا کہ میرے پستول کا کندہ اس کی کنپٹی پر پڑا اور وہ آواز نکالے بغیر فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ میں نے اس کا مفلر کھینچ کر اس کے سر پر لپیٹا۔ خط اٹھا کر جیب میں رکھا اور تمام سوٹ اور قمیض کوٹ وغیرہ اٹھا اٹھا کر ٹرنک میں پھینکے اور پلٹ کر دیکھا۔ وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ میں نے کمرے کی بیرونی کھڑکی کھول کر اوپر دیکھا۔ صرف دو فٹ اوپر سوتی رسا لٹک رہا تھا۔ میں نے ایک بار پھر اس کے جسم پر نظر ڈالی۔ ٹرنک اٹھا کر الماری میں رکھا اور اس کا پستول جیب میں ڈال کر الماری بند کر دی۔ سگریٹ سلگاتے ہوئے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا۔ اور بزر دبا کر اودھم سنگھ کو بلایا۔ وہ دوڑتا ہوا اندر داخل ہو اور دلیپ سنگھ کو بے ہوش پڑا ہوا دیکھ کر سہم گیا۔ میں نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ ”کیا ہوا ابے بزدل۔ دم نکل گیا کیا؟“

خوفزدہ ہو کر بولا۔ ”نہیں ان داتا۔ آپ حکم دیجئے۔“

”حکم؟“ میں نے گھورتے ہوئے کہا۔ ”حکم یہ ہے کہ اس پلندے کو اٹھا کر کھڑکی کے

باہر پھینک دے۔" وہ ایک لمحے جھجکا لیکن میرے تیور دیکھ کر جھکا اور ---- اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھانے لگا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا جسم کانپ رہا تھا اور پوری طرح اٹھا نہیں پا رہا تھا۔ "اودھم سنگھ!" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "راجپوت ہونے کا ثبوت دو ورنہ تم بھی اس کے ساتھ جا رہے ہو۔ میرے لئے یہ ایک کھیل ہے۔" اس نے پوری طاقت لگا کر اس کو اٹھایا اور کھڑکی پر ٹکا کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے نیچے دھکیل دینے کا اشارہ کیا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے دھکیل دیا۔ نیچے سڑک پر دھماکہ ہوا اور اودھم سنگھ کھڑا کھڑا ہانپنے لگا۔ میں نے مسہری کے نیچے سے سوت کا ٹوٹا ہوا دس بارہ فٹ کا ٹکڑا نکالا اور کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔ اور اودھم سنگھ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اپنی کیبن میں جاؤ اور آرام سے بیٹھ جاؤ۔ اگر تم سے اس کے متعلق پوچھا جائے تو کہنا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ نہ میں نے کسی کو اندر جاتے دیکھا نہ کوئی آواز سنی۔" اس نے اثبات میں گردن ہلائی اور میرا اشارہ پا کر نکل گیا۔ میں نے دلیپ سنگھ کا ریوالور جیب میں ڈالا اور قالین کو دیکھنے لگا۔ خون کا کوئی دھبا نہیں تھا۔ نیچے شوروغل برپا ہو چکا تھا۔ میں اپارٹمنٹ سے نکلا اور اودھم سنگھ کو اپنے سپر کو گئے ہوئے ہونے کا اعلان کرنے کا حکم دے کر راہداری میں آیا اور غلام گردش سے گزرتا ہوا خفیہ راستے سے راج محل سے باہر نکل گیا۔ کیتھ طے شدہ مقام پر درختوں کی آڑ میں کار لئے میرا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی انجن اسٹارٹ کرتی ہوئی بولی۔ "کافی انتظار کرایا آپ نے۔"

"ہاں!" میں نے وہیل سنبھال کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "انجن بند کر دو اور بیگ میں سے کچھ نکال کر مجھے پلاؤ۔"

اس نے بیگ اٹھا کر گود میں رکھتے ہوئے کہا۔ "یہاں سے گاڑی نکال لوں' سڑک پر چل کر کہیں روشنی میں پئیں گے۔" میں نے گاڑی سڑک پر ڈالی اور دو تین سو گز پہنچ کر ایک پوسٹ لیمپ کے نیچے کھڑی کر دی۔ کیتھ نے بیگ کھول کر گلاس میں انڈیلی اور گلاس میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں دو تین گھونٹوں میں خالی کر کے واپس کرتے ہوئے کہا۔ "اب چلنا چاہئے۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے پینے کو نہیں کہو گے؟"

میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔ "ہاں ضرور بلکہ ایک پیگ تو زیادہ پیو تو بہتر ہے۔"

"وہ کس لئے؟"

"ذرا شاک پروف ہو جاؤ گی۔" اس نے گلاس میں انڈیلی اور خود پینے کے بجائے میرے منہ سے لگا دیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے سہارا دے کر گلاس خالی کر دیا اور اسپیڈ بڑھائی۔ اس نے تمام چیزیں رکھ کر بیگ بند کر دیا۔ گاڑی راج محل کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ پہریدار نے پھاٹک کھول دیا اور ایک طرف ہو کر بندوق سے سلامی دی۔ گاڑی پورچ کے

قریب پہنچ گئی تو راج محل کی دیوار کے قریب لوگوں کا ہجوم تھا۔ میں سیڑھیوں کے قریب گاڑی کا انجن بند کر کے کیتھ کے ساتھ گاڑی سے باہر نکلا۔ پہریدار نے سلامی دی تو میں نے پوچھا۔ "یہ اس وقت لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں؟"

پہریدار نے مغموم لہجے میں کہا۔ "حضور شری دلیپ سنگھ جی محل کی چھت پر سے گر گئے۔"

میں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "چھت پر کیا کر رہے تھے وہ۔۔؟"

"معلوم نہیں حضور۔ شاید رسا ٹوٹ گیا۔"

"رسا؟...... کیسا رسا۔۔۔؟"

"معلوم نہیں حضور۔ ان کی لاش کے ساتھ پڑا ہے۔"

"کیا مر گئے وہ۔؟"

"اسی پچاسی فٹ کی بلندی سے گر کر کیسے بچ سکتے تھے حضور ان کا بھیجا پاش پاش ہو گیا۔"

میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کتنی بڑی ٹریجڈی ہے مس کیتھ۔" کیتھ نے کہا۔ "جی ہاں یور ایکسی لنسی۔" میں پھر پہریدار کی طرف مخاطب ہوا۔ "پاپا اور ممی کو اطلاع دے دی گئی؟"

اس نے کہا۔ "جی ہاں' شری حضور آئے تھے لیکن پھر ٹھاکور صاحب کو لے کر اوپر چلے گئے۔"

"لاش کہاں ہے؟"

"سرکار' ہسپتال بھیج دی گئی۔"

میں نے کہا۔ "اچھا پاپا کو فون کر کے کہو یوراج اور مس کیتھ سیر سے آ گئے ہیں اور آپ کی سیوا میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔" اس نے لپک کر کیبن سے ٹیلیفون اٹھایا اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولا۔ "ان داتا! آپ خود بات کر لیجئے۔ ہمیں ہزہائی نس سے بات کرنے کا اختیار نہیں ہے۔" میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور بجتی رہی ایک منٹ کے وقفے کے بعد کسی نے ریسیور اٹھا کر "ہیلو" کہا۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی۔ میں نے کہا۔ "پاپا سے کہو رشی کرن سیر سے واپس آ گئے ہیں کیا آپ سے ملنے آ سکتے ہیں؟" وہ "پلیز ہولڈ آن" کہہ کر غائب ہو گئی۔ میں ریسیور کان کے قریب رکھے کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "رشی کرن! کیا تم ابھی لوٹے ہو۔؟"

میں نے کہا۔ "جی پاپا۔ میں ابھی آ رہا ہوں پورچ میں کھڑا ہوں۔ مجھے اس درگھٹنا کا بڑا صدمہ ہے۔ اگر آپ آگیا دیں تو ماتا جی اور ماما جی کو آشواسن دینے کے لئے حاضر ہو جاؤں۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں رشی بیٹے۔ اس وقت یہاں کا داتا ورن انوکل نہیں ہے۔ ہاہا کار مچی ہوئی ہے۔ تمہیں شاک لگے گا اور طبیعت خراب ہو جائے گی۔ جاؤ آرام کرو۔"
میں نے کہا۔ "جو آگیا پاپا۔ می کو میری طرف سے آشواسن دیجئے۔"
انہوں نے کہا۔ "اچھا ...... جاؤ سو جاؤ۔" میں نے ریسیور رکھ دیا اور کیتھ کے ساتھ لفٹ کی طرف چل دیا۔ ہال میں داخل ہوتے ہی اودھم سنگھ نے دروازے پر آ کر سلام کیا۔ میں نے اس کو اپنے ساتھ اندر آنے کا اشارہ کیا۔ کیتھ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے اوور کوٹ اتار کر ہینگر پر ڈالتے ہوئے اودھم سے پوچھا۔ "کوئی آیا تھا؟"
اس نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "کوئی نہیں آیا سرکار ...... اور اب مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں آپ کی خدمت میں رہنے کے قابل ہو گیا ہوں۔"
میں ہنس کر کہا۔ "ہو جاؤ گے۔ اور اگر صحیح آدمی ثابت ہوئے تو نہال کر دیئے جاؤ گے۔ آج شام کو اپنے پہلے کارنامے کا انعام لے جانا۔"
وہ میرے گھٹنے چھو کر بولا۔ "ان داتا۔ آپ نے مجھے جیون دان دیا ہے۔ انعام بھی دیا ہے اور سرکار آپ ہی کا نمک ...."
"نمک مرچ کو چھوڑو۔" میں نے ہنستے ہوئے بات کاٹ کر اس کی کمر تھپکی۔ "کام کئے جاؤ۔ تھوڑے دنوں میں تمہارے تمام مسائل حل کر دیئے جائینگے۔ اچھا جا سکتے ہو۔"
وہ سلام کر کے رخصت ہو گیا۔ میں شب خوابی کا لباس پہننے لگا۔ اسی وقت کیتھ آ گئی۔ مسکرا کر بولی۔ "ڈارلنگ میں شاک پروف ہو کر آئی ہوں۔" میں نے اس کو گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔ "اور اسٹرپ ٹیز نہیں کیا؟" وہ کھکھلا کر ہنس دی اور میری گود سے پھسل کر بستر پر گر پڑی۔
صبح گیارہ بجے میں جاگا اور منہ ہاتھ دھو کر ڈائننگ روم میں چائے پینے گیا تو رمولا کیتھ کو دلیپ سنگھ کے حادثے کے متعلق بتا رہی تھی۔ مجھے دیکھ کر بولتے بولتے چپ ہو گئی اور جھک کر سلام کیا۔ میں کیتھ کے سامنے بیٹھ گیا اور ناشتا کرنے لگا۔ بارہ بجے کے قریب ریکھا آئی اور کہنے لگی۔ "یورایکسی لنسی آپ کو کنور دلیپ سنگھ جی کے اکشمات کا تو معلوم ہی ہے۔ اگر آپ کشل ہیں تو شام کو ان کے کریا کرم میں شریک ہو جائیں۔ یہ ہزہائی نس کی درخواست ہے۔"
میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا حکم ہے' ناٹ انگیل؟"
اس نے نفی میں سرہلا دیا۔ "نہیں یورایکسی لنسی' آپ کے لئے کریا کرم میں شرکت مناسب نہیں۔"
میں نے ریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سنا تم نے؟"
"اس نے کہا۔ "ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ یورایکسی لنسی۔" کیتھ نے سوال کیا۔ "کیا

تم انگریزی سمجھتی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی۔ "میں تین چار سال انگلینڈ میں رہی ہوں مس کیتھ۔" کیتھ "فائن" کہہ کر چپ ہو گئی۔ میں نے ریکھا سے "حادثے" کی تفصیلات پوچھیں تو اس نے بتایا۔ پولیس چیف نے ہزہائی نس کو بتایا ہے کہ محل کی برجی سے ایک رسا بندھا ہوا ملا ہے جس کا دوسرا ٹکڑا لاش کے قریب پڑا ہوا تھا۔ دلیپ سنگھ چھت سے اتر کے کسی کمرے میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ رسا ٹوٹ گیا اور......"

"کمرے میں جانا چاہتے تھے؟ کس کے کمرے میں؟" کیتھ نے سوال کیا۔ ریکھا نے معنی خیز نظروں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا مس کیتھ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے تو اس میں کسی رومان کی جھلک نظر آتی ہے۔ رات کے گیارہ بجے دلیپ سنگھ جی کے چوروں کی طرح کسی کے کمرے میں جانے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ چوری تو وہ کر نہیں سکتے۔"

ریکھا نے کہا۔ "یور ایکسی کیا عرض کر سکتی ہوں۔"

"ضرورت بھی نہیں۔" میں نے کہا۔ "آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے پوسٹ مارٹم رپورٹ کیا ظاہر کرتی ہے؟"

"پوسٹ مارٹم نہیں کرایا گیا یور ایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔

"اچھا کیا۔" میں نے کہا۔ "تمام واقعات حادثے کی نشان دہی کرتے ہیں پھر خواہ مخواہ لاش کو چیر پھاڑ کے خراب کرنے سے کیا حاصل؟"

"ہزہائی نس اس حادثے پر بہت ناراض ہیں یور ایکسی لنسی۔ وہ اس واقعے کو راج محل کے لئے ایک بدنما دھبا سمجھتے ہیں اور تفتیش بند کرنے کا حکم دے چکے ہیں۔"

"بدنما دھبا نہیں بلکہ کلنک کا ٹیکہ۔" میں نے کہا۔ "میرا خیال ہے آج نہیں تو کل پاپا اور ممی میں زبردست جنگ ہو گی۔"

ریکھا نے کہا۔ "آپ کا خیال بالکل صحیح ہے یور ایکسی لنسی ...... اچھا اب اجازت چاہتی ہوں' بے بے۔" وہ سلام کر کے چلی گئی۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ایک پیگ بناؤ۔"

تمام دن راج محل میں کاروں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہا۔ پانچ بجے کے قریب فوجی بینڈ ماتمی دھن بجانے لگا۔ میں نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ ایک ایمبولینس کار میں لاش کا صندوق رکھا جا رہا تھا۔ فوجی دستہ سلامی دے رہا تھا اور کمپاؤنڈ ہزاروں آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر میں راج محل کمپاؤنڈ خالی ہو گیا۔ میں نے اوپر دیکھا۔ رسا ہٹایا جا چکا تھا۔ میں مسکرا کر کھڑکی سے کھسک آیا۔

کھانا کھانے سے پہلے میں نے ہزہائی نس کو فون کیا۔ پہلی گھنٹی پر ہی ریسیور اٹھا لیا گیا

اور آواز آئی۔ "کرن بیٹے کیسی طبیعت ہے؟" میں نے ہرہائی نس کی آواز پہچانتے ہی کہا۔ "آداب عرض پاپا۔ آپ کا آشیرواد ہے۔ ممی اور ٹھاکور ماما کو آشوا سن دینے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ کیا حکم ہے۔" انہوں نے سے کسی قدر سکوت کے بعد کہا۔ "انہیں جہنم میں جانے دو۔"

میں نے انکسار کے لہجے میں کہا۔ "نہیں پاپا ..... جسے نرک میں جانا تھا پہنچ گیا۔ لوک نندا سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ میں ان کو تسلی دوں۔"

وہ تیزی سے بولے۔ "نہیں کرن ...... تمہیں معلوم نہیں۔ یہ سب چکر کیا تھا۔ جبکہ سچ تو یہ ہے کہ معذرت ان لوگوں کو تم سے کرنی چاہئے ..... میں تمہیں کیا بتاؤں .... یہ کتنی بڑی سازش تھی۔ کتنا خطرناک کھیل تھا۔"

"انجام سے زیادہ خطرناک تو نہیں۔" میں نے کہا۔ وہ کسی قدر توقف کے بعد بولے۔ "تو کیا تمہیں معلوم ہو گیا۔؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ مجھ سے زیادہ نہیں جانتے پاپا۔"

وہ ہنس کر بولے۔ "بھگوان تمہیں زندہ رکھیں۔" میں نے "گڈ بائی" کہہ کر رکھ دیا۔ اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔

دوسرے دن صبح دس بجے کے قریب ہرہائی نس نے اپنے آنے کی اطلاع بھجوائی۔ میں کیتھ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا اور ان کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ آئیں تو سیاہ ساڑی پہنے ہوئے تھیں۔ شانتا کماری بھی سیاہ پوش تھی۔ ٹھاکور بھی سیاہ شیروانی میں ملبوس تھے۔ میں نے صوفے سے اٹھ کر ان کو سلام کیا اور دلیپ سنگھ کی موت پر افسوس کا اظہار کیا۔ وہ تینوں ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ تینوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔ ٹھاکور کی حالت بدتر تھی۔ ہرہائی نس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کرن تمہارے نہ آنے سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم۔"

میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "ممی میں خود بھی بہت شرمندہ ہوں لیکن یہ لوگ۔" میں نے کیتھ کی طرف اشارہ کیا۔ "شاید مجھے شیشے کا پتلا سمجھتے ہیں جو ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ سکتا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ...... لیکن اب انہیں کس طرح سمجھاؤں ...... میں آنا چاہتا تھا۔ پاپا کو فون بھی کیا۔ لیکن انہوں نے کہا۔ مس کیتھ تمہاری صحت کو کسی صدمے یا شاک کی متحمل نہیں سمجھتیں۔ بہتر ہے تم ان کی ہدایات پر عمل کرو۔ اس لئے .....

ہرہائی نس نے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں۔ غنیمت ہے تم غلط افواہیں سن کر سورگباشی سے ناراض نہیں ہو۔"

میں نے غمگین لہجے میں کہا۔ "ناراض؟ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں ممی۔ وہ میرے کزن

تھے۔ مجھ سے بڑے تھے۔ ان سے ناراضگی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ افواہیں؟ میں افواہوں پر وشواس نہیں رکھتا۔"

"ہزہائی نس اور تمہارے کرنل ماما ان کو سچ مانتے ہیں اور ہم سے ناراض ہیں۔"

"اوہ! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کل میں نے پاپا کو فون کیا تو ان کے لہجے میں واقعی تلخی تھی۔ خیر میں ان سے عرض کروں گا کہ محض ایک رسے کی بنا پر سور گیاشی پر شک کر کے ان کی آتما کو دکھ نہ پہنچائیں۔ ممکن ہے وہ اوپر گئے ہوں اور رسا دیکھ کر محض تجسس کی بنا پر دیکھنے جھکے ہوں اور گر پڑے ہوں۔ اس کے سوا میری سمجھ میں کوئی وجہ نہیں آئی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے کرن۔ صرف ان کا ناوقت اوپر جانا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہیں ایسا تو نہیں وہ چوتی منزل سے گرے ہوں؟"

"چوتھی منزل سے کس طرح؟ میرے تمام کمرے لاک تھے۔ چیمبرز لاک تھے۔ مس ٹاگر اور نوکرانیوں کے کمرے کاریڈور سائیڈ پر ہیں۔ ہال میں پہرے دار تھا اگر وہ یہاں آتے تو اس کی نظر میں آئے بغیر کس طرح رہ سکتے تھے؟" میری بات سن کر وہ خاموش ہو گئیں۔ ٹھاکور نے کہا۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ ہونی اپنے بل کر لیتی ہے اور انسان مجبورا" وہی کرتا ہے جو ہونا ہوتا ہے۔"

"یہ آپ نے سچ کہا ٹھاکور ماما۔ پرار بدھ کر سامنے کسی کی نہیں چلتی۔ ہم سب کیول اسی کے آدھین ہیں۔"

"اچھا کرن۔" مہارانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلتے ہیں۔ اگر طبیعت ٹھیک ہو تو ہمارے پاس آ جانا۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں کوشش کروں گا ممی۔"

دونوں بزرگوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرایا۔ شانتا شروع سے آخر تک خاموش تھی۔ مجھے وہ ان سب سے زیادہ حسین نظر آئی۔ میں انہیں دروازے تک چھوڑنے گیا۔

ڈرائنگ روم میں واپس پہنچتے ہی کیتھ نے کہا۔ "ان تینوں میں شانتا کماری سب سے خطرناک ہے کرن۔"

"میں بھی ماسٹر مائنڈ اسی کو سمجھتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "اس کو شاید ہی میری باتوں کا یقین آیا ہو۔"

"میں تمام وقت اسی کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی ہوں۔ اسے تمہاری باتوں پر یقین نہیں آیا۔ اس سے ہوشیار رہنا کرن۔"

میں ہنس دیا۔ "میں لڑکیوں سے کبھی ہوشیار نہیں رہا۔ لڑکیاں مجھ سے ہوشیار ہیں۔ گو شانتا کے لئے اس کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ میری بہن ہے۔"

"حماقت کی باتیں مت کرو۔" اس نے کہا۔ "لڑکی بہت خطرناک چیز کا نام ہے۔

خصوصاً" ایسی صورت میں جب مرد اسے بہن سمجھتا ہو اور وہ مرد کو بھائی تسلیم نہ کرتی ہو۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔" میں نے اعتراف کیا۔ "لیکن کیا وہ خود بھی میدان میں آ جائیں گی؟"

"یقیناً" آئے گی۔ اور تمہیں زندہ رہنے کے لئے اسے بہن کے بجائے دشمن سمجھنا ہو گا۔ ویسے ایک طرح بہن سمجھنا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔"

میں نے چونک کر کہا۔ "وہ کس طرح؟" وہ ہنس دی۔ "بہن کہنے کے بعد تم اس کی نگاہوں کی گرمی سے نہیں پگھل سکتے۔" میں خاموش ہو گیا۔ اس نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا اور اٹھ کر چل دی۔

شام کو سات بجے جبکہ میں سیر کو جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کرنل ماما مجھ سے ملنے کو آئے۔ ان کے چہرے سے مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ سلام کرتے ہی مسکرا کر سینے سے لگا لیا اور پیشانی چوم کر بولے۔ "آج میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوا ہے بیٹے۔"

میں نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کیسے پوجیہ ماما۔۔۔؟"

بیٹھتے ہوئے بولے۔ "اس لئے نہیں کہ ایک دشمن مر گیا۔ بلکہ اس لئے کہ شانتی کرن کی آنکھیں کھل گئیں اور اب وہ سمجھ گئے ہیں کہ دوسری مہارانی نے ان کو کس قدر بے وقوف بنایا ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ دلیپ سنگھ کے کریا کرم میں بھی شریک نہیں ہوئے۔"

"مجھے معلوم ہے کرنل ماما۔" میں نے کہا۔ "میں ان سے بات کر چکا ہوں۔" وہ سگریٹ سلگانے لگے۔ ایک کش لگا کر بولے۔ "کرن بیٹے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

میں نے کہا۔ "کیا ماما جی؟"

"یہی" وہ بولے۔ کہ "دلیپ سنگھ کمند کے ذریعہ تمہارے کمرے میں کس لئے آنا چاہتا تھا؟"

"کمند ڈال کر وہ جہنم میں جانا چاہتا تھا ماما جی ...... اور پہنچ گیا' پہنچا دیا گیا۔"

کرنل نے اٹھ کر پھر مجھے سینے سے لگا لیا اور بولے۔ "بھگوان تیری بجاؤں میں ہسیم سین جتنی شکتی دیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا آشیرواد چاہئے ماما جی۔ میں آپ کا تمام حساب بیباق کرا کے جاؤں گا۔"

"جاؤ گے کیسے؟ اس ریاست کو اپنی سمجھو۔ تمہیں یہیں رہنا ہے۔" میں مسکرا کر ان کے پاس پہنچ گیا اور نیچی آواز میں کہا۔ "ٹھاکور میں ہر روز خدا سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے بھانجے کو جلد صحت بخشے اور میں جلد از جلد اس کو گدی پر بٹھا کر اپنے مقام کو لوٹ جاؤں۔" کرنل کے چہرے پر افسردگی چھا گئی۔ رازدارانہ لہجے میں بولے۔ "بیٹے اس کا کوئی

امکان نہیں ہے۔ وہ لاعلاج قرار دیا جا چکا ہے۔"

"کوئی مرض لاعلاج نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں۔ یہ ممکن ہے کچھ زیادہ وقت لگے ...... اور یہ ...... میرے حق میں بہتر نہیں ہے۔"

کرنل متعجب ہو کر میرا منہ تکنے لگے۔ "تو کیا تمہارے لئے شروھام کی حکومت میں کوئی کشش نہیں۔؟" انہوں نے بمشکل حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"ہے۔ لیکن اس پر میرا کوئی حق نہیں۔" میں نے کہا۔

"نہ سہی۔" حقدار اگر صحتیاب بھی ہوا تو اس قابل کبھی نہ ہو سکے گا کہ منظرعام پر حکمران کی حیثیت سے لایا جا سکے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پس منظر میں رہ کر نام کا ہزہائی نس بن سکتا ہے۔"

"یہ صحیح فرما رہے ہیں آپ۔ لیکن ڈپلی کیٹ پرنس کے کچھ حدود ہیں جن سے آگے بڑھنا ہلاکت کے سوا کچھ نہیں۔ یہی کل کا واقعہ لیجئے۔ اگر دلیپ اپنی کوشش میں کامیاب ہو جاتا تو آپ مجھ سے باتیں کرنے کے بجائے مجھے رو رہے ہوتے۔ آپ کی اور ہزہائی نس کی اطلاع کے لئے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ اب یہ سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس قسم کے حادثات اکثر رونما ہوتے رہیں گے۔ اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر مرتبہ ہم ہی شکاری ثابت ہوں۔ کبھی نہ کبھی شکاری کو بھی شکار ہونا پڑتا ہے۔"

"اوہ!" کرنل کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "تو کیا؟ تو کیا؟"

"جی کرنل ماما۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "انہوں نے سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد بولے۔ "کرن۔ ہاں اب تم میرے لئے کرن ہی ہو۔ بیٹے مجھے بتاؤ اگر واقعی خطرہ پیدا ہو گیا ہے تو ہم کچھ اور انتظامات کریں۔"

"کیا انتظام کرنل ماما؟" میں نے کہا۔ "باڈی گارڈ؟ بندوقوں کا پہرا۔؟"

"ہاں کم از کم ایک پہرے دار ہر وقت ہونا چاہئے۔" انہوں نے خیال ظاہر کیا۔ میں ہنس دیا۔ "نہیں پوجیہ۔ اس کی ضرورت نہیں۔"

"میں ہزہائی نس سے ذکر کروں گا۔ اگر یہاں کے آدمیوں پر وشواس نہیں ہے تو بمبئی سے کسی انگریز۔"

"ابھی نہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں آپ کو خود بتاؤں گا۔" کرنل نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور ایک دو کش لے کر کچھ سوچتے ہوئے چلنے لگے۔ دروازے پر پہنچ کر مڑے اور بولے۔ "کرن میں ہزہائی نس کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ اس کے متعلق اتنا نہیں جانتے۔"

میں نے کہا۔ "جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔ لیکن ان سے کہئے ہرہای نس سے صلح کر لینا ہی مصلحت کا تقاضا ہے۔" وہ گھوم کر سلامتی کی دعا دیتے ہوئے باہر نکل گئے۔

میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور اٹھ کر ڈائننگ روم کی طرف چل دیا۔ ساڑھے آٹھ بجے حسب معمول میں نے گاڑی طلب کی اور کیتھ کو لے کر راج محل سے نکلا۔ آج ہمارے ساتھ ڈرائیور تھا۔ باڈی گارڈ اس کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ گیٹ سے نکلتے ہی میں نے اودھم سنگھ کو سائیکل پر شہر کی طرف جاتے دیکھا۔ وہ اس وقت بھی یونیفارم میں تھا۔ میں نے ڈرائیور کو گاڑ روکنے کو کہا۔ اس نے بریک لگایا اور گردن گھما کر دیکھتے ہوئے بولا۔ ”حکم یور ایکیسی لنسی۔“ میں نے کہا۔ ”تم اور بخاری دونوں واپس جاؤ اور ہمارے ڈرائنگ روم میں بیٹھو۔ جب تک کہ اودھم سنگھ نہ پہنچ جائے۔ وہ دونوں ”بہتر ہے حضور“ کہہ کر نیچے اتر گئے اور راج محل کی طرف چل دیئے۔ میں وہیل پر آگیا۔ کیتھ نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر آتے ہوئے کہا۔ ”تم نے ان کو واپس کر دیا کرن؟“ میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے کہا۔ ”میں اودھم سنگھ کا پیچھا کر کے دیکھنا چاہتا ہوں۔ وہ کہاں جا رہا ہے۔“ اس نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ ”کیا تمہیں اس پر کچھ شک ہے کرن؟“ میں نے گاڑی کو ایک اور ٹرن دیا اور گیئر بدلتے ہوئے کہا۔ ”نہیں۔ لیکن اس وقت اس کا باہر جانا میری سمجھ میں نہیں آیا اس لئے۔“ میں راج محل سے ایک ڈی سوٹو نکلتی ہوئی دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ اس میں لیفٹننٹ چتر سنگھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا رخ شہر کی طرف تھا۔ وہ اس وقت نائٹ کیپ پہنے ہوئے تھے اور اوور کوٹ کے اٹھے ہوئے کالروں سے بمشکل ان کا چہرہ نظر آ رہا تھا۔ میں نے انٹرسیکشن سے تیس چالیس قدم کے فاصلے پر گاڑی روک دی اور ڈی سوٹو کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ کیتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے جواب دینے کے بجائے جیب سے سگریٹ نکالا۔ کیتھ نے مجھے لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ ”کرن!“ میں نے ہاتھ بڑھا کر ہیڈ لیمپ بجھا دیئے اور آہستہ آہستہ گاڑی شہر کی طرف جانے والی سڑک پر لاتے ہوئے کہا۔ ”اس کا تعاقب کرنا ہے۔“

وہ مسکرا کر بولی۔ ”تمہارا دماغ واقعی خراب ہے۔“

میں نے کہا۔ ”ان حالات میں زندہ رہنے کے لئے دماغ کا خراب ہونا ضروری ہے۔“ میں نے ڈی سوٹو کو تقریباً“ دو سو گز کے فاصلے پر دائیں جانب ٹرن لیتے دیکھ کر اسپیڈ بڑھائی۔ چند سیکنڈ میں ہمارا فاصلہ پچاس گز سے بھی کم رہ گیا۔ میں نے پھر رفتار کم کر دی۔ تھوڑی دور چلنے کے بعد اگلی کار کی روشنی میں کچھ فاصلے پر اودھم سنگھ کی۔ سائیکل تیزی سے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ اس نے سامنے سے تانگے آتے دیکھ کر بائیں طرف ہو کر ان کو راستہ دیا۔ تانگے ڈی سوٹو کے برابر سے گزرنے لگے۔ سائیکل شہر میں داخل ہونے لگی۔ اگلی کار سے اس کا فاصلہ بیس پچیس گز تھا اور میری گاڑی سے تقریباً“ سو گز۔ یکایک ڈی سوٹو کی رفتار میں اضافہ ہوا اور وہ ہوا کی طرح سائیکل کی طرف بڑھنے لگی۔ میرا ارادہ ہوا کہ زور سے ہارن بجا کر اس کو آگاہ کر دوں لیکن اسی وقت ڈی سوٹو کے ہیڈ لیمپ چندھیا

دینے کی حد تک تیز ہو گئے اور میں تذبذب میں پڑ گیا۔ ادھر شاید اودھم سنگھ کار کی تیز روشنی اور رفتار سے گھبرا گیا۔ اس نے ایکسٹریم لیفٹ پر جاتے جاتے سائیکل کا بریک لگایا اور نیچے اترنے لگا۔ لیکن ابھی اس کا بایاں پیر پیڈل پر ہی تھا کہ ڈی سوٹو نے فل اسپیڈ سے ٹکر ماری۔ سائیکل اور اودھم سنگھ کھلونوں کی طرح اچھل کر سڑک سے دس فٹ کے فاصلے جا پڑے۔ میرے برابر میں بیٹھی ہوئی کیتھ کی چیخ نکل گئی۔ ڈی سوٹو نے رکنے یا اسپیڈ کم کرنے کے بجائے ہیڈ لائٹ ذرا کم کی اور تیزی سے شہر میں داخل ہو گئی۔ سامنے سے آنے والا ایک تانگہ بمشکل اس کی زد سے بچا اور حادثے کے مقام پر پہنچ کر رک گیا۔ میں نے رک کر اودھم سنگھ کا انجام دیکھنے کے بجائے ہارن دے کر تانگے سے اترنے والے آدمیوں کو بچایا اور فل اسپیڈ سے ڈی سوٹو کے تعاقب میں بڑھنے لگا۔ بازار آنے سے پہلے اس نے دیہات کی طرف جانے والی ایک کراس روڈ پر خطرناک ٹرن لیا اور پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دی۔ مجھے اس کی حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ اسے کیا معلوم ہو سکتا تھا کہ اس کے تعاقب میں آنے والی گاڑی رولس رائس اور چلانے والا نعیم ہے جو حادثات کی جستجو میں رومان جیسے پسندیدہ مشغلے کو بھی "پھر کسی وقت" پر ٹرخا کر آگ میں چھلانگ لگا دیتا ہے۔ میں نے پینتالیس میل کی رفتار پر ٹرن لیا۔ گاڑی پھرکی کی طرح گھوم گئی اور دوسرے لمحے اسپیڈومیٹر کی سوی پچپن سے بڑھ کر ساٹھ پر پہنچ رہی تھی۔ کیتھ کی سٹی گم دیکھ کر میں نے ہیڈ لیمپس روشن کر دیئے۔ لائٹ پڑتے ہی چتر سنگھ نے تیزی سے گردن گھما کر دیکھا اور اسپیڈ بڑھا دی۔ لیکن ساٹھ میل فی گھنٹہ ڈی سوٹو کی حد ادب تھی۔ رالس ایک سو پانچ تک جا سکتی تھی۔ اور میں اس کو نوے تک لے جانے کی ہمت رکھتا تھا۔ اب ہمارا درمیانی فاصلہ پچاس گز سے بھی کم تھا اور میں اس کو ایک میل کے اندر اندر پکڑ سکتا تھا۔ لیکن محض اس کی گھبراہٹ کا تماشا دیکھنے کے لئے میں نے قصداً" رفتار کم کر دی اور فاصلہ بڑھنے دیا۔ کیتھ ایکسی ڈنٹ کے شاک سے سنبھل چکی تھی۔ ڈی سوٹو کو آگے نکلتے دیکھ کر بولی۔

"کیا بات ہے کرن، کنٹرول نہیں کر سکتے۔ کیا؟؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ میری جیب میں ہے۔ ڈارلنگ ...... چند میل اور چلنے دو پھر پہاڑی راستہ شروع ہو جائے گا۔ دیکھتے ہیں کہاں تک جا سکتا ہے۔"

وہ نفی میں گردن ہلا کر بولی۔ "اونہوں ...... یہ بات نہیں ہے۔ تمہارا ارادہ کچھ اور ہے۔ کرن۔"

میں نے کہا۔ "کیا؟"

بولی۔ "میں شرط لگاتی ہوں تم اس کو ختم کرنا چاہتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "تم واقعی میری بیوی بننے کے لائق ہو۔ مجھے ایسی ہی انٹیلی جنٹ پارٹنر چاہیے۔"

"تو کیا تم اس کو شوٹ کر دو گے۔؟"

"شاید" میں نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اب چڑھائی شروع ہونے لگی تھی۔

"ایسا نہ کرنا ڈیئر۔ کم از کم میرے سامنے۔"

"کیوں؟" کیا اس نے تمہارے سامنے میرے گارڈ کو ختم نہیں کیا؟"

"تم اس کو گرفتار کر لو۔"

"سوری۔ میں پولیس آفیسر نہیں۔ پرنس ہوں اور وہ معمولی مجرم نہیں۔ ایک لفٹیننٹ ہے۔ جب وہ کوئی راہ فرار نہ دیکھے گا تو گولی چلانے میں دریغ نہیں کرے گا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن ......"

"اگر تم نہیں دیکھ سکتیں تو سینے پر کراس بناؤ اور آنکھیں بند کر کے لیٹ جاؤ۔" یہ کہہ کر میں نے اسپیڈ اور بڑھائی۔ فاصلہ کم ہونے لگا۔ گاڑیاں سو گز آگے پیچھے ایک پل پر سے گزر رہی تھیں اس سے آگے ڈھلوان تھی۔ میں نے تیزی سے فاصلہ کم کرنا شروع کیا۔ پل عبور کر کے چر سنگھ نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی۔ میں نے پوری طاقت سے چیخ کر کہا۔ "اسٹاپ!" ڈی سوٹو کی رفتار میں کوئی فرق نہ آیا۔ وہ ڈھلوان پر اڑی جا رہی تھی۔ میں نے ایکسی لریٹر پر پیروں کا دباؤ بڑھا دیا۔ ایک مِیل پہنچتے پہنچتے رائس' ڈی سوٹو کے لگیج بکس کو چھو رہی تھی۔ اوور ٹیک کرنے میں خطرہ تھا۔ فائر کا بھی اور گاڑی ٹکرانے کا بھی۔ لہٰذا میں نے اس سے گریز کیا اور ایک بار پھر چیخ کر کہا۔ "رک جاؤ۔ رک جاؤ چر سنگھ ...... ورنہ گولی تمہارا فیصلہ کرے گی۔" اس نے بیک ویو مرر کا اینگل درست کر کے میرا چہرہ دیکھا' چونکا اور منہ بنا کر رہ گیا۔ میں نے چیخ کر کہا۔ "میں رشی کرن تمہیں حکم دیتا ہوں کہ فوراً" گاڑی کو بریک لگاؤ۔"

اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "رشی کرن۔ کہاں ہے رشی کرن؟" میں نے دیکھا میری دھمکی کا اس پر کوئی اثر نہ تھا۔ وہ اسی رفتار سے گاڑی دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم سیٹ پر لیٹ جاؤ' میں فائر کر رہا ہوں۔" وہ سکڑ سکڑا کر سیٹ میں سمائی اور کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارنے لگی۔ میں نے بائیں ہاتھ سے پستول نکال کر انگوٹھے سے سیفٹی کیچ سرکایا اور ایکسی لیٹر پر دباؤ ڈالا۔ ایک لمحے میں میری گاڑی کا انجن ڈی سوٹو کی اگلی نشست کے برابر پہنچ گیا۔ اور وہ پوری طرح میری زد میں تھا۔ میں نے ریوالور سیدھا کیا اور اس کی کنپٹی کے لیول میں آتے ہی ٹرائیگر دبا دیا۔ گولی اس کے کان پر لگی اور اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔ میں نے ایکسی لیٹر سے پاؤں اٹھا لیا۔ ادھر ڈی سوٹو شرابی کی طرف ڈگمگائی اور سڑک سے لڑھک کر قلا بازیاں کھاتی ہوئی نشیب میں ایک درخت سے ٹکرا کر ڈھیر ہو گئی۔ میں نے گاڑی کو بریک لگایا اور نیچے اتر کے اس کے پاس پہنچا۔ ڈی

سوٹو بائیں پہلو کے بل پڑی تھی۔ دروازے اور کھڑکیاں وغیرہ مڑ تڑ کر جگہ جگہ سے پچک گئے تھے۔ انجن بند ہو چکا تھا۔ چتر سنگھ کی ٹانگیں اسٹیرنگ وہیل اور سیٹ کے درمیان پھنسی ہوئی تھیں۔ اور سر زمین کی طرف دروازے پر ٹکا ہوا تھا۔ اس کا جسم جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ میں نے سرسری نگاہ ڈالی اور "خس کم جہاں پاک" کہتا ہوا پیچھے کی طرف آیا۔ پٹرول ٹینک سے لیک ہوتا دیکھ کر میں نے جیب سے دیا سلائی نکالی اور جلا کر دور سے اس پر پھینک دی۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور گاڑی شعلوں کی لپیٹ میں تھی۔ میں کچھ دیر دور کھڑا اس کے جلنے کا تماشا دیکھتا رہا اور جب یقین ہو گیا کہ چتر سنگھ، اودھم سنگھ سے بھی آگے پہنچ گیا ہے تو آہستہ آہستہ اپنی گاڑی کی طرف چلنے لگا۔ میں بالکل نارمل تھے۔ مجھے اپنے کئے پر کوئی ندامت نہیں تھی بلکہ خوشی تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ اودھم سنگھ کی روح کس قدر خوش ہو گی کہ ایک گھنٹہ گزرنے سے پہلے میں نے اس کا انتقام لے لیا۔ کیتھ کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ "کرن!" اس نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اب واپس چلو۔ میں ڈر رہی ہوں۔" میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ "کیا واقعی؟"

"ہاں یہ سب کچھ میری برداشت سے باہر ہے پلیز جلدی چلو۔" اس نے کہا۔ میں نے دروازہ بند کیا اور گاڑی کو الٹے سیدھے ٹرن دے کر شہر کی طرف رخ کیا اور فل اسپیڈ سے چھوڑ دی۔ کیتھ کو خاموش دیکھ کر میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ساڑھے دس بج رہے ہیں۔ ہم شہر سے پچاس ساٹھ میل دور نکل آئے ہیں۔"

بولی۔ "ہاں کرن۔ ذرا تیز چلاؤ۔"

میں نے کہا۔ "نہیں میں خود کو نروس محسوس کر رہا ہوں۔ کیا تم نہیں چلا سکتیں؟"

اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ اگر کہو تو تمہیں ایک پیگ پلا سکتی ہوں۔"

اس نے بیگ اٹھا کر کھولا میں نے گاڑی کھڑی کر دی۔ "چلتے رہو کرن۔" اس نے بوتل کھول کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ میں نے بوتل منہ سے لگا کر تین چار گھونٹ لئے اور اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیئر میرے لئے ایک سگریٹ سلگاؤ۔" اس نے بوتل بیگ میں رکھ کر سگریٹ سلگایا اور میرے منہ سے لگا دیا۔ بارہ بجے کے قریب ہم راج محل پہنچے تو مین گیٹ کھلا ہوا تھا اور کمپاؤنڈ کی تمام بتیاں جل رہی تھیں۔ میں نے پورٹیکو میں پہنچ کر گاڑی روکی تو گارڈ نے سلامی دی۔ اور میرے ڈرائیور نے لپک کر دروازہ کھولا۔ میں باہر نکلا تو گارڈ انچارج نے آگے بڑھ کر کہا۔ "ان داتا شری حضور آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ کئی گاڑیاں آپ کی تلاش میں گئی ہوئی ہیں سرکار۔"

میں نے کہا۔ "کیوں؟"

سر جھکا کر بولا۔ "سرکار اطلاع ملی تھی کہ آپ اودھم سنگھ کو ٹکر مارنے والی گاڑی

کے پیچھے گئے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "ہاں لیکن ہمیں واپس آتے ہوئے راستے میں کوئی گاڑی نہیں ملی۔ خیر اودھم سنگھ کا کیا ہوا؟"

"سرکار۔" اس نے غمگین لہجے میں کہا۔ "وہ ہسپتال پہنچتے پہنچتے دم توڑ گیا۔"

میں نے کہا۔ "اچھا پاپا کو فون کرو ہم ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔" میں نے لفٹ کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ میرا باڈی گارڈ ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ میں نے اس کو لفٹ میں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تم کب سے یہاں ہو بخاری؟" بولا۔ "حضور میں تو اسی وقت سے اندر آگیا تھا۔ کپتان صاحب مجھے ڈسمس کرنے کی دھمکی دے کر آپ کی تلاش میں گئے ہیں۔" میں نے لفٹ کا بٹن دباتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کوئی ڈسمس نہیں کر سکتا۔!" چوتھی منزل پر لفٹ رکتے ہی بخاری نے دروازہ کھولا۔ میں نے کہا۔ "پاپا کون سے کمرے میں ہیں۔ کچھ معلوم ہے؟"

اس نے ہال کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ گارڈ سے معلوم ہو جائے گا سرکار" میں کیتھ کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ہال میں داخل ہوئے تو ہزہائی نس کے گارڈ نے سلامی دیتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی' ہزہائی نس ڈرائنگ روم میں تشریف لا چکے ہیں۔ آئیے۔" اس نے بڑھ کر ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولا۔ میں کیتھ کو ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ ہزہائی نس صوفے پر بیٹھے ہوئے پائپ پی رہے تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے اٹھے اور سلام کی پرواہ کئے بغیر آکر میرے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن تم نے ہمیں پریشان کر دیا۔ تمہیں اس کا پیچھا کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

میں نے کہا۔ "پاپا عرض کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھئے۔" انہوں نے میرے ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مس کیتھ بیٹھ جاؤ۔" کیتھ "تھینکس یورہائی نس" کہہ کر قریب ہی ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے تمام واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ وہ خاموشی سے سنتے رہے۔ میں نے بات ختم کی تو بولے۔ "ہمیں معلوم نہیں تھا کرن کہ یہ اس حد تک جائینگے۔"

"وہ اس سے کہیں آگے جائینگے پاپا۔" میں نے کہا۔ "لیکن آپ فکر نہ کیجئے۔ اگر رفتار یہی رہی تو ایک دو مہینے میں میدان تمام کانٹوں سے صاف ہو جائے گا۔ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔ اور پھر ایسے چند غداروں کا انجام دیکھنے کے بعد باقی خود بخود کانپ جائینگے۔"

"یہ صحیح ہے۔" انہوں نے کہا۔ "لیکن کرن تمہاری حفاظت کا انتظام ہم کافی نہیں سمجھتے۔ تم خود بتاؤ ہم کیا کریں؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا میری حفاظت کے لئے خدا کافی ہے۔ آپ مطمئن رہئے

...... اور پلیز...... ممی سے صلح کر لیجئے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ میرے ساتھ اٹھتے ہوئے بولے۔ "اچھا اس نئے حادثے کا ری ایکشن دیکھنے کے بعد کوشش کرینگے۔" میں نے کہا۔ "میں کوشش کروں گا پاپا۔ شب بخیر۔"

صبح سب سے پہلے خیریت دریافت کرنے کے لئے آنے والوں میں ہرہائی نس اور شانتا کماری تھیں۔ میں چند منٹ پہلے چائے ناشتے سے فارغ ہوا تھا۔ کیتھ اپنے کمرے میں پھر سونے کے لئے چلی گئی تھی۔ میرے ڈرائنگ روم میں رمولا ناکر تھی۔ اس نے دروازے پر دونوں کا استقبال کیا اور ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ ہرہائی نس مسکرا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ "رات کہاں غائب ہو گئے تھے کرن؟" میں نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "ایک قاتل کا پیچھا کرتے ہوئے پچاس ساٹھ میل نکل گیا تھا ممی۔"

"قاتل؟" وہ متعجب ہو کر بولیں۔ "ہم نے تو سنا ہے لیفٹننٹ چتر سنگھ تھا۔"

"میں نام نہیں جانتا۔ اتنا جانتا ہوں اس نے جان بوجھ کر اودھم سنگھ کو کار کی لپیٹ میں لیا اور فرار ہونے کی کوشش کی۔ آہ بیچارہ اودھم سنگھ۔" میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اس کی چار کنواری بہنوں اور بوڑھے ماں باپ کا کیا ہو گا؟"

"وہ تو تمہارا باڈی گارڈ تھا۔" شانتا نے کہا۔

"نہیں۔ میرا باڈی گارڈ بخاری ہے شنو اور اس کو کسی نے اس طرح قتل کیا ہوتا تو اس وقت تک آدھے فوجی افسروں کو ختم کر چکا ہوتا۔"

ہرہائی نس ہنس دیں۔ "تم بہت جذباتی ہو گئے ہو کرن۔ لیکن سنا ہے چتر سنگھ بھی ختم ہو گیا۔ اس کی ادھ جلی لاش اور کار کیمپ میں پہنچ چکی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں ممی اس نے خود کشی کر لی۔"

"خود کشی؟ کیوں۔۔۔۔؟"

"اس لئے کہ میں نے اس کو گرفتار کر لیا تھا۔ اس کے لئے دوسرا راستہ نہ تھا۔"

"اوہ! تم نے کتنا بڑا خطرہ مول لیا کرن۔ اگر وہ مایوسی کی حالت میں تمہارے اوپر گولی چلا دیتا تو؟"

"تو میں اس پر گیارہ گولیاں چلاتا۔"

"پگلے۔ وہ فوجی تھا اور فوجی تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ کیا اس کی زندگی تمہاری زندگی کا قیمت کی ہے؟" مجھے ہنسی آ گئی۔ "ممی ڈیئر۔ میں راجپوت پرنس ہوں۔ اگر گولی سے ڈر کے میں ایک بے گناہ کے قاتل کو چھوڑ دوں تو پھر مجھے کسی ڈنڈی مارنے والے بنیئے یا بھکشا مانگنے والے برہمن کے گھر جنم لینا چاہئے تھا۔ تلوار باندھنے والے راجپوت راجہ کے محل میں نہیں۔"

"تم نہیں جانتی ممی۔" شانتا نے کہا "خود کو راجپوت ثابت کرنے کے لئے انسان کو بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔" یہ ذو معنی جملہ میرے لئے کھلا چیلنج تھا۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے کہہ دیا تھا کہ تم اس لئے خطرے میں پڑے کہ خود کو راجپوت ثابت کر سکو۔ میرے مزاج کا پارہ چڑھنے لگا۔ بمشکل ضبط کر کے میں نے کہا۔ "شنو ڈیئر میدان جنگ اور معرکہ آرائی ایک ایسا امتحان ہے جس میں راجپوت اپنی تلوار کی کاٹ سے پہچانا جاتا ہے۔ افیون کا گھولنا پی کر مہارانا پرتاپ کی جے جے کار تو جھروکے بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ تمام زندگی جھروکے ہی رہتے ہیں خود کو راجپوت ثابت نہیں کر سکتے۔ تم ابھی نا سمجھ ہو اور تو بھی ایک عورت۔ اگر تم میدان جنگ کے معنی سمجھتی ہو تو اپنی تمام افواج کو۔ اس فوج کو جو تمہارے لئے آگ میں چھلانگ لگا سکتی ہو" میرے مقابلے کے لئے لے آؤ تمہیں تھوڑی دیر میں پتا چل جائے گا کہ اصلی راجپوت کون ہے اور خود کو راجپوت ثابت کرنے کے لئے خطرے میں پڑنے والا کون؟" شانتا میرا جواب سن کر سناٹے میں آ گئی۔ ہرمائی نس نے منافقانہ محبت جتاتے ہوئے کہا۔ "کرن شنو کا اشارہ تمہاری طرف نہیں تھا......

وہ......"

"تو پھر شنو احمق ہے ممی۔" میں نے ان کی بات کاٹ کر کہا۔ "شاید یہ ابھی تک مجھے دماغی مریض سمجھتی ہے۔ بہتر ہو گا یہ اپنے خیالات میں تبدیلی لائے اور مجھ سے چھوٹی بہن کی طرح بات کیا کرے۔ اور ہاں یہ بات برسبیل تذکرہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا آپ کے اور پاپا کے ستاروں میں کوئی ٹکراؤ ہو گیا ہے ممی؟"

ہرہائی نس میرے چہرے کی طرف دیکھ کر ہنس دیں۔ "ہاں کرن۔" انہوں نے کہا۔ "وہ کچھ کھچے سے ہیں۔"

"ہونے ممی۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "چھوٹی چھوٹی باتوں پر گرہستھ آشرم کا واتاورن خراب کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ اور لیکھ پر میکھ کوئی نہیں مار سکتا......"

وہ مسکرا کر بولیں۔ "کرن تمہارا جملہ معلوم ہوتا ہے کوئی مہارشی بول رہا ہے۔ لیکن کیا دوسرے جملے میں تم اشارہ نہیں کر رہے؟"

میں نے ایک لمحہ ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پوجیہ ماتا جی اگر اشارہ بھی ہے تو اس میں کوئی کنائش یا طنز تو نہیں۔ تقدیر پر شاکر رہنے کی نصیحت بھی ایک مہارشی ہی کر سکتا ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے کرن۔" انہوں نے کہا۔ "لیکن تم میرے بچے ہو کر میرے سامنے مہارشی بننے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟"

میں ہنس دیا۔ "اس لئے ممی کہ آپ مجھے اپنا بچہ تو تسلیم کریں۔ مہارشی میں خود بن جاؤں گا۔" ہرہائی نس زچ ہو کر رہ گئیں۔ شانتا نے ماں کی گھبراہٹ دیکھ کر کہا۔ "بہت دیر

ہو گئی ممی۔ اب اٹھئے بھی۔" وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ "نمستے ماتا جی۔" وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر آہستہ آہستہ چل دیں۔ رمولا ان کو دروازے تک چھوڑنے گئی اور واپس آئی تو مسکرا رہی تھی۔ میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے اس کو آغوش میں لے کر کہا۔ "کیوں ہنس رہی ہو رمو۔ بلکہ میری پسندیدہ رم۔" گرمی آغوش سے پگھل کر وہ مجسم شراب بن گئی۔ مسکرا کر گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔ "تو میں رم ہوں کرن؟ تم شراب سمجھ کر پیتے ہو مجھے؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر اس کے ہونٹ چوم لئے۔ "ایسے" میں نے کہا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی بذات خود قلقل مینائے شراب تھی۔ مجھ پر خمار کی سی کیفیت طاری ہونے لگی۔ اور جب خمارا اترا تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر اپنی ناوقت حماقت پر ہنس دیئے۔ وہ اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف چلتے چلتے رک کر بولی۔ "کرن، تم نے رمو کی رم کے نشے میں۔"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ نہیں پوچھا کہ رمو تو کیوں ہنسی؟"

وہ مسکرا کر چلتی ہوئی بولی۔ "اچھا اب رات کو گیارہ بجے بتاؤں گی۔ پلیز اکیلے ہی ملنا ...." میں نے جھپٹ کر اس کو پیچھے سے پکڑ لیا۔ "رمو سسپنس پیدا کرنا چاہتی ہو شاید۔ لیکن ڈیئرسٹ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے ابھی بتا دو۔" وہ پلٹ کر مسکرا دی اور رازدارانہ لہجے میں بولی "کرن ہرہائی نس نے رات کو دس بجے مجھے اپنے بیڈ روم میں آنے کو کہا ہے۔"

میں نے کہا۔ "سچ؟"

کہنے لگی۔ "تمہاری جان کی قسم، سچ۔ اور ان کا لہجہ ایسا تھا کہ میں بہت کچھ سمجھ گئی۔ جاؤں کیا؟"

"یہ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے کیا ڈیئر ...... او دیکھو پھر رات کو مجھ سے نہ ملنا۔ شاید وہ کسی سے تمہارا تعاقب کروائیں۔"

شام کو تین بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس وقت کیتھ میرے کمرے میں موجود تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور ہیلو کیا۔ دوسرے لمحے "چند لمحوں کے لئے توقف فرمایئے یورہائی نس" کہہ کر ریسیور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے "آداب عرض پاپا" کہا۔ دوسری طرف سے ان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ "کرن تمہیں اپنی ماں کے ساتھ چائے پینا ہے۔ ابھی، اسی وقت۔ لو ان سے بات کرو۔" میں نے کہا "جو حکم پاپا۔" میرے الفاظ کا جواب ہرہائی نس نے دیا۔ "کرن ڈارلنگ فوراً چلے آؤ۔ کہاں بھلا۔؟"

"میں نے کہا۔ "پاپا کے ڈرائنگ روم میں۔"

ٹھیک ہے تمہارے دونوں ماما بھی موجود ہیں۔ کرنل بھی، ٹھاکور بھی۔"

میں نے کہا۔ "آ رہا ہوں ممی۔ ویسے درخواست پر عمل کرنے کا شکریہ ...... نمستے۔"
ریسیور رکھ کر میں نے کیتھ کی طرف دیکھا۔ "تیار ہو جاؤ پاپا بلا رہے ہیں۔"
"مجھے یا تمہیں ڈیئر۔؟" اس نے کہا۔
"مجھ میں تم شامل ہو ڈارلنگ۔" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تم صرف چائے پینا۔ میں چائے کے ساتھ ساتھ منافقانہ باتیں بھی کرتا رہوں گا۔" وہ مسکرا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں لباس تبدیل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کیتھ شعلہ جوالہ بن کر آ گئی اور بزر دبا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں صافہ باندھ کر اس کی طرف پلٹا تو بولی۔ "تم بنے بنائے پرنس ہو کرن۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "اسی لئے بار بار جنت سے حوروں کے پیغام آتے ہیں۔"
وہ مسکرا کر اٹھتی ہوئی بولی۔ "مجھے چھوڑ کر نہ چل دینا ڈارلنگ۔"
"نہیں جا رہا۔" میں نے کہا۔ "زمین پر بھی کافی امکان ہیں میرے لئے پھر معمولی سے عیش کے لئے غیر ملک کون جائے۔"
چونک کر بولی۔ "کیا واقعی؟"
میں نے ہنس کر اس کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "چونکو نہیں تم پہلی ہو ڈارلنگ۔"
"اور دوسری کون----؟" اس نے جملے کی ساخت سے سوال پیدا کیا۔
"ڈیم اٹ۔ تمہارے ہوتے بھی کسی کی ضرورت ہے کیا؟ چھ لڑکیاں ملا کر تم کو ایک بنایا گیا ہے۔"
"تم کسی فلرٹ کی طرح باتیں کر رہے ہو کرن۔" اس نے کہا۔ اسی وقت ایک خادمہ اندر داخل ہو کر بولی۔ "حکم مس صاحب؟" مس صاحبہ کو پسینہ آ گیا۔ اسے معلوم تھا میری دونوں خادمایں انگریزی پڑھی ہوئی ہیں۔ سنبھل کر بولی۔ "یوراج اور ہم ہزہائی نس کے پاس جا رہے ہیں۔ تم ادھر حاضر رہنا۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "چلئے یورایکسی لنسی۔" لڑکی سر جھکا کر ایک طرف ہو گئی۔ ہم دونوں چل دیئے کاریڈور میں پہنچ کر میں نے کہا۔ "ڈارلنگ تم فارسی میں دختر خر ہو۔ سمجھ میں نہیں آتا انگریزی میں تمہیں کیا کہوں؟"
کچھ نہ سمجھنے کے باوجود مسکرا کر بولی۔ "یس یورایکسی لنسی مجھ سے حماقت ہوئی اور میں اس پر شرمندہ ہوں۔"
"خیر۔ لیکن کیا ہو گیا۔ کل سے پورے محل میں مشہور ہو جائے گا کہ مس کیتھ یوراج کو کرن کہہ کر پکارتی ہے۔" وہ خاموش ہو گئی۔ ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچ کر بولی۔ "میں انعام دے کر اس کا منہ بند کرنے کی کوشش کروں گی۔" میں نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کوشش بھی کر دیکھو۔"

اندر ہزہائی نس' مہارانی' شانتا' کرنل اور ٹھاکور کے علاوہ دو تین راجکماریاں اور بھی بیٹھی تھیں۔ میں نے جھک کر سلام کیا۔ تمام بزرگوں نے اٹھ کر باری باری میرے پر ہاتھ پھریا اور بیٹھنے کے بجائے ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ ہزہائی نس نے چلتے چلتے کہا۔ "سرلا دیوی تم اور تمام راجکماریاں مس کیتھ کے ساتھ میری لائبریری میں چلی جاؤ۔"

سرلا دیوی "جو حکم" کہہ کر کیتھ اور دونوں راجکماریوں کو لے کر دوسرے دروازے کی طرف چل دیں۔ ڈرائنگ روم میں ہر چیز شیشے کی بنی ہوئی تھی۔ میز کا اوپر کا حصہ تو خیر شیشے کا ہونا سمجھ میں آتا ہے۔ لیکن یہاں تو سالم میزیں اوپر سے نیچے تک بلوریں تھیں۔ کرسیاں' کراکری' ڈرائی ٹرے ہر چیز معلوم ہوتا تھا کہ بلور تراش کر نکالی گئی ہے۔ میں دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔ لیکن اظہار حیرت میرے لئے اپنی شخصیت کا نقاب الٹ دینے کے مترادف تھا۔ اس لئے بالکل خاموش رہا اور ہزہائی نس کا اشارہ ملتے ہی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ میرے بائیں جانب کرنل ماما اور دائیں طرف ہزہائی نس تشریف فرما ہو گئے۔ سامنے کی کرسیوں پر نسل غیر یعنی ہزہائی نس' شانتا اور ٹھاکور ماما براجمان ہو گئے۔ میز پر چھ افراد کے لئے پوری پنجاب رجمنٹ کا راشن موجود تھا۔ اس کے باوجود سروس کے لئے چار حسین خادمائیں دست بستہ کھڑی تھیں۔ ہزہائی نس نے اشارہ کیا اور سب نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں کیک اٹھاتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ ڈرائنگ روم کی مناسبت سے چاروں خادمائیں بھی شیشے کی نہیں تو گلاس فائبر کے لباس میں ضرور ملبوس ہونی چاہئے تھیں لیکن پھر سوچا کہ اس صورت میں ڈیڈی اور ان کے یہ چار مہمان آوٹ آف پرپورشن ہو جائیں گے۔ خیر دیکھیں گے۔ ہزہائی نس بن جانے کے بعد۔ فی الحال تو کچھ بولنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ ابھی تک سب خاموش تھے۔ چنانچہ چائے کا گھونٹ لے کر ہزہائی نس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "پاپا اب تو میری صحت ...... کیسی ہے آپ کے خیال میں؟"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھی ہے۔ لیکن بہت اچھی نہیں۔ کیوں؟"

میں ہنس دیا۔ "اس سے اچھی اور کیا ہو گی۔ آپ کو معلوم ہے میرا وزن کتنا بڑھ گیا ہے۔"

"بھگوان کی دیا ہے۔" ماما نے کہا۔ "مطلب کیا ہے کرن بیٹے؟"

"یہی ماما جی' کہ اب شکار وکار کی اجازت مل جائے تو ......"

"اونہوں۔" ہزہائی نس بات کاٹ کر کہا۔ "ابھی تو تمہارے صحتیاب ہونے کا جلسہ بھی نہیں ہوا۔"

"یہ جلسہ ہی ہے پاپا۔"

وہ ہنس دیئے۔ ماما کی طرف دیکھ کر بولے۔ "کرنل اسے شدھ ہندی میں سمجھاؤ جلسہ کسے کہتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "سمجھ گیا پاپا...... خیر اب چلنے پھرنے کی تو اجازت دیجئے۔"
ہزہائی نس بولیں۔ "اب کونسی پابندی ہے کرن۔ شام کو گھنٹوں کار میں گھومتے رہتے ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ وہ تو محض سیرو تفریح ہے ممی۔"
"تم کہاں جانا چاہتے ہو؟"
"میں نے عرصے میں شہر نہیں دیکھا۔"
"تو دیکھ آؤ۔" ہزہائی نس نے کہا۔
شانتا نے کہا۔ "میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "ہشت میں دم چھلا نہیں باندھتا۔"
میرے بے ساختہ جملہ پر سب ہنس دیئے۔ شانتا نے کہا۔ "میں تمہاری دم کے پیچھے نہیں، آگے آگے چلوں گی کرن۔"
"سوری بے بی۔" میں نے کہا۔ "آپ اپنی سہیلیوں کے ساتھ آنکھ مچولی اور کوڑا جمال شاہی کھیلیں۔"
ہزہائی نس درمیان میں بولیں۔ "کرن بہن کو بھلے ساتھ نہ رکھو لیکن آخر کوئی نہ کوئی لڑکی کسی نہ کسی روپ میں دم چھلا تو ضرور بن کر رہے گی۔" میں ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "لے جاؤ کرن۔ تمہاری چھوٹی سی بہن ہے۔ برا مان جائے گی۔"
میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے پاپا۔ ابھی لے جاتا ہوں۔ لیکن صرف آج۔ چلو شنو سہیلیوں کی پلٹن نہ لینا اپنے ساتھ۔"
ہزہائی نس نے کہا۔ "ریکھا کو لے جاؤ شنو۔"
شانتا نے کہا۔ "بہتر ہے کہاں چلو گے کرن؟"
میں نے ہنس کر کہا۔ "چڑیا گھر۔"
شانتا نے منہ بنا کر کہا۔ "میں نہیں جاتی۔"
"ڈرتی کیوں ہو شنو۔" میں نے کہا۔ "وہاں کوئی جنگلہ خالی نہیں ہے۔ یہ بتاؤ تمہارے پرس میں کتنے روپے ہوں گے۔؟"
"جتنے تمہاری جیب میں۔ کیوں؟ کیا جانوروں کو ڈنر دینا ہے؟"
"وہ تو پاپا ہر روز دیتے ہیں۔ میں چند مصیبت زدہ انسانوں کو۔"
ہزہائی نس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ " مصیبت زدہ کون؟"
میں نے کہا۔ "ہیں پاپا۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ اور آپ یقیناً" ان کی سرپرستی فرمائیں گے۔"

ہزہائی نس نے ایک داسی سے کہا۔ "بھنڈاری جی کو فون کرو۔" میری طرف دیکھ کر بولے۔ "کتنا روپیا چاہئے کرن۔؟" میں نے کنپٹی کھجاتے ہوئے کہا۔ "فی الحال صرف دس ہزار ...... باقی حالات دیکھ کر عرض کروں گا۔" ہزہائی نس مسکرا کر بولیں۔ "دس ہزار بہت بڑی رقم ہوتی ہے کرن" میں ہنس کر خاموش ہو گیا۔ ہزہائی نس نے داسی کی طرف دیکھا۔ "ان سے کہو خزانے سے دس ہزار روپے لے کر فوراً حاضر ہوں۔" داسی سر جھکا کر تیزی سے دروازہ کھول کر نکل گئی۔ میں نے شانتا سے کہا۔ "چلو شنو تیار ہو جاؤ۔" ہزہائی نس سمجھ گئے میں کہاں جانا چاہتا تھا۔ افسردہ لہجے میں بولے۔ "شانتا کو وہاں نہ لے جاؤ کرن۔"

میں نے کہا۔ "نہیں پاپا۔ میں وہاں کا جانا ملتوی کرتا ہوں۔ شانتا کو گارڈن لے جاتا ہوں ورنہ یہ کہیں گی یہ سب کچھ ان کو ٹالنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔" شانتا نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو کرن۔" میں بھی اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر ہزہائی نس اور ان کے ساتھ سبھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ ہزہائی نس نے صوفے پر بیٹھتے ہی ٹیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک داسی نے ٹیلیفون اٹھایا اور ٹرے لے کر ان کے قریب آ گئی۔ انہوں نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "گارڈن سپرنٹنڈنٹ" تھوڑے وقفے کے بعد ہیلو کہہ کر بولنے لگے۔ "دیدی آج پانچ بجے سے آٹھ بجے تک باغ پبلک کے لئے بند رہے گا۔ پولیس کو حکم دے کر عورتوں اور بچوں کے سوا سب کو باہر کرا دو ابھی فوراً"۔"

ان کے ریسور رکھتے ہی میں نے کہا۔ "پرجا کے رنگ میں بھنگ ڈالنا تو ہمارا مقصد نہ تھا پاپا۔ رہنے دیا ہوتا۔"

ہزہائی نس مسکرا کر بولیں۔ "مفت میں درشن کرانا چاہتے ہو کرن؟"

میں نے کہا۔ "شنو ساتھ جا رہی ہیں ورنہ اپنے درشن پر تو میں ٹکٹ لگا دیتا ممی۔"

ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تمہاری مرضی کرن۔ لیکن درباری لباس میں نہ جاؤ۔ ہجوم میں گھر جاؤ گے ...."

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ہشت سوٹ پہن لیتا ہوں۔"

ہزہائی نس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے" ان کے اٹھتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔ میں کپڑے تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے کو چل دیا۔ وہ سب ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد میں نیچے آیا تو پورچ میں رائس کھڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس میں کیتھ کے سوا کوئی نہ تھا۔ میرا باڈی گارڈ اور ڈرائیور' دونوں سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے باڈی گارڈ سے راجکماری کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ دوسری گاڑی میں وچترا دیوی کو لینے گئی ہیں۔ ہزہائی نس نے کہا ہے "آپ باغ کو چلے جائیں وہ وہیں مل جائیگی۔"

میں نے پورچ سے باہر نکلتے ہی کیتھ سے پوچھا۔ "تمہیں معلوم ہے وچترا کون ہے؟" بولی۔ "راجکماری کی سہیلی ہے کوئی۔" میں خاموش ہو گیا۔ مین گیٹ پر آتے ہی گارڈ نے سلامی دے کر دروازہ کھولا۔ کیتھ نے اپنے برابر میں رکھی ہوئی صندوقچی دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ ہزہائی نس نے دس ہزار روپیا دیا ہے۔"

میں نے اپنے باڈی گارڈ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بخاری! اودھم سنگھ کا مکان دیکھا ہے تم نے؟"

اس نے گردن گھما کر کہا۔ "دیکھا ہے یور ایکسی لنسی۔ موہن پورہ میں ہے۔ کیا حضور وہاں جانا چاہتے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "ہاں" ڈرائیور نے کہا۔ "ان داتا آپ کے جانے کے قابل جگہ نہیں ہے۔"

"تو یہ اس جگہ کا قصور نہیں' ہمارا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہمیں تمام ریاست کو اپنے جانے کے قابل بنانا چاہئے۔" ڈرائیور نے رکتے رکتے کہا۔ "خدا حضور کو سلامت رکھے اور تمام ہندوستان کا سمراٹ بنائے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "پاگل" میں نے کہا۔ "ہندوستان کے سمراٹ اب "بھکشم دیبی پینو جے" کرنے والے برہمن بنیں گے اور پورے بھارت دیش کو لنگوٹی بندھوا کر بھیک منگوائیں گے۔ راجپوتوں کے لئے اب کوئی چانس نہیں۔" ڈرائیور کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن باڈی گارڈ نے کہنی مار کر اس کو خاموش کر دیا۔ کیتھ نے کہا۔ "یہ روپیہ کس لئے ہے یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "ابھی معلوم ہو جائے گا۔" ڈرائیور نے مین روڈ سے ٹرن لیا اور گاڑی ایک نسبتاً" تنگ سڑک پر چلنے لگی۔ تھوڑی دیر میں ایک بے رونق سے محلے کے نیم پختہ مکانوں اور ناہموار میدانوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی چند بے ترتیب مکانوں کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ گاڑی رکتے ہی عورتیں اور بچے اردگرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ بخاری نے گاڑی سے اتر کر پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی یہ سامنے والا مکان اودھم سنگھ کا ہے۔" میں نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "یہ صندوقچی اٹھا لو" ڈرائیور اودھم سنگھ کے مکان کی طرف چلنے لگا۔ دروازہ کھٹکھٹاتے ہی ایک بارہ تیرہ سالہ بچی نے کواڑ کھول کر دیکھا۔ اور کار دیکھتے ہی گردن گھما کر کہا۔ "ماتا جی کوئی سرکاری افسر آیا ہے۔"

"ماتا جی کوئی سرکاری افسر آیا ہے۔"

ڈرائیور نے کہا۔ "بیٹی سرکاری افسر نہیں شری ....."

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اس نے پلٹ کر کہا۔ "جی ان داتا۔" اسی وقت ایک جوان لڑکی اور ایک بڑھیا نے دروازے سے باہر جھانکا۔ میں نے نمسکار کر کے کہا۔ "بائی جی میں راج محل سے آپ کی سیوا میں حاضر ہوا ہوں۔" بڑھیا نے آشیرواد

دے کر کہا۔ "اندر پدھارو کنور جی۔" میں نے بخاری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آؤ" اور دونوں آگے پیچھے اندر داخل ہوئے۔ بڑھیا نے انگنائی میں پڑے ہوئے موںڈھوں کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا۔ "بائی جی وقت کم ہے۔ میں شری حضور کی طرف سے آپ کو آشواسن دینے آیا ہوں۔" میں نے بخاری کے ہاتھ سے صندوقچی لے کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "یہ انہوں نے آپ کی بچیوں کی شادی پر خرچ کرنے کے لئے دیا ہے۔" بڑھیا نے کانپتے ہاتھوں سے صندوقچی لیتے ہوئے مہاراجہ کو دعائیں دیں۔ انگنائی میں کھڑی ہوئی دو تین پڑوسنوں نے بھی دعاؤں میں اس کا ساتھ دیا۔ میں نے کہا۔ "شری حضور کو اودھم سنگھ جی کی مرتیو کا بہت افسوس ہے۔ ان کی پنشن آپ کو ہر ماہ ملتی رہے گی۔ اچھا ...... نمستے۔"

بڑھیا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "کنور جی۔ میں آپ کی سیوا کروں۔"

بخاری نے کہا۔ "بائی جی یہ کنور جی نہیں شری یوراج جی ہیں۔" بڑھیا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ صندوقچی اپنی لڑکی کے ہاتھ میں دے کر جھکنے لگی۔ میں نے اس کا بازو تھام کر کھڑی کرتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ کیا کر رہی ہیں بائی جی۔ میں تو آپ کا بچہ ہوں۔" تمام عورتیں دعائیں دینے لگیں۔ میں نے گھور کر بخاری کی طرف دیکھا اور مڑ کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ بڑھیا نے زمین چھو کر دونوں ہاتھ آنکھوں سے لگا لئے اور "یوراج رشی رشی کرن جی امر رہیں" کی صداؤں سے صحن گونجنے لگا۔ میں تیزی سے باہر نکل کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ ہجوم سے گاڑی نکلتے ہی میں نے باڈی گارڈ سے کہا۔ "بخاری احمق ہو تم۔ ذرا عقلمند بننے کی کوشش کرو۔" اس نے میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔

کیتھ نے کہا۔ "کیا ہوا یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "ہوا تو کچھ نہیں۔ میں یہاں اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سید صاحب نے اپنی سادگی سے ......"

وہ ہنس کر بات کاٹتے ہوئے بولی۔ "ہارون الرشید بننا چاہتے تھے کیا؟"

"نہیں۔ ہزہائی نس ابھی میرا منظر عام پر آنا پسند نہیں کرتے۔"

"ٹھیک ہے" اس نے مسکرا کر کہا۔ "آپ نے بخاری کو بتا دیا ہوتا باڈی گارڈ اتنے عقلمند کہاں ہوتے ہیں کہ ......"

"باڈی گارڈ؟" میں نے ہنس کر کہا۔ اور کچھ سوچ کر بولتے بولتے رک گیا۔ کیتھ نے کہا۔ "آپ کچھ کہنے جا رہے تھے۔" میں نے کہا۔ "نہیں بہرکیف میرے ذہن میں باڈی گارڈ کا تصور کچھ اور ہے اور وہ اس سے بہت مختلف ہے جو کچھ بخاری ہے۔" وہ مسکرا کر منہ پھیرتی ہوئی بولی۔ "آپ کے معیار پسندیدگی سے میں بھی گھبراتی ہوں۔"

"تم ضرورت سے زیادہ عقلمند ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "گاڑی سڑک پر آتے ہی

ڈرائیور نے پوچھا۔ "کس طرف سرکار؟" کیتھ نے کہا "گارڈن۔"

باغ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ پھاٹک تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ دونوں طرف پولیس مین کھڑے ہوئے تھے۔ گاڑی دیکھ کر انہوں نے سلامی دی اور پھاٹک کھول دیا۔ میوزیم کے سامنے شانتا کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ہم گاڑی سے اتر کے اندر داخل ہوئے۔ ویدی استقبال کے لئے دروازے پر موجود تھا۔ اس نے بتایا راجکماری اپنی سہیلیوں کے ساتھ پہلی منزل پر انتظار کر رہی ہیں۔ ہم اس کے ساتھ اوپر پہنچے۔ شانتا تین لڑکیوں کے ساتھ ایک اسٹال پر کھڑی ہوئی مغل آرٹ دیکھ رہی تھی۔ آہٹ پاتے ہی ہماری طرف متوجہ ہوئی اور مسکرا کر بولی۔ "کہاں چلے گئے تھے کرن؟ آؤ ان سے ملو۔" اس نے ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی اور دیکھتا کا دیکھتا رہ گیا۔ "وچترا دیوی" شانتا نے کہا۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ وچترا نے نمستے کرتے ہوئے غور سے میری طرف دیکھا۔ "آپ کا مزاج؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مہربانی' نوازش۔" میں نے جواب دیا۔ شانتا نے مسکرا کر کہا۔ "ہیں نا سچ مچ کے شہزادے میرے بھیا۔ وچترا دیوی؟"

وچترا نے کہا۔ "اس میں بھی کوئی شک ہے کیا۔" ریکھا اور سرلا مسکرا دیں۔" میں تو جھوٹ موٹ کے راجکمار کا پاٹ ادا کر رہا ہوں شنو۔ سچ مچ کے شہزادے تو ایسے ہوتے ہیں۔" میں نے گیلری میں رکھی ہوئی ایک مغل شہزادے کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وچترا نے تیز نگاہوں سے شانتا کی طرف دیکھا اور چلتے ہوئے بولی۔ "آیئے..... پھر باغ میں بھی تو چلنا ہے۔" تمام گیلریوں کے چکر کاٹ کر دوسری تیسری منزل کے نوادر دیکھنے کے بعد ہم باہر نکل کر چڑیا گھر کی طرف چلنے لگے۔ وچترا بار بار مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہی۔ سات بجے راج محل کی طرف لوٹے تو وہ بھی ہمارے ساتھ تھی۔

میں نے اپنے کمرے میں آکر لباس تبدیل کیا اور سگریٹ سلگا کر کیتھ کی طرف دیکھا۔ "بھوک لگ رہی ہے ڈارلنگ۔" اس نے رسٹ واچ پر نظر ڈال کر کہا۔ "چلئے کھا لیتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو کپڑے تبدیل کر آؤں؟" میں "اوکے" کہہ کر صوفے پر دراز ہو گیا۔ وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ چند منٹ کا وقفہ دے کر میں نے اس کو بزر دبا کر بلایا وہ بالوں میں کنگا پھیرتی ہوئی آئی اور میں اس کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ کھانے کے دوران کیتھ نے کہا۔ "کرن۔ شانتا کماری کا تمہارے ساتھ باغ جانے کا مقصد کچھ سمجھ میں آیا؟" میں نے ہاتھ سے چمچ رکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں شاید وچترا دیوی سے تعارف کرانے کے لئے ایک بہانہ تھا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اس نے کہا۔ "لیکن کیوں؟"

میں ہنس دیا۔ "شاید وہ دکھانا چاہتی تھی کہ شردھام میں ایک ایسی فتنہ قیامت حسینہ

بھی ہے جس کی آنکھوں میں میخانے، مسکراہٹ میں بجلیاں، تکلم میں موسیقی اور خرام ناز میں زلزلے پنہاں ہیں۔"

"نان سنس۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "شاید تم اسے پسند کرنے لگے ہو۔ خیر، میں کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اور میں بھی اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ جو تم کہنا چاہتی ہو۔"

"میں تو اس کو خطرناک سمجھتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اور تم؟"

"میری صحت ایسی بری تو نہیں کہ وہ فوراً خطرناک ثابت ہو جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ میں کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کافی پینے کے بعد دونوں کیتھ کے روم میں آکر سگریٹ پینے لگے۔ نو بجے کے قریب ایک خادمہ نے شانتا کے آنے کی اطلاع دی۔ کیتھ نے میری طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ کر اس سے سوال کیا۔ "راجکماری کے ساتھ وچترا دیوی بھی ہیں کیا؟"

خادمہ نے کہا۔ "جی مس صاحب۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جاؤ انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔" خادمہ سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ میں ڈرائنگ روم میں پہنچا تو شانتا اور وچترا دروازے سے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ میں نے مسکرا کر استقبال کیا۔ وچترا نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا۔ میں نے جواب دے کر صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ وچترا نے کہا۔ "یور ایکسی لنسی میں راجکماری کو آپ سے معافی طلب کرنے کے لئے لے کر آئی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "دیوی۔ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ میری چھوٹی بہن ہے۔ اسے ایسے مذاق کا حق ہے۔ خیر ویسے میں اسے خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں۔"

مسکرا کر بولی۔ "نہیں یور ایکسی لنسی۔ میں نے محسوس کیا کہ ان کے جملے میں کشاکش تھا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "چلئے آپ کے کہنے سے معاف کر دیا۔" وہ مسکرا کر شکریہ ادا کرتے ہوئے بیٹھ گئی۔ شانتا نے ہنس کر کہا۔ "ابھی تو میں نے معافی بھی نہیں مانگی۔" میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تمہاری معافی میں قبول بھی کب کرنے لگا تھا۔"

وہ ہنس دی۔ "کرن پھر تو تمہاری چابی ہاتھ آ گئی۔" میں نے اٹھ کر بزر دباتے ہوئے کہا۔ "میں کمبی نیشن سے کھلنے والا تالا ہوں شنو۔ چابی نہیں لگتی۔" ایک خادمہ نے آکر کہا۔ "حکم؟" میں نے وچترا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کافی پیجئے گا یا چائے؟"

شانتا نے کہا۔ "کافی" خادمہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا۔ شانتا --- وچترا سے مخاطب ہو کر بولی۔ "وچترا ایم اے کرنے کے بعد ڈاکٹریٹ انگلینڈ سے کر کے آؤ تو بہتر ہے۔" اس نے کہا۔ "پتا جی انگلینڈ جانے کی اجازت شاید ہی دیں۔" میں خاموش بیٹھا ان کی گفتگو سنتا رہا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ان مکالموں

کے پردے میں وچترا کی کوالی فیکیشنز مجھے سنائی جا رہی تھیں۔ خادمہ کافی کی ٹرے رکھ کر چلی گئی تو شانتا میری طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "کیا انگلینڈ جانے میں کچھ برائی ہے کرن؟" میں نے کافی پاٹ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں شنو" وچترا نے میرا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔ "کافی بنانا عورتوں کا کام ہے یورایکسی لنسی۔"

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "وچترا" تم جیسی گھریلو لڑکیوں کو تو فلسفے کے مسائل پر سر کھپانے کے بجائے شادی کر لینی چاہیے۔" میں نے شانتا کی طرف دیکھا وہ موضوع گفتگو کو قصداً" گھما پھرا کر ایک مخصوص سمت میں لے جانا چاہ رہی تھی۔ وچترا نے پیالیوں میں کافی انڈیلتے ہوئے بے ساختہ کہا۔ "مجھے مسئلے حل کرنے میں مزا آتا ہے شانتا۔ اور شادی کوئی مسئلہ نہیں۔"

"تمہاری بھول ہے۔" شانتا نے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "شادی زندگی کا اہم ترین مسئلہ ہے۔"

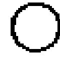
"ہو گا۔" وچترا نے کہا۔ میں نے ان کی باتوں سے اکتا کر پیالی اٹھائی اور کافی پینے لگا۔ شانتا کھلکھلا کر ہنس دی۔ پیالی چھلک گئی اور اس کی ساڑی پر کافی گر گئی وہ "اوہ" کہہ کر اٹھی اور ساڑی جھٹکنے لگی۔ میں نے بزر دبا کر خادمہ کو بلایا اور پانی لانے کو کہا۔ شانتا نے کہا۔ "نہیں کرن۔ اس طرح صاف نہیں ہو گی۔ میں ابھی آئی۔" وہ نوکرانی کے ساتھ بیسن کی طرف چل دی۔ میں نے کافی کی پیالی ٹرے پر رکھ کر دوسرا سگریٹ سلگایا۔ وچترا نے پاٹ اٹھایا تو میں نے "شکریہ" کہہ کر روک دیا اور سگریٹ پینے لگا۔ مجھے یہ ناوقت ملاقات کچھ عجیب سی لگ رہی تھی۔ ہر بات میں تصنع کا پہلو نمایاں تھا۔ شانتا کے اس طرح چھوڑ کر چل دینے سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ہمیں تنہائی میں بات کرنے کا موقع دینا چاہتی تھی۔ اور یہ تمام چیزیں محض اتفاقیہ نہیں بلکہ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت پیش آ رہی تھیں۔ وچترا کا غیر معمولی حسن مجھے ایک خوبصورت جال نظر آنے لگا۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے آخری گھونٹ لیا اور پیالی رکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔ "آپ کو نیند تو نہیں آ رہی یورایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "نہیں میں دس بجے سے پہلے کبھی نہیں سوتا۔"

بولی۔ "ہاں۔ میں نے سنا ہے آپ شام ہونے کے بعد سیر کو نکلا کرتے ہیں۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی وقت شانتا اندر آئی تو وچترا صوفے سے اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے خیال میں اب چلنا چاہیے۔" شانتا نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اوہ..... دس بج چکے ...... چلو۔" میں ان کو دروازے تک چھوڑنے آیا۔ دوسرے کمرے سے گزرتے ہوئے شانتا نے پیچھے رہ کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کان میں کہا۔ "کرن بھیا۔ کیسی ہے؟"

میں ہنس دیا تو بولی۔ "اس کے معنی ہیں تمہیں پسند ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "صرف وہ تل جو اس کے رخسار پر ہے۔" شاہانا ہنس دی۔ وچترا چلتے چلتے رک گئی اور پلٹ کر دیکھنے لگی۔ شاہانا نے کہا۔ "ایک منٹ وچترا۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ "مجھے بہت پسند ہے کرن۔ تمہارے لئے۔" میں نے وچترا پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "شکریہ۔ لیکن شنو ایک چھوٹے سے تل کے لئے ایک سو پچیس پونڈ کی عورت کا وزن گھسیٹنا مجھے ......" اس نے آگے بڑھ کر اپنی سہیلی کا ہاتھ تھاما اور اس کو لے کر باہر نکل گئی۔



دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب رمولا ڈرائنگ روم میں آئی تو اس کے چہرے پر سراسیمگی طاری تھی۔ میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو مسکرا دی۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "کیا بات رمو کچھ گھبرائی ہوئی نظر آ رہی ہو؟"

بولی۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔"

میں نے کہا۔ "مجھ سے چھپانے کی کوشش نہ کرو رمو۔ رات کو کوئی ایسی بات ضرور پیش آئی ہے جس سے تم خوفزدہ ہو گئی ہو۔ ورنہ اس وقت تم خود مجھ سے کچھ کہنے کے لئے بے تاب ہوتیں۔" اس نے جواب دینے کے بجائے میرے کندھے پر سر رکھ دیا اور سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اس کی کمر تھپتھپائی۔ اور آہستہ سے کہا۔ "ہرہائی نس نے دھمکی دی تمہیں؟" اس نے سر اٹھا کر کہا۔ "نہیں یورایکسی لنسی۔ انہوں نے مجھے سونے کا ہار انعام میں دیا ہے لیکن ساتھ ہی جو خدمت سونپی ہے وہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ظاہر ہے انعام یونہی نہیں دیا جاتا۔"

"یہ بھی نہیں۔ میری پریشانی کی وجہ کچھ اور ہے۔"

"کیا؟"

"وہ کہتی ہیں انہیں یقین ہے تم رشی کرن نہیں ہو۔ کیا یہ سچ ہے یورایکسی ......"

"فرض کرو سچ ہے۔" میں نے کہا۔

"وہ کہتی ہیں۔ مجھے کسی طرح یہ ثابت کرنا ہے ......"

میں ہنس دیا۔ "خیر تمہیں ہار مل گیا ...... اور جو کچھ دیں، گھسیٹتی رہو پوچھیں تو کہہ دو کوشش کر رہی ہوں۔"

"لیکن کب تک؟"

"جب تک ممکن ہو ...... ویسے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تمہاری طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتیں۔"

"شکریہ کرن .... میں بہت خوفزدہ ہو رہی تھی۔ بہرکیف انہیں معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں نے یہ باتیں ...."

"کیسی باتیں کر رہی ہو۔ تم میری جان ہو رمو۔ اور یہ بھی یقین کر لو کہ وہ مجھے شروھام کا راجہ بننے سے نہیں روک سکتیں۔ جنھوں نے روکنے کی کوشش کی ان کا انجام سب نے دیکھ لیا گو یہ کسی کو معلوم نہیں۔ یہ کیسے ہوا تم ابھی بہت کچھ دیکھو گی۔ سمجھیں یا دوسری طرح سمجھاؤں۔؟" میں نے اسے گود میں اٹھا کر چوم لیا۔ اور وہ پھڑک کر رہ گئی۔

شام کو حسب معمول کیتھ کے ساتھ سیر کو گیا اور جب رات گئے واپس ہوا تو لفٹ سے اترتے ہی کاریڈور میں زینے کے قریب ریکھا کھڑی ہوئی ملی۔ میں نے کیتھ کو آگے نکل جانے دیا اور اس کے پاس جا کر کہا۔ "ریکھا تم؟ اس وقت یہاں-----؟" وہ سرگوشی کے لہجے میں بولی۔ "ہاں یوراج۔ دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ صرف یہ کہنے کے لئے کہ رمولا پر اعتماد نہ کرنا۔ وہ خریدی جا چکی ہے۔" میں نے جھک کر اس کا منہ چومتے ہوئے کہا۔ "شکریہ پر۔تما فکر نہ کرو۔ اور اگر آ سکتی ہو تو میرے کمرے میں چلو میں تمہارے لئے بے چین ہوں۔" اس نے پژمردہ لہجے میں کہا۔ "کرن میں تمہارے اوپر قربان ہو سکتی ہوں لیکن راز کھل جائے گا اور پھر میں تمہارے لئے کچھ نہ کر سکوں گی۔" میں نے پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور ہال کی طرف چل دیا۔

کمرے میں آتے ہی کیتھ نے پوچھا۔ "کون تھی کرن----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ایک خیر خواہ۔ جسے تم نہیں جانتیں۔" وہ مسکرا کر کپڑے تبدیل کرنے کے لئے اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کو فون کیا۔ "ہیلو کرن۔" کہتے ہی آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا یہ نائٹ گارڈ آپ نے تعینات کیا ہے یا کیپٹن نے اپنی مرضی سے بھیج دیا ہے؟"

بولے۔ "کیپٹن ہمارا معتمد ہے کرن۔ وہ تمہارے لئے غلط آدمی کبھی نہیں بھیج سکتا۔"

"ٹھیک ہے پاپا۔ اب ایک خاص درخواست کرنا چاہتا ہوں ریکھا کو کل تنہائی میں طلب کر کے کم از کم ایک ہزار روپیہ انعام دے دیجئے پلیز۔"

"ریکھا کو؟ ...... اچھا اطمینان رکھو۔" انہوں نے کہا۔ میں نے شکریہ ادا کر کے شب بخیر کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

میں کیتھ کے کمرے میں بے خبر سو رہا تھا کہ اچانک اپنی خوابگاہ میں کسی چیز کے گرنے چھناکا سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے تکئے کے نیچے سے پستول نکالتے ہوئے کیتھ کو جھنجوڑا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا مسہری سے نیچے اتر کے دروازہ کھولا اور ننگے پاؤں اپنے کمرے کی طرف چل

دیا۔ دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اندھیرے میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ میں آہستہ آہستہ اندر داخل ہوا اور سوئچ آن کیا۔ روشنی ہوتے ہی میری مسہری پر جھکا ہوا ایک شخص اچھل کر سیدھا ہو گیا۔ چہرے پر مفلر لپیٹا ہوا ہونے کے باوجود میں نے اس کو لباس اور قدوقامت سے پہچان لیا۔ وہ ڈاکٹر روائے تھا۔ مجھے دیکھتے ہی کانپنے لگا۔ اس کے دائیں ہاتھ میں سرنج دیکھ کر میں ایک لمحے میں معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا۔ "ڈاکٹر روائے!" میں نے پستول سیدھا کرتا ہوئے کہا۔ "تشریف آوری کا شکریہ۔ سرنج رکھ دو۔ اور مفلر ہٹا کر صوفے پر بیٹھ جاؤ۔ اس نے سرنج مسہری پر رکھ دی۔ مفلر چہرے سے ہٹاتے ہوئے اس کے ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ میں نے کیتھ کو آواز دی۔ وہ دروازے پر کھڑی ہوئی تھی۔ ایک لمحے میں اندر آگئی اور گھبرا کر بولی۔ "کون ہے یہ؟"

میں نے روائے کے چہرے سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ "مائی فیملی ڈاکٹر بیٹھ جاؤ روائے۔ تم نے مجھے تلاش کی زحمت سے بچا لیا۔" ڈاکٹر ویت بنا ہوا کھڑا تھا۔ میں نے اس کو صوفے پر دھکیلا تو پتھر کی طرح گر پڑا۔ میں نے کیتھ کو اشارہ کیا۔ اس نے اس کے اوورکوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور میرے ہاتھ میں دے دیا۔ ایک چھوٹا سا زنانہ پستول تھا جس کا سائز بمشکل چار انچ رہا ہو گا۔ میں نے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ میری ممی کا ہے۔ اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھ لو۔" کیتھ نے پستول لے لیا۔ میں نے کہا۔ "میں پاپا کو فون کرتا ہوں' اگر یہ اٹھنے کی کوشش کرے تو فوراً" شوٹ کر دینا۔" اس نے گردن جھکا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی۔ کسی کو گولی مارنا میرے بس کی بات نہیں۔" میں نے کچھ سوچ کر کہا ...... "شاید ہزہائی نس کو اس وقت زحمت دینا ویسے بھی ٹھیک نہیں۔ اور پھر یہ پستول دیکھ کر تو ...... خیر ٹھیک ہے۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ اور اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لو۔ کوئی آواز نہ نکلنے پائے ......"

وہ سر جھکا کر اپنے کمرے کو چل دی۔ میں نے ڈاکٹر کا بازو پکڑ کے اس کو کھڑا کیا۔ اس نے رحم طلب نظروں سے میری طرف دیکھا اور ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا۔ میں نے ہنس کر کہا "روائے کیا تم کسی رحم کے مستحق ہو"

اس نے کہا۔ "نہیں یور ایکسی لنسی۔ لیکن غیر مستحق پر رحم کرنا بہت بڑی دریا دلی ہے۔"

"میں دریا دل نہیں ہوں۔" میں نے کہا۔ "تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میں وہ بیمار رشی کرن بھی نہیں ہوں جسے تم گائے کی طرح ذبح کر سکو۔ خیر میں مکالموں پر وقت ضائع نہیں کروں گا۔ تم ختم ہو کسی دیوی دیوتا کا سمرن کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے کے سوا کچھ نہ بولا۔ میں اس کو گھسیٹ کر اسی کھڑکی کے قریب لے آیا اور پستول کی نالی کمر پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کھولو اور نیچے چھلانگ لگا دو۔" وہ پھر ہاتھ جوڑ کر

گڑگڑانے لگا۔ میں نے بولٹ کھینچ کر کھڑکی کھولتے ہوئے کہا۔ "ون ..... ٹو ......" وہ کھڑکی پر ہاتھ رکھ کر کانپنے لگا۔ میں نے اس کی ٹانگوں میں ہاتھ ڈالا اور اٹھا کر سر کے بل نیچے پھینک دیا۔ ایک چیخ فضا میں گونجی اور سڑک پر دھماکہ ہوا۔ میں نے کھڑکی بند کر کے لائٹ آف کی اور کیتھ کے کمرے میں پہنچ گیا۔ وہ اندھے منہ بستر پر پڑی ہوئی کانپ رہی تھی۔ میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔"

چند منٹ میں وہ اعتدال پر آ گئی۔ میں نے اٹھ کر دو گلاسوں میں وسکی کے دو دو پیگ انڈیلے اور ایک اس کے ہاتھ میں دیا۔ دو گھونٹ پینے کے بعد وہ مسکرانے لگی۔ نیچے راج محل کے دروازے پر آوازیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ سرنج اور پستول الماری میں رکھے اور بستر میں گھس کر سو گیا۔ دس بجے کیتھ نے مجھے جگا کر ہزہائی نس کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے جلدی جلدی منہ ہاتھ دھو کر ایک پیالی چائے پی اور سگریٹ سلگا کر ڈرائنگ روم میں ان کا انتظام کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ماما اندر داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا اور ہزہائی نس کے متعلق پوچھا۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "بہت مصروف ہیں اسی لئے مجھے بھیجا ہے۔"

میں نے کہا۔ "آپ ان سے کہئے کسی بات پر مشتعل نہ ہوں۔"

"مشتعل تو ہیں بیٹے۔ ڈاکٹر روائے کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ وہ تو خیر۔ لیکن سوال یہ ہے۔"

"جواب یہ ہے۔" میں نے ان کا قطع کلام کیا۔ "کہ ہزہائی نس بالکل شانت رہیں۔ رشی کرن امر ہے۔ اور گورنر ان کی پشت پر ہے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے ...... لیکن بیٹے ریاست کا معاملہ ہے۔ پرجا میں ہا ہا کار مچ جائے گی۔"

"آپ کوشش کریں۔ کوئی بات راج محل سے باہر نہ نکلنے پائے۔ بڑے افسروں کا منہ سونے چاندی سے بند کر دیں' چھوٹوں کو وہ خود سنبھال لیں گے ...... بائی دی وے۔ یوراج کی کوئی خیر خیر؟"

انہوں نے افسردگی کے ساتھ کہا۔ "گورنر صاحب نے اشارہ کیا ہے کچھ بہتر ہے۔"

"کچھ بہتر ہے۔" میں بڑبڑایا۔ خدا رحم کرے۔" ماما نے ہاتھ جوڑ کر آنکھیں بند کر لیں اور میرے الفاظ دہرائے۔" خدا رحم کرے۔" مجھے یہ سوچ کر ہنسی آ گئی کہ ملا دین محمد واحدی اپنے آخری ایام میں اس ہندو راجپوت کی زبان سے خدا کا نام سن لیتے تو کس قدر خوش ہوتے۔ اسی وقت کرنل نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور بولے۔ "کس بات پر مسکرائے بیٹے؟" میں نے کہا۔ "اپنی حالت پر ٹھاکور۔ آپ میری کامیابی پر خوش ہو رہے ہوں گے

لیکن مجھ سے زیادہ ناکام شاید ہی ہو گا۔"

شکر ہے کرنل نے تفصیل جاننے کی کوشش نہ کی اور "بھگوان نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔" کہہ کر چپ ہو گئے کچھ دیر سوچ کر بولے۔ "ڈاکٹر تمہارے کمرے میں آیا تھا کیا؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلائی تو بولے۔ "کس طرح؟"

میں نے کہا۔ "معلوم نہیں۔ لیکن۔ خیر۔"

"لیکن کیا ـــــ؟"

گارڈ کی نظر میں آئے بغیر کوئی اندر نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کے متعلق پاپا نے رات ہی کہا تھا کہ ـــــ خیر دیکھیں گے۔"

"میں سمجھتا ہوں تمہارے محل پر چوبیس گھنٹے پہرا ہونا چاہئے۔ تمہاری اپنی پسند کے آدمیوں کا۔"

"کاش میرے پاس وقت ہوتا۔"

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئے بیٹے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور یہ ہزہائی نس کے الفاظ سمجھو کہ تمہیں اس کے آنے کے بعد بھی یہاں رہنا ہو گا۔"

"پوجیہ ماما۔ آپ کی ریاست کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ اگر میں یہاں رہا تو آپ کو روزانہ ایک لاش اٹھوانی پڑے گی۔ حتیٰ کہ میرا بھی نمبر آ جائے گا۔ اور خدا جانے کب آ جاتا ہے۔"

"ہرے ہرے، رشی کرن ایسا نہ کہو۔" انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"میں آج رات ہی ختم تھا۔ اگر قدرت نے مدد نہ کی ہوتی۔ یہ دیکھئے۔" میں نے الماری سے ہائپو ڈرمک سرنج نکال کر ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "وہ مجھے سوتے میں زہر کا انجکشن دینا چاہتا تھا۔ اگر کامیاب ہو جاتا تو ایک منٹ میں ہارٹ فیلور سے موت واقع ہو جاتی اور خیر جانے دیجئے۔" کرنل نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ اور رہانسے ہو کر بولے۔ "ہے بھگوان تو نے بڑی سہاتیا کی ورنہ ہم کہیں کے نہ رہتے۔"

"ہاں ماما۔" میں نے کہا۔ "پھر تو آپ رشی کرن کو بھی کس طرح سامنے لاتے۔ ہاں اگر میری لاش غائب کر دیتے تو چانس تھا۔" کرنل نے میری پیشانی چوم کر کہا۔ "بس بیٹے۔ میں زیادہ نہیں سن سکتا۔ تم نے جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا۔ اور جو کچھ کرو گے ہمیں منظور ہے چاہے راج گدی رہے یا نہ رہے۔ میں خاموش ہو گیا۔ وہ آنکھیں پونچھتے ہوئے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چل دیئے۔ میں ان کی شفقت سے متاثر ہو کر دروازے تک پہنچ گیا اور ہال کے دروازے سے نکلنے تک دیکھتا رہا۔ گیٹ پر باڈی گارڈ کو کھڑا دیکھ کر اشارے سے بلایا۔ اس نے قریب آ کر سلام کیا۔ میں نے کہا۔ "بخاری رات کو یہاں پہرے پر کون

تھا؟" اس نے کہا۔ "حضور پدم سنگھ حوالدار تھا۔ لیکن وہ رات سے غائب ہے۔"
"غائب ہے۔؟" میں نے کہا۔ "کیسے غائب ہو گیا۔ اسے باہر کیوں جانے دیا گیا۔۔۔۔۔؟"
"سرکار باہر جاتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ شری حضور نے بیسیوں آدمی اس کی تلاش میں بھیجے ہیں۔ محل کا کونا کونا دیکھ لیا گیا۔ کہیں پتا نہیں۔" میں نے کچھ سوچ کر سوال کرتے کرتے بات بدل کر کہا۔ "بخاری میرا باڈی گارڈ ہونا اب تمہارے لئے خطرناک ہو گیا ہے۔ لہٰذا اگر تم اپنا تبادلہ کرا لو تو بہتر ہو گا۔" اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے دایاں ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "سرکار' خدا اس ہاتھ کو کندھے سے علیحدہ کر دے اگر آپ کی حفاظت میں مرتے دم تک گولیاں نہ چلائے۔ رہی میری زندگی تو اس کو میں آپ کے قدموں پر نثار کرنے میں فخر محسوس کروں گا۔" میں نے اس کا بازو تھپتھپا کر کہا۔ "مجھے تو یقین ہے۔ لیکن تم اتنے چالاک نہیں ہو جتنا اس وقت کے حالات کا تقاضا ہے۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی کیا عرض کر سکتا ہوں۔ اس کا جواب تو وقت ہی دے گا۔"
"کافی عقلمندانہ جواب ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈرائیونگ میں کیا پوزیشن؟"
"پچاس میل تک کنٹرول کر سکتا ہوں یور ایکسی لنسی۔"
"اچھا۔ آج شام کو ہمیں ڈرائیور کر کے دکھاؤ۔" میں نے چلتے چلتے کہا۔ اس نے مسکرا کر سیلوٹ کیا اور دروازہ بند کر دیا۔
سہ پہر کی چائے پی کر میں باہر جانے کو تیار ہو رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ "ہیلو" کہتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ہرہائی نس تم سے ملنے آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی ہے ...... شانتا کی خاص سہیلی۔ کیا نام ...." وہ رک گئے میں نے کہا۔ "وچترا دیوی تو نہیں۔؟" بولے "ہاں وچترا۔ تم جانتے ہو؟"
میں نے جواب دیا۔ "جی پاپا ...... شنو ہمارا تعارف کرا چکی ہیں۔"
"اچھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا۔ خیر' تمہیں ہوشیار رہنا ہے۔ وہ بہت انٹیلی جینٹ ہے اور شاید کچھ کریدنے کی کوشش کرے گی۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کے خادم کو کریدنے کے لئے ہائیڈرالک ڈرل چاہیے پاپا۔ خیر .... اب ایک درخواست ہے۔"
"کیا۔۔۔۔۔؟" انہوں نے کہا۔
"حوالدار پدم سنگھ کی تلاش میں زیادہ دوڑ بھاگ نہ کرائیے۔ مجھے معلوم ہے وہ کہاں ہو سکتا ہے۔"
"!" انہوں نے حیرت کے لہجے میں کہا۔ "تمہیں معلوم ہے؟"

"جی۔ شاید میں جلد ہی اسے آپ کے سامنے پیش کر سکوں ...... یا اس کی معافی کی درخواست کروں۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔" ہزہائی نس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے کہا۔ "زیادہ نہ سوچئے پاپا۔ یہ آپ کا نہیں میرا پرابلم ہے ...... گڈ بائی۔" انہوں نے مجھ سے پہلے ریسیور رکھ دیا۔

میں کیتھ کے کمرے میں پہنچا۔ وہ لباس تبدیل کر کے اٹیچی کیس میں سامان رکھ رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بولی۔ "چلیں--؟" میں نے کہا۔ "ہزہائی نس آ رہی ہیں۔ چند منٹ ٹھہرنا پڑے گا۔"

مسکرا کر بولی۔ "بلاوجہ وقت ضائع ہو گا۔"

"کیا کیا جائے۔" میں نے پلٹ کر چلتے ہوئے کہا۔ دروازے کی طرف دیکھا تو ہزہائی نس ڈرائنگ روم میں داخل ہو رہی تھیں۔ ان کے ساتھ اس وقت ریکھا کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "کرن' رات کو ایک اور آدمی محل کی چھت سے گر کے مر گیا۔"

میں نے کہا۔ "ہاں ممی۔ سنا ہے ڈاکٹر روائے تھا۔"

"ہاں خیال تو یہی ہے۔ پہچانا نہیں جا سکا۔ اس کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی چہرہ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کا تھیلا بن کر رہ گیا تھا۔"

"لیکن وہ راج محل میں کیسے پہنچا؟ ...... اس کا تو داخلہ بند تھا۔"

"اسی سے تو خیال ہوتا ہے وہ کوئی اور تھا۔؟"

"تھا تو روائے ہی موم۔" میں نے کہا۔ "ایک سرنج پائی گئی ہے جس میں ....." ہزہائی نس کے چہرے کا رنگ فق ہوتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا۔ انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "سرنج؟" میں نے الماری سے سرنج لا کر دکھائی۔ "یہ سرنج۔"

"اس میں تو کوئی دوائی ......"

"زہر۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ ہزہائی نس چکرا گئیں۔ میں نے ریکھا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ریکھا ذرا دیکھو تو کیتھ تیار ہو گئیں یا نہیں۔" ریکھا اٹھ کر چل دی۔ میں نے کہا۔ "یورہائی نس۔ یہی نہیں ایک زنانہ پستول بھی ملا ہے۔ جو یقیناً" کسی پرنس کا ہی ہو سکتا ہے۔ میں یہ دونوں چیزیں شام کو ہزہائی نس کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔"

"وہ پستول مجھے دکھاؤ تو شاید میں پہچان لوں۔ کس کا ہو سکتا ہے۔"

میں ہنس دیا۔ "کیا ضرورت ہے یورہائی نس۔ ہزہائی خود پہچان لیں گے۔"

"ہزہائی نس ٹمپرامینٹل ہیں ڈیرسٹ ...... ممکن ہے کوئی ایسا ہنگامہ برپا کر دیں کہ بعد کو تمہیں بھی افسوس ہو۔"

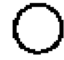
"یہ آپ نے سچ فرمایا۔ واقعی ہنگامہ برپا ہو گا۔ اور اسی کارن میں نے یہ راز ابھی

تک ظاہر نہیں کیا۔"

"یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ میں تمہاری عقلمندی سے خوش ہوئی کرن۔"

"شکریہ یورہائی نس ...... اگر میں یہ دونوں چیزیں آپ کو دیدوں تو آپ ان کے بدلے میں ....."

"جو تم مانگو۔" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں نے ہاتھ بڑھا دیا اور انہوں نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ "مانگو کرن۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پدم سنگھ۔"





ہرہائی نس نے خوفزدہ نظروں سے میری طرف دیکھا اور رک رک کر بولیں۔ "تم اسے مار ڈالو گے کرن؟"

میں نے ان کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "نہیں یور ہائی نس۔ اگر مار ڈالنا چاہتا یہاں کبھی نہ بلاتا۔ مجھے معلوم ہے وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔ وہیں پہنچ کر ختم کر سکتا تھا۔"

"اچھا۔" انہوں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ میں نے سرنج خالی کر کے ان کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "پدم سنگھ کو بھیج دیجئے۔ پستول میں اسی کے ہاتھ آپ کو بھجواؤں گا۔ ویسے وہ ریاست بدر ضرور کیا جائے گا۔ لیکن صرف ادائیگی فرض میں غفلت برتنے کے الزام ہیں۔"

"بہتر ہے۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ریکھا کو بلاؤ۔ میں جانا چاہتی ہوں۔" میں نے کیتھ کے کمرے سے ریکھا کو بلایا اور وہ اس کو ساتھ لے کر چلی گئیں۔

شام کو سات بجے سیر سے واپس آنے کے بعد دیر تک ہرہائی نس کی طرف سے کسی کے آنے کا انتظار کرتا رہا لیکن کوئی نہ آیا۔ نوکرانیوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہماری غیر حاضری میں بھی کوئی نہیں آیا تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ اتنی بڑی شخصیت کو اپنے قول اقرار کا بھی پاس نہیں۔ رات کو نو بجے کے قریب گارڈ نے اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی تو میں برہم ہو کر اس کو واپس بھگا دینے کے خیال سے ہال میں آیا۔ لیکن اس کی یونیفارم اور ٹرن آؤٹ ریاست کے سپاہیوں سے مختلف نظر آنے پر میں خاموش ہو گیا۔ اس نے آگے بڑھ کر سیلوٹ کیا اور خود ہی کہنے لگا۔ "چھوٹے سرکار ہم تین جوان برٹش کیمپ سے آپ کی حفاظت کے لئے تعینات کئے گئے ہیں۔ آپ ہمیں گارڈ روم بتائیں اور مہربانی فرما کر فرائض بھی سمجھا دیں۔"

میں نے چیمبر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "یہاں اپنا سامان رکھو اور آرام کرو۔ اور یہ کیبن پہرہ دینے والے کے لئے ہے۔ فرائض صرف یہ کہ کوئی اندر نہ آئے۔ اندر سے جو نوکر نوکرانیاں باہر جائیں۔ انہیں پہچان کر آ جانے دو اور بس یہی۔ اب تم اپنے ساتھیوں کو بلوا لو۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے لئے چائے اور سگریٹ وغیرہ کا انتظام کرایا جائے گا۔" وہ سیلوٹ کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ میں نے اندر آ کر ہرہائی نس کو ٹیلیفون کیا تو انہوں نے کہا۔ "یہ انتظام تمہارے کرنل ماما نے کیا ہے۔ اور یہ گارڈ مستقل طور پر چوبیس گھنٹے

تمہارے اپارٹمنٹ کے چیمبر میں رہے گا۔" میں نے شکریہ ادا کر کے شب بخیر کیا اور ریسیور رکھ دیا۔ اور خادمہ کو کچن بھیج کر تین آدمیوں کے لئے چائے بنا کر چیمبر میں پہنچوانے کا حکم دیا۔

ساڑھے گیارہ بجے میں کیتھ کے ساتھ وسکی کے چند پیگ پی کر اپنے بیڈ روم میں آیا اور سونے کے لئے لباس تبدیل کر رہا تھا کہ ڈرائنگ روم میں بزر اور سرخ لائٹ نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے قمیص پہنتے پہنتے خود جا کر دروازہ کھولا۔ گارڈ نے سلامی دے کر کہا۔ "سرکار تکلیف معاف فرمائیں' ہال کے دروازے پر ایک عورت سیاہ چادر میں منہ چھپائے کھڑی ہے اور حضور سے بات کرنا چاہتی ہے۔"

میں دروازے کی طرف چلنے لگا تو وہ میرے ساتھ ہو لیا۔ دروازے پر پہنچ کر میں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا اور جھانک کر دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کون' ریکھا؟"

اس نے چہرہ کھول کر کہا۔ "جی یور ایکسی لنسی۔"

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے اندر کھینچ لیا اور پلٹ کر دیکھا۔ گارڈ میرا مقصد سمجھ گیا اور اپنی کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ ریکھا ہال میں داخل ہوتے ہی رک گئی اور کہنے لگی۔ "یوراج میرے پاس جو تھوڑا بہت وقت تھا وہ آپ کے گارڈ نے ضائع کرا دیا۔ ورنہ میں اندر چلتی۔ خیر جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ یہاں بھی کہا جا سکتا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ کی حفاظت کا معقول انتظام ہو چکا ہے۔ لیکن اب آپ کو بہت محتاط رہنا ہو گا۔ مہارانی نے آج اپنے بھائی کے علاوہ کئی افسروں سے ملاقات کی ہے۔ مجھے زیادہ تو معلوم نہیں لیکن جو کچھ میرے پلے پڑا اس سے یہ نتیجہ اخذ کر سکی ہوں کہ اب وہ آپ کو کوئی موقع نہیں دینگے۔ وہ سمجھ چکے ہیں کہ اگر آپ کو قتل بھی کر دیا جائے تو ہزہائی نس مصلحتاً" آپ کی موت کا اعلان ....." اس کی آواز بھرانے لگی اور وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "ریکھا ڈیئر۔ فکر نہ کرو میں امر ہوں۔ وہ کیا چیز ہیں۔ تم دیکھو گی میں انہیں لاوارث کتوں کی طرح شوٹ کرتا چلا جاؤں گا اور ہزہائی نس ان کی موت کا بھی اعلان نہیں کر سکیں گے۔"

وہ آنکھیں پونچھ کر بولی۔ "ٹھاکور انتقام کی آگ میں پھنک رہا ہے کرن۔ اور وہی مہارانی کو ابھار رہا ہے ورنہ وہ تو آپ سے ڈرنے لگی ہیں۔"

میں نے کہا "ریکھا' میں ابھی تک صرف بچاؤ کرتا رہا ہوں لیکن اب .... تم دیکھنا .... خیر میں تمہارا ممنون ہوں۔ تم میرے لئے خود کو خطرے میں ڈال رہی ہو۔"

اس نے مسکرا کر ایڑیاں اٹھائیں اور میرا منہ چوم لیا۔ میں ہنس دیا۔ وہ کل پھر اسی وقت آنے کا وعدہ کر کے باہر نکل گئی۔ میں اس کے ایثار پر غور کرتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔

بیڈ روم میں داخل ہوتے ہی کیتھ نے تکیے سے سر اٹھا کر پوچھا۔ "کرن یہ وقت

تمہارے باہر نکلنے کا تھا۔"
میں نے بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ڈیئر۔ میں گارڈ کو چند ہدایتیں دینے گیا تھا۔ میرا خیال تھا تم سو چکی ہو۔"
"مجھے اپنے کمرے میں نیند نہیں آئی۔" اس نے کہا۔ "آج میں کچھ بے چین ہوں ڈارلنگ۔" میں نے ہنس کر اس کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ "آیئے آپ کی بے چینی کا علاج کریں۔ ون پیگ فار لیڈیز۔ ٹو پیگ فار جینٹس۔"
ہزہائی نس ریزیڈنٹ کے ساتھ شکار پر گئے ہوئے تھے اور رات کو دیر سے لوٹنے والے تھے۔ چند اعلیٰ فوجی افسر اور سول حکام بھی ان کے ہمرکاب تھے۔ مجھے انہوں نے روانہ ہونے سے صرف چند منٹ پہلے فون پر اپنے پروگرام سے مطلع کیا تھا۔ میں نے اس مہم میں شریک ہونے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا "ابھی تمہیں منظر عام پر لانا قرین مصلحت نہیں ہے۔" میں "بہتر ہے" کہہ کر خاموش ہو گیا۔ شام کو پانچ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف ریکھا تھا۔ جواباً" میں نے کہا۔ "بول رہا ہوں لیکن تم پاپا کے بیڈ روم میں کیسے؟" وہ بات کاٹ کر بولی۔ "کٹ اٹ آؤٹ پلیز۔ اس وقت میٹنگ ہو رہی ہے اور چند خطرناک لوگ مہارانی کے کمرے میں موجود ہیں۔"
"خطرناک؟" میں نے کہا۔ "کون ہیں وہ؟"
"دیوان کا لڑکا رمیش اس کا دوست سوبھاگیہ سنگھ اور کیپٹن اجود راول۔ یہ سب زہریلے ناگ ہیں کرن .... ہوشیار۔" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ اور میں نے شکریہ ادا کیا تو وہ ریسیور رکھ چکی تھی۔ میں نے بخاری کو اندر بلا کر رمیش اور کیپٹن اجود کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا۔ "راول ہزہائی نس کے رشتہ داروں میں سے ہے اور رمیش۔"
میں نے اس کو بولتے بولتے خاموش ہوتے دیکھ کر کہا۔ "رمیش کیا؟"
سر جھکا کر بولا۔ "یور ایکسی لنسی وہ راجکماری شانتا دیوی کا امیدوار ہے۔ اور امید وار کیا۔ شری حضور اس کو پسند نہیں فرماتے ورنہ اب تک ان کی سگائی ہو چکی ہوتی"
میں نے کہا۔ "سمجھ گیا۔ شکریہ بخاری۔ لیکن اب تمہیں مرنے مارنے کے لئے تیار رہنا ہو گا۔"
مسکرا کر بولا۔ "تیار ہوں سرکار۔ اور اگر حکم ہو تو ابھی یہاں سے نکل کر بیک وقت دونوں کو شوٹ کر سکتا ہوں۔" میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "ابھی نہیں۔ ہاں اگر وہ یہاں آئیں تو ہال میں قدم رکھتے ہی بلا تکلف گولی چلا دینا۔ میں پہلی گولی کی آواز پر تمہارے ساتھ ہونگا۔" وہ سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ میں نے ہنٹنگ سوٹ پہنا۔ آٹو میٹک

چند ریفل جیب میں ڈالے اور اپنی گاڑی طلب کی۔ کیتھ نے مجھے تیار ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"شکار کو جا رہے ہو؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلائی تو بولی۔ "میں بھی چل رہی ہوں۔"

میں نے کہا۔ "نہیں تم نہیں جا رہیں۔"

"پھر تم کیسے جا سکتے ہو؟" اس نے جھپٹ کر میرا کوٹ پکڑتے ہوئے کہا۔ میں ہنس دیا۔ "رائٹ! لیکن اگر میں نہ گیا تو تمہیں ایسا منظر دیکھنا پڑے گا جو تم پسند نہیں کرتیں۔"

اس نے نفی میں سر ہلایا۔ "آئی ڈونٹ بلیویو کرن۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ایسی کوئی حرکت کر سکیں۔ برٹش کیمپ کے سپاہیوں کی موجودگی میں۔" میں نے اس کی ٹھوڑی اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "آج ہزہائی نس غیر حاضر ہیں۔ مہارانی اس وقت ایک فوجی کیپٹن سے ساز باز کر رہی ہیں۔ اگر وہ ایک یونٹ لے کر آ گیا تو کیا کر سکیں گے ہم۔"

"یہ ناممکن ہے۔" اس نے کہا۔ "رات کی تاریکی میں چھپ کر حملہ کرنے کی حد تک تو میں یقین کر سکتی ہوں۔ لیکن کھلم کھلا کسی فوجی دستے کا راج محل میں داخل ہو کر ایک راجکمار کو قتل کرنے کی کوشش کرنا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جبکہ ہزایکسی لنسی نے ریزیڈنٹ کو اس کی حفاظت کی ذمہ داری سونپ رکھی ہو۔"

"تمہیں یقین ہے کہ ریزیڈنٹ کو اس راز سے آگاہ کر دیا گیا ہے؟" میں نے سوال کیا۔

"کیا نہیں؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "اگر تمہیں یقین نہ ہو تو میں ابھی ٹیلیفون پر ریزیڈنٹ سے کنفرم کرا سکتی ہوں۔"

میں ہنس دیا۔ "ڈونٹ بی سلی۔"

اس نے بڑھ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارا خیال ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں۔"

"شاید نہیں۔" میں نے کہا۔ "لیکن میں نے تمہیں احمق اس لئے کہا کہ تم ریزیڈنٹ جیسے ذمہ دار آفیسر سے ٹیلیفون پر اتنا اہم راز فاش کر دینے کی غلطی کی توقع کر رہی ہو۔"

"یہ صحیح ہے" اس نے مسکرا کر اعتراف کیا اور ریسیور رکھتے ہوئے بولی۔ "خیر لیکن آؤ میرے ساتھ کیمپ چلو..... میں......"

"میں پھر کہوں گا تم احمق ہو۔" میں نے کہا۔ "اب وہ آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگی۔ مجھے ہنسی آ گئی۔ وہ بگڑ کر چلنے لگی۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کے جھٹکا دیا۔ وہ پھرکی کی طرح گھوم گئی۔ "سنو----" میں نے کہا۔ "ذرا حقیقت پسند ہونے کا ثبوت دو۔

کیا ریزیڈنٹ کیمپ میں ہے؟ کیا وہ ہزہائی نس کے ساتھ شکار کو نہیں گیا"

وہ مسکرا کر بولی۔ "ہاں کرن واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ آئم سوری۔"

"سوری کہنے سے بات نہیں بنتی۔" میں نے کہا۔ "مہارانی' ریزیڈنٹ اور ہزہائی نس کی غیر حاضر سے فائدہ اٹھائے بغیر نہ رہے گی۔ اس لئے یہاں سے کھسک جانا بہتر ہے۔"

"پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔" اس نے کہا۔ "اسی وقت دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں نے گرین بلب سوئچ دبایا اور بخاری نے اندر داخل ہو کر گاڑی پورٹیکو میں آ جانے کی اطلاع دی۔ کیتھ نے اپنا اٹیچی کیس لانے کو کہا۔ وہ کیتھ کے کمرے سے اٹیچی کیس لے آیا اور میں ان کو لے کر نیچے آیا۔ لفٹ سے اترتے ہی دروازے پر گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ پورٹیکو سے کچھ فاصلے پر ایک اور گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس طرف دیکھا تو بخاری نے آہستہ سے کہا۔ "رمیش کی گاڑی ہے یور ایکسی لنسی۔"

میں نے گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں۔" وہ سر جھکا کر ڈرائیور کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور گاڑی چل دی۔ پورٹیکو سے باہر نکلتے وقت گارڈ نے پھر سلامی دی۔ گاڑی سڑک پر آتے ہی گارڈ حوالدار زینے کی طرف چلنے لگا۔ میں نے ڈرائیور کو واپس لوٹنے کو کہا۔ اس نے یو ٹرن لیا اور گاڑی پورٹیکو میں لا کر کھڑی کر دی۔ میں دروازہ کھول کر باہر نکلا اور لفٹ میں سوار ہو کر چوتھی منزل کا بٹن دبایا۔ تیسری منزل سے گزرتے ہوئے حوالدار سیڑھیاں چڑھتا دکھائی دیا۔ اس نے لفٹ کی طرف دیکھا اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔ چوتھی منزل پر پہنچتے ہی لفٹ سے نکل کر زینے کی طرف آیا۔ وہ آخر سیڑھی پر مجھے سامنے کھڑا دیکھ کر سٹپٹا گیا۔ گھبرا کر سلام کے لئے ہاتھ اٹھانے لگا۔ میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "تم اوپر کس کے حکم سے آئے؟"

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولا۔ "حضور ہرہائی نس کا حکم ہے کہ آپ کہیں جائیں تو انہیں فوراً اطلاع دی جائے۔"

میں نے اسکی بھرائی ہوئی آواز سے اندازہ لگایا کہ وہ جھوٹ بولنے کی ہمت نہیں رکھتا اور کسی سازش کے تحت نہیں بلکہ محض تعمیل حکم کے لئے جا رہا تھا۔ اوپر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا چلو۔ انہیں اطلاع دو میں باہر جا رہا ہوں۔ لیکن یاد رکھو یہ تم دروازے میں کھڑے کھڑے کہو گے۔ اگر تم نے میری موجودگی کا اشارہ کیا تو......!" میں نے جیب سے پستول نکال کر اس کی کمر پر رکھ دیا۔ وہ خوفزدہ ہو کر میرے آگے آگے چلنے لگا۔ کاریڈور عبور کر کے کئی غلام گردشوں سے گزرتا ہوا ہرہائی نس کے ڈرائنگ روم کے سامنے پہنچ کر رکا اور بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں دروازہ کھلا اور ریکھا سامنے آئی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ حیران رہ گئی۔ اندر کی طرف منہ کر کے بولی۔

"یورہائی نس گارڈ حوالدار سلامی کو حاضر ہوا ہے۔" وہیں بیٹھے بیٹھے مہارانی نے کہا۔
"اندر کیوں نہیں آتا؟"
حوالدار نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور بولا۔ "ان داتا راجکمار باہر جا رہے ہیں۔"
"کون کون ساتھ ہیں ان کے؟" مہارانی نے سوال کیا۔
"ڈرائیور' باڈی گارڈ اور مس صاحب ان داتا۔" حوالدار نے جواب دیا۔
"یہ مس صاحبہ ہر وقت اس پر سوار رہتی ہے۔ اچھا جاؤ اجود کیا کہتے ہو؟" ہرہائی نس نے کہا۔
"اٹھو رمیش جی ...... سوبھاگیہ جی ......" میں نے کسی کو کہتے سنا ریکھا نے دروازہ بند کر دیا۔ حوالدار پیچھے ہٹ کر خاموشی سے چلنے لگا۔ وہ کاریڈور میں آتے ہی میرے پیروں پر گر پڑا۔ "ان داتا میں بے گناہ ہوں۔ میں ....." میں نے اس کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ہاں .... اور اسی لئے ابھی تک زندہ ہو ...... لیکن اس وقت میرے گارڈ کے زیر نگرانی رہو گے جب تک کہ ہزہائی نس کے سامنے یہ تمام واقعہ بیان نہ کر دو۔ چلو۔" وہ میرے اشارے پر چلنے لگا۔ اس کی ٹانگیں بری طرح لڑکھڑا رہی تھیں۔ میں اس کو اپنے ہال میں لے کر آیا اور پہریدار کو اپنی واپسی تک اسے زیر حراست رکھنے کا حکم دے کر نیچے آگیا۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی گارڈ نے پھر سلامی دی۔ گاڑی چل دی۔ میں نے گیٹ پر پہنچتے پہنچتے پچھلے شیشے سے پورچ کی طرف دیکھا تو کیپٹن اجود' رمیش اور سوبھاگیہ سنگھ کو ساتھ لئے ہوئے دروازے سے باہر نکل رہا تھا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہوئے میں نے ڈرائیور سے باآواز بلند کہا۔ "جھیل کی طرف بلونت سنگھ۔"
راج محل سے کچھ دور ہوتے ہی کیتھ نے میری طرف دیکھ کر پوچھا "یورایکسی لنسی آپ اوپر گئے تھا۔ معلوم ہوتا ہے موسم کچھ خوشگوار نہیں۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میرا خیال صحیح ثابت ہوا کیتھ۔ موسم خراب ہی نہیں خطرناک ہے۔ تمہیں ہمارے ساتھ نہیں آنا چاہئے تھا۔" کیتھ نے سگریٹ کیس میرے ہاتھ سے لے کر اپنے پرس میں رکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "تم نہ ہو تو میری جان کی کیا قیمت ہے کرن؟"
میں نے ہنس کر کہا۔ "تم آدھی ہندوستانی ہو کر خالص ہندوستانی عورت کے انداز میں بات کر رہی ہو۔"
مسکرا کر بولی۔ "تم سے ملنے کے بعد میں پوری ہندوستانی ہو گئی ہوں اور اب نہ دو ملکوں میں تقسیم ہو سکتی ہوں نہ دو مردوں میں۔"
"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" میں نے کہا اور ڈرائیور کی طرف مخاطب ہو گیا۔ کندھے پر ہاتھ رکھتے ہی اس نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "حکم ان داتا۔"
میں نے کہا۔ "بلونت سنگھ کیا تم میرے وفاداروں میں ہو؟"

اس نے ایک بار پھر پلٹ کر دیکھا اور کہنے لگا۔ "ان داتا یہ بھی پوچھنے کی ضرورت ہے کیا؟"

میں نے کہا۔ "ہاں۔ اس لئے کہ میں امتحان لئے بغیر کسی کو وفادار تسلیم نہیں کرتا۔ اور زبردستی کسی کو وفاداری پر مجبور بھی نہیں کرتا۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی اور جھیل کے قریب پہنچ کر انجن بند کر دیا۔ میں نے پیچھے کی طرف نظر دوڑائی۔ دور تک سڑک خالی پڑی تھی۔ گاڑی رکتے ہی بخاری نے نیچے اتر کر دروازہ کھولا۔ میں باہر نکل آیا۔ ڈرائیور نے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر کیتھ کا اٹیچی کیس اٹھایا اور گھوم کر میرے قریب آ گیا۔ میں نے جھیل کی طرف چلتے ہوئے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ روہانسو ہو رہا تھا۔ کیتھ نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے اس کو نظر انداز کر کے چلتے چلتے بخاری سے کہا۔ "تم یہیں ٹھہر جاؤ تھوڑی دیر میں وہ یہاں پہنچنے والے ہیں۔ انہیں یہیں روکنے کی کوشش کرنا۔ لیکن سختی سے نہیں۔" وہ سیلوٹ کر کے وہیں ٹھہر گیا۔ کنارے پر پہنچ کر کیتھ نے ڈرائیور کے ہاتھ سے اٹیچی کیس لے لیا۔ اس نے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور نیچی نگاہیں کر کے کہنے لگا۔ "ان داتا آپ امتحان کے متعلق کچھ فرما رہے تھے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تم اسی کے متعلق اب تک سوچتے رہے بلونت؟"

بولا۔ "ان داتا آپ ہمارے مالک ہیں۔ اپ کی نظروں میں اگر ہماری وفاداری مشکوک ہے تو ہمارے جیون پر دھتکار ہے۔"

"بلونت!" میں نے کہا۔ "تمہاری وفاداری مشکوک نہیں ہے لیکن ثابت کرنے کے لئے کسی نہ کسی امتحان کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے اور امتحان کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ تمہیں جھیل میں چھلانگ لگانے کا حکم دیا جائے۔" یہ سن کر اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ پھر میں کیتھ کی طرف چلنے لگا تو کہنے لگا۔ "ان داتا بھگوان کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اگر آپ حکم دیں تو جھیل میں چھلانگ لگا دوں۔"

میں نے اس کا بازو تھپتھپا کر کہا۔ "پاگل ایسے احمقانہ امتحان اس زمانے میں نہیں لئے جاتے۔ میں نے جھیل کا نام اس وجہ سے لیا کہ تم اسی انداز میں سوچ رہے تھے۔----- جاؤ گاڑی میں بیٹھ جاؤ وقت آنے پر امتحان ہو جائے گا۔" وہ سلام کر کے گاڑی کی طرف بڑھ گیا تو میں کیتھ کے ساتھ ایک اونچی چٹان پر جھیل کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا۔ اس وقت شام کے ساڑھے چھ بج رہے تھے۔ سورج پہاڑیوں کی اوٹ میں جا چکا تھا لیکن غروب ہونے میں نصف گھنٹہ باقی تھا اس لئے ابھی اندھیرا ہونا شروع نہیں ہوا تھا۔ ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے جھیل کا پانی ہلورے لے رہا تھا لہریں چٹانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ کچھ فاصلے پر مرغابیاں تیرتی پھر رہی تھیں ہم دیر تک اس منظر میں کھوئے رہے حتی کہ شفق سے

پانی کا رنگ تبدیل ہونے لگا۔ میں نے اٹیچی سرکا کر سگریٹ نکالے۔ کیتھ نے لائٹ دیکر سگریٹ سلگایا۔ میں نے کش لیتے ہوئے سڑک پر کار کی آواز سن کر پلٹ کر دیکھا۔ دوسرے لمحے ہماری گاڑی سے دس بارہ قدم کے فاصلے پر ایک کار جھٹکے کے ساتھ رکی اس کے وہیل پر کیپٹن اجمود تھا۔ گاڑی رکتے ہی رمیش اور سوبھاگیہ پچھلی سیٹ سے اتر کے ہماری طرف چلنے لگے۔ کیتھ نے اٹیچی سے پستول نکال لیا۔ دونوں آگے بڑھتے ہوئے بخاری کے قریب پہنچے تو اس نے اس کا راستہ روک کر کہا۔ "اس طرف یوراج تشریف رکھتے ہیں جناب۔"

سوبھاگیہ نے کہا۔ "ہمیں معلوم ہے اور ہم انہی کے پاس----"

بخاری کہنے لگا۔ "نہیں جا سکتے جناب---- مجھے ایسا کوئی حکم نہیں ملا کہ آپ کو----"

رمیش بولا۔ "تم نہیں پہچانتے ہمیں----؟"

بخاری نے پستول پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نہیں---- آپ یہیں سے واپس ہو جائیں----"

سوبھاگیہ نے گرج کر کہا---- "ورنہ----؟" بخاری نے پستول نکال لیا میں اٹھ کر تیزی سے اس طرف جھپٹا---- رمیش نے جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا تو بخاری نے پستول سیدھا کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ "ہینڈز اپ!" رمیش نے ہاتھ اوپر اٹھانے کے بجائے پستول نکال لیا۔ اسی وقت اجمود نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے اس پر فائر کر دیا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے نشانہ خطا ہو گیا۔ بخاری نے فائر کی آواز سنتے ہی رمیش کی کنپٹی پر پستول کا کندہ مارا اور آواز نکالے بغیر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ سوبھاگیہ اس وقفے میں پستول نکال چکا تھا لیکن سیدھا کرنے سے پہلے اس کی کلائی میری گرفت میں تھی ایک جھٹکے میں اس کا ہاتھ بل کھا کر کمر پر آ گیا۔ میں نے کلائی کو ذرا مروڑا تو پستول ہاتھ سے چھوٹ گیا---- اور وہ منہ کے بل زمین پر ٹک گیا۔ بخاری کیپٹن کی طرف دوڑا جو بلونت سنگھ کو پستول سے روکے ہوئے تھا۔ بخاری کو اپنی طرف آتے دیکھ کر اس نے تیزی سے ہاتھ کا زاویہ بدلا اور میری طرف نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ میں پستول کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ کر سوبھاگیہ پر گر پڑا گولی میرے کندھے کے اوپر سے گزر گئی۔ اسی وقت میں نے گولی چلنے کی آواز کے ساتھ ایک چیخ سن کر سر اوپر اٹھایا اور بخاری کی طرف دیکھا وہ تیزی سے کیپٹن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کیپٹن کا سر سٹیرنگ وہیل پر ٹکا ہوا تھا۔ میں نے سوبھاگیہ کی کمر پر پستول کی نالی رکھ کر ٹرائیگر دبا دیا۔ وہ چیخ مار کر پیر رگڑنے لگا۔ میں نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا---- "اڑا دو بخاری---- دیکھ کیا رہے ہو----؟"

بخاری نے بائیں ہاتھ سے کیپٹن کا ہاتھ پکڑ کے گھسیٹا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر

پڑا' گولی اس کی گردن پر لگی تھی اور دوسری کی ضرورت نہ تھی۔ "ویلڈن بخاری---" میں نے کہا--- اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور "تھینک یو سر" کہہ کر پستول ہولسٹر میں ڈال دیا--- میں نے آگے بڑھ کر بلونت کی پیٹھ تھپکی اور بخاری سے کہا۔ "رمیش جی کے متعلق کیا خیال ہے بخاری---؟"

"جو حکم یورایکسی لنسی---" اس نے سر جھکا کر کہا--- میں نے جھک کر اسے ہلایا--- پلٹ کر کنپٹی دیکھی--- خاصی کراری چوٹ تھی جو زخم نہ بننے کے باوجود ایک ڈیڑھ انچ قطر کے پھوڑے کی طرح ابھر آئی تھی۔ میرے خیال میں یہ چوٹ اتنی سخت ہرگز نہ تھی کہ ایک جوان عمر آدمی بے ہوش ہو جائے۔ دو تین مرتبہ جھنجھوڑنے پر بھی جب اس نے آنکھ نہ کھولی تو میں نے بخاری کی طرف آنکھ مار کر اونچی آواز سے کہا۔ "شاید یہ بھی ختم ہو گیا بخاری--- تم اور بلونت اسے اٹھا اور جھیل میں پھینک دو۔" بلونت نے جھک کر اس کی ٹانگیں پکڑیں اور تھوڑی سی دور گھسیٹا--- اس نے ایک طویل "آہ" کی اور آنکھیں کھول دیں--- بلونت نے اس کی ٹانگیں چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ان داتا یہ تو زندہ ہے۔" میں نے پستول نکال کر اس کی پیشانی کا نشانہ لیا--- وہ اچھل کر بیٹھ ہو گیا اور ہاتھ جوڑنے لگا۔ "گیٹ اپ یو سوائن۔" میں نے چیخ کر کہا۔

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "اتنے بزدل آدمی پر گولی ضائع کرنا بیکار ہے بخاری--- اسے جھیل میں پھینک دو۔" بخاری اس کی طرف بڑھنے لگا۔ بلونت سنگھ نے کہا۔ "یوراج انہیں معاف کر دیجئے--- شاستر میں لکھا ہے---"

"شٹ اپ۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شاستر میں نامردوں کے لئے کوئی معافی نامہ میں نے نہیں پڑھا لیکن خیر اسے میری گاڑی میں ڈالو۔"

کیتھ قریب ہی ایک چٹان پر کھڑی ہوئی تھی۔ میں نزدیک پہنچا تو دیکھتے ہی بولی۔ "آر یو آل رائٹ کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں لیکن اب؟"

"تھینک لارڈ۔" اس نے کہا۔ "شاید ایک ہی بچا ہے۔" میں نے اثبات میں گردن ہلائی--- اس نے جھک کر اٹیچی کیس اٹھایا اور بولی۔ "آؤ--- ریزیڈنٹ سے ملیں۔"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔" میں نے گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ وہ بھی چلنے لگی۔ بلونت وہیل پر بیٹھا ہوا اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ رمیش اور بخاری پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دروازہ کھول کر رمیش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "رمیش تمہیں ریزیڈنٹ کے سامنے حلفیہ بیان دینا ہو گا--- کیا تم مجھے یقین دلا سکتے ہو کہ تم میں سچ بولنے کی جرات ہے؟" اس نے سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن--- یقین کرو' میں سچ بولوں

گا ایشور کو حاضر و ناظر جان کر۔"

میں ہنس دیا۔ "رمیش ایشور کو حاضر و ناظر جان کر لوگ سو فیصدی جھوٹ بولتے ہیں---- خصوصاً" تم جیسے بزدل لوگ---- اس لئے میں تمہارے الفاظ پر یقین کرنے کے بجائے تم سے فول پروف گارنٹی چاہتا ہوں بولا گارنٹی پیش کر سکتے ہو----؟"

اس نے سر جھکا کر کہا---- "مائی ڈیر۔"

"مائی ڈیر مت کہو۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "میری بات کا جواب دو۔"

"میں صرف ورڈ آف آنر دے سکتا ہوں۔" اس نے کہا۔

"ڈیم اٹ---- تم آنر کے معنی بھی نہیں جانتے۔"

"جنٹلمینز پرامس----؟"

میں نے نفی میں گردن ہلائی---- "میں تمہیں شریف نہیں مانتا۔" اب اس نے سر جھکا لیا تھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے باہر گھسیٹ لیا اور اس کی کار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "اپنی گاڑی میں بیٹھو اور سیدھے کیمپ کی طرف روانہ ہو جاؤ---- پندرہ منٹ بعد میں بھی آ رہا ہوں اور تمہیں ریزیڈنٹ کے دفتر یا بنگلے میں بیٹھا ہو دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تمہارا امتحان ہے---- جاؤ۔" میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ گاڑی کی طرف چل دیا۔ انجن اسٹارٹ کرتے ہی میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "سنو رمیش---- یہ تمہاری زندگی کا آخری چانس ہے---- اگر ذرا بہکے تو میں تمہیں ریزیڈنٹ کے سامنے کھڑا کر کے شوٹ کر دوں گا---- تم اسے میرا ورڈ آف آنر سمجھ سکتے ہو---- گڈ نائٹ۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور یو ٹرن لے کر شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ کیتھ نے سگریٹ کیس نکال کر میری طرف بڑھایا بخاری نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی شری حضور راج محل پہنچ چکے ہوں گے---- کیا آپ پہلے ان سے----"

میں نے سگریٹ سلگاتے سلگاتے رک کر کہا۔ "نہیں میں ان کو ملوث کرنا نہیں چاہتا---- یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔"

بلونت سنگھ نے کہا۔ "ان داتا کپتان صاحب کا تو خیر ٹھیک ہے لیکن یہ سوبھاگیہ سنگھ بہت بڑے جاگیردار کا بیٹا ہے---- کہیں ریاست میں ہلچل نہ مچ جائے۔"

"ایک کتا بھی نہیں بھونک سکے گا۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا "اور اگر بھونکا تو میرے پستول میں بہت گولیاں ہیں---- مجھے معلوم ہے میرے کسی فعل کے لئے ہزہائی نس پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی راج سنگھاسن محفوظ ہے۔"

کیتھ نے کہا۔ "پھر بھی ہزہائی نس کو بالکل اندھیرے میں رکھنا تو مناسب نہیں ہے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" میں نے کہا۔ "ریزیڈنٹ کے ساتھ شکار کو گئے ہوئے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ ریزیڈنٹ خود انہیں تمام واقعہ بتائے۔" وہ کچھ سوچ کر بولی۔ "کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ پہلے میں تنہا جا کر ریزیڈنٹ سے ملوں۔"

میں نے کہا۔ "یہ بہتر ہے---- لیکن کیا وہ تم سے واقف ہیں؟"

"واقف ہیں---- ہزایکی لنسی تعارف کرا چکے ہیں۔" وہ بولی---- میں نے درواز کھول کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ "بخاری تم میرے ساتھ یہیں رہو بلونت مس کیتھ کو لے کر جا رہا ہے۔" بخاری کار سے اتر کر میرے پاس آگیا---- میں نے کیتھ سے کہا۔ "تمہیں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہاں پہنچنا ہے۔" اس نے سگریٹ کیس اور لائٹر بخاری کو دیتے ہوئے کہا۔ "جلد لوٹنے کی کوشش کروں گی----" گاڑی چل دی۔ میں نے دونوں لاشوں کو اچٹتی سی نظر ڈالی اور بخاری کو لے کر جھیل کی طرف چل دیا۔ چٹان پر پہنچ کر میں نے بخاری کو اپنے پاس بٹھایا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اب تم میرے کام کے ہوتے جا رہے ہو بخاری۔"

وہ سر جھکا کر بولا۔ "یور ایکی لنسی---- حضور میری عزت افزائی کر رہے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا عزت افزائی کرتا ہوں---- لو سگریٹ پیو۔"

اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ "نہیں یور ایکسی لنسی---- آپ کے سامنے نہیں پی سکتا۔"

"پاگل ہو----؟" میں خود پیش کر رہا ہوں---- لو پیو----" میں نے سگریٹ کیس کھول کر آگے بڑھایا---- اس نے سلام کر کے سگریٹ نکالا اور ہونٹوں میں دبا لیا۔ میں نے اس کو لائٹ دینی چاہی تو میرے گھٹنوں پر سر رکھ کے کہنے لگا۔ "سرکار اب اتنا شرمندہ تو نہ کیجئے---- آپ شہزادے ہیں اور میں ایک ادنی باڈی گارڈ۔"

باڈی گارڈ ادنی نہیں ہوتے سید----" میں نے ہنس کر کہا۔ "پریوں میں گھرے رہتے ہیں گلفام کی طرح---- اگر واقعی گلفام بھی ہوں اور بالائی منزل بھی ذرا سپریئر کوالٹی کی ہو---- بھئی مجھے تو بہت پسند ہیں---- کاش میں باڈی گارڈ ہوتا---- اور میرا نام بھی نعیم ہوتا----" وہ ہنسنے لگا اور پھر پاس ادب سے منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ مجھے بے ساختہ ہنسی آگئی۔ اس کی احتیاط پر بھی اور اپنے انکشاف حقیقت پر بھی لیکن بخاری کچھ نہ سمجھا۔ اس کی بالائی منزل خالی تھی۔ وہ نعیم تھا لیکن ای ٹیشن---- ساختہ مقبوضہ جاپان---- تھوڑی دیر میں ہنسی ضبط کر کے بولنے کے قابل ہوا تو میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "یور ایکسی لنسی---- آپ ایک ریاست کے ولی عہد ہیں۔ عنقریب راجہ بنیں گے---- ہم جیسے ہزاروں باڈی گارڈ آپ کے گرد ہوں گے (خادم کو نہ بھولئے گا) آپ خدارا ایسی تمنا نہ کیجئے---- اور تمنا کرنے سے بھی کیا ہوتا ہے سرکار---- آپ

کے اقبال کا ستارہ بلند ہے یونیفارم میں بھی آپ شہزادے ہی رہیں گے---- مقدر جسے آپ کرم کہتے ہیں بھبوت لگانے سے بھی نہیں چھپا کرتا---- آپ نے وہ کویتا تو ضرور سنی ہو گی----"

میں نے ٹالنے کی غرض سے کہا---- "ہاں ہاں کیوں نہیں؟"

مسکرا کر بولا۔ "کونسی بھلا----؟"

میں نے کہا۔ "وہی---- غالب کی۔

وصل کی رات کٹ گئی صرف اس اختلاف میں
وس نے کبھی کہا کہ یوں ہم نے کبھی کہا کہ یوں"

"سرکار----!" اس نے بے اختیار قہقہہ لگا کر کہا۔ "میرا اشارہ تو کوی گنگ کی ہندی کویتا کی طرف تھا لیکن خیر وہ علیحدہ بات ہے۔ آپ نے یہ شعر غالب سے کیسے منسوب کر دیا۔ غالب بھلا "وس" کہہ سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک تو یہ بنولد فجو کی زبان ہے اور پھر خیال؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "خیال خام خیالی ہے۔ ہوا کرے لیکن مقطع میں غالب موجود ہے---- خواہ منفی انداز میں سہی

غالب دہلوی سے بھی جس میں غزل نہ بن پڑی
ہم نے اسی زمین میں کہہ کے دکھا دیا کہ یوں"

اس نے کہا۔ "حضور آپ کے مذاق شعری نے تو مجھے حیرت میں مبتلا کر دیا---- آپ تو سرکار----"

"قصیدہ بازی سے مجھے نفرت ہے بخاری۔" میں نے کہا۔ "خصوصاً تنہائی میں تو ہر چیز کو اس کے اصلی روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ بغیر ملمع کرے۔ اچھا اب---- اس تمہید کے بعد تمہیں اپنے مذاق کا شعر سناتا ہوں جو واقع غالب کا ہے

دل نہیں ورنہ دکھاتا تجھ کو داغوں کی بہار
اس چراغاں کا کہوں کیا' کار فرما جل گیا"

ں نے غیر

وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "گستاخی معاف حضور' کہیں حسب حال"

اگر ہے تو وہ کونسی سر زمین ہے۔ جہاں کار فرما بلکہ ایک فرماں رواشعلوں ٹیجئے ۔بجھتے ہیں ہزبائی نس

میں نے غور سے اس کی صورت دیکھ کر کہا۔ "بخار'

نقاب چاک کر دیا۔ تم وہ نہیں ہو جو نظر آتے ہو لیکن

اس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔ "سرکار پھر"

دینے کے بجائے آپ نے مجھ سے جواب طلب کا عمل تھا۔ میں ریزیڈنٹ کو اپنے اپ نٹ

دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹ سڑک پر آ' گارڈ نے سلامی دی اور آگے بڑھ کر دروازہ

گی۔ بخاری نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سرکار شاید مس کیتھ آ رہی ہیں۔" میں نے سڑک پر نظر ڈالی اور اٹھ کر چلنے لگا۔ ہم سڑک کے قریب پہنچے تھے کہ دو گاڑیاں لاشوں سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر رک گئیں۔ اگلی گاڑی رالس تھی۔ کیتھ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔۔۔ ساتھ ہی پچھلی گاڑی سے ریزیڈنٹ اور ان کے ساتھ دو فوجی افسر اترے۔۔۔۔ ریزیڈنٹ نے آگے بڑھ کر مجھ سے ہاتھ ملایا اور ٹارچ کی روشنی میں دونوں لاشوں کا معائنہ کیا۔ میں کیتھ سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے بتایا کہ رمیش ریزیڈنٹ کو تحریری بیان دے چکا ہے اور ان کے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے۔ ریزیڈنٹ نے دیوان صاحب کو بلانے کے لئے ایک آدمی بھیجا ہے۔" میں نے اس سے ہزہائی نس کے متعلق پوچھا تو کہنے لگی کہ ریزیڈنٹ نے ابھی انہیں اطلاع نہیں دی۔" میں نے کہا۔ "مجھے خوف ہے اب ہزہائی نس کو معلوم ہوئے بغیر نہ رہے گا کہ یہ سب کچھ مہارانی کے اشارے پر ہو رہا ہے۔۔۔۔"

"کیا کہہ سکتی ہوں کرن۔" اس نے کہا۔ "ممکن ہے ریزیڈنٹ اس معاملے کو رمیش کی ذات تک ہی محدود رکھے۔۔۔۔ زیادہ گہرائی میں جانے سے بات بڑھ جانے کا خطرہ ہے آخر مہارانی کے ذرائع بھی بہت وسیع ہیں اور پھر ریاست میں سیاسی پارٹیاں بھی ہیں اگر وہ کھل کر مخالفت پر اتر آئیں تو کسی بھی پارٹی کو ہزہائی نس کے خلاف ابھار سکتی ہیں۔"

"ہیں یہ صحیح ہے۔ مایوس ہونے پر انسان سب کچھ کر گزرتا ہے۔"

ریزیڈنٹ نے اپنے کیپٹن کو چند ہدایات دیں اور ہمارے پاس آ کر کہنے لگے۔ "آیئے یورایکسی لنسی میں آپ کی گاڑی میں راج محل چل رہا ہوں۔" میں "تھینک یو ویری مچ" کہہ کر گاڑی کی طرف چلنے لگا۔ بخاری نے ہمیں آتے دیکھ کر پچھلا درواز کھولا۔۔۔۔ ریزیڈنٹ نے میرے اور کیتھ کے درمیان جگہ لی اور ہیٹ اتار کر اپنی گود میں رکھ لی۔ گاڑی چلتے ہی میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "یورایکی لنسی مجھے مس کیتھ اور۔۔۔۔ رمیش کے بیانات سے تمام واقعات معلوم ہو گئے ہیں۔۔۔۔ کوشش کروں گا کہ ہزہائی نس
[illegible] دونوں لاشوں کو خفیہ طور پر ٹھکانے لگانے پر رضامند ہو جائیں۔۔۔۔ تو۔۔۔۔!"
کوانٹی ی ہرنے ان کی بات کاٹ دی۔ "وہ آپ کے مشورے پر ضرور عمل کرینگے۔۔۔۔
نام بھی نعیم ہو [illegible] کہوں گا کہ اس جھگڑے کو طول دینا مناسب نہیں ہے۔"
لگا۔ مجھے بے ساختہ ہنسی [illegible] لنسی مجھے خوشی ہے کہ آپ ان حالات میں بھی ٹھنڈے
بخاری کچھ نہ سمجھا۔ اس کی بالائی خیال تھا آپ بہت مشتعل ہونگے۔"
مقبوضہ جاپان۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں ہنسی ۔۔۔۔ کیونکہ مجھ پر یہ پہلا حملہ نہیں ہے۔۔۔۔
کر کہنے لگا۔ "یورایکسی لنسی۔۔۔۔ آپ ایک۔ نہیں جا سکتا۔"
گے۔۔۔۔ ہم جیسے ہزاروں باڈی گارڈ آپ ۔ایکسی لنسی آپ ابھی تک آفینیو نہیں
آپ خدارا ایسی تمنا نہ کیجئے۔۔۔۔ اور تمنا نہ۔ کچھ کیا اس کو حادثے کے علاوہ کچھ ثابت

نہیں ہونے دیا۔"

"میں نے اس آرٹ میں اسپشلائز کیا ہے جناب۔" میں نے کہا۔

"تو پھر بتایئے اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے؟"

"ہزہائی نس سے بات کر کے دیکھیے---- اگر وہ معاملہ دبانا چاہیں تو اس کو بڑی آسانی سے سوم اگیہ سنگھ اور کیپٹن راول کا ڈوئیل ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہو تو رمیش کمار کو عینی شاہد کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔" تجویز سن کر انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیے۔ "ٹھیک ہے۔" وہ کچھ سوچ کر بولے "لیکن کیا آپ اس کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں----؟"

"آپ ہی بتایئے ان حالات میں اور کیا کیا جا سکتا ہے----؟"

"جلا وطن---- وہ خطرناک تو ہے۔"

"نو سر----" میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "اسے خطرہ سمجھنا میری توہین ہے۔"

وہ مسکرا کر رہ گئے۔ میں نے بخاری سے سگریٹ کیس اور لائٹر لے کر ان کو پیش کیا، لائٹ دی اور سگریٹ کیس کیتھ کی طرف بڑھایا اس نے مسکرا کر انکھیوں سے ریزیڈنٹ کی طرف دیکھا اور انہیں میری طرف مخاطب دیکھ کر سگریٹ کھینچ لیا----

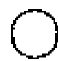
ریزیڈنٹ کہہ رہے تھے۔ "مائی ڈیئر پرنس---- آپ ابھی نوجوان ہیں---- اتنی بڑی چوٹ کھا کر وہ کبھی چین سے نہ بیٹھے گا---- اگر پولٹیکل پارٹیوں کو اکسا دیا تو ریاست میں ہلچل مچ جائے گی---- اور یہ پہلو اتنا کمزور ہے کہ ہم بھی زیادہ مدد نہ کر سکیں گے۔"

میں نے کہا۔ "پھر جس طرح آپ مناسب سمجھیں۔"

"آپ نے ایک غلطی کی ہے یور ایکی لنسی۔" انہوں نے سگریٹ کا کش لے کر کہا۔ "اس کو بھی صاف کر دینا تھا۔ آپ کی جھیل اتنی وسیع ہے کہ تین آدمی تو کیا تین سو کو بھی پناہ دے سکتی ہے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "واقعی جناب یہ غلطی مجھ سے ہو گئی۔ میں نے غیر ضروری شویلری کا مظاہرہ کیا۔"

وہ مسکرا کر میری کمر تھپکتے ہوئے کہنے لگے۔ "خیر پروا نہ کیجیے دیکھتے ہیں ہزہائی نس کیا کہتے ہیں۔"



ہم راج محل پہنچے تو ساڑھے دس بجے کا عمل تھا۔ میں ریزیڈنٹ کو اپنے اپارٹمنٹ میں لے آیا---- ہال میں داخل ہوتے ہی گارڈ نے سلامی دی اور آگے بڑھ کر دروازہ

کھولا---- میں نے ریزیڈنٹ کے بیٹھتے ہی کیتھ کو ڈرنک لانے کا اشارہ کیا اور رسیور اٹھا کر ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ دوسری گھنٹی پر انہوں معمول کے مطابق "ہیلو کرن!" کی آواز لگائی۔ میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا میری طبعیت خراب ہے---- کیا آپ تنہا تشریف لا سکتے ہیں----؟" انہوں نے پوچھا---- "کیا واقعی----؟" میں نے کہا۔ " نہیں پاپا---- یہاں ایک بڑی شخصیت آپ کا انتظار کر رہی ہے۔"

ابھی ہم نے دو پیگ پیے تھے کہ ہزہائی نس آ گئے۔ ریزیڈنٹ نے اٹھ کر ہاتھ ملایا۔ میں نے اٹھتے اٹھتے کیتھ کے ذریعے اپنا گلاس غائب کرا دیا۔ دس منٹ میں ہم نے مختصر الفاظ میں تمام واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد آخر یہ طے پایا کہ رمیش کمار سے بیان کرایا جائے کہ وہ شام کو اپنے دوستوں کے ساتھ جھیل کی سیر کو گئے تھے جہاں سوبھاگیہ سنگھ اور کیپٹن اجمود راول کے درمیان مذاق میں بات بڑھ گئی۔ انہوں نے پستول نکال کر ایک دوسرے پر فائر کر دیئے اور دونوں ہلاک ہو گئے۔

گیارہ بجے میں ریزیڈنٹ کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر کیمپ پہنچانے گیا۔ ریزیڈنٹ کے دفتر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ ایک کرنل اور دو تین میجر اور کیپٹن وغیرہ ہال میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہماری گاڑی رکتے ہی کرنل اٹھ کر برآمدے میں آیا اور سیلوٹ کر کے ریزیڈنٹ کا استقبال کیا۔ ریزیڈنٹ نے چلتے چلتے اسے مجھ سے متعارف کرایا اور ہم ہال روم میں اندر داخل ہوئے۔ تمام فوجی افسروں نے اٹینشن ہو کر سلامی دی۔ ریزیڈنٹ نے مجھے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے بغلی دروازے کا پردہ اٹھایا۔ یہ ان کا چیمبر تھا۔ میں ان کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ یہاں رمیش اور دیوان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے---- دیوان نے ریزیڈنٹ سے مصافحہ کیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے "یورایکسی لنسی" کہہ کر سر جھکا دیا۔ ریزیڈنٹ نے رمیش کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹر رمیش خدا کا شکر ادا کرو میں تمہیں ہزہائی نس سے معافی دلانے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔" پھر مجھے سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوں اپنے دشمنوں کو اس طرح معاف کر دینے والے میں نے کم دیکھے ہیں۔"

میں نے دیوان کے چہرے پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ "صرف ایک احساس نے مجھے سب کچھ بھلا دینے پر مجبور کر دیا جناب---- اور وہ یہ کہ پاپا دیوان صاحب کی خدمات کے معترف ہیں اور مجھے ہمیشہ ان کا احترام کرنے کی نصیحت کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اس عمر میں ان کے گھر کا چراغ گل کرتے ہوئے میرا دل کانپ اٹھا ورنہ اپنے قاتل کو کون چھوڑتا ہے۔ خصوصاً" ایسی صورت میں جبکہ وہ بے ہوش پڑا ہو۔" دیوان نے بڑھ کر میرا ہاتھ چوم لیا۔ ریزیڈنٹ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ میں نے دیوان کو بازو سے تھام کر کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "شریمن راج نریش سے آپ کی وفاداری اور سالہا سال کی

رفاقت ہم سے ایثار کا مطالبہ کرتی ہے جسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ یہ آپ پر کوئی احسان نہیں صرف بدلہ ہے۔"

"آپ کی عظمت کا ثبوت ہے یورایکسی لنسی۔" دیوان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"دیوان صاحب آپ دیکھ رہے ہیں---- یہ ایک ایسا پیچیدہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر صحیح طریقے پر حل نہ کیا گیا تو اتنا بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا کہ ریاست کا وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔" ریزیڈنٹ اب معاملے کی بات پر آ گئے---- دیوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "آپ صحیح فرما رہے ہیں۔"

ریزیڈنٹ نے پوچھا---- آپ کوئی ایسی تدبیر بتا سکتے ہیں جس سے یہ مسئلہ پر امن طریقے پر حل ہو جائے----"

دیوان نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ "کیا عرض کر سکتا ہوں جناب---- سوائے اس کے آپ نے اور ہزہائی نس نے جو فیصلہ کیا ہو اس پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔"

ریزیڈنٹ نے کہا۔ "آپ سے ہمیں یہی توقع تھی۔ بہر کیف اب پروگرام یہ ہے کہ مسٹر رمیش اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کرینگے کہ سوبھاگیہ اور کیپٹن اجمود نے بیک وقت پستول نکال کر ایک دوسرے پر گولیاں چلائیں اور دونوں ہلاک ہو گئے۔ ہم ابھی پولیس چیف کو بلا کر ان کا بیان دلا دیتے ہیں۔ وہ اسی وقت لاشوں کا رسمی سا پوسٹ مارٹم کرا کے ڈسپوز آف کر دینگے۔"

دیوان نے کہا۔ "یہ بالکل ٹھیک ہے جناب---- سوائے اس کے کہ پولیس چیف کو یہاں بلایا جائے۔"

"رائٹ لیکن پھر آپ ہی یہ زحمت کریں۔"

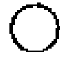
دیوان اٹھ کھڑا ہوا۔ "بہتر ہے---- اب مجھے اجازت دیجئے---- بہت بہت شکریہ۔"

ریزیڈنٹ نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور وہ رمیش کو لے کر چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یورایکسی لنسی میں آپ سے غائبانہ متعارف ہوں---- آپ کے یہاں پہنچنے کے دوسرے روز سے---- لیکن آپ کو دیکھنے کے بعد میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ تعارف مکمل نہیں تھا۔ میں آپ کی شخصیت میں چند غیر معمولی چیزیں دیکھ . . . . ."

میں ہنس دیا۔ "شخصیت! غیر معمولی چیزیں---- ہاؤ آئی ونڈر سر----؟"

وہ ہنس دیئے۔ "جی---- آپ یقین نہیں کرینگے---- بٹ آئی تھنک سو----"

"تھینک یو سر----" میں نے کہا---- "اب میں اکثر رات کے وقت آپ کے پاس آتا رہوں گا---- گڈ نائٹ----"



ہال میں داخل ہوتے ہی میں نے اپنے گارڈ سے کہا۔ "گیٹ حوالدار کو میرے کمرے میں بھیجو" اور بیڈ روم میں پہنچ کر لباس تبدیل کیا---- ڈرائنگ روم میں واپس آیا تو حوالدار گردن جھکائے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر سلام کرنے کی سکت اس میں نہ تھی۔ ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے گھبرا کر پیروں میں گر پڑا۔ مجھے اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر ترس آ گیا۔ میری نظر میں وہ زیادہ قصور وار بھی نہ تھا اور میرے پاس ضائع کرنے کے لئے زیادہ وقت بھی نہ تھا۔ "اٹھ جاؤ گنو کے جائے۔" میں نے بمشکل ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر ہاتھ جوڑنے لگا اور گڑگڑا کر بولا۔ "ان داتا ایشور جانتا ہے میں بے گناہ ہوں۔ مہارانی جی کے حکم کی تعمیل ضرور کی ہے حضور---- سو آپ جانتے ہیں ہماری کیا مجال ہے کہ----"

"میں تمہاری قسم کا اعتبار کرتا ہوں۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "جاؤ---- آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا---- اگر ایسا کوئی حکم ملے تو پہلے میرے پاس آنا---- میں تمہیں تعمیل حکم سے نہیں روکوں گا----" اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے سلام کیا۔ وہ باہر نکل رہا تھا کہ میں نے ریسیور اٹھا کر گارڈ سے کہا اسے جانے دو اور بیڈ روم میں چلا آیا۔ صبح دس بجے کے قریب کرنل ماما میرے پاس آئے---- میں نے ڈرائنگ روم میں ان کو ریسیو کیا---- بیٹھتے ہی بولے۔ "کرن ایک بات پوچھنے آیا ہوں سچ سچ بتانا۔"

میں نے کہا۔ "ماما جی---- کیا میں آپ سے کبھی جھوٹ بولا ہوں؟"

ہنس کر کہنے لگے۔ "نہیں وہ بات ایسی ہے کہ شاید تم ظاہر کرنا پسند نہ کرو۔"

میں نے کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ماما جی جسے میں آپ سے نہ کہہ سکوں۔"

بولے۔ "کیپٹن راول کی گھر والی میرے پاس پہنچی تھی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے بھی تھے۔ مجھ سے کہنے لگی زربار مہارانی نے میرا سہاگ اجڑوا دیا اب میرا اور ان بچوں کا کیا ہو گا----؟" میں نے کہا۔ "باؤلی مہارانی کو تیرے پتی کو مروانے سے کیا فائدہ---- بولی فائدہ تو کچھ نہیں لیکن انہوں نے اس کو یوراج پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا اور وہ اور سو بھاگیہ دونوں انہی کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں۔ اس پر میں نے اس کو کسی طرح ڈانٹ کر بھگایا اس کو تو چھوڑو لیکن یہ بتاؤ کہ کیا واقعی ایسا ہوا----؟"

میں نے کہا۔ "ہاں ماما جی وہ سچ کہتی ہے ایسا ہی ہوا ہے----"

"تم نے شانتی کرن کو بتایا----؟" انہوں نے سوال کیا۔

میں نے نفی میں سر ہلایا---- "کیا ضرورت ہے کہ انہیں شاک پہنچایا جائے کیا

میں کچھ کمی کر رہا ہوں---- ماما جی----؟"

بولے---- "نہیں بیٹے تو گن گن کر ہمارے بدلے لے رہا ہے---- بھگوان تیری بھجاؤں میں بھیم جتنا بل دے---- تجھے دیکھ کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔"

"بھگوان آپ کا کلیجہ ہمیشہ ٹھنڈا رکھے ماما جی۔" میں نے کہا۔ "پر آپ راول کی ودھوا سے میری طرف سے کہہ دیں کہ اگر اس نے مہارانی کا نام لیا تو کیپٹن کو راج دوھروہی قرار دیکر اس کا گھربار زمین جاگیر سب کچھ ضبط کر لیا جائیگا اور وہ لوگوں کے برتن مانجھتی نظر آئے گی۔"

ماما نے حیرت سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "تو کیا تم مہارانی کی سازشوں پر پردہ ڈالنا چاہتے ہو کرن----؟"

میں نے کہا۔ "اگر ظاہر کر دیا تو وہ سنبھل جائینگی۔ میں چاہتا ہوں وہ آخری سپاہی تک لڑتی رہیں---- ابھی ان کے پاس کچھ فورس ہے۔ انہیں استعمال کرنے دیجئے---- آپ لوگوں کی دعا سے میں ایک ایک کو ختم کر دوں گا اور آخر ایک ایسا مرحلہ آئے گا کہ ان کی چیخیں نکل جائینگی۔ وہ دیوانوں کی طرح چیخ چیخ کر اعتراف کریں گی---- قوت برداشت ختم ہونے کے بعد عورت کا ہیسٹرک ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا دن کے بعد رات ہونا۔ لہٰذا آپ مہربانی فرما کر اس وقت کا انتظار کریں اور وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے۔" وہ کچھ دیر سوچتے رہے پھر سگریٹ سلگاتے ہوئے اٹھے اور چلنے لگے---- میں نے کہا۔ "ماما جی پاپا سب کچھ سمجھ چکے ہیں لیکن پھر بھی آپ انہیں یہ تمام باتیں نہ بتائیں تو بہتر ہے۔"

وہ پژمردہ لہجے میں بولے۔ "اچھا جیسی تمہاری مرضی۔" آگے بڑھے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔

اسی رات ہزہائی نس میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ "کرن یوراج کا آپریشن کامیاب ہو گیا۔ اب وہ بہتر ہے اور امید ہے کہ ایک ہفتے میں یہاں پہنچ جائے گا۔"

میں نے کہا۔ "مبارک ہو یورہائی نس۔"

بجھے ہوئے لہجے میں بولے۔ "اتنا کامیاب نہیں ہوا کہ مبارکباد دی جائے۔ خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کامیاب آپریشن سے مراد یہ ہے کہ survive کر گیا---- اور کچھ نہیں---- اور----" وہ رک رک کر کہنے لگے---- "اور اس کے یہاں آنے سے مسائل میں اضافہ ہو گا۔ کمی نہیں---- اس کو چھپا کر رکھنا ہو گا---- اور خدا جانے وہ خاموش رہتا ہے یا وہی چیخ پکار' توڑ پھوڑ---- اور خداوند۔" وہ سر پکڑ کر رہ گئے۔ میں نے ان کو تسلی دی۔ "آپ پریشان نہ ہوں---- یوربائی نس---- ممکن ہے وہ واقعی بہتر ہوں۔"

"خیر---- جو خدا کی مرضی۔" انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "بہرکیف ہمارے

ساتھ تمہاری مشکلوں میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ تمہیں انہی کمروں میں رہنا ہو گا اور حالات کے مطابق عمل کرنا ہو گا۔ جیسے بھی مناسب ہو۔"

میں سناٹے میں آ گیا---- دل چاہتا تھا صاف کہہ دوں کہ کیا آپ مجھے بھی پاگل کرنا چاہتے ہیں---- لیکن کچھ نہ کہہ سکا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر آہستہ سے بولے---- "کرن---- ہاں ہم تمہیں کرن ہی کہیں گے---- یہ نہ سمجھنا ہم تمہیں یہاں ان کمروں بند کر کے پاگل کرنے کو لائے ہیں---- نہیں----"

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس----" لیکن آواز بھرانے لگی اور میں نے خاموش ہو کر سر جھکا لیا۔ انہوں نے اٹھ کر مجھے سینے سے لگا لیا اور کمر تھپکتے ہوئے کہنے لگے۔ "کرن اس ریاست کو اپنی ہی سمجھو۔ اگر کرن حکمران نہ بن سکا تو اس کے مکمل صحتیاب ہونے تک تمہیں اس کا رول ادا کرنا ہے۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یور ہائی نس---- میں کیا عرض کروں---- مجھے ریاست سے کوئی دلچسپی نہیں ہے---- خدا کی قسم---- کوئی دلچسپی نہیں ہے تاہم میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔ خواہ اس کے لئے مجھے کتنی ہی بڑی قربانی دینا پڑے۔ آپ نے مجھے بیٹا کہا ہے اور میں آپ کا بیٹا ہونا ثابت کروں گا۔"

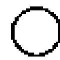
ہزہائی نس حیرت کی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگے۔ آخر بمشکل بڑبڑائے۔ "ایسی کیا بات ہے کرن----؟"

میں نے بات بدلتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا میں ذرا حماقت کی حد تک جذباتی واقع ہوا ہوں اور کچھ نہیں----"

انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "انہوں---- ایسا نہیں ہے کرن---- لیکن کیا ہم تمہیں کمپنسیٹ نہیں کر سکتے۔ تم تمام خزانہ لٹا دو۔ ہم تمہارا ہاتھ نہیں پکڑیں گے۔ تم کسی چیز کا نام لو اور وہ چیز تمہارے پاس ہو گی لیکن تم نام تو لو کرن۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگا لیا۔ "شکریہ پاپا۔" "میں نے نگاہیں ملائے بغیر کہا۔ "میں آپ کی محبت کا معترف ہوں---- اور اس وقت تک یہاں رہوں گا---- جب تک آپ کے مسائل حل نہ ہو جائیں۔ آپ یوراج کو لے آئیے---- دیکھتے ہیں وہ کس حالت میں ہیں۔" وہ میرا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھاتے ہوئے بولے۔ "وہ کل رات کو دو بجے کے بعد یہاں ہوں گے لیکن تم نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا کرن کہ شاید---- خیر جانے دو---- تم جیسے بہادر آدمیوں کی آنکھوں میں آنسو نہیں آیا کرتے جب تک کہ ان کی روح زخمی نہ ہو۔"

میں نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔ "پاپا یوراج کے ساتھ کوئی ڈاکٹر آ رہا ہے----؟"

انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "تم اس کے سامنے نہیں لائے جاؤ گے کرن۔"
"پھر بھی آپ اس کو اعتماد میں لئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی جگہ ہمارا سامنا ہونا ناگزیر ہے۔"
"انہوں نے سرہلا کر کہا۔" ہاں لیکن حتی الامکان کوشش یہی ہوگی کہ تم ایک دوسرے کے سامنے نہ آؤ----" وہ اٹھ کر چلنے لگے---- میں دروازے تک ان کے ساتھ آیا اور ہال سے نکلتے نکلتے کہا۔ "پاپا رمیش کو بھی میرے سامنے نہیں آنا چاہئے۔" انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "ایک ہفتے میں وہ یہاں سے انگلینڈ چلا جائے گا۔" میں نے سر جھکا کر سلام کیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا۔ قید کی معیاد طویل ہوتی جا رہی تھی۔ میں نڈھال ہو کر صوفے پر گر پڑا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔
تھوڑی دیر بعد دروازے پر آہٹ ہوئی۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو رمولا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی ٹھٹک کر رہ گئی۔ میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "آؤ رمو----" وہ تیزی سے آگے بڑھی اور دونوں ہاتھ میرے کندوں پر رکھ کر کہنے لگی۔ "کیا بات ہے کرن' بہت افسردہ نظر آ رہے ہو۔" میں نے اس کو کھینچتے ہوئے کہا۔ "تھا لیکن اب نہیں ہوں۔"
"مجھے دیکھ کر----؟" میرے کندھے پر سر رکھتے ہوئے وہ بولی---- میں نے کہا۔
"ہاں ڈیر---- مس کینتھ کی طرف کار دروازہ لاک کر دو اور کچھ پلاؤ----" وہ تیزی سے اٹھی اور دروازہ لاک کرتی ہوئی گلاس اور بوتل اٹھا لائی۔ تھوڑی دیر میں دونوں حافظ شیرازی کے شعر کی مجسم شرح تھے۔



میں ابھی صبح کی چائے پی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجی---- کینتھ نے دوسری طرف سے چند جملے تبدیل کر کے ریسور میرے ہاتھ میں دے دیا۔
میں نے ریسور کان سے لگا کر "پالاگن پوجیہ پتا شری" کہا---- دوسری طرف سے ہزہائی نس کے ہنسنے کی آواز آئی۔ "آج تو ٹھیٹھ برج بھاشا بول رہے ہو کرن---- کون کون میں تمہارے کمرے میں----؟"
"مس کینتھ کے سوا کوئی نہیں پاپا----!"
بولے۔ "اچھا خیر شاید چائے پی رہے ہو۔"
"جی پاپا----" میں نے کہا۔ "حکم ہو تو حاضر ہو جاؤں؟" کچھ سوچ کر بولے۔ "نہیں کرن---- بلکہ آج تو تمہیں باہر نہیں نکلنا ہے۔ کسی سے ملاقات بھی نہیں کرنی ہے۔ تمہاری طبیعت بہت خراب ہے۔ بمبئی سے ایک انگریز ڈاکٹر بلوایا گیا ہے جو رات کو

یہاں پہنچ رہا ہے۔ تم سمجھ گئے نا۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "بالکل سمجھ گیا پاپا۔۔۔۔ آپ اعلان کرا دیں کہ کوئی مجھ سے ملنے نہ آئے۔"

انہوں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے کینتھ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ گھبرا گئی۔ "ڈارلنگ اگر وہ پاگل ہمارے قریب کے کمروں میں رہا تو ہمیں بھی پاگل کر دیگا۔"

میں نے کہا۔ "وہ برابر والے چار کمروں میں قیام کریگا اور اگر تکلیف وہ ثابت ہوا تو ہی ایک راستہ ہے۔۔۔۔"

"کیا۔۔۔۔؟" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہی کہ میں بھی پاگل ہو جاؤں۔۔۔۔ تم چند روز مجھے سنبھالو اور پھر بمبئی لے کر چل دو۔"

وہ ہنس دی۔ "ہزایکسی لنسی کو کیا کہو گے۔۔۔۔؟"

"کہہ دوں گا۔۔۔۔ مجھے پاگل خانے بھیج دیا جائے۔"

"اور میں۔۔۔۔؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "مجھے راہبہ بنا کر نرسری بھیج دیا جائے۔"

"ڈونٹ بی سلی۔۔۔۔ تمہیں میری تیمار داری کے لئے وہاں بھی میرے ساتھ جانا ہو گا۔"

"منظور ہے ڈارلنگ۔۔۔۔ لیکن میں اب ایک ہفتے سے زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکوں گی۔"

"پھر تو ہمارا نکاح فسخ ہو جائیگا ڈیئرسٹ۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ خاک نہ سمجھ سکی۔۔۔۔ حیران ہو کر بولی۔ "کیا۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "میرا مطلب ہے میرا آئندہ نسلوں کا شجرہ نسب محفوظ ہو جائے گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو کرن۔۔۔۔؟" وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔ "آج کیسی اردو بول رہے ہو جو سمجھ میں نہیں آتی۔"

میں نے انجان بن کر کہا۔ "اوہ مجھے افسوس ہے۔۔۔۔ میں کہہ رہا تھا اس طرح بھاگنے سے تمہاری سروس ختم ہو جائے گی اور میرا تو مستقبل ہی خطرے میں پڑ جائیگا۔"

"پروا نہیں۔۔۔۔ میں ہزہائی نس سے کہوں گی۔ نقلی کرن تندرست ہو گیا اور اصلی کرن سے میرا کوئی ایگریمنٹ نہیں۔۔۔۔ اس لئے گڈ بائی۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔۔۔۔ کہہ دیکھنا۔۔۔۔ اور جو کچھ جواب ملے وہ مجھے بتانا۔" وہ چائے کا کپ ٹرے پر رکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔ اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ میں نے محسوس کیا وہ جو کچھ کہہ رہی تھی اس میں مذاق کا شائبہ نہ تھا۔ میں چند منٹ اس کے طرز عمل پر غور کرتا رہا پھر سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر اس کے کمرے میں پہنچا۔ وہ تکیئے پر سر رکھے رو رہی تھی۔ میں تھوڑی دیر دروازے میں کھڑا دیکھتا رہا۔ اسے میرے آ جانے کا بھی کوئی ہوش نہ تھا۔ میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "لیو۔۔۔" اس نے چونک کر تکیئے سے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور پلکیں بھیگی ہوئی تھیں۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔۔۔ میں نے اس کو آغوش میں لیتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی پاگل ہو گئی ہو لیو؟"

اس نے رومال سے آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "کیا نہیں ہونا چاہئے کرن۔۔۔ کتنے حملے' کتنے قتل' کتنے خطرات' کس قدر کھٹن' کس قدر پابندیاں۔"

میں نے اس کو تھپک کر کہا۔ "کس قدر آسائشیں۔۔۔ کتنی بڑی تنخواہ اور کس قدر انعام و اکرام؟ یہ بھی تو کہو ڈیر۔"

"یہ آزادی کی قیمت نہیں ہو سکتی کرن۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔۔۔ میں نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "آزادی محض ایک لفظ ہے۔۔۔ فریب کاروں کا تراشا ہوا۔۔۔ سادہ لوح انسانوں کو دوسرے فریب کاروں کی غلامی سے آزادی دلانے کا وعدہ کر کے اپنی غلامی میں لینے کے سوا جسکا کوئی مفہوم نہیں ہوتا۔ اگر آزادی اتنی ہی گراں قدر چیز ہوتی جتنی ثابت کرنے کی ک"وشش کی جا رہی ہے تو ابتدائی انسان جس کی آزادی پر کوئی قد غن نہ تھا آج کے انسان سے زیادہ مہذب' زیادہ خوشحال اور زیادہ مطمئن ہوتا لیکن کیا وہ ایسا تھا۔۔۔؟"

"نہیں کرن۔۔۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "تاریخ کو کون جھٹلا سکتا ہے۔"

میں اس کی سادگی پر ہنس دیا۔

"یہ بھی صحیح نہیں ہے۔۔۔ فریب کار جھٹلا سکتے ہیں۔۔۔ یہ فریب خوردہ آنکھیں بند کر کے تسلیم کر لیتے ہیں۔ صرف چند ذہین لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ ٹام ڈاک اور ہیری کی غلامی سے نکال کر زید' بکر' عمر' یا دتو' نتھو اور مھتو کی غلامی میں چلے جانے سے حالات میں کوئی خوشگوار تبدیلی نہیں آتی۔ تم جس کی مجموعی تنخواہ بمعہ یورپین گریڈ ون ففٹی پلس ہنڈرڈ پلس تھرٹی فائیو پلس ففٹی۔ ٹوٹل تھری تھرٹی فائیو تھی۔ شرد ھام کی غلامی میں۔۔۔ اگر اسے غلامی ہی سمجھ لیا جائے۔۔۔ تو ایک ہزار پلس تمام آسائشیں ہیں۔۔۔ ہزہائی نس کی طرف سے انعام و کرام' رالس رائس کار اینڈ وہاٹ ناٹ۔۔۔ مجھے تو خیر اپنا بلینک چیک سمجھو۔۔۔ کیا یہ سب آزادی میں تمہیں مل سکتا ہے؟ یا تم

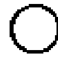
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

کا پرچم لے کر اٹھ رہی ہو-----؟"

"تو-----" اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے جگر میں کوئی درد نہیں ایک درد کے سوا جو تم جانتے ہو۔"

"بات یہ ہے کہ تم یکسانیت سے گھبرا گئی ہو اور تبدیلی چاہتی ہو----- کمنتھ آنے والا کرن----- دنیا کا مظلوم ترین انسان ہے۔ جس کے متعلق ہمیں ابھی کچھ معلوم نہیں ممکن ہے وہ بہتر حالت میں ہو لیکن خدانخواستہ اگر بدترین حالت میں بھی ہے تو میں اسے چھوڑ کر نہیں بھاگوں گا----- اور تمہیں بھی نہیں بھاگنے دوں گا۔ ہمیں اپنا سب کچھ اس پر قربان کرنا ہے مائی لو۔" وہ میری طرف دیکھ کر ہنس دی----- میں نے الماری سے بوتل نکال کر گلاس میں انڈیلی اور اس کے منہ سے لگا دیا----- دو پیگ پینے کے بعد وہ ایسے دھن میں نشاطیہ نغمہ گنگنا رہی تھی۔ "یو آر آلویزان مائی ہارٹ۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تشنہ مضراب ہے ساز-----" آخری گھونٹ لے کر گلاس الماری رکھا اور اس کو گود میں اٹھا کر مسہری پر لڑھکا دیا۔



کرن کو آئے ہوئے دو روز گزر چکے تھے۔ وہ میرے برابر والے اپارٹمنٹ میں اقامت گزیں تھا۔ اس کے بیڈ روم کا دروازہ میرے ریڈنگ روم میں کھلتا تھا جو مستقل طور پر بند تھا لیکن چند روز پہلے دروازے کے ہینڈل میں ایک سپائی ہول بنایا گیا تھا۔ جس میں میگنی فائنگ گلاس لگا ہوا ہونے کے باعث آنکھ رکھتے ہی اس کمرے کا تمام منظر سامنے آ جاتا تھا۔ اس دروازے کی چابی میرے پاس تھی۔ ہزہائی نس نے رشی کرن کے آنے کے بعد اس نام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ وہ مجھے کرن اور یوراج کو رشی کہہ کر مخاطب کرتے تھے----- اس کا معالج ڈاکٹر شیلڈن تھا جو بمبئی سے اس کے ساتھ آیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی نرس، خادم اور خادمائیں بھی علیحدہ تھیں۔ جن کی رہائش کا انتظام اس طرح کیا گیا تھا کہ میرے ملازمین سے کسی طرح متصادم ہونے کا کوئی امکان نہ تھا۔ ان کا مین ہال، کاریڈور، زینہ لفٹ ہر چیز علیحدہ تھی۔ پچویشن کے اعتبار سے رشی کا اپارٹمنٹ محل کا دوسرا حصہ تھا۔ جس کا بظاہر میرے اپارٹمنٹ سے کوئی رابطہ نہ تھا۔ ہزہائی نس نے میری طبیعت زیادہ خراب ہونے اور دوسری جانب کے اپارٹمنٹ میں منتقل کئے جانے کے اعلان کے ساتھ ہی میرے اپارٹمنٹ سے گارڈ ہٹا دیا تھا۔ اب بخاری کے سوا جو ہر وقت ہال کے چیمبر میں رہتا تھا دوسرا کوئی محافظ نہ تھا----- گارڈ----- مستقل طور پر رشی کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ ہزہائی نس کی ہدایات کے مطابق میں کئی کئی بار سپائی ہول کے ذریعہ اس کے کمرے کا جائزہ لیا کرتا تھا۔ جہاں کبھی کبھار ماما یا پاپا اس کو دیکھنے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے

اب میری طرف آنا بالکل ترک کر دیا تھا۔ میرے اور ان کے درمیان رابطہ کا واحد ذریعہ ٹیلیفون تھا۔ بحیثیت مجموعی رشی کی صحت بری نہ تھی لیکن دماغی اعتبار سے وہ وہیں کا وہیں تھا۔ وہ ہروقت سوتا رہتا تھا۔ جاگتا تو خاموش رہتا۔ ایک خادمہ جس سے وہ مانوس تھا۔ بات بھی کیا کرتا تھا لیکن عجیب اوٹ پٹانگ انداز میں۔ اودھر وہ اس سے بات کر کے ہٹی اودھر وہ سب کچھ بھول گیا۔ اکثر کسی چیز کی فرمائش کرتا اور جب وہ لے کر آتی تو اس کو واپس کر دیتا۔ وہ اصرار کرتی کہ حضور آپ نے ہی تو طلب کی تھی تو کہتا کہ تم پاگل ہو---- میں نے کچھ نہیں منگایا۔ میں اور کینتھ گھنٹوں اس کی نقل و حرکت دیکھا کرتے۔ وہ خطرناک کسی طرح نہ تھا۔ کسی بات پر بگڑ جاتا تو بار بار پیشانی پر ہاتھ مارتا---- اور سر جھٹک کر کہتا۔ "ڈیم اٹ---- آئم اے فول۔" پھر خادمہ کی طرف دیکھتا اور کہا۔ "ڈیم اٹ---- آئم اے فول۔" پھر خادمہ کی طرف دیکھتا اور کہتا۔ "آئم سوری۔"

وہ زیادہ تر سلیپنگ سوٹ میں رہتا تھا اور غسل خود کرتا تھا۔ کھانے کے وقت کھانا طلب کرتا۔ چائے کے وقت چائے۔ اکثر شام کو وسکی بھی پیا کرتا---- اور سگریٹ بھی۔ اس کے پاس متعدد کتابیں تھیں لیکن تنہائی میں بھی وہ پڑھنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اگر کبھی موڈ میں آ کر کوئی کتاب اٹھا کر کھولی بھی تو دو تین ورق الٹے اور اکتا کر پھینک دی۔ میں کئی روز اس کی حالت کا جائزہ لیتا رہا۔ آخر ایک دن جبکہ وہ بالکل تنہا تھا میں نے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اس کے کمرے میں داخل ہو گیا کینتھ نے پیچھے سے دروازہ بند کر لیا۔ میں آہستہ آہستہ اس کے قریب پہنچا اور چند قدم کے فاصلے پر رک کر کہا۔ "رشی!"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا کچھ دیر غور سے میری طرف دیکھتا رہا---- پھر اپنی طرف دیکھا۔ میرے لباس پر نظر ڈالی اور حیرت زدہ ہو کر میری طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "تم----؟" میں نے اس کے خلاف توقع نارمل طرز عمل پر خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہاں میں---- ڈیرسٹ رشی۔"

"ڈیریسٹ رشی۔" وہ بڑبڑایا اور ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے بولا "لیکن کیا تم بھی رشی ہو----؟ کیا میں پھر دو ہو گیا ہوں----؟"

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیر اس سے پہلے بھی کبھی دو ہو چکے ہو کیا----؟" اس نے اپنے کندھے سے میرا ہاتھ ہٹانے کے بجائے اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا---- پھر میرے چہرے کو ہاتھ لگا کر دیکھا اور مسکرا دیا---- میں بھی مسکرا دیا اور سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔ "کیا تمہیں یاد نہیں رشی ہم بمبئی میں ملے تھے۔"

اس نے آہستہ سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا---- ہم بمبئی میں ملے تھے---- تمہارا نام؟"

میں نے اس کا بازو تھام کر مسہری پر بٹھا دیا۔ "میرا نام کرن ہے۔"

وہ پھیل کر مسہری سے اٹھ کھڑا ہوا اور غور سے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "کرن؟ لیکن یہ تو میرا نام ہے۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں تمہارا نام رشی کرن تھا لیکن اب صرف رشی ہے کرن میں ہوں---- تمہارا آدھا حصہ ہوں---- تم میرا آدھا حصہ ہو---- دو پر تقسیم ہو جانے کے بعد ہم ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہیں۔ میں تمہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہوں---- کیا تم بھی مجھے ڈھونڈتے رہے ہو کبھی؟" اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے افسردہ لہجے میں کہا۔ "نہیں---- مجھے کیا معلوم تم کہاں رہتے ہو----؟"

میں نے گردن گھما کر اپنے کمرے کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ "یہاں اس کمرے میں۔"

اس نے میرا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بہت قریب ہے کرن۔"

"ہاں---- دیکھو گے----؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی---- میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں رشی؟" کہنے لگا۔ "میں ڈر جاؤں گا۔"

میں نے کہا۔ "نہیں رشی---- اب تم آدھے نہیں ہو---- کرن تمہارے ساتھ مل گیا---- تم پورے ہو گئے----"

وہ زور سے قہقہہ لگا کر مجھ سے لپٹ گیا۔ "کیا سچ؟" اس کے قہقہے میں مخبوط الحواس ہونے کا شائبہ تک نہ تھا۔ یہ ایک صحت مند قہقہہ تھا۔ میں نے کہا۔ "بالکل سچ---- کیا تم اپنا بھی یقین نہیں کرتے----؟"

بولا۔ "کرتا ہوں کرن---- لیکن اس کے سچ ہونے کا ثبوت آج ملا ہے---- پاپا سے میں نے جب بھی کہا میں آدھا رہ گیا ہوں تو انہوں نے یقین نہیں کیا---- اب میں ان کو بلا کر دکھاؤں گا----"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دکھا دینا---- وہ بہت خوش ہوں گے لیکن پہلے تم میرا محل تو دیکھ لو۔"

"اچھا---- چلو۔" اٹک اٹک کر وہ بولا---- میں اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے کمرے کی طرف چلنے لگا۔ دروازے کا ہینڈل گھما کر کھولا کینتھ جو سپائی ہول سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اٹھ کر چلنے لگی۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ "یہ کون ہے کرن؟" کینتھ نے اس کو دیکھتے ہی مسکرا کر سر جھکا لیا۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ "یہ میری وائف ہے رشی۔"

میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ "ارے---- تو تم نے مجھ سے بالا بالا رہ کر شادی بھی کر لی کرن----؟"

میں نے اس کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کیا کرتا----؟ دل گھبرانے لگا تو

شادی کر لی---- وسکی پیو گے رشی----؟"

کہنے لگا۔ "پی لوں گا----" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا اور وہ دوسرے کمرے کی طرف چل دی۔ رشی غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "دل تو میرا بھی بہت گھبراتا ہے کرن---- کیا واقعی شادی کرنے سے ٹھیک ہو جائے گا----؟"

میں نے کہا۔ "ہاں رشی بالکل! یہ بہترین علاج ہے---- ذرا دل گھبرایا' فوراً" شادی کر لی۔ پھر دل گھبرایا' پھر شادی کر لی' پھر دل گھبرایا----"

"اوہ!" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "یہ تو بڑی اچھی ترکیب ہے کرن---- تمہیں کس نے بتائی؟"

"اس بات کو چھوڑو کہ مجھے کس نے بتائی تمہیں میں بتا رہا ہوں۔"

وہ میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تھینک یو کرن---- آج میں پاپا سے کہوں گا میں شادی کرنا چاہتا ہوں لیکن ایسی ہی ہونی چاہئے جیسی تمہاری والی ہے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو اس میں پاپا سے کہنے سننے کی کیا ضرورت ہے رشی۔" "یہی لے لو---- اصولاً" بھی یہ آدھی تمہاری ہے۔"

اس نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیا سچ کرن----؟ لیکن پھر تم کیا کرو گے----؟"

"آہ رشی----" میں نے کہا---- "میری فکر نہ کرو---- میرے پاس کئی پڑی ہیں دیسی ساخت کی---- ان سے کام چلا لوں گا---- یہ تمہیں پسند ہے تم لے لو ویسے بھی آج کل میرا دل نہیں گھبرا رہا۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں کرن یہ کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

میں نے پوچھا۔ "کیا اچھا نہیں معلوم ہوتا؟" میں دیکھنا چاہتا تھا اس کا دماغ کس حد تک اس کے ساتھ چل سکتا ہے۔

"یہی کہ دونوں کی ایک عورت ہو۔" اس نے کہا میں نے اس کو پھر الجھانے کی کوشش کی "لیکن ہم دو نہیں ہیں نا تم رشی ہو میں کرن ہوں دونوں مل کر پورا رشی کرن بنتا ہے۔"

اس وقت کینتھ ٹرے میں دو گلاس لئے ہوئے اندر داخل ہوئی اور ٹیبل پر رکھ کر چلنے لگی تو میں نے ایک گلاس اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا---- وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔ رشی نے ایک گھونٹ لے کر اس کی طرف دیکھا اور نظریں جھکا لیں۔

میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تم کچھ کہہ رہے تھے رشی۔"

بولا۔ "ہاں تم ٹھیک ہی کہہ رہے تھے کرن۔۔۔۔ میں آج ماما جی سے بات کروں گا۔"

میں ہنس دیا۔ "ایسی باتیں بزرگوں سے نہیں کی جاتیں رشی۔"

گھونٹ لے کر بولا۔ "اچھا کرن نہیں کروں گا لیکن ایک بات بتاؤ تم مجھ سے الگ کیوں ہو گئے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "تم خود مجھ سے الگ ہوئے ہو' میں نہیں ہوا رشی۔ ہم پھر ایک ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو۔"

اس نے گلاس خالی کر کے رکھتے ہوئے کہا۔ "ضرور کروں گا بولو کیا۔۔۔۔؟"

"ایک تو یہ کہ اس ملاقات کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور دوسرے یہ کہ میرے کمرے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھنا۔۔۔۔ جب تک کہ میں خود تمہارے پاس نہ آؤں۔۔۔۔ کیا سمجھے۔۔۔۔؟"

بولا۔۔۔۔ "سمجھ گیا لیکن تم پھر کب ملو گے۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "ہر روز سوائے شام کے۔۔۔۔ جب میں سیر کو جاتا ہوں۔"

"بہتر ہے کرن۔۔۔۔ میں یاد رکھوں گا۔۔۔۔ اب چلتا ہوں۔۔۔۔ تم مجھے بھول نہ جانا۔" میں اس کے ساتھ دروازے تک گیا۔ دروازہ لاک کیا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ کینتھ دیر تک اس کے متعلق سوالات کرتی رہی۔ اس کا خیال تھا وہ مکمل طور پر صحت یاب ہونے کے بعد بھی ذہنی اعتبار سے اس قابل نہ ہو سکے گا کہ بغیر کسی سہارے کے زندہ رہ سکے۔ مجھے یہ سن کر افسوس ہوا۔ شام کو کھانا کھانے کے بعد میں نے ہزہائی نس کو فون کر کے سیر کو جانے کی اجازت حاصل کی اور کینتھ کو ساتھ لے کر ہال میں آیا۔ بخاری ہمیں دیکھتے ہی چیمبر سے نکل کر باہر آیا اور سلام کر کے بولا۔ "یور ایکسی لنسی گاڑی پورچ میں کھڑی ہوئی ہے۔ آپ دونوں مہربانی فرما کر اسموکنگ روم سے گزر کے مغربی گیٹ پر تشریف لے جائیں۔"

میں نے کہا۔ "آؤ ادھر سے چلتے ہیں لیکن پہلے رمولا کو ہمارے اپارٹمنٹ میں بھیج دو۔۔۔۔ وہاں کوئی نہیں ہے۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار مس ناگر کو تو رخصت سے واپس آتے ہی ڈاکٹر شیلڈن کے ساتھ لگا دیا گیا۔"

یہ خبر تشویشناک تھی۔ میں سوچ میں پڑ گیا۔ رمولا میری معتمد ہی نہیں ہمراز بھی تھی۔ مہارانی کسی سازش کے تحت اس کو انعام و اکرام دے کر اعتماد میں لینے کی کوشش کر رہی تھیں۔ یہاں تک وہ مجھے بتا چکی تھی۔ اب اس سے آگے جو پیش آنے والا تھا اس کا ہمیں انتظار تھا کہ یہ راج آ گیا۔ رمولا کو اس سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی۔ جب تک کہ

اس کو میری موجودگی کا علم نہ ہو اور یہ کس طرح ہو---؟ میرے اپارٹمنٹ کا ہال ہی مقفل کر دیا تھا اور اب وہ یہاں نہیں آ سکتی تھی۔ میں انہیں خیالات میں محو تھا کہ کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "یہ سن کر آپ کو شاک ہوا ہے یورا ایکسی لنسی---؟" میں نے چونک کر کہا۔ "نہیں مس کینتھ--- لیکن رمولا کو شیلڈن کے اسٹاف میں نہیں بھیجا جانا چاہئے تھا--- خیر آؤ چلتے ہیں۔"

سیر کے دوران بھی میں انہیں خیالات میں کھویا رہا۔ کینتھ بار بار مجھے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتی رہی اور میں ہوں ہاں میں جواب دے کر اس کو ٹالتا رہا۔ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا رہا۔ گاڑی جھیل پر پہنچی تو میں نے چہل قدمی کیلئے اترنے کی بجائے واپس ہونے کا حکم دے دیا اور شہر اور دریا کا چکر کاٹ کر باغ میں گاڑی رکوائی--- تھوڑی دیر وکرم گھاٹ پر روشنی کی بہار دیکھی اور دس نہیں بجے تھے کہ راج محل پہنچ گئے--- دیر تک اندھا دھند پیتے رہے اور جب مزید پینے کی سکت نہ رہی تو پڑ کے سو گئے۔

دوسری صبح ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد دس بجے کینتھ نے گاڑی منگوائی اور ریزیڈنسی چلی گئی۔ میں نے تھوڑی دیر بعد لائبریری روم میں جا کر ٹائمز اور دوسرے اخبارات کی ورق گردانی کی اور تنہائی سے اکتایا تو یوراج سے ملنے کے خیال سے درمیانی دروازے پر آ کر سپاٹی ہول سے جھانکنے لگا وہ مسہری پر تکئے سے کمر لگائے چھت میں لٹکے ہوئے جھاڑ فانوس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھے جا رہا تھا۔ میں دیر تک اس کی حرکات کا جائزہ لیتا رہا۔ اس دوران وہ کئی بار مسکرایا--- کئی بار کچھ بڑبڑایا۔ اس وقت بھی وہ میرے جیسا سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس کے چہرے پر اس سنجیدگی کا شائبہ تک نہ تھا جو کل نظر آ رہی تھی۔ مجھے مایوسی ہونے لگی۔ آخر جیب سے چابی نکال کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ اس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا' لیکن اس کا چہرہ تمام تاثرات سے خالی تھا۔ آنکھوں سے اجنبیت کا احساس مترشح تھا۔ میں نے چند قدم بڑھ کر کہا۔ "ہیلو رشی ڈیر۔" میری آواز سن کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھری اور آنکھوں میں مانوس سی چمک پیدا ہوئی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ مجھے بھول گئے کیا---؟"

پیشانی پر ہاتھ پھیر کر بولا۔ "نہیں بھولا تو نہیں--- تم وہی ہو--- ایں نا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں رشی میں "ایں نا" ہی ہوں--- تم مجھے بیٹھنے کو نہیں کہو گے---؟"

وہ مسکرایا۔ "بیٹھ جاؤ--- میں تمہیں پہچان تو گیا ہوں اور کچھ بات بھی کہنا چاہتا تھا لیکن بھول گیا---"

میں نے مسہری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یاد کر لو---- میں بیٹھا ہوں---- لو سگریٹ پی کر یاد کرو۔" میں نے اس کو سگریٹ دیا۔ اس نے سگریٹ ہونٹوں میں دبایا اور کش لگا کر بولا۔ "اوہ سلگاؤ تو سہی----" میں نے اس کو لائٹ دی---- دو تین کش لگا کر کہنے لگا۔

"میں نے رات سپنا دیکھا۔"

میں نے کہا۔ "بہت اچھا کام کیا۔"

کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے بولا۔ "اچھا کیا خاک کیا میں نے اس کو تھپڑ مار دیا اور وہ بہت روئی۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "کون----؟"

وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا---- "وہی بھئی---- کیا نام ہے۔ وہی چھریری سی----"

"رمولا----؟" میں نے پوچھا۔

اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "ہاں وہی تمہیں کیسے معلوم ہوا----؟"

میں نے کہا۔ "اسے چھوڑو---- یہ بتاؤ تم نے اسے چانٹا کیوں مارا اور کیا یہ واقعی سپنا تھا---- یا سچ مچ ایسا ہوا؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید سپنا ہی تھا---- کیا نام تمہارا----؟"

"کرن----" میں نے جواب دیا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر میری طرف دیکھا۔" اوہ---- ہاں---- یو آر ہاف آف مائی اون سیلف۔"

میں نے دل میں کہا۔ "بدقسمتی میری۔" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کرن---- تو میں کیا کہہ رہا تھا----؟"

"تم نے رمولا کو چانٹا مار دیا---- یہ کہہ رہے تھے۔"

"ہاں---- وہ بدتمیز ہے---- رات کو اس نے مجھے چومنے کی کوشش کی---- جان نہ پہچان---- ماں جی پر نام---- میں نے بھی ایسا چانٹا----"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ سپنا نہیں ہے رشی تم نے سچ مچ اسے چانٹا مارا شیم ٹو یو---- عورت پر ہاتھ اٹھایا تم نے----؟"

اس نے مسہری سے اٹھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔ "آئم ویری سوری کرن---- تمہارا اس سے کیا تعلق ہے----؟"

میں نے کہا۔ "وہ میری کچھ نہیں---- تمہاری نرس ہے۔ میں ناراض اس لئے ہوں کہ تم نے محبت کا جواب نفرت سے دیا۔" اس نے مجھے کھینچ کر بٹھانے کی کوشش

کرتے ہوئے کہا۔ "ناراض نہ ہو کرن---- میں آج اس سے معافی مانگ لوں گا اگر تم کہو۔"

میں نے کہا۔ "نہیں---- اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں شام کو پھر آؤں گا اس وقت بتاؤں گا کیا کرنا ہے---- اب جانے دو۔" جواب دینے کے بجائے وہ مجھ سے بری طرح لپٹ گیا۔ میں نے چھڑانے کی کوشش کی تو رونے لگا۔ میں گھبرا کر اس کو سینے سے لگا لیا اور تسلی دینے لگا۔ "مرد رویا نہیں کرتے رشی---- ہنسا کرتے ہیں---- ہنسو دیکھیں۔" وہ ہنسنے لگا۔ میں نے اس کی کمر تھپک کر کہا۔ "شاباش----" اچھا اب مجھے اجازت دو---- شام کو پھر ملیں گے۔" اس نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ میں اپنے کمرے میں آ گیا اور دروازہ لاک کر دیا۔ مجھے اس کی حالت دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی---- شاید کینتھ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ وہ اس سے زیادہ ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا جتنا اس وقت تھا اور اس وقت وہ جو کچھ تھا۔ ذہنی اعتبار سے بمنزلہ صفر تھا۔ بالفاظ دیگر میری رہائی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ میں سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔

ڈیڑھ بجے تک کینتھ کا انتظار کرنے کے بعد میں نے کھانا کھایا اور بیڈ روم چلا گیا۔ ساڑھے تین بجے ایک نوکرانی نے مجھے جگایا اور چائے لینے چلی گئی۔ میں نے منہ ہاتھ دھویا اور چائے پینے لگا۔ کینتھ ابھی تک نہیں لوٹی تھی مجھے اس غیر معمولی تاخیر پر گھبراہٹ ہونے لگی۔ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ پھر کچھ سوچ کر ریسیور اٹھایا اور ہزہائی نس کو رنگ کیا۔ ان کے "ہیلو کرن" کہنے کے انداز سے منہ میں نوالہ ہونے کا پتا چلتا تھا۔ میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "شاید آپ چائے پی رہے ہیں پاپا۔"

بولے۔ "ہاں---- تمہاری ممی بھی خیریت پوچھ رہی ہیں---- اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"

میں نے کہا۔ "آپ کا رشی پہلے سے بہت بہتر ہے پاپا۔"

انہوں نے کہا۔ "تھینک گاڈ----" پھر دوسری طرف منہ کر کے بولنے کی آواز آئی۔ "کرن تمہیں پرنام کہہ رہا ہے یورہائی نس۔"

میں نے کہا۔ "پاپا اب کمرے بدلتے رہا کریں گے۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا اچھا اب تم سیر کو جایا کرو کرن---- تمہاری ممی تمہیں دعا کہہ رہی ہیں۔ شام کو وہ شانتا کے ساتھ تمہیں دیکھنے آ رہی ہیں۔ اچھا اگر سیر کو جا رہے ہو تو کل صبح آ جائینگی---- اور دیکھو کرن---- مس کینتھ کو ضرور ساتھ لے کر جانا---- جیتے رہو----" کلک کی آواز آتے ہی میں نے ریسیور رکھ دیا اور صوفے پر دراز ہو کر ایک ناول پڑھنے لگا۔ ساڑھے چار بجے کے قریب کینتھ واپس آئی---- بخاری اس کو چھوڑ کے چیمبر میں چلا گیا۔ میں نے کینتھ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ بہت دیر لگائی۔" اس نے بیٹھتے ہی ریڈنٹ کی

لیڈی کے حسن اخلاق اور دوسرے انگریز افسروں اور ان کی بیویوں سے ملاقات کی طویل داستان چھیڑ دی۔ میں بیٹھا بیٹھا سنتا رہا۔ تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد وہ لباس تبدیل کرنے چلی گئی۔ میں اس کے جانے کے بعد ریڈنگ روم میں آیا اور دروازے سے یوراج کے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ میں نے دروازہ کھول کر کہا۔ "رشی کیسی طبیعت ہے۔۔۔۔؟" گردن گھما کر دیکھتے ہوئے بولا۔ "اچھا ہوں۔۔۔۔"

مجھے ہنسی آ گئی۔ "اچھے ہوتے تو کہتے آؤ کرن آ جاؤ۔۔۔۔ ٹھیک ہوں۔"

اس نے ٹانگیں مسہری کے نیچے لٹکا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ کرن اندر آ جاؤ۔۔۔۔"

میں نے مسکرا کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "نہیں تم میرے کمرے میں آؤ۔۔۔۔" وہ اٹھ کر میرے پاس آ گیا۔ میں اس کا ہاتھ تھام کر اپنے ڈرائنگ روم میں لے آیا اور کینتھ کو بزر دے کر بلایا۔ اس کے آتے ہی میں نے کہا۔ "رشی مس کینتھ کے ساتھ باتیں کرو۔۔۔۔ ڈرنک کرنا چاہتے ہو تو ڈرنک کرو۔۔۔۔ میں تمہارے کمرے میں جا رہا ہوں تم اس وقت تک یہیں رہو گے جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔۔۔۔ کیا سمجھے۔۔۔۔؟"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "یہیں رہوں گا جب تک کہ تم واپس نہ آ جاؤ۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپکی اور اس کے کمرے میں پہنچ کر بزر دبایا۔ ابھی مسہری پر بیٹھا ہی تھا کہ ایک خادمہ اندر داخل ہوئی اور مسہری سے کچھ فاصلے پر رک کر بولی۔ "حکم ان داتا۔" میں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "رمولا کو اندر بھیجو ہم دوائی پئیں گے۔" وہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے اپنی ٹانگیں اوپر کھینچیں اور بستر پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں رمولا اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کچھ فاصلے پر رک کر بولی۔ "آپ نے مجھے بلایا یورایکسی لنسی۔" میں نے تکیے سے سر اٹھا کر کہا۔ "ہاں۔۔۔۔ ہمیں دوائی پلاؤ۔"

اس نے میری طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ابھی وقت نہیں ہوا یورایکسی لنسی۔۔۔۔" میں نے شال دور پھینکی اور بستر سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ وہ گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رمولا میں اپنی غلطی پر شرمسار ہوں۔۔۔۔" اس نے میری آواز پر چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور حیرت زدہ ہو کر اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ یور۔۔۔۔" میں نے اس کو کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔۔ "رمو۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے ڈارلنگ۔۔۔۔" میں نے کہا۔ وہ میرے گلے میں بانہیں ڈال کر رونے لگی۔ میں نے اس کی پیٹھ تھپکی اور مسہری کے پاس لا کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ۔۔۔۔" اس نے گردن اٹھا کر پھر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور "کرن!" کہہ کر

پھر مجھ سے لپٹ گئی---- "کل کیا ہو گیا تھا تمہیں کرن----؟"

میں نے مسہری پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم اب تک نہیں سمجھیں؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی---- میں اس کی سادگی پر ہنس دیا۔ اسے میرے متعلق بہت کچھ معلوم تھا۔ مہارانی اسے اور بھی بہت کچھ بتا چکی تھیں۔ اس کے باوجود وہ ابھی تک مغالطے میں مبتلا تھی۔

"مجھے تمہارے جاننے کا---- ملال نہیں ہے کرن۔" اس نے کہا "ملال یہ ہے کہ تم پھر بیمار ہو گئے۔"

"ہاں رمو----" میں نے اس کی غلط فہمی دور کرنے کا خیال ترک کرتے ہوئے کہا۔ "مجھ پر پھر فٹس پڑنے لگے ہیں اور جب دورہ پڑتا ہے تو میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ قطعی بدل جاتا ہوں۔" وہ مجھ سے لپٹ کر پھر رونے لگی۔ میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔ "رمو میری جان گھبراؤ نہیں---- میں جلد ٹھیک ہو جاؤں گا۔ تم تو میڈیکل پروفیشن سے تعلق رکھتی ہو---- آسانی سے سمجھ سکتی ہو۔ ذہنی توازن بگڑ جانے کے بعد بڑی مشکل سے ٹھیک ہوتا ہے۔"

وہ آنسو پونچھ کر بولی۔ "ہاں کرن---- لیکن تم تو اتنے بدل جاتے ہو کہ کوئی نہیں کہے گا تم کرن ہو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اسی لئے تو سانتا اور ہرہائی نس کہتی ہیں کہ اصلی کرن مر گیا اور میں کوئی دوسرا ہوں۔ اب میں کیا بتاؤں یہ سب انہی کی مہربانی ہے اتنا ضرور ہے اب میں کبھی کبھی مکمل طور پر صحت مند ہوتا ہوں تو ان کا قرض چکا رہا ہوں۔ سنو رمو---- اب تم نے مجھے دونوں حالتوں میں دیکھ لیا ہے---- اب میری کسی بات پر برا نہ مانو گی---- کسی حرکت پر تعجب نہ کرو گی ہو سکتا ہے میں کل پھر تمہیں بھول جاؤں---- ہو سکتا ہے کل اس سے بہتر حالت میں ہوں۔ تمہیں یہ سب کچھ برداشت کرنا ہے----"

اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "یہ میرا فرض ہے کرن---- اس لئے بھی کہ تم میرے ہو اور اس لئے بھی کہ میں تمہاری نرس ہوں۔" میں نے اس کا منہ چوم لیا اور وہ مسکرا کر مجھ سے لپٹ گئی۔

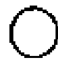
تھوڑی دیر بعد جب میں اس کو رخصت کر کے اپنے کمرے میں آیا تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا۔ اب یوراج رمولا کی نفرت کا شکار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے جانے کے بعد کینتھ نے دروازہ لاک کر کے کہا۔ "کرن ہارڈ لک فار اس---- اگر رشی کے مکمل صحتیاب ہونے پر ہی تمہیں اور مجھے واپس ہونا ہے تو ہم کبھی نہیں جا سکیں گے۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا---- کہنے لگی---- "میں نے اس ایک ڈیڑھ گھنٹے میں اس کی نفسیات کا پورا پورا تجزیہ کر لیا۔ اکیس سال کی عمر میں بھی اس کی مینٹل ایج تو

سال سے زیادہ نہیں ہے وہ ذہنی طور پر نابالغ ہے اور شاید زندگی بھر نابالغ ہی رہے گا۔"

"شٹ اپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ماہر نفسیات تو نہیں ہو کہ اس کی ذہنی عمر اور نفسیاتی کیفیت کا تعین کر سکو۔"

"اچھا پھر---- انتظار کرو۔" اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ میں نے کہا۔ "کریں گے---- کر رہے ہیں۔"

وہ چڑ گئی۔ "اچھا مائی لارڈ---- ضرور کیجئے---- میں آپ کے پاگل ہونے کا انتظار کروں گی۔" میں ہنس دیا---- اٹھ کر دو گلاسوں میں رم کا ایک ایک پیگ انڈیلا اور ایک اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس نے ایک گھونٹ لے کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ایک لمبی چسکی میں ختم کر کے گلاس اس کی گود میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "مائی ڈیر---- جب تک تم باقی ہو جب تک رم باقی ہے میرے پاگل ہونے کا کوئی امکان نہیں---- اس نے مسکرا کر ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھا اور دونوں گلاس ٹیبل پر رکھ کر تکئے سے کمر لگا دی میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور بخاری کو فون کر کے گاڑی منگانے کا حکم دیا۔



سہ پہر کا وقت تھا۔ کینتھ چائے پی کر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی جھنجھنانے لگی۔ اس نے چلتے چلتے رسیور اٹھا کر میری طرف اشارہ کیا۔ میں نے بڑھ کر رسیور ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ "آداب عرض پاپا۔"

دوسری طرف سے ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ایک نہایت اہم مسئلے پر تم سے بات کرنی ہے۔ اپنے باڈی گارڈ سے کہو فوراً" ہمیں لے جائے۔" میں نے بہتر ہے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور بخاری کو ان کے پاس جانے کا حکم دیا۔ ڈرائنگ روم میں واپس آتے ہی کینتھ نے کہا۔ "کیا بات ہے کرن ڈانس کرتے پھر رہے ہو؟"

میں نے کہا۔ "خدا ہی جانتا ہے---- ابھی آ رہے ہیں پوچھ لینا۔"

اٹھ کر چلتی ہوئی بولی۔ "خدا کرے آتے ہی کہیں اب تم دونوں جا سکتے ہو۔"

"وہ کہیں گے تم دونوں میں جو ہوم سک ہو وہ جا سکتا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "انہیں معلوم ہے تم ہاٹ ڈاگس کے لئے تڑپ رہی ہو۔" وہ منہ چڑا کر دروازے کے پیچھے غائب ہو گئی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ "اہم مسئلے" سے کہیں زیادہ پریشان کن ہزہائی نس کا لہجہ تھا۔ جس نے مجھے سوچ میں ڈال دیا تھا۔ نصف سگریٹ ختم کر کے میں رسٹ واچ پر نظر ڈالتا ہوا اٹھا اور متعدد کمروں سے گزر کے ہزہائی نس کے استقبال کے لئے اسموکنگ روم کے دروازے پر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ کرنل ماما کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور انہیں

ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ بخاری ہمیں پہنچا کر ہال کی طرف چلا گیا۔ صوفے پر بیٹھتے ہی ہزہائی نس نے کرنل کے ہاتھ سے ایک لفافہ لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" کرن تم رشی سے کئی بار مل چکے ہو اس کی دماغی حالت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے----؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پاپا کیا عرض کروں---- کچھ زیادہ امید افزا نہیں۔" وہ افسردہ ہو کر بولے۔ "صحیح کہہ رہے ہو---- وہ ٹھیک نہیں ہو سکا---- ڈاکٹر شیلڈن کا خیال ہے کہ شاید آگے چل کر ٹھیک ہو جائے۔"

کرنل نے درمیان میں لقمہ دیا۔ "اگر اس کی شادی کر دی جائے۔"

میں نے کہا۔ "ممکن ہے---- کر ڈالئے۔" کرنل کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ ابھری۔ "کر ڈالئے۔" انہوں نے کہا۔ "کرن بیٹے تم نے ایسے کہہ دیا جیسے یہ آسان کام ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "مشکل بھی کیا ہے ماما جی؟"

ہزہائی نس نے کہا۔ "اس حالت میں مشکل تو ہے کرن---- جس راجکماری سے اس کا رشتہ ہو رہا ہے انہیں سب معلوم ہے۔ ولایت میں آپریشن کے متعلق بھی جانتے ہیں۔ اس کے کامیاب ہو کر آنے کی اطلاع بھی انہیں مل چکی ہے اور اب یہ خط آیا ہے۔" انہوں نے خط میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

میں نے دریافت کیا۔ "کیا لکھا ہے پاپا----؟"

بولے۔ "خود پڑھ لو کرن---- تم اب ہم میں سے ہی ہو---- تمہارے کرنل ماما تمہیں گود لے رہے ہیں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں ماما جی کو بجائے والد سمجھتا ہوں یورہائی نس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے؟"

کرنل نے کہا۔ "یہ رسم دنیا ہے بیٹے۔"

"اعلان تو آپ نہیں کر سکتے ماما جی راز دارانہ طریقے پر گود لینا کوئی معنی نہیں رکھتا---- اس لئے آپ میرے الفاظ کو پتھر کی لکیر سمجھیں---- میں جب تک آپ کے پاس ہوں۔ آپ کا ہی بیٹا ہوں کرن کا رول کرتا رہوں گا۔ ہزہائی نس کو پاپا کہتا رہوں گا۔ اب بتایئے خط میں کیا لکھا ہے اور کرن اس سلسلے میں کیا سیوا کر سکتا ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "دو روز بعد رشی کے سسرال سے گانٹھیں آ رہی ہیں----"

"گانٹھیں؟" میں نے ان کا قطع کلام کیا۔ "کاہے کی گانٹھیں؟" وہ مسکرا دیئے----

کرنل ماما نے کہا۔ "دلہن والوں کی طرف سے دس پندرہ عورتیں اور مرد شادی کی تاریخ کا اعلان کرنے آئینگے---- دولہا کو انگوٹھی پہنائینگے۔ چند چیزیں نشانی کے طور پر دینگے اور ایک دو روز قیام کر کے واپس چلے جائیں گے---- دونوں طرف شادی کی تیاریاں ہونے لگیں

گی۔"

میں نے ہزہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سمجھ گیا پاپا۔"

کرنل میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "اصل مسئلہ یہاں سے پیدا ہوتا ہے کرن---- رشی کی دماغی حالت تو تم دیکھ رہے ہو۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ نیچی نظریں کرتے ہوئے بولے۔ "ایسی صورت میں---- اگر دلہن والوں کے سامنے اس کے بجائے تمہیں پیش کر دیا جائے تو----"

میں حیرت اور خجالت کے ملے جلے احساس سے سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔ کرنل نے میرا بازو تھام کر کہا۔ "کیا حرج ہے---- بر دکھانے میں ایسی ہیرا پھیری عام ہے۔"

میں نے بمشکل ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا یہ مناسب ہے ماما جی؟"

ہزہائی نس نے کہا۔ "حالات کے تحت کچھ ایسا نا مناسب بھی نہیں کرن۔"

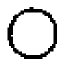
"بہتر ہے پاپا۔" میں نے کہا۔ "اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آگے چل کر الجھنیں پیدا نہ ہوں گی تو میں---- اس ڈرامے کے پہلے ایکٹ میں حصہ لینے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔"

وہ ہنس دیئے۔ "شکریہ کرن---- آگے کی فکر نہ کرو۔"

کرنل نے پھر کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم نے سادہ لفظوں میں اتنی گہری بات کہی ہے بیٹے کہ کوئی بڑا وددان پنڈت ہی کہہ سکتا تھا۔ بھگوان تمہیں بڑی عمر دیں۔"

ہزہائی نس نے اٹھ کر میری پیشانی چوم لی---- کرنل نے کہا۔ "میں تمہیں بیٹا کہنے میں فخر محسوس کرتا ہوں کرن----" میں نے سر جھکا دیا۔

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ ہماری زندگی کا راز ہے کرن۔" میں نے پھر سر جھکا دیا۔ انہوں نے میری پیٹھ تھپکی اور سر پر ہاتھ پھرایا۔ کرنل نے آگے بڑھ کر بزر دبایا اور بخاری کے آتے ہی اس کو ساتھ لے کر چل دیئے۔



کرنل اور ہزہائی نس کو گئے ہوئے ایک گھنٹہ گزرا ہو گا۔ میں کینتھ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ جو ان کی اس اچانک تشریف آوری کے سلسلے پر ہی مبنی تھیں۔ وہ واقعی اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ شاید اب اس کو انعام و اکرام دے کر رخصت کر دیا جائے گا۔ میں اس کو یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جب تک میں یہاں ہوں اس کے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہ میری بیماری کا نہیں تنہائی کا علاج تھی۔ یکایک ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے اٹھ کر ریسیور کان سے لگایا۔ "ہیلو" کہتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن ہم نے رنواس میں گانٹھوں کا ذکر کر دیا ہے۔ شانتا اور چند راجکماریاں بدھائی دینے آ رہی ہیں---- تم فوراً رشی کے کمرے میں پہنچ جاؤ---- ان

کو اپنے کمرے میں بھیج دو---- مس کینتھ سے کہنا رشی کے آنے کے بعد دروازہ لاک کر دیں۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے----" بولے۔ "تمہیں کسی قدر بھولپن کا مظاہرہ کرنا ہے کرن---- اچھا خدا حافظ۔"

میں نے ریسیور رکھ کر کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "اب کیا حکم ہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سین ٹرانسفر ہو رہا ہے۔" ماتھے پر ہاتھ مار کر کہنے لگی۔ "مارے گئے۔"

میں سگریٹ سلگاتا ہوا ریڈنگ روم کی طرف چل دیا۔"

○

رسمی جملے تبدیل کر کے میں نے یوراج کو اپنے کمرے میں پہنچا دیا اور کینتھ کو دروازہ مقفل کرنے کا اشارہ کر کے یوراج کے بیڈ روم سے گزرتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ یہاں شیشے کے آرائشی سامان کے سوا ہر چیز میرے ڈرائنگ روم سے ملتی جلتی تھی۔ میں نے سگریٹ سلگا کر صوفے پر بیٹھتے ہی بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں ایک خادمہ اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے رشی کے انداز میں اس کی طرف گھور کے دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ "تمہیں کس نے بلایا ہے؟" وہ گھبرا کر کہنے لگی۔ "جی ان داتا۔۔۔۔ جی میں حضور۔۔۔۔" میں نے اس کو مزید زحمت سے بچانے کے لئے بات کاٹ کر کہا۔ "جاؤ مس ناگر کو اندر بھیجو۔" وہ تیر کی طرح دروازے سے نکل گئی۔ مجھے اپنے طرز عمل پر ندامت محسوس ہونے لگی۔۔۔۔ واقعی۔۔۔۔ صحیح پرنس بننا آسان کام نہیں تھا۔ چند لمحے بعد رمولا اندر آئی تو اس قدر خائف تھی کہ اس کے قدم نہیں اٹھ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب آئی اور مرے ہوئے لہجے میں بولی۔ "یور ایکسی لنسی۔۔۔۔!" میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "رمو ڈیر۔۔۔۔ اتنی دیر؟" مجھے مسکراتا دیکھ کر وہ کھل اٹھی اور تیزی سے جھپٹ کر میری آغوش میں آ گئی "کرن مجھے ڈرا دیا تھا اس کم بخت نے۔۔۔۔ آہ کرن۔۔۔۔" اس نے گردن اٹھا کر میری آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "کب ٹھیک ہو گئے تم۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک نہیں ہوں کیا۔۔۔۔؟" وہ کچھ نہ بولی۔ میں نے آہستہ سے الگ کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا جلدی سے پلاؤ دیکھیں۔" وہ ہوا کی طرح اڑتی ہوئی بیڈ روم میں گئی اور آدھا گلاس بھر کے لے آئی۔ میں نے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "تم نہیں پیو گی؟" وہ ہنس دی۔ "رات کو اسی انداز میں بات کرنا۔۔۔۔ تمہارے ساتھ ساتھ پیوں گی۔" میں نے گھونٹ لے کر اس کی طرف دیکھا۔ "میرے ساتھ ساتھ؟ میں تو وائن بیرل ہوں ڈیر۔۔۔۔ بھول کر بھی ایسی غلطی نہ کر بیٹھنا۔۔۔۔ بے موت ماری جاؤ گی۔۔۔۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے آبدیدہ ہو گئی۔ میں نے دو تین گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا ہوا رمو۔۔۔۔؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموشی سے گلاس اٹھا کر چلنے لگی۔۔۔۔ اسی وقت دروازے پر لائٹ ہوئی۔ اس نے میری طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گئی۔ شانتا اور وچترا اندر داخل ہوئیں۔ ان

کے پیچھے پیچھے ایک نوکرانی دونوں ہاتھوں میں ایک آبنوسی ٹرے لئے ہوئے تھی جس میں دو تین ہار رکھے ہوئے تھے۔ میں نے ان کو قریب پہنچتے دیکھ کر کہا۔ "یہ کیا اٹھا لائی ہو شنو؟" رمولا مجھے پھر رنگ بدلتے دیکھ کر آہستہ سے باہر نکل گئی۔

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "تمہیں بدھائی دینے آئی ہوں۔"

"مجھے ---- بدھائی؟" میں نے کہا۔ "کیوں بھلا؟" اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرے سے موتیوں کا بچلڑا ہار اٹھا کر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شادی کی مبارکباد کے سلسلے میں ----" میں نے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "کب ہوئی میری شادی؟"

بولی۔ "ہونے والی ہے۔"

"کس سے؟" میں نے کہا۔

"یہ تو پاپا جانیں۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پھر مالا بھی انہی کو پہناؤ بے بی۔"

وچترا نے مسکرا کر کہا۔ "پہن لیجئے یوراج ----" میں نے مڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم پہناؤ تو پہن لیتا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھ بڑھا کر شانتا سے ہار لیا اور میرے گلے میں ڈال دیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "ورمالا پہنانے کا شکریہ وچترا دیوی۔"

شانتا نے ہنس کر کہا۔ "واقع کرن بھیا؟"

میں نے کہا۔ "تو کیا نہیں؟" شانتا نے پھولوں کے ہار بھی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیئے ---- اور بولی ---- "یہ بھی پہنا دو وچترا ---- مجھے آشانہ تھی میری منو کا منا اتنی جلدی پوری ہو جائے گی اور اس طرح ہو جائیگی۔" وچترا نے ایک ہار میرے گلے میں ڈال دیا۔ میں نے دوسرا ہار جھپٹ کر اس کے گلے میں ڈال دیا۔ شانتا خوشی سے اچھلتی ہوئی بولی۔ "مبارک ہو کرن بھیا ----" میں نے ہنس کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ ---- مبارکباد ہو گئی۔" شانتا میرا ہاتھ پکڑ کے کھینچتی ہوئی صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے وچترا کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا اور وہ دوسری طرف بیٹھ گئی۔ شانتا نے کہا۔ "کرن ---- اب پاپا کیا کہیں گے وہ تو تمہاری شادی کی تیاری کا حکم دے چکے اور تم ----"

"میں نے بھی اپنی شادی کا حکم دے دیا شنو۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"تو کیا تم ان کا حکم نہیں مانو گے ----؟"

"تو کیا میں دو شادیاں کر لوں ---- ایک اپنی پسند کی ---- ایک ان کی پسند کی ----؟"

"نہیں کرن تم اپنی پسند کی کرو۔" اس نے مسکرا کر کہا "لیکن اس کا کیا ہو گا جس کی طرف سے دو روز بعد گانٹھیں آ رہی ہیں۔"

"اس کو پاپا اپنی گانٹھ میں باندھ رکھیں۔" شانتا کھلکھلا کر ہنس دی۔ وچترا نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ شاید وہ بھی ہنس رہی تھی۔ میں اپنے جملے کے بجائے ان دونوں پر ہنس دیا۔ آخر شانتا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کرن بھیا۔۔۔ تو کیا تم اپنی پسند کا اعلان کر دو گے۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "تم بتاؤ شنو کیا کرنا چاہئے؟"

"ابھی اعلان کرنا ٹھیک نہیں۔۔۔ پاپا تمہاری بیماری کا بہانہ کر کے نامنظور کر دیں گے اور ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہی جھگڑے پڑ جائیں گے اچھا ایک منٹ ٹھہرو' میں ممی کو بلاتی ہوں۔ ان سے مشورہ کرنا چاہئے۔" وہ اٹھ کر چلنے لگی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے روکتے ہوئے کہا۔ "نہیں انہیں بلانا ٹھیک نہیں شنو۔۔۔ وہ پاپا سے کہہ دیں گی۔" اس نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیا معلوم۔۔۔ وہ وچترا کو کس قدر چاہتی ہیں اور پاپا۔۔۔ پاپا جس راجکماری سے رشتہ کرانا چاہ رہے ہیں وہ بس نام کی راجکماری ہے۔"

"تصویر میں تو بہت خوبصورت نظر آتی ہے۔" میں نے محض قیاس کی بنا پر کہا۔

"تصویر میں بہت سے بد شکل آدمی خوبصورت نظر آتے ہیں اور خوبصورت آدمی۔۔۔"

"ہاں یہ تو صحیح ہے تصویر میں میں بھی خوبصورت نظر آتا ہوں۔۔۔ حالانکہ۔۔۔"

وہ ہنس دی۔ "کیا کہہ رہے ہو کرن۔۔۔ تم تو راجہ اندر ہو۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں یہ بھی ایک طرح صحیح ہے شنو۔"

"کس طرح بھلا۔۔۔؟"

میں نے سر ہلا کر کہا۔ "یہ تو معلوم نہیں ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ شاید میں۔"

"تم بہکنے لگے کرن۔۔۔ خیر میں اتنا جانتی ہوں وہ تمہارے لائق نہیں ہے اس سے ریکھا لاکھ درجے بہتر ہے۔"

"ریکھا۔۔۔" میں نے کہا۔ "ریکھا تو بہت خوبصورت ہے شنو۔۔۔ ممی سے بھی خوبصورت ہے۔" وہ ہنس دی۔ "ہو گی۔۔۔ وچترا کے تو پاؤں کے برابر بھی نہیں۔۔۔ اچھا میں ابھی آئی۔۔۔" وہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں نے وچترا کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکا کر اپنی انگلیوں سے کھیلنے لگی۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "وچترا ڈیریسٹ۔" اس نے ترچھی نظروں سے دیکھتے ہوئے زیر لب کہا۔ "یس کرن ڈارلنگ۔"

"اتنی دور سے ڈارلنگ؟" میں نے منہ بنا کر کہا۔ وہ مسکرا کر قریب ہو گئی اور میں نے اس کو بازوؤں میں جکڑ لیا۔۔۔ "کرن!" وہ میری آنکھوں میں جھانکتی ہوئی بولی۔ "کیا میں واقعی اتنی خوش نصیب ہوں کہ تم میرے ہو گئے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں! میں

اتنا خوش نصیب ہوں کہ تم میری ہو گئیں۔"

"اوہ کرن!" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ میں دیوانی ہو جاؤں گی پریتم۔" میں نے اس کا منہ چوم لیا۔ "ہو جاؤ پر -تما---- میں بھی دیوانہ ہوں---- اچھا ہے ہماری محبت لوک گیت میں ڈھل جائے شردھام کے راجہ رانی اک دیوانہ' ایک دیوانی۔"

"اوہ کرن!" سنے پھسل کر میری گود میں سر رکھتے ہوئے کہا۔ "چاند کی کرن---- میری روح کو اتنا تو نہ گدگداؤ کہ اگر تم نہ مل سکو تو زندہ بھی نہ رہ سکوں----" میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے اس کے بالوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے میرا سر تھام کر آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر سرخ لائٹ ہوئی اور ہم سنبھل کر بیٹھ گئے۔ شانتا اور مہارانی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر آشیرواد دیا اور مسکرا کر صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولیں۔ "کرن کیا واقعی تم نے وچترا کو پرپوز کیا ہے؟"

میں نے اثبات میں سر ہلایا---- بولیں---- "بیٹھ جاؤ----" میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ وچترا کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔ "تم بھی بیٹھ جاؤ وچترا---- کرن کے برابر میں----" وچترا کسماتی ہوئی بیٹھ گئی۔ ہرائی نس نے کہا۔ "بھگوان نے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لئے بنایا ہے۔ نہیں شنو؟" شنو نے مسکرا کر کہا۔ "ممی ایشور جانتا ہے اگر میرا بس چلے تو ابھی ان دونوں کی شادی کرا دوں۔ آپ کو کیا بتاؤں آج میں کتنی خوش ہوں۔"

"مجھے معلوم ہے شنو----" انہوں نے کہا۔ "میں خود کرن سے یہی کہنا چاہتی تھی لیکن چند واقعات نے کرن کو مجھ سے مشکوک کر دیا تھا۔ اس لئے مجھے خوف تھا کہ شاید میری بات نہ مانے۔"

"ہاں موم۔" میں نے کہا۔ "یہ سچ ہے---- ہم دونوں ایک دوسرے پر شک کرتے رہے ہیں۔ آپ مجھے رشی کے بجائے کچھ اور سمجھتی رہی ہیں اور میں---- خیر جانے دیجئے ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں۔ بہرکیف وچترا آپ کو بھی پسند ہے۔ شنو کو بھی---- گویا---- گویا---- کیا کہنا چاہئے۔"

وہ ہنس دیں۔ "کرن---- کیا ضرورت ہے کہ کہا ہی جائے۔ بہت سی باتیں کہے بغیر بھی سمجھی جا سکتی ہیں۔ ارے ہاں---- تم نے وچترا کو انگوٹھی پہنائی یا----" میں نے نفی میں گردن ہلائی۔ "کل تیار کرادوں گا ممی---- میری انگوٹھی تو ان کے انگوٹھے میں بھی نہیں آئے گی۔ ورنہ یہی----" میں نے اپنی انگلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- انہوں نے ہنس کر بایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور مٹھی کھول دی۔ ہتھیلی پر ہیرے کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔ میں نے مسکرا کر اٹھا لی۔ بولیں "اپنے ہاتھ سے وچترا کی انگلی میں پہنا دو۔"

میں نے ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ وچترا نے اٹھ کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور انہوں نے گلے سے ہار اتار کر اس کے گلے میں ڈال دیا اور "سوبھاگیہ وتی ہو بہو رانی" کہہ کر سینے سے لگا لیا۔ علیحدہ ہوتے ہی شانتا نے کہا۔ "چترودھو مبارک ہو ماتا جی۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر صوفے پر بیٹھ گئیں اور میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "کرن بہتر ہو گا کہ تم ہزہائی نس کو اشارہ کر دو کہ تم جو کچھ چاہتے تھے وہ مل گیا۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے موم۔"

"اچھا۔" انہوں نے کہا۔ "اب میں وچترا کو شانتا کے ساتھ رکھوں گی۔ یہ روزانہ تم سے ملنے آیا کریں گی۔"

"بہتر ہے موم---- میں آنے سیر کو لے جاؤں تو آپ کو اعتراض تو نہ ہو گا۔"

"اعتراض کیوں اب یہ تمہاری منگیتر ہے۔ اچھا ہے ہزہائی نس اسی بات سے سمجھ جائیں---- بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ شانتا کو بھی نہ لے جاؤ---- اور مس کینتھ کو بھی---- آج کہاں گئی وہ----؟"

میں نے کہا۔ "لنچ کے بعد ریزیڈنٹ کے بنگلے گئی تھی۔ آنے والی ہو گی۔"

تھوڑی دیر وہ ہزہائی نس کے عمل اور ردعمل سے متعلق باتیں کر کے روانہ ہو گئیں۔ ان کے جاتے ہی میں نے گلے سے ہار اتارا اور تکئے کے نیچے رکھ کر بیڈروم میں آیا۔ سگریٹ سلگا کر ٹہلتے ہوئے شانتا اور ہزہائی نس کی اس خوشی کا اندازہ لگاتا رہا جو اس وقت انہیں اپنی کامیابی پر ہو رہی تھی۔ مجھے پوری طرح احساس تھا کہ اس ڈرامے سے میرے لئے الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ یہ بھی ممکن تھا کہ ہزہائی نس مجھ سے ناراض ہو جائیں لیکن میں اپنی افتاد طبع سے مجبور تھا۔ مجھے الجھنوں اور ہنگامہ خیزیوں سے محبت تھی یکساں اور بے کیف زندگی سے چڑ تھی اور یہاں اس کے سوا کچھ نہیں تھا۔ جتنے حملے اس وقت تک ہوئے ان میں بھی کوئی خاص ایڈونچر نہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ خود اپنے بچھائے ہوئے جال میں پھنس پھنس کر مرتے رہے اور میری آستین خواہ مخواہ خون کے چھینٹوں سے داغدار ہوتی رہی۔ اب مخالف گروپ نے حکمت عملی بدلی تھی اور اس میں کسی قدر رومان تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ وچترا واقعی ہی مجھ سے محبت کرتی ہے یا محض ہزہائی نس کی آشنائے راز آلہ کار ہے۔ خیالات کا سلسلہ یہاں تک پہنچ کر رک گیا مجھے یہاں آئے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور اب رشی کو یہاں پہنچانا ضروری تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر درمیانی دروازے کا خفیہ بزر دبایا۔ کینتھ نے کواڑ کھول کر جھانکتے ہوئے مسکرا کر اندر آنے کا اشارہ کیا۔ میرے بیڈ روم میں رشی مسہری پر ٹانگیں لٹکائے دیوار میں ٹنگی ہوئی تصویروں کی طرف ٹکٹکی لگائے گنگنا رہا تھا "بالم آئے بسو مورے من میں" میں نے کینتھ کی طرف پلٹ کر دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "یہ جشن موسیقی کب سے ہو رہا ہے----؟" بولی۔ "

تقریباً" پندرہ منٹ سے۔۔۔۔ ایک ہی رٹ لگی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے گراموفون ریکارڈ میں نیڈل اٹک کر رہ گئی ہے۔" میں نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "ہیلو رشی!" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا۔ "ہش" میں نے مسکرا کر کہا۔ "آگے چلو بھی تم تو پہلے بولوں میں ہی الجھ کر رہ گئے۔"

آنکھیں نکال کر بولا۔ "بیڑہ غرق۔۔۔۔ تو نے ساری محفل درہم برہم کر دی کرن۔"

میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "محفل کو چھوڑو رشی۔۔۔۔ میں جان محفل سے مل کر آ رہا ہوں۔۔۔۔ تم ملنا چاہتے ہو۔۔۔۔؟" مسکرا کر بولا۔ "تمہیں کیا معلوم میں کس کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ کس سے ملے تم۔۔۔۔؟" میں ہنس دیا۔ "جیسے میں جانتا نہیں۔۔۔۔ ارے باؤلے کیا رشی اور کرن علیحدہ علیحدہ ہیں؟ جو کچھ تم ہو وہی میں ہوں۔۔۔۔ جو کچھ تم سوچتے ہو وہی میں سوچتا ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تمہاری گرامر ذرا کمزور ہے۔ تم اپنی محبوبہ کو بالم کہہ رہے ہو حالانکہ بالم مرد ہو سکتا ہے عورت نہیں۔۔۔۔ میں اسی محبوبہ کو بجنی پر تما وغیرہ کہتا ہوں۔ اب تو سمجھے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ "واقعی کرن۔۔۔۔ کوئی الو کا پٹھا شاعر تھا وہ۔۔۔۔"

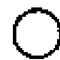
"ہو گا۔" میں نے کہا "اور بھی لاکھوں ہیں۔۔۔۔ ان کی گنتی کرنا ہماری ذمہ داری نہیں۔۔۔۔ یہ بتاؤ سمجھے یا نہیں؟"

سر ہلا کر کہنے لگا۔ "نہیں۔۔۔۔ تم سمجھاؤ" میں نے کہا۔ "سمجھاتے ہیں سنو! کل شام کو وہ شانتا کے ساتھ آئے گی۔۔۔۔ شانتا کو ٹرخا دینا۔ اس سے دل کی باتیں کرنا لیکن دیکھو اس سے کوئی ناشائستہ حرکت نہ کر بیٹھنا۔"

"کس سے؟" اس نے پوچھا۔

"اس کا نام وچترا ہے۔" میں نے کہا۔ "اچھا اب اپنے آئندہ بھون کو پدھارو۔" وہ مشینی انداز میں مسہری سے کود کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ "مجھے پہنچاؤ گے نہیں کرن؟" میں اس کا بازو پکڑ کے ریڈنگ روم میں لایا۔ دروازہ کھول کر اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔۔ وہ آگے بڑھنے لگا تو کہا۔ "سنو رشی۔۔۔۔ اب وہ گانا کبھی نہیں گاؤ گے۔۔۔۔" وہ بولا۔ "بہتر ہے لیکن پھر کیا گاؤں؟"

"گاتے ہی کیوں ہو؟" میں نے کہا۔ "یہ بڑا مشکل ہے اور پھر بے سرے آدمی کے لئے؟ خدا کی پناہ۔۔۔۔ اچھا جاؤ۔۔۔۔ تمہارے تکئے کے نیچے ایک ہار رکھا ہے رشی۔۔۔۔ پھینک نہ دینا۔۔۔۔" وہ مسکرا کر "او کے" کہتا ہوا اندر چلا گیا۔ میں نے دروازہ لاک کر دیا۔



دوسرے روز سہ پہر کو ہزہائی نس اور ماما جی میرے پاس آئے۔ میں نے اٹھ کر ان کا

استقبال کیا۔ ہزہائی نس نے بیٹھتے ہی کہا۔ "کرن ایک بڑی مشکل پیدا ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر ہرمین تو خیر رشی کی شادی کے خلاف تھا ہی ---- لیکن اب وہ خود بھی عجیب عجیب باتیں کرنے لگا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہم نے اس سے کہا رشی ہم تمہاری شادی کر رہے ہیں ---- تو معلوم ہے اس نے کیا جواب دیا؟"

میں نے کہا۔ "جی پاپا کیا جواب دیا ----؟"

بولے۔ "کہنے لگا ---- پاپا میری شادی ہو چکی ---- یہ دیکھئے ورمالا ---- اس کے گلے میں موتیوں کا ہار پڑا ہوا تھا ---- اب بتاؤ کیا کریں؟ وہ تو ٹھیک ہونے کے بجائے اور زیادہ بہکنے لگا۔"

میں نے کہا۔ "پاپا اسے چھیڑنا ہی نہیں چاہئے تھا اور شادی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا آپ ملتوی کر دیں تو بہتر ہو گا۔"

"ملتوی نہیں کر سکتے نا۔" کرنل ماما نے کہا۔ "ہم رشی کے صحتیاب ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ ایسی صورت میں اس کی شادی کو جو تین سال سے مسلسل ملتوی کی جاتی رہی ہے، مزید روکنا ممکن نہیں ---- دوسرے ڈاکٹر ہرمین کا ایک خیال یہ بھی ہے کہ شاید شادی ہونے کے بعد وہ ٹھیک ہو جائے لیکن زیادہ احتمال اس کے بگڑ جانے کا ہے۔ سو ہم قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں ماما جی ---- خیر ---- فرمایئے پاپا کچھ کہہ رہے تھے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "ہاں ---- کل شادی کی تاریخ آ جائے گی جو بہر حال دس پندرہ یا زیادہ سے زیادہ بیس روز کے اندر اندر ہو گی۔ رسوم کے وقت تو خیر تم کو پیش کر کے بات بنا لیں گے لیکن شادی کے وقت؟"

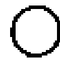
"ظاہر اس سارے ہنگامے سے تو اسی کو گزرنا ہو گا۔"

"یہی تو پرابلم ہے کرن۔" انہوں نے کہا ---- نہ اس پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے نہ تم کو ساتھ لے جایا جا سکتا ہے۔"

"بجا ہے پاپا ---- راج محل کی بھول بھلیاں میں تو لوگوں کو چکر میں ڈالا جا سکتا ہے۔ کبھی اس کو غائب کر دیا ---- کبھی مجھ کو ---- لیکن دوسری جگہ یہ کیسے ممکن ہے۔ برات میں ہزاروں آدمی ہوں گے اور پھر وہاں پہنچ کر سسرال کے ہزاروں ہوں گے۔ کس کس کی آنکھوں میں دھول ڈالی جا سکتی ہے۔ نہیں پاپا یہ ممکن نہیں۔" ہزہائی نس نے افسردگی کے ساتھ کہا۔ "بے شک اس خیال نے مجھے چکرا کر رکھ دیا ہے۔ کیا تم کچھ نہیں سوچ سکتے کرن؟" میں خاموش ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے چہرے کی طرف دیکھتے رہے پھر بولے۔ "کوئی راستہ نکالو کرن، کسی بھی طرح، ہماری تمام امیدیں تم سے وابستہ ہیں۔" میں

نے تمام پہلوؤں پر غور کر کے کہا۔ "جہاں تک میرے ساتھ چلنے کا سوال ہے میں بھیس بدل کر چل سکتا ہوں یورہائی نس لیکن اس سے آگے؟ فائنل اسٹیج ـــــ آخری مرحلے پر تو رشی کو ہی آنا پڑیگا اور اگر وہاں وہ بگڑ بیٹھا تو کیا ہو گا۔" کرنل نے کہا۔ "اوہ پھر تو کام بنا رکھا ہے' کرن بیٹے ـــــ آخری مرحلے تک پہنچنے کے بعد اگر وہ بگڑا بھی تو اس کا حل مشکل نہیں ـــــ اگنی دیوتا کے چند چکر تو اسے نشہ پلا کر بھی کٹوائے جا سکتے ہیں ـــــ اس کے بعد کیا باقی رہتا ہے۔ سالیوں کا ہنسی مذاق ـــــ سسرال والوں کے جلے اور چھیڑ چھاڑ ـــــ سو وہاں پھر تم سنبھال لینا۔ مسئلہ صرف یہ تھا کہ تم کو کس طرح ساتھ لے جایا جائے۔ سو یہ تم نے حل کر دیا۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کرنل' ہزہائی نس کی طرف مخاطب ہو گئے۔ "رشی کا جوڑا آتے ہی فوراً" اس جیسا دوسرا سلوانا پڑیگا۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ کوئی بات نہیں کرنل ـــــ چوبیس گھنٹوں میں تیار ہو سکتا ہے۔ ایک رات میں ہو سکتا ہے۔" کرنل نے کہا۔ "بس تو ـــــ اور تو سب ٹھیک ہو گیا۔" پھر میری طرف دیکھ کر بولے۔ "خدا میرے بیٹے کو سلامت رکھے ـــــ یہ ہمارے تمام مسائل کا ایک ہی حل ہے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہمیں اس پر فخر ہے کرنل ـــــ چلو کل مہمانوں کی موجودگی میں اس کی صحتیابی کا جلسہ بھی کرا دیتے ہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ مناسب ہے پاپا ـــــ کچھ اس طرح کیجئے کہ مہمانوں کو مجھ سے بات کرنے کا زیادہ موقع نہ ملے اور ایک منٹ میں ان کی رسم بھی ادا ہو جائے۔" "ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہا۔ "تم فکر نہ کرو ایسا ہی ہو گا ـــــ اچھا چلتے ہیں۔" کرنل نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دونوں چل دیئے ـــــ میں دروازے تک ان کو چھوڑنے آیا۔



میری اقامت گاہ کے راز سے صرف وہ چند ہستیاں آگاہ تھیں جنہیں میری زندگی کے راز سے بھی واقفیت تھی۔ یعنی ہزہائی نس' کرنل ماما' کینتھ اور بخاری ـــــ رمولا ناگر ابھی تک صحیح پوزیشن سے واقف نہ تھی۔ اس لئے اپارٹمنٹ جو بظاہر مقفل کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ان دو تین شخصیتوں کے سوا سب کے لئے ناقابل رسائی تھا۔ تمام ملازمین بجز ایک خانساماں اور ایک ملازمہ' رشی کے اپارٹمنٹ سے ملحقہ کمروں میں منتقل ہو چکے تھے اور ہماری نشست و برخاست کا انتظام کچھ اس طرح کیا گیا تھا کہ بیک وقت دونوں سے ملنا کسی کے لئے ممکن نہ تھا۔ سیر و تفریح کے لئے جاتے وقت رشی کو میرے کمروں میں پہنچا دیا جاتا جہاں کینتھ یا کرنل ماما اس کے ساتھ موجود ہوتے اور میں اس کے اپارٹمنٹ سے باہر نکلتا ـــــ اور بخاری کو لے کر چلا جاتا۔

شام کو سات بجے کے قریب کرنل ماما تنہا میرے پاس آئے ـــــ ان کی بغل میں

ایک بریف کیس تھا۔ میں نے اٹھ کر ان کو سلام کیا۔ بریف کیس ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن اس کو اپنے پاس رکھو---- یہ میری طرف سے تمہارا جیب خرچ ہے۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما جی آپ کی مہربانی سے میرے پاس کیا نہیں ہے؟"
بولے۔ "کیا میں نہیں جانتا لیکن وہ شانتی کرن کی طرف سے ہے---- میں نے تمہیں اپنا بیٹا کہا ہے---- میری طرف سے بھی کچھ ہونا چاہئے۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ مسکرا کر بولے۔ "کرن یہ محض اس لئے ہے کہ تم اپنے گارڈ' اپنے ڈرائیور' مس کینتھ اور ریکھا وغیرہ کو جب چاہو اور جس قدر چاہو انعام و اکرام دے سکو۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما جی۔"
وہ سگریٹ سلگانے لگے۔ ایک دو کش لے کر بولے۔ "تم کہیں باہر تو نہیں جا رہے تھے کرن؟" میں نے کہا۔ "جی نہیں---- آج کہیں نہیں جا رہا۔"
"ٹھیک ہے۔" انہوں نے کہا۔ "مجھے کل ہونے والے جلسے کے متعلق کچھ باتیں کرنا تھیں کیونکہ میں وہاں نہ ہونگا۔ صرف اس وقت جھلک دکھانے جاؤں گا جب تم اپنے اپارٹمنٹ میں آ چکے ہو گے۔"
"رشی کے پاس رہیں گے شاید آپ۔" میں نے کہا---- انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ ہزہائی نس کا مشورہ ہے کرن---- میں نے تو کہا تھا یہاں مس کینتھ سنبھال سکتی ہیں۔" میں نے کہا۔ "آپ کا میرے ساتھ ہونا زیادہ ضروری ہے ماما جی---- میں بہت کم لوگوں سے واقف ہوں۔ آپ مجھے گائیڈ کر سکتے تھے---- میری طرف سے بہت سے سوالوں کے جواب دے سکتے تھے۔ یہاں کیا ہے---- صرف رشی کو باتوں میں الجھائے رکھنا---- تو یہ کام کینتھ بھی کر سکتی ہے۔ نہیں میں پاپا سے کہتا ہوں۔ آپ جلسے میں میرے ساتھ رہیں گے۔" وہ خاموش ہو گئے اور سگریٹ پینے لگے۔ میں نے بڑھ کر ٹیلیفون ریسیور اٹھایا اور ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی اور تھوڑے وقفے سے مسلسل بجتی رہی میں ریسیور کان سے لگائے جواب کا انتظار کرتا رہا دوسری طرف کوئی ریسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ کرنل ماما نے میری طرف گھوم کر کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟" میں نے ریسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "پاپا ڈرائنگ روم میں نہیں ہیں---- بیڈ روم میں بھی نہیں ہیں۔"
"کہاں چلے گئے؟" انہوں نے کہا۔
"خدا جانے----؟" میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ تھوڑی دیر جلسے کے متعلق باتیں کرنے کے بعد رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے بریف کیس کھول کر دیکھا۔ اس میں ایک پارکر پین' ایک ز-تمہ واچ' ایک ٹائی پن' ایک ہیرے کی انگوٹھی ایک سونے کا سگریٹ کیس اور دس ہزار روپے کے نوٹ تھے۔ میں نے انگوٹھی پہن

کر بریف کیس بند کیا اور الماری میں رکھنے جا رہا تھا کہ کینتھ ہزہائی نس کو ساتھ لئے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔۔۔۔ مجھے ان کے دوبارہ آنے پر تعجب ہوا۔ آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کو رنگ کیا تھا۔" ہزہائی نس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو مس کینتھ۔" وہ ان کا مطلب سمجھ گئی اور سر جھکا کر باہر نکل گئی انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں رشی کے پاس آیا تھا۔"

میں نے کہا "اور میرے پاس کرنل ماما آئے تھے پاپا۔۔۔ میں فون پر آپ سے یہی کہنا چاہتا تھا کہ ماما جی جلسے میں میرے ساتھ رہیں گے۔ یہاں مس کینتھ ہیں وہ رشی کو سنبھال لیں گی۔" ہزہائی نس "ایز یو پلیز" کہہ کر خاموش ہو گئے۔ میں نے کہا۔ "ماما میرے لئے کچھ تحفے لائے تھے پاپا۔" وہ مسکرا کر سگریٹ سلگانے لگے اور دھواں خارج کرتے ہوئے بولے۔ "وہ بہت دنوں سے کہہ رہے تھے کہ کرن کو بیٹا بنانے کے باوجود میں نے ابھی تک کچھ نہیں دیا۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کرن کو آپ نے کیا نہیں دے رکھا ہے پاپا؟"

"اسے چھوڑو کرن۔۔۔" انہوں نے کہا۔ "انہیں بھی حق ہے۔ خیر میں اس وقت تم سے کچھ اور کہنے آیا تھا لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے تم سے یہ بات کہنی بھی چاہئے یا نہیں؟" میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پاپا ایسی کوئی بات نہیں جو آپ مجھ سے نہ کہہ سکیں۔ اگر مجھ پر وشواس بھی کرتے ہیں۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرن میں دنیا میں تم سے زیادہ وشواس کسی پر نہیں کرتا۔ پر وہ بات ہی ایسی ہے کہ تمہیں شاید یقین نہ آئے۔"

"پاپا!" میں نے تیزی سے کہا۔ "آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات میرے لئے وید اور شاستر کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہاری محبت ہے کرن لیکن کون یقین کر سکتا ہے کہ رشی جیسا مخبوط الحواس ایک عورت کو آغوش میں لے کر۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکے اور دوسری طرف دیکھنے لگے۔۔۔ میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "عورت کون پاپا؟ کب کا واقعہ ہے یہ؟"

"آج کا۔۔۔ ابھی کا۔" انہوں نے کہا۔ "میں اسی کے کمرے میں سے آ رہا ہوں۔۔۔ وہ لڑکی وچترا تھی شاید۔۔۔ شانتا کی سہیلی۔ جس کو یوراج سے بیاہنے کے لئے یہ تمام سازشیں ہو رہی ہیں۔۔۔ ہزہائی نس اور شانتا کی طرف سے۔۔۔ اوہ خدایا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ فکر نہ کریں پاپا میں رشی کو اس چلر سے نکال لوں گا۔" انہوں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرن فلرٹیشن کی حد تک تو خیر گوارا ہے لیکن وہ کم بخت اس کو منگیتر کہہ رہا تھا۔ اگر کسی نے یہ بات اس کے دماغ میں بٹھا دی

اور اس نے گانٹھ میں باندھ لی تو بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ پاگل آدمی کو کون سمجھا سکتا ہے۔"
"کوئی بات نہیں پاپا----" میں نے کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے---- میں اس کو ہینڈل کر سکتا ہوں---- اچھا ہوا آپ نے دیکھ لیا---- ابھی کچھ نہیں بگڑا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولے۔ "کرن ایشور نے تمہیں ہماری بگڑی بنانے کو بھیجا ہے۔ میں تم پر فخر کرتا ہوں۔" میں نے ان کے گھٹنے چھو کر کہا۔ "آپ کیا فرما رہے ہیں یورہائی نس فخر مجھے ہونا چاہئے کہ آپ مجھے بیٹا سمجھتے ہیں۔" وہ میری پیشانی چوم کر چل دیئے۔ میں نے دروازے تک ان کے ساتھ آکر کہا۔ "پاپا---- میں ایک دو گھنٹے میں فون پر آپ کو مبارکباد پیش کروں گا---- آپ مطمئن رہیے۔"

ان کے جانے کے بعد کمنتھ نے آکر کہا۔ "ساڑھے آٹھ بج رہے ہیں۔" میں نے گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ---- کھانے کا وقت ہو گیا۔" اس نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ڈائننگ روم کی طرف لے کر چل دی۔ کھانے کے دوران میں خیالات میں کھویا ہوا تھا۔ رشی سے یہ مذاق اس قدر خطرناک رخ اختیار کر سکتا ہے۔ یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔ بہرکیف جہاں تک وچترا کا تعلق تھا اس کو آسانی سے موڑا جا سکتا تھا۔ مسئلہ صرف رشی کو ہینڈل کرنا تھا اور یہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ کس حد تک بڑھ چکا ہے۔ دیوانے کے سامنے ہو کر دینے پر مجھے افسوس ہونے لگا۔

کھانے کے بعد لائبریری میں آکر میں نے دروازے کے کی ہول سے رشی کی خوابگاہ میں جھانکا اندر روشنی میں مسہری خالی نظر آ رہی تھی۔ صوفے بھی خالی تھے۔ میں نے ادھر ادھر نظر ڈال کر چابی نکالی اور دروازہ کھول کر دبے پاؤں اندر داخل ہوا۔ خوابگاہ میں کوئی نہ تھا۔ میں ڈرائنگ روم کے دروازے پر آیا اور وہ سرکا کر اندر دیکھا۔ رشی صوفے پر بیٹھا ہوا سگریٹ پی رہا تھا---- میں کچھ دیر اس کی نقل و حرکت دیکھتا رہا وہ دھوئیں کے حلقے بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ سگریٹ ختم ہونے لگا تو اس نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور پہلے سگریٹ کا ٹکڑا ایش ٹرے میں ڈال کر کش لینے لگا۔ میں نے پردہ ایک طرف سرکایا اور اندر داخل ہوتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ "رشی!" وہ ایک دم اچھل کر کھڑا ہو گیا اور میری طرف دیکھ کر بولا۔ "اوہ کرن---- تم ہو----؟ میں تو سمجھا تھا وہ آ گئی----" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "وہ کون؟" بولا۔ "وہی ---- وہی---- وہ پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ "وہی---- نام بھول گیا کرن---- بڑا مزہ آیا---- میں نے اسے چوم لیا---- اس نے مجھے چوم لیا۔"

"اور پاپا نے تم دونوں کو چوما چاٹی کرتے ہوئے دیکھ لیا۔" میں نے کہا۔ وہ "مائی گریشس" کہہ کر صوفے پر گر پڑا اور دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر رونے لگا۔ میں نے اس کا سر سینے سے لگا کر کمر تھپکتے ہوئے کہا۔ "اس میں رونے کی کیا بات ہے رشی----؟ دیکھ

لیا تو دیکھ لیا۔ اچھا ہوا پاپا کو معلوم ہو گیا کہ تم بالغ ہو گئے۔" اس نے میرے سینے سے سر اٹھا کر چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا--- تو کیا شادی سے پہلے بالغ ہونا بھی ضروری ہے---؟" میں نے ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "نہیں ضروری تو نہیں--- لیکن اتنا غیر ضروری بھی نہیں۔" اسنے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے گھور کر میری طرف دیکھا اور قہقہہ لگا کر بولا۔ "کرن پاگل ہو گئے۔ ہو گیا؟" میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیسے بھلا---؟"

کہنے لگا۔ "کبھی کہتے ہو ضروری نہیں کبھی کہتے ہو غیر ضروری بھی نہیں--- آخر کیا کہنا چاہتے ہو؟ خیر یہ بتاؤ میری شادی اسی سے ہو رہی ہے نا؟" میں نے اس کے سگریٹ کیس سے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "کس سے؟"

بولا۔ "اسی سے جو یہاں آئی تھی--- جس کا میں نام بھول گیا۔" میں نے لائٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "مجھے کیا معلوم کون بلا ہے وہ؟"

اس نے میرے ہونٹوں میں دبا ہوا سگریٹ کھینچ کر دور پھینک دیا اور اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ "کرن مجھے تمہارا بائیکاٹ کرنا پڑے گا--- تم نارومنی کی طرح دونوں طرف کی ڈھولکی بجا رہے ہو--- تم نے مجھ سے کہا۔ وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے--- اور وہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے اسے دل دے دیا--- اب---"

"اچھا کیا---" میں نے اس کو الجھانے کے لئے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس نے تمہیں موتیوں کا ہار دیا--- تم نے اسے ایک بیکار سی چیز دے دی عوض معاوضہ گلہ نہ ادارد۔"

"اسے چھوڑو کرن--- اب مجھے اس کا نام بتاؤ--- مجھے یاد نہیں آ رہا کچھ عجیب سا--- کچھ وچتر سا--- اور وہ وچترا دیوی--- رائٹ--- وچترا دیوی۔" میں نے بگڑنے کے انداز میں کہا۔ "یو ایڈیٹ--- وچترا تو میری منگیتر ہے--- تم نے چوم لیا اسے؟ میں نے کہا نہیں تھا ناشائستہ حرکت نہ کرنا اس کے ساتھ---" اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ سر جھکا کر کہنے لگا۔ "آئم مائی سوری کرن--- پلیز مجھے معاف کر دو۔" میں اٹھ کر چلنے لگا--- اس نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا--- اور پھر معافی مانگنے لگا۔ میں نے ہنسی چھپانے کے لئے دوسری طرف منہ پھیر کر کہا۔ "چلو بھول جاؤ---" اس نے میری پیشانی چومتے ہوئے کہا۔ "شکریہ کرن--- تم گریٹ ہو--- اچھا اب بیٹھ جاؤ اور پیاری پیاری باتیں کرو۔"

میرے پاس پیاری پیاری باتوں کا ذخیرہ ختم تھا اور منافقت کی باتیں کرنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ میں صرف وچترا سے اس کی توجہ ہٹانے کے لئے آیا تھا اور اس میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس لئے بیٹھنے کے بجائے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں رشی

ابھی مجھے پاپا کے پاس جا کر تمہاری طرف سے صفائی کرنا ہے---- انہیں تمہارے متعلق غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

"اچھا کرن۔" اس نے کہا۔ "جاؤ پاپا کو سمجھا دو وچترا رشی کی کچھ نہیں لیکن ڈیر وچترا اپنے دل میں کیا کہے گی----؟"

"کچھ نہیں کہے گی---- اسے بھی غلط فہمی ہو گئی ہے---- وہ تمہیں کرن سمجھی ہو گی ہے----"

"ہاں وہ کرن ہی کہہ رہی تھی---- اب آئے تو میں----"

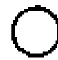
"نہیں تم اسے کچھ نہ کہنا---- اگر کسی کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہم دو علیحدہ علیحدہ چیز ہیں تو ہزہائی نس ایک کو ختم کرا دیں گی---- سمجھ گئے نا؟"

"سمجھ گیا---- اچھا کرن بائی بائی۔" اپنے کمرے میں آتے ہی میں نے ہزہائی نیس کو رنگ کیا---- وہ شاید فون کے منتظر ہی بیٹھے تھے۔ پہلی گھنٹی پر رسیور اٹھا لیا۔ ہیلو کہتے ہی میں نے کہا۔ "پاپا آداب عرض اور---- بوجھئے تو جانیں۔"

ہنس کر بولے۔ "بوجھ گئے کرن---- شاباش ہموار کر لیا----؟"

میں نے کہا۔ "پاپا---- میں اس کی دماغی مشین کا آپریٹر ہوں---- یہ تو بات ہی کچھ نہیں تھی ایک معمولی سی غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی اور قصور---- دراصل میرا تھا۔"

ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "اوہ! ہم سمجھ گئے۔" میں نے معذرت طلب لہجے میں کہا۔ "آئم سوری پاپا---- آپ ناراض تو نہیں ہو گئے؟" ہنس کر کہنے لگے۔ "نہیں کرن---- سو بھاوک ہے---- اچھا ہی ہے تم اس ماحول میں دلچسپی لینے لگے۔ کرنل تو سنتے ہی اچھل پڑینگے۔ بتاؤ کیوں؟" میں نے کہا۔ "پاپا اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے میں یہاں سے واپس جاؤں۔" وہ پھر ہنس دیئے میں نے شب بخیر کہہ کر رسیور رکھ دیا۔



دوسری صبح ہنگامہ خیز تھی۔ سینکڑوں آدمی راج محل کا کمپاؤنڈ آراستہ کرنے میں مصروف تھے۔ حد نظر تک شامیانے ایستادہ ہو چکے تھے اور اب ان میں قالین اور میز کرسیاں بچھائی جا رہی تھیں۔ جا بجا رنگ برنگ برقی قمقموں اور جھنڈیوں کے جال پھیلائے جا رہے تھے۔ میں اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑا ہوا یہ تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ شام کو منعقد ہونے والے جشن ضیافت اور محفل موسیقی کے تصور نے یادوں کے زخم ہرے کر دیئے اور میں ماضی کی تاریک وادیوں میں گم ہو کر رہ گیا---- ابھی تک یوراج کی حیثیت سے میرا کردار اطمینان بخش تھا۔ اس دوران میں پیدا ہونے والی مشکلات پر بھی کسی نہ کسی

طرح قابو پا لیا گیا تھا۔ شک کرنے والے مخالفین منہ کی کھا کر خاموش ہو چکے تھے لیکن ایک چیز اس وقت مجھے بے چین کئے ہوئے تھی اور میں ایسا محسوس کر رہا تھا کہ وچترا کے درمیان میں آ جانے سے مہارانی کی سازشوں کا جال مضبوط ہو گیا ہے۔ اس سے شادی کا وعدہ کر کے میں نے غلطی کی ہے اور آج ہو سکتا ہے اس غلطی کی مجھے بھاری قیمت ادا کرنی پڑے اور آج ممکن ہے۔۔۔۔ جیتی ہوئی بازی پلٹ جائے۔ ہرہائی نس اس وقت تک شہ پر شہ اور شکست پر شکست کھاتی رہی ہیں لیکن وچترا ان کی بازی میں فرزیں کی حیثیت رکھتی ہے اور اگر انہوں نے جلسۂ عام میں یہ مہرہ اٹھا کر محاذ پر رکھ دیا تو؟"

کرنل کی آمد کی اطلاع نے مجھے ان پریشان کن خیالات سے نجات دلائی۔ میں کھڑکی سے ہٹ کر ان کے استقبال کے لئے دروازے پر پہنچا اور ڈرائنگ روم میں لے کر آیا۔ بیٹھتے ہی انہوں نے رشی کو ہموار کرنے پر مجھے مبارکباد دی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔"ماما جی رشی تو میرے لئے موم کی ناک کی حیثیت رکھتے ہیں' جدھر چاہوں موڑ سکتا ہوں لیکن اس کو اس چکر سے نکالنے میں خود میری ناک دب گئی ہے اور وہ موم کی نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں۔" انہوں نے ہونٹوں میں دبا ہو سگریٹ نکال کر میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔"مجھے خوف تھا کہیں ایسا نہ ہو جائے۔۔۔۔ وہی ہوا۔" پھر ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔۔۔۔" سوبھاوک ہے کرن بیٹے۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ کوئی بات نہیں۔۔۔۔ پھر رشی کو سامنے لے آؤ اور اسے سمجھا دو کہ وچترا کو پہچاننے سے ہی انکار کر دے۔ آخر اس کی دماغی حالت سے فائدہ اٹھانے کا حق ہم کو بھی تو ہے۔"

"رشی کو تو میں نے سمجھا دیا ہے ماما جی۔" میں نے کہا۔

مسکرا کر بولے۔"پھر کیا ہے۔۔۔۔ خدا کرے یہ جلسہ اور تاریخ کی رسم خیریت سے تکمیل کو پہنچ جائیں۔ پھر تم کو اجازت ہے آزادی سے سیر تفریح کرتے رہو۔۔۔۔ ایک کھلونا یہ بھی سہی۔۔۔۔" میں نے ان کے اشارے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔"بمبئی سے کوئی شریک ہونے کو آ رہا ہے؟"

"نہیں گورنر صاحب کی طرف اشارہ ہے شاید تمہارا۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ریزیڈنٹ اور ان کی میم تو آئیں گی۔۔۔۔ دراصل میں کسی ایسی شخصیت کے ساتھ منسلک ہونا چاہتا ہوں جہاں ہرہائی نس کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکوں۔" وہ ہنس دیئے۔۔۔۔ سگریٹ ہونٹوں کے قریب لاتے ہوئے۔"فکر نہ کرو۔۔۔۔ تم ریزیڈنٹ اور ہزہائی نس کے درمیان بیٹھو گے۔۔۔۔ اور وہاں کسی کی نگاہیں نہیں پہنچ سکیں گی۔" میں نے لائٹر جلا کر ان کی طرف بڑھایا انہوں نے مسکرا کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔"یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔"

"میں نے یاد دلایا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ انہوں نے ایک کش لیا اور مسکرا کر کہنے

لگے۔ "کرن میری یادداشت کا اب خدا حافظ ہے۔ مجھے قدم قدم پر ٹوکا دے کر سنبھالنے والے کی ضرورت ہے اور ہیر پھیر کر میری نظر تم پر پڑتی ہے۔ میرا ارادہ بلکہ میری آخری خواہش تم جانتے ہو۔ آج اس تقریب سے پہلے اگر تم ہاں کر دو تو یوں سمجھو جیسے تم نے میری زندگی میں پانچ سال کا اضافہ کر دیا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما جی آپ کی محبت اور خلوص دیکھتے ہوئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی تمام عمر آپ کو دے ڈالوں۔ اپنی زندگی آپ پر قربان کر دوں---- یقین فرمایئے میں آپ کو اپنا باپ تصور کرتا ہوں---- مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ بڑے جاگیردار ہیں اور آپ کا متبنیٰ بن جانے پر کوئی بھی فخر محسوس کریگا لیکن چند چیزیں جو میں آپ کو نہیں بتا سکتا ایسی ہیں جن کے مقابلے میں شردھام کی سلطنت بھی میرے لئے کوئی کشش نہیں رکھتی۔ ویسے میں آپ کا بیٹا ہوں اور مرتے دم تک رہوں گا۔" کرنل میری باتیں سن کر خاموش ہو گئے---- کچھ دیر سوچنے کے بعد بولے۔ کرن! جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمہارے دل پر کسی کی حکمرانی ہے۔ تم شاید اس سے وعدہ کر چکے ہو یہ بھی ممکن ہے شادی کر چکے ہو---- لیکن کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں بیٹا بناتے ہی باندھ کر بٹھا لوں گا---- یا میرا بیٹا ہونا تمہارے لئے باعث کمتری ہے----" میں نے ان کے گھٹنے چھو کر کہا۔ "یہ آپ کیا فرما رہے ہیں ماما جی---- آپ میرے لئے باعث فخر ہیں آپ راجپوت ہیں---- ناک کا بال---- چوہان---- نہیں---- ایسی بات آپ کبھی بھول کر بھی نہ کہئے---- میں کیا عرض کروں آپ سے دراصل بات یہ ہے کہ میں جن حالات سے گزر رہا ہوں وہ ایسے ہیں کہ مجھے اپنی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ۔ مجھ پر اب تک پانچ چھ بار قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں لیکن آپ جیسے بزرگوں کی دعا سے ابھی تک محفوظ ہوں۔ یہاں جتنے حملے ہوئے وہ آپ خود بھی جانتے ہیں---- اور سلسلہ ابھی ختم نہیں ہوا۔ ایسی صورت میں آپ مجھے بیٹا بنا کر ایک نیا زخم کیوں کھانا چاہتے ہیں۔ مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ رشی صحتیاب ہو جائینگے۔ وہ ایک سیدھے سادھے پر امن راجکمار ہیں اور آپ کے سگے بھانجے ہونے کی حیثیت سے بغیر اعلان کئے بھی آپ کے بیٹے ہیں۔"

انہوں نے کھنکارتے ہوئے کہا۔ "کرن بیٹے---- میں نے تمہاری رام کہانی سن لی اور جو کچھ ان سنی رہ گئی وہ سمجھ لی---- میں صرف ایک نتیجے پر پہنچا ہوں اور وہ یہ کہ یا تو تم بھگوان کے نئے اوتار ہو جس کے لئے سنسار کی تمام دولت ایک حقیر سی چیز ہے۔ یا پھر کسی ایسی شہزادی سے تمہاری آنکھ لڑ گئی ہے جس کے روپ کا کوئی ٹھکانا نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "پوجیہ ماما جی---- آپ کا خیال معمولی سی ترمیم کے ساتھ بالکل درست ہے سوائے اس کے کہ میں اوتار یا دیوتا نہیں ایک معمولی انسان ہوں۔ جس کے دامن میں معصیت کے سوا کچھ نہیں۔" انہوں نے اٹھ کر میری سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ غلط

ہے کرن پاپ آتما اتنے تیاگی نہیں ہوا کرتے اتنی بڑی دولت ٹھکرا کر وچن کا پالن کرنا صرف دیوتاؤں اور مہا پرشوں کا کام ہے۔ خیر بھگوان تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔ میں تمہیں اپنا بیٹا ہی مانتا ہوں۔ اگر تم بھی مان جاتے تو اچھا تھا ورنہ میرے بعد میری جاگیر کے وارث تو بہت ہیں چاہے میں انہیں پسند کروں یا نہ کروں---- اچھا چلتا ہوں---- لیکن یاد رکھو تم سے مایوس نہیں ہوں۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چل دیئے۔

شام کے چار بجے سے کاریں اور بگھیاں آنے کا سلسلہ شروع ہوا اور لوگ حسب مراتب اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھنے لگے۔ پانچ بجتے بجتے تمام پنڈال بھر گیا صرف ڈائس کی نشستیں جو اعلیٰ حکام' امراء وزرا اور ریذیڈنسی کے انگریز افسروں اور ان کی لیڈیز کے لئے مخصوص تھیں خالی رہ گئیں شامیانوں کے گرد پیش فوج اور رسالے کے جوان صف بستہ تھے اور فوجی بینڈ بج رہا تھا۔ میں درباری لباس' چست پاجامہ' شیروانی اور جودھپوری صافہ' کلغی اور موتیوں کا ہار پہنے رشی کے ڈرائنگ روم میں اے ڈی سی' سیکرٹیری' باڈی گارڈ یونٹ کے کیپٹن اور ہزہائی نس کے مشیر کار وغیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہزہائی نس کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ مشیر کار ایک معمر اور درباری رسم و رواج سے آگاہ چاپلوس قسم کا "جی حضوریہ" تھا۔ میری طرف دیکھ کر بار بار مسکرا رہا تھا۔ وہ کچھ کہنے کے لئے بے چین تھا لیکن میری مزاجی کیفیت سے ناواقف ہونے کے باعث ہر بار تملا کر رہ جاتا تھا۔ میں نے اس کا اضطراب محسوس کر کے مسکرا کر کہا۔ "اوما سنگھ جی اب میری صحت کیسی ہے؟" اس نے جھک کر کورنش کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا میری آنکھوں میں دھول' حضور تو ساکھشات راجہ اندر کا سروپ ہیں۔ نظر کی کیا مجال کہ آپ کے چہرے پر ٹھہر جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اوما سنگھ جی یہ تو کچھ نہ ہوئی---- چہرہ تو ایسا ہونا چاہیے جس پر نظر جم کر رہ جائے----" ایک ہلکا سا نعرہ تحسین بلند ہوا اور سیکرٹیری نے تین سلام کر کے کہا۔ "واہ کیا لاجواب جملہ کہا ہے ہمارے شری حضور نے۔" مشیر کار پھر رکوع میں چلا گیا اور سلامیاں کرتا ہوا بمشکل سیدھا ہو کر بولا۔ "واقعی جواب نہیں---- ہمارے چھوٹے سرکار کی بذلہ سنجی کا---- واہ واہ---- ان داتا---- غلام کا مطلب تھا حضور کے چہرے پر وہ نور ہے کہ نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں سرکار اور پھر اس وقت تو حضور---- میں نے اسکو مزید بھکنے سے روک کر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اوما سنگھ جی پھر تو آنکھوں میں دھول ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں تھی آپ نے بیکار کہا۔" وہ پھر جھک کر بار بار پیشانی کو ہاتھ لگانے لگا۔ میں اس کی گھٹیا حرکتوں سے بیزار ہو کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "خیر اوما سنگھ جی---- آیئے پاپا کے پاس چلیں۔" اس نے گدھے کی طرح پھر ہاتھ کا تیغہ پیشانی کی طرف چلایا اور بولا "ان داتا مہاراج ادھیراج بنفس نفیس یہاں تشریف لانے کا حکم فرما چکے ہیں---- لہٰذا----" میں نے طنزیہ انداز

میں مسکرا کر کہا۔ "آپ اردو ہندی اور ہندی اردو دونوں بڑی روانی سے بولتے ہیں اوما جی ـــــ اور یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن ہاتھ کی روانی میں ذرا تخفیف فرمائیں تو بہتر ہے۔" ایڈی کانگ نے مسکرا کر اپنے منہ پر رومال رکھ لیا۔ مشیر کار کٹ کر رہ گیا۔ "آیئے ہم بنفس نفیس مہاراج ادھیراج کی طرف چلتے ہیں۔" میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ کیپٹن اور بخاری آگے بڑھ کر میرے دائیں بائیں ہو گئے اور ایڈی کانگ نے دروازہ کھول کر پردہ اٹھا لیا۔ ہم باہر نکل گئے۔ کاریڈور میں آتے ہی ایڈی کانگ میرے برابر میں آ کر ساتھ ساتھ چلنے لگا۔

ہم ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں پہنچے تو وہ لباس تبدیل کر کے تیار ہو چکے تھے ان کے مصاحب خاص اور ایک ملازم کے سوا اس وقت اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا۔ میں نے اندر داخل ہوتے ہی جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھا اور پیشانی چومی۔ ایڈی کانگ نے کہا۔ "یور ہائی نس چھوٹے سرکار خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے بجائے اس کے حضور زحمت فرماتے۔" ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "ہم اب تک پہنچ چکے ہوتے لیکن بھول گئے کہ تمہیں ان کے پاس بھیج چکے ہیں اور تمہارے آنے کا انتظار کرتے رہے۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ میرا فرض تھا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں نہ کہ آپ زحمت فرمائیں۔" انہوں نے مسکرا کر میرے گال پر ہلکی سی چٹکی لے کر کہا۔ "اچھا یور ایکسی لنسی یہ آپ کا فرض سہی ـــــ آیئے اب ہم اپنا فرض پورا کریں۔" ایڈی کانگ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "یور ہائی نس ابھی پانچ منٹ توقف فرمائیں تو بہتر ہے ـــــ پروگرام کے مطابق آپ کو چھ بجے ریزیڈنٹ کو رسیور کرنا ہے۔"

وہ "ٹھیک ہے" کہہ کر صوفے پر بیٹھ گئے اور مجھے اپنے برابر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اسی وقت پہلو والا دروازہ کھلا اور مہارانی اور شانتا کماری سہیلیوں اور راجکماریوں کے جھرمٹ میں گھری ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے جھک کر مہارانی کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرا کر مہاراجہ کو مبارکباد دی ـــــ وہ مسکرا کر صوفے سے اٹھے ایڈی کانگ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو ـــــ" دروازے سے نکلتے نکلتے شانتا نے میری طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ مہارانی ہزہائی نس کے پہلو بہ پہلو چلنے لگیں۔ ایڈی کانگ مہاراجہ کے دائیں جانب چل رہا تھا۔ لفٹ سے باہر نکلتے ہی سیڑھیوں سے پنڈال تک سرخ قالین بچھا ہوا تھا۔ صدر دروازے کے گارڈ کی سلامی لے کر باہر نکلتے ہی فوجی بینڈ بجنے لگا اور تمام حاضرین اجلاس کھڑے ہو گئے۔ دیوان ریاست حکام اور مصاحبین کے ساتھ استقبال کو آگے بڑھا اور سلامی دے کر سب داہنے بائیں ہو کر ڈائس کی طرف چلنے لگے۔ مہاراجہ کے گدی پر بیٹھتے ہی توپیں چلنے لگیں۔ مہارانی اور شانتا ان کے بائیں جانب براجمان ہو گئیں دیوان نے سر جھکا کر سلامی اور مبارکباد دیتے ہوئے

مجھے ان کے دائیں جانب بٹھا دیا۔ گیارہ توپوں کی سلامی ختم ہونے کے بعد کویراج دھو ہنیدر داس جی ایک لمبا چوڑا سنہری چوکھٹا دونوں ہاتھوں میں اٹھائے درمیانی کرسیوں سے نکل کر ڈائس کی طرف بڑھے۔ یہ دبلے پتلے معمر آدمی تھے۔ درباری لباس 'صافہ' شیروانی اور چست پاجامہ ان کے جسم پر مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے سے صافہ بڑا' قدوقامت سے شیروانی بڑی' پتلی پتلی پنڈلیوں پر چوڑی دار پاجامہ' ڈھیلا' برہمن ٹائپ لٹکی ہوئی بڑی بڑی مونچھوں میں دونوں ہونٹ غائب---- دہانہ لاپتہ---- مجھے ان کی ہیت کذائی پر بے اختیار ہنسی آنے لگی۔ ڈائس کے سامنے پہنچ کر فریم بائیں بغل میں دبایا اور جھک کر دائیں ہاتھ سے ان گنت سلامیاں دے ڈالیں---- سیدھا ہوتے ہی درباری نقیب نے چیخ کر اعلان کیا۔ "مہاراج ادھیراج سینا کھاس کھیل' سپسر بہادر فرجند کھاس دولت انگلیسیہ چھترپتی ہز ہائی نس مہاراجہ سری سانتی کرن جی آف سردھام کے درباری کویراج سری دھو ہنیند رداس جی---- سری یوراج بہادر کی صحت یابی کا قصیدہ پیش فرماتے ہیں۔"

کویراج نے کھنکار کے گلا صاف کر کے عینک درست کی اور زمانہ قبل مہا بھارت کے اس قدیم ہندی دستاویز پر نظر ڈال کر میری طرف دیکھا۔ میرا دم نکل گیا---- جس---- مختصر سے ملک الشعراء کا تعارف اتنا لمبا چوڑا ہے اس کا صحت یابی کا قصدیہ کیا کچھ ہو گا۔ اس احساس سے میں کانپ اٹھا۔ دیکھنا صرف یہ تھا کہ پہلے قصیدہ ختم ہوتا ہے یا ممدوح---- مطلع سنتے ہی مجھے متلی آ گئی

سفا جو آ گئی سے جادہ دھام پور کے بیچ
کھسی کھسی ہے ہمارے سری حجور کے بیچ

یعنی---- لیکن کیا عرض کروں---- سر پیٹنے کو جی چاہ رہا تھا۔ جلسہ گاہ واہ وا' دھنیہ باد اور تحسین و آفرین کے شور سے گونج رہی تھی۔ دیوان جی نے چیخ کر کہا۔ "واہ کویراج کیا کہنے ہیں---- پھر پڑھیں۔" میں نے گردن گھما کر دیوان کی طرف دیکھا اور ان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا---- میں نے ہزہائی نس کے کان کے قریب منہ لا کر آہستہ سے کہا۔ "بابا خدا کے لئے اس سے پیچھا چھڑائیے ورنہ میرے بیچ سے شفا نکل جائے گی اور آپ کے بیچ سے ساری خوشی۔" انہوں نے ہنسکر کویراج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "واہ کویراج واہ---- شہزادے کو مطلع بہت پسند آیا۔" کویراج سلام کرتے کرتے دوہرا ہو گیا۔ ہزہائی نس نے اس کو آگے آنے کا اشارہ کر کے پیچھے کی طرف گھوم کر بھنڈاری جی کی طرف دیکھا۔ اس نے قریب آ کر کہا۔ "حکم ان داتا؟" آہستہ سے ماتر بھاشا میں بولے۔ "بھنڈاری اس بھاٹ کے لڑکے سے ہماری جان چھڑا۔" بھنڈاری نے سر جھکا کر کہا۔ "جو آگیا ان داتا۔" بولے۔ "بچارے مظلوم کو دو تین تھیلیاں دے دے اور خیرات کے حساب میں لکھ لے۔" بھنڈاری نے پیچھے ہٹ کر صدقے کے ڈھیر میں سے دو تھیلیاں اٹھائیں اور سامنے آ کر کہا۔ "بڑی

اچھی کویتا گھڑی ہے کوراج یہ لو اپنا انعام۔" کرراج نے جھک کر سات سلام کئے قصیدہ میز پر رکھا اور دونوں ہاتھوں میں تھیلیاں لے کر دوہرے ہوئے گئے۔ پچیس سیر وزن ان کا اپنا بھی نہ تھا۔ میں نے ملن کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر مسرت محسوس کی اور بھنڈاری کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ایک تھیلی ہماری طرف سے بھی۔" بھنڈاری نے مسکرا کر آہستہ سے کہا۔ "ان داتا بیچ میں سے ٹوٹ جائیگا بیچارا۔" ہزہائی نس میرا مقصد سمجھ گئے اور بولے۔ "بھنڈاری یوراج کی طرف سے بھی دو تھیلیاں' ایک جوڑا اور ایک گھوڑا۔" کوراج نے تھیلیاں ہاتھ سے رکھ کر ڈائس چوم لیا۔ بھنڈاری نے دو تھیلیاں اور اٹھائیں اور ڈائس پر رکھ دیں۔ گیٹ سے ریزیڈنٹ کی آمد کا ٹیلیفون آتے ہی کمانڈر نے دیوان کو اشارہ کیا اور وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھے۔ گارڈ آف آنر سے فارغ ہو کر ریزیڈنٹ جلسہ گاہ کی طرف آنے لگے تو ہزہائی نس نے مجھے اشارہ کیا اور ہم نے پنڈال کے دروازے پر ان کا استقبال کیا---- ریزیڈنٹ کے ساتھ ان کی میم' سکرٹیری' چند انگریز فوجی افسران اور ان کی بیویوں کے علاوہ ایک ہندوستانی کرنل اور چند سول افسران تھے۔ مصافحہ اور معانقہ کے مرحلے سے گزرنے کے بعد سب اپنی مخصوص نشستوں پر بیٹھ گئے اور جلسے کی کارروائی شروع ہو گئی۔ دیوان نے سپاسنامہ پڑھا ریزیڈنٹ اور ان کی بیوی نے ہزہائی نس کو مبارکباد پیش کی۔ ریاستی حکام اور عمائدین نے نذریں گزاریں---- ریزیڈنٹ اور ان کی لیڈی اس تمام کارروائی کے دوران مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ عوام میں مٹھائیاں تقسیم کی جانے لگیں اور بتدریج بھیڑ چھٹنے لگی۔ سات بجے کے بعد ہزہائی نس اٹھ کھڑے ہوئے اور ریزیڈنٹ عمائدین شہر اور اعلے افسران سول کو لے کر دربار ہال کی طرف چل دیئے---- جہاں ڈنر اور موسیقی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

دیوان ہال میں کھانے کی میزوں پر بھی نشستوں کا انتظام جلسہ گاہ کے انداز پر تھا۔ یہاں بھی میرے دائیں جانب ریزیڈنٹ بائیں جانب ان کی لیڈی' پھر ہزہائی نس' مہارانی اور انگریز خواتین وغیرہ---- کرسی پر بیٹھتے ہی ریزیڈنٹ نے کرنل ماما کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے ان کی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ بنا کر بات ختم کر دی۔ تھوڑی دیر میں میزوں سے خوان پوش اٹھا لئے گئے اور کھانا شروع ہو گیا۔ میں محتاط طریقے پر آہستہ آہستہ چند چیزوں سے شغل کرتا رہا---- ریزیڈنٹ نے کچھ دیر بعد مسکرا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے یورا ہائی نسی---- کھانا نہیں کھا رہے آپ؟" میں نے کہا۔ "کچھ بے چینی محسوس کر رہا ہوں کھانے کو دل نہیں چاہ رہا۔" ہزہائی نس نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کچھ نہیں پاپا---- یونہی ذرا---- کوئی خاص بات نہیں۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔ "کہیں ڈاسنگ تو نہیں کر رہے آپ؟"

میں نے اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے فارک ہاتھ سے رکھ دیا۔ پارہ گڑھ سے آنے والے مہمانوں میں سے ایک شخص نے غور سے میری طرف دیکھا۔ میں نے ریزیڈنٹ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "صرف چند چیزیں ہیں جنہیں کھانے کی مجھے اجازت ہے۔" انہوں نے کہا۔ "پرواہ نہ کریں--- چند روز بعد ہر چیز کی اجازت ہو گی۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن تم آرام کی ضرورت تو محسوس نہیں کر رہے؟" میں نے جھک کر ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں یورہائی نس ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

تھوڑی دیر میں ڈنر ختم ہو گیا۔ سگریٹ وغیرہ تقسیم ہوتے ہی ہزہائی نس نے عمائدین اور حکام شہر سے مصافحہ کر کے ریزیڈنٹ' پارہ گڑھ کے مہمانوں اور قریبی رشتہ داروں کے سوا سب کو رخصت کر دیا اور جس وقت رنگ بھون میں پہنچے۔ جہاں رقص و سرود کا اہتمام تھا تو ریزیڈنٹ کے عملے کی شمولیت کے ساتھ پچاس ساٹھ سے زیادہ نفوس نہ تھے۔ اس ہال میں علے قدر مراتب نشستوں کا انتظام تھا لیکن اس وقت یہ امتیاز ختم کر دیا گیا تھا۔ حاضرین جلسہ کی تعداد ہی اتنی مختصر تھی کہ رولنگ فیملی کی نشست گاہ میں بھی چند نشستیں خالی رہ گئیں--- دیوان ریاست نے مہمانوں کا تعارف ریزیڈنٹ سے کرایا اور ان کی آمد کا مقصد بیان کیا--- ایک دور جام کے بعد پارہ گڑھ سے آئے ہوئے جوڑے اور زیورات وغیرہ کے تھال پیش کئے گئے۔ سنہری حرف میں لکھی ہوئی پتریکا اور ایک انگوٹھی اور مالا مہاراجہ کے سامنے رکھی گئی اور انہوں نے مجھے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ مہمان نے اپنے ہاتھوں سے انگوٹھی میری انگلی میں پہنا دی اور مالا گلے میں ڈال دی۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ ہال دھنیہ باد' مبارکباد اور تالیوں سے گونج اٹھا---- میں کھسک کر اپنی کرسی میں سما گیا۔ ہزہائی نس اور شانتا کی نظروں کی تیزی میرے لئے ناقابل برداشت تھی۔ شادی کی تاریخ جانے کیا ٹھہری ما گھر ست وغیرہ ناقابل فہم ہندی سنسکرت زبان میں تھی کہ میرے پلے کچھ نہ پڑ سکا اور میں ہزہائی نس کی آڑ لے کر چہرے سے پسینہ پونچھنے میں مصروف ہو گیا۔ سوچ رہا تھا کسی طرح اس نمائشی ماحول کی گھٹن سے چھٹکارا ملے جہاں مسرت کی آڑ میں طنز آمیز تالیاں میرا تمسخر اڑا رہی تھیں۔ شکر ہے ہزہائی نس کی جہاں دیدہ نگاہوں سے میری دلی کیفیت پوشیدہ نہ رہ سکی۔ انہوں نے ایک نوکر کو اشارہ کیا اور اس نے ایک جام بھر کر میرے سامنے کر دیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر گلاس اٹھایا اور منہ سے لگا کر ایک سانس میں خالی کر دیا۔ گلاس طشتری میں رکھتے رکھتے میری مزاجی کیفیت بدل گئی اور ہر چیز حسین نظر آنے لگی۔ اتنے میں کرنل ماما کو دروازے میں داخل ہوتے دیکھ کر ہزہائی نس نے کہا---- "پدھا ریئے کرنل۔" ماما نے اندر آ کر مہمانوں سے مصافحہ کیا---- طبیعت ناساز ہونے کی بناء پر تقریب میں شریک نہ ہونے کی معذرت خواہی کی۔ ریزیڈنٹ اور ان کے چند آدمیوں سے مصافحہ معانقہ کیا۔ ریزیڈنٹ نے مسکرا کر

کہا۔ "ابھی تھوڑی دیر پہلے یوراج نے آپ کی بیماری کے متعلق بتایا تھا۔"

ماما نے کہا۔ "جی ہاں آج صبح سے میرا جی اچھا نہیں ہے۔" مہارانی کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ مہاراجہ نے غور سے ان کی طرف دیکھا اور مہمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "شریمان---- میں کہہ رہا تھا۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو یوراج کو آرام کرنے دیا جائے۔"

ترلوک سنگھ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "بہتر ہے یورہائی نس رسوم پوری ہوئی گئیں۔" ریزیڈنٹ نے تائید کی۔ "ہاں ابھی انہوں نے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔" پھر میری طرف دیکھ کر کہا۔ "او کے یورایکسی لنسی۔" ہزہائی نس نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا ہرہائی نس سے نگاہیں ملائے بغیر جھک کر پرنام کیا۔ ریزیڈنٹ سے مصافحہ کیا۔ ان کی میم کے سامنے خم ہوا اور کرنل کے ساتھ چل دیا۔ دو تین کاریڈور عبور کرنے کے بعد انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "کرن غضب ہو گیا رشی نے تمہارے ڈارئنگ روم کی کھڑکی سے اجلاس کی تقریب ہوتے دیکھ لی---- وہ دو گھنٹے سے اس میں شریک ہونے کی ضد کر رہا ہے اور ہم نہ جانے کس طرح اس کو روکے ہوئے تھے۔ اب وہ بری طرح چیخ رہا ہے۔ آخر مس کینتھ نے مجھے یہاں بھیجا کہ کسی طرح تمہیں لے آؤں تاکہ ڈاکٹر کو بلوایا جا سکے۔ اچھا ہوا ہزہائی نس پہلے سے میدان ہموار کر چکے تھے----"

میں نے کہا۔ "کینتھ نے اس کو مارفیا کا ایک شاٹ کیوں نہیں دے دیا؟"

کہنے لگے۔ "شاٹ---- شکر کرو اس نے اب تک اس کو الجھائے رکھا۔ ڈیڑھ گھنٹے سے تو ہم اس کو درباری لباس پہننے کے چکر میں ڈال کر روکے ہوئے ہیں۔ اسے مندیل باندھنا نہیں آتی اور ہر مرتبہ آئینہ دیکھ کر کھول ڈالتا ہے پھر باندھتا ہے۔ پھر کھول ڈالتا ہے۔ کبھی اٹھا کر پھینک دیتا ہے کبھی چیخنے لگتا ہے---- او بھگوان---- آج جیسی بپتا تو ہم پر کبھی نہیں پڑی---- ڈاکٹر کو بھی کس طرح بلاتے---- کہ----" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر چپ ہو گئے۔

میں نے کہا۔ "خیر ماما جی---- اب میں سنبھال لوں گا۔ یہ بتائیے کسی نے اس کی چیخ پکار سنی تو نہیں؟" انہوں نے طویل سانس لے کر کہا کیا جا سکتا ہے بیٹے---- ہم تو اپنی سی تمام کوشش کر بیٹھے۔ کھڑکیاں بھی بند کرا دیں تھیں---- بیچ کے کمرے میں بھی لے آئے تھے---- لیکن آخر کہاں تک----؟ تم جانو نوکرانیاں، داسیاں، پہریدار، سبھی ہیں، کسی نہ کسی کو تو بھنک پڑی ہو گی۔"

"خیر----" میں نے کہا۔ "آپ زیادہ پریشان نہ ہوں---- دیکھا جائیگا---- راستہ تو صاف ہے نا؟"

انہوں نے اثبات میں سرہلا کر کہا۔ "میں نے سب کو ادھر ادھر بھیج دیا ہے۔"
ریڈنگ روم کے دروازے پر پہنچتے پہنچتے میں نے رشی کے چیخنے کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "کرن کہاں مرگیا؟ مجھے بتاؤ کرن کہاں مرگیا؟" میں نے پلٹ کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے کچھ کہنے کی بجائے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر آہستہ سے دروازے کی طرف دھکیلا۔ میں نے اندر قدم رکھتے ہی کہا۔ "یہ رہا کرن----" اسنے صافہ دور پھینکا اور دوڑ کر مجھ سے لپٹ گیا۔ میں نے اسے زور سے بھینچا---- اور وہ ہنسنے لگا میں نے اسے ہنسنے دیا---- ہنس ہنس کر ہنسایا اور ہنستا چلا گیا---- ماما اور کمنتھ بھی ہنسنے لگے تو میں نے گرفت ڈھیلی کرنی شروع کر دی۔ آہستہ سے علیحدہ کرتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم مجھے یاد کر رہے تھے رشی---- ہے نا؟"
"ہوں----" اس نے سرہلا کر کہا۔ "تم جلسے میں گئے تھے---- مجھے کیوں چھوڑ گئے؟" میں نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تم میرے دل میں تھے رشی---- میں کتنی مرتبہ تمہیں بتا چکا ہوں ہم دونوں ایک ہیں---- جہاں میں ہوں وہاں تم ہو---- جہاں تم ہو وہاں میں---- کیا علاج کرانے کے بعد تمہارا دماغ خراب ہو گیا جو مجھے اپنے سے الگ سمجھتے ہو----؟"
وہ مسکرا کر بولا---- "ہاں کرن کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم دو ہیں تم ہر جگہ جا سکتے ہو---- اور مجھے ان چند کمروں میں بند کر دیا گیا ہے۔ میں بھی باہر نکلنا اور چلنا پھرنا چاہتا ہوں---- تم اپنے ساتھ کیوں نہیں رکھتے مجھے؟" میں نے اس کے رخسار پر چٹکی لے کر کہا۔ "کل سے تمہیں سیر کو لے جایا کروں گا اگر تم نے مجھے صبح اٹھتے ہی یاد دلایا۔"
"میں یاد دلاؤں گا کرن۔"
"او کے---- اب یہ بتاؤ کھانا کھایا یا نہیں؟" اس نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "تمہارے ساتھ کھاؤں گا۔" میں نے کمنتھ کو اشارہ کیا اور وہ کھانا لانے کو چل دی۔ "لیکن سنو رشی۔" میں نے کہا۔ "تم اپنا کھاؤ گے---- میں اپنا نہ تم میرے کھانے پر ہاتھ مارو گے نہ میں تمہارے کھانے پر----" وہ مسکرا دیا۔ "اسی طرح۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہماری بیویاں بھی علیحدہ علیحدہ ہوں گی نہ تم میری بیوی پر ہاتھ مارو گے نہ میں تمہاری پر---- او کے؟" اس نے ہنس کر کہا---- "بشرطیکہ میری بیوی بھی تمہاری بیوی جیسی خوبصورت ہو۔"
میں نے کہا۔ "ضرور ہو گی---- بلکہ میں کوشش کروں گا کہ تمہاری والی زیادہ خوبصورت ہو---- لیکن اس شرط میں کوئی معقولیت نہیں ہے۔"
"معقولیت تو ہے۔" اس نے کہا---- میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے سوال

کیا---- "کیا؟"

بولا---- "ظاہر ہے دونوں ایک جیسی تو ہو نہیں سکتیں---- اور اگر ہوں بھی تو---- پسند اپنی اپنی' مزاج اپنا اپنا---- فرض کرو مجھے تمہاری والی پسند آ جاتی ہے----"

میں نے کہا۔ "وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے۔"

ہنس کر کہنے لگا۔ "ستر سالہ بڈھوں کے انداز میں نہ سوچو کرن۔" مجھے حیرت ہونے لگی۔ اس وقت وہ خاصی عقلمندانہ باتیں کر رہا تھا۔ میں نے مسکرا کہا۔ "یہ تو جھگڑے والی بات ہو گئی رشی۔"

بولا---- "میں فیصلہ کر سکتا ہوں ڈیر۔"

میں نے کہا۔ "کرو----"

بولا---- "بہتر ہے شادی کا نام نہ لیں۔"

میں نے کہا۔ "نام تو لے لیا رشی---- میں ابھی نام لے کر ہی آ رہا ہوں۔"

"گڈ!" اس نے اچھل کر کہا۔ "اپنے لئے یا میرے لئے؟ لیکن چھوڑو یار---- یہ چیز من تو شدم تو من شدی کے دعوے کی تردید کرتی ہے۔ اس لئے دونوں کی مشترکہ سہی---- شاستر میں بھی لکھا ہے دروپدی۔"

"نان سینس" میں نے کہا۔ "وہ مہا بھارت کے زمانے کی بات ہے رشی ڈیر---- اس زمانے میں نہ ایسی شیر کی بچی کوئی عورت موجود ہے جو پانچ ہاتھیوں سے ٹکر لے سکے' نہ پانچ ایسے صابر و شاکر مائی کے لال پیدا کئے جا سکتے ہیں جو رام نام کی مالا جپتے ہوئے بیٹھے اپنی باری کا انتظار کر سکیں---- لہٰذا یہ لٹھ بجنے والی بات ہے۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ کونے میں کھڑے ہوئے کرنل ماما سے ہنسی برداشت نہ ہو سکی اور وہ قہقہہ مار کے ہنسنے لگے۔ رشی نے چونک کر ان کی طرف دیکھا اور اپنے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ یہ ایک اچھی علامت تھی۔ ایک امید افزا بات تھی۔ اس کی دماغی صلاحیتیں بتدریج اجاگر ہونے کی نشانی تھی۔ ماما نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کوئی بات نہیں رشی بیٹے تم دونوں تاریخی واقعات اور حقائق بیان کر رہے ہو---- اس میں شرمانا کاہے کا۔"

رشی نے ہنس کر کہا۔ "تو کیا ہم کو یہ حق نہیں---- کیا ہم پرنس نہیں ہیں؟"

"بالکل ہیں۔" میں نے جواب دیا---- "لیکن پرنس ہونے کی حیثیت سے تمہیں معاشرے کو آگے بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے یا چار ہزار سال پیچھے دھکیلنے کی----؟"

اس نے لاجواب ہو کر کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کرن ٹھیک کر رہا ہے---- تمہیں اس کی بات ماننی چاہئے۔" وہ سر جھکا کر خاموش ہو گیا---- میں نے کہا۔ "اچھا اب یہ بتاؤ تھوڑی دیر پہلے تم نے ہنگامہ کیوں برپا کر رکھا تھا؟ کیا تم چاہتے ہو

ہم میں سے ایک مار ڈالا جائے؟" اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگا۔ "مجھے کچھ ہو جاتا ہے کرن---- میرا دل چاہتا ہے---- نہ جانے کیا چاہتا ہے---- تم کچھ بتا سکتے ہو----؟"

میں نے کہا۔ "بتا سکتا ہوں---- لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ تم میری بات مانو---- اور میری غیر حاضری میں کوئی طوفان برپا نہ کرو۔" اس نے میرے دونوں ہاتھ تھام کر کہا۔ "کوشش کروں گا کرن' لیکن یہ بتاؤ مجھے کیا ہو جاتا ہے؟"

"کیا ہو جاتا ہے---- یہ تم بہتر جانتے ہو---- میں صرف یہ جانتا ہوں کیوں ہو جاتا ہے اور اس کا تدارک حتیٰ الامکان کر رہا ہوں اور کرتا رہوں گا اگر تم نے مجھے چانس دیا۔" کرنل نے چونک کر میری دیکھا---- ان کی نگاہیں کہہ رہی تھیں۔ "کیا واقعی؟" لیکن شاید وہ گفتگو کو طول نہیں دینا چاہتے تھے---- خاموش رہے۔

کھانے کے دوران یوراج نے کئی مرتبہ میرے سامنے رکھی ہوئی پلیٹوں کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ہر مرتبہ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا اور وہ منہ بنا کر رہ گیا۔ بادل ناخواستہ پرہیزی کھانا کھاتا رہا۔ کافی کا آخری کپ پینے کے بعد میں نے اس سے کہا۔ "رشی اس وقت تم بالکل نارمل ہو اگر خاموشی سے اپنے کمرے میں جا کر سو جاؤ اور کسی سے نہ ملنے کا وعدہ کرو تو ٹھیک ہے ورنہ ڈاکٹر کو بلوا کر مارفیا کا انجکشن لگوانا پڑے گا۔ تمہیں سوچنے کی نہیں مکمل آرام کی ضرورت ہے----" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "وعدہ کرتا ہوں کہ ایسا ہی ہو گا۔"

میں نے اس سے مصافحہ کیا اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میں اور کرنل ماما اس کو ریڈنگ روم میں لے کر آئے اور وہ اپنے کمرے میں چلا گیا---- دروازہ لاک کر کے میں نے کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کرن تم تو واقعی اس کی چابی ہو---- تمہارے ساتھ باتیں کرتے دیکھ کر تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہ کبھی دماغی مریض رہا ہو گا۔"

میں نے کہا---- "ماما جی یہ ٹھیک ہو جائے گا---- آپ فکر نہ کیجئے---- مسکرا کر بولے---- "ہاں ٹھیک ہو جائے گا---- لیکن---- اب کیا کہوں کرن۔" وہ پلٹ کر چلنے لگے۔ میں نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ماما جی!" وہ چلتے چلتے رک گئے لیکن اسی طرح دروازے کی طرف منہ کئے کھڑے رہے---- میں نے ان کے سامنے آ کر کہا۔ "کیا بات ماما جی---- آپ----" میں ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ انہوں نے گردن جھکا کر آستین سے آنکھیں پونچھیں اور رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "کچھ نہیں کرن۔" میں نے ان کے دونوں بازو تھام کر کہا۔ "اچھا بیٹھ جائیے ماما جی---- میں خود عرض کئے دیتا ہوں---- کیا ہے؟"

وہ صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ نہیں چاہتے رشی اتنا صحتیاب ہو جائے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔" وہ مسکرا کر بولے۔ "ہاں کرن---- تمہارے جانے کے تصور سے میرا دل ڈوبنے لگتا ہے۔ یقین کرو میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں کہ رشی اس کے مقابلے میں دور کی چیز ہوتا جا رہا ہے---- وہ میرا سگا بھانجا ہے اور تم گویا میرے سگے بیٹے ہو---- اکلوتے---- میری زندگی کا آخری سہارا۔" میں نے ان کے پر خلوص الفاظ سے متاثر ہو کر کہا۔ "میں آپ کے جذبات کا احترام کرتا ہوں ماما جی---- میں خود بھی آپ سے علیحدہ ہونا نہیں چاہتا---- لیکن حالات کچھ ایسے ہیں کہ ان پر میرا بھی اختیار نہیں ہے۔ بہرکیف آپ مجھے اپنا بیٹا سمجھتے ہیں تو یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حالات کے تحت بیٹے کو بھی باپ سے جدا ہونا پڑتا ہے---- خواہ عارضی طور پر سہی۔"

"ہاں عارضی طور پر سہی۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یہ گوارا ہے---- تم واپس آنے کا وچن دو---- مجھے کوئی صدمہ نہ ہو گا۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر قولدیا۔ "میں واپس آؤں گا ماما جی---- کوشش کروں گا جلد از جلد---- اگر مستقل طور پر نہ آ سکا تو عارضی طور پر---- آتا رہوں گا---- جاتا رہونگا ممکن ہوا تو آپ بھی میرے پاس آئینگے---- لیکن کچھ وثوق کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کب؟ یہ حالات پر منحصر ہے۔" انہوں نے اٹھ کر میری پیشانی چوم لی اور بولے۔ "تم نے میری زندگی میں دس سال کا اضافہ کر دیا کرن---- خدا تمہاری تمام تمنائیں پوری کرے۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے اور وہ میرے سر پر ہاتھ پھرا کر مسکراتے ہوئے چل دیئے---- میں نے بیڈ روم میں آ کر کپڑے تبدیل کئے اور مسہری پر دراز ہو گیا۔ اس وقت گیارہ بج رہے تھے۔ کرنل ماما کے خلوص نے مجھے بے حد متاثر کیا تھا۔ میں سمجھتا تھا ان کی محبت اپنی جگہ شروع سے ہی خلوص پر مبنی تھی لیکن اغراض و مقاصد سے مفرا نہ تھی۔ اس کی کچھ وجوہ تھیں۔ ایک تو یہ کہ میں یوراج کا نعم البدل تھا اور اس کی جگہ پر کر سکتا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں نے اس کی راہ کے چند کانٹے دور کئے تھے جنہیں کرنل بھی دور کرنا چاہتے تھے لیکن نہ کر سکتے تھے لیکن آج جبکہ انہوں نے کھلے الفاظ میں اعتراف کیا تھا کہ اگر یوراج کے صحتیاب ہونے کا مطلب مجھ سے محروم ہو جانا ہے اور وہ اس کی صحتیابی نہیں چاہتے تو مجھے احساس ہوا کہ ان کی محبت اغراض سے بالاتر ہے---- میں دیر تک انہی کے متعلق سوچتا رہا۔ حتی کہ بارہ بج گئے۔ میں نے بیڈ سوئچ دبا کر لیمپ گل کیا اور کروٹ لے کر سوزنی اور گھسیٹ لی۔

لائٹ آف ہونا ہمیشہ میری نیند کے لئے گرین سگنل کے مترادف رہا ہے لیکن آج نہ جانے کیوں کسی پہلو نہیں آ رہی تھی۔ خیالات کا سلسلہ تھا کہ ختم ہونے میں نہیں آ رہا

تھا۔ کرنل کا شفقت آمیز چہرہ نظروں سے اوجھل ہوا تو وچترا کی طنز آمیز مسکراہٹ اور تیز نگاہوں کے نشتر دل میں چبھنے لگے۔ اس سے پیچھا چھڑایا تو رمولا سامنے آ گئی۔ اس کے ساتھ چند خطرات بھی وابستہ تھے۔ ہرہائی نس سے ملاقات کے متعلق وہ خود مجھے بتا چکی تھی لیکن اس کے بعد میرے اور اس کے درمیان رشی حائل ہو چکا تھا اور وہ مجھے کچھ نہ بتا سکی تھی ہرہائی نس اس سے کیا کام لینا چاہتی تھیں۔ ایک مرتبہ میں اس سے رشی کے کمرے میں ملا تو مجھے اسے پوچھنا یاد نہ رہا اور میں رشی کے طرز عمل کو اپنی دماغی کمزوری سے وابستہ کر کے معذرت خواہی کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ وہ مایوس ہو کر کسی وقت بھی خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ رمولا پس منظر میں گئی تو پدم سنگھ سامنے آ گیا۔ مجھے معلوم تھا اس کے مفرور ہو جانے کا موقع مل گیا ہو یا پھر---- میں نے کروٹ بدل کر ان خیالات سے نجات حاصل کرنی چاہی لیکن کروٹیں بدلنے سے نجات نہ ملی---- خیالات کا عفریت میرے ذہن پر بری طرح مسلط تھا۔ مجھے غصہ آنے لگا۔ اس وقت تقریباً" ڈیڑھ دو بجے کا عمل رہا ہو گا---- میں نے کیتھو کو بھی ڈسٹرب کرنا مناسب نہ سمجھا ورنہ نیند کی دوا آسانی سے مل سکتی تھی۔ دفعتاً" میرا خیال اسکاچ کی طرف گیا۔ میں نے چادر دور پھینکی اور مسہری سے اتر کے الماری کی طرف جاتے جاتے بیڈ سوئچ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت اپارٹمنٹ کے مین روم کے ہال کی طرف کھلنے والے صدر دروازے پر روشنی کا تیز جھماکا ہوا اور غائب ہو گیا۔ میرا ہاتھ بڑھتے بڑھتے رک گیا۔ مجھے محل کے برقی نظام کے متعلق زیادہ معلوم نہیں تھا لیکن اتنا ضرور سمجھ سکتا تھا کہ دروازے کے بزر کی لائٹ میں انٹرفیرنس کی گئی ہے لیکن سوال یہ تھا کہ کس طرح؟ دروازے تک آنے کے لئے ہال میں آنا ضروری تھا اور ہال کے دروازے پر عرصے سے تالا پڑا ہوا تھا۔ مجھے خطرے کا احساس ہونے لگا۔ میں نے روشنی کرنے کا خیال ترک کر دیا اور تکئے کے نیچے سے پستول نکال کر دروازہ کھولا۔ باہر جھانکتے ہی صدر دروازہ آہستہ آہستہ کھلتا ہوا دکھائی دیا۔ کھڑکیوں کے شیشوں سے چھن کر آنے والی باہر کی ہلکی روشنی میں مجھے پہلے کمرے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

دروازہ کھلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک سیاہ ساڑھی میں ملبوس عورت آہستہ سے کمرے میں داخل ہوئی، اس کے فوراً" بعد ایک مرد جس نے اوور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال رکھا تھا اندر آیا اور دروازہ بند کرنے لگا۔ میں دروازے سے ہٹ کر مسہری کے پاس آیا۔ صوفے کے دو تین تکئے مسہری پر پھیلا کر چادر اوپر ڈال دی اور صوفے کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا چند منٹ گزرے ہوں گے کہ میرے کمرے کے دروازے کا پردہ ہٹا اور کسی نے اندر جھانک کر دیکھا۔ میں نے سر نیچے کر کے سائیڈ سے دروازے کی طرف دیکھا۔ کمرے میں پہلا قدم رکھنے والا مرد تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے پنسل ٹارچ جلا کر مسہری پر روشنی ڈالی اور گلی کر کے دبے پاؤں کمرے میں آ گیا۔ گردن گھما کر پیچھے دیکھا اور دوسرے لمحے

عورت اندر داخل ہوئی ابھی تک میں دونوں میں سے کسی کو نہ پہچان سکا تھا۔ اندر بالکل اندھیرا تھا اور دو ہیولوں کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ چند لمحے خاموش کھڑا رہنے کے بعد مرد نے عورت کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ وہ آہستہ آہستہ مسہری کے قریب پہنچ کر جھکی اور پھر سیدھی ہو گئی۔ مرد نے آہستہ سے کہا۔ "کر دیا؟" عورت نے نفی میں سر ہلا کر اس کے کان کے قریب منہ لا کر کچھ کہا جو میں نہ سن سکا---- لیکن دوسرے لمحے مرد نے پستول بائیں ہاتھ میں لیا اور عورت کے ہاتھ سے کوئی چیز دائیں ہاتھ سے جھپٹ لی---- وہ مسہری کے قریب پہنچ کر جھکا---- عورت نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے---- میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو کر تیزی سے آگے بڑھا---- اور جھکے ہوئے آدمی کے بائیں پہلو کا نشانہ لے کر ٹرائیگر دبا دیا---- ایک دھماکہ ہوا اور وہ انہی قدموں پر ڈھیر ہو گیا۔ عورت کی چیخ نکل گئی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر پستول اس کے سینے پر رکھ دیا اور چیخ کر کہا۔ "سوئچ آن کرو۔" وہ گھبراہٹ میں ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگی۔ میں اس کے پیچھے ہو گیا۔ اسی وقت کینتھ کے دروازے سے روشنی کی شعاع دیوار پر پڑی اور اس نے چیخ کر کہا۔ "یور ایکسی لنسی---- آر یو آل رائٹ؟" میں نے کہا۔ "آ جاؤ ٹھیک ہوں۔" وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی دروازے پر آئی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیا۔ روشنی ہوتے ہی عورت نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے---- کینتھ اس کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگی۔ میں نے فرش پر پڑے ہوئے آدمی کی طرف دیکھا وہ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا---- اس کے ہاتھ سے پستول چھوٹ چکا تھا۔ داہنے ہاتھ میں وہی سرنج تھی جو میں نے مہارانی کو واپس دی تھی---- اب تمام معاملہ میری سمجھ میں آ گیا---- میں نے پستول اٹھا کر کینتھ کے ہاتھ میں دیا---- میری حیرت کی انتہا نہ تھی۔ میرے سامنے رمولا ناگر سر جھکائے کھڑی تھی۔ میں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تھینک یو مس ناگر۔" وہ چیخ کر میرے قدموں پر گرنے لگی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کینتھ کے ہاتھ میں دے دیا اور لاش کو پلٹ کر سیدھا کیا---- یہ پدم سنگھ تھا۔ گولی اس کے دل پر لگی تھی اور وہ ختم ہو چکا تھا۔ اس کے پہلو سے خون رس رہا تھا اور قالین پر دور تک پھیلا ہوا تھا---- سرنج گرنے میں خالی ہو چکی تھی۔ میں سب کچھ نظر انداز کر کے رمولا کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم سے مجھے یہی توقع تھی رمولا۔" میں نے کہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا تمام جسم کانپ رہا تھا---- کینتھ نے کہا۔ "یہ سب کیا ہے یور ایکسی لنسی؟"

میں نے کہا۔ "یہی جو تم دیکھ رہی ہو---- مس ناگر کو چھوڑ دو۔"

اس نے کہا۔ "آپ مجھے بتائیں یور ایکسی لنسی یہ یہاں اس وقت کس لئے آئی اور کس راستے سے آئی؟"

میں نے ٹیبل سے سگریٹ اٹھا کر سلگاتے ہوئے کہا۔ "یہ صدر دروازے سے آئی---- مجھے ہوشیار کرنے کے لئے---- میں اسی کی وجہ سے زندہ ہوں---" کینتھ نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "میں بیوقوف نہیں ہوں یورایکسی لنسی۔" میں آہستہ سے مسہری پر بیٹھ گیا۔ "اچھا۔" میں نے کہا۔ "میں جھوٹ بول رہا ہوں---- اس لئے کہ میں ایک عورت کے خون سے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا۔ اس کی زندگی اس کے لئے موت سے بڑی سزا ہے---- بولو کیا کہتی ہو----؟"

"میں اپنا فیصلہ محفوظ رکھوں گی---- آپ چاہیں تو اسے چھوڑ دیں۔ اس نے مجھ سے آنکھیں ملائے بغیر جواب دیا۔ میں نے رمولا کیطرف دیکھ کر کہا۔ "جا سکتی ہو مس ناگر---- میں تم سے کوئی جواب طلب نہیں کروں گا---- نہ تم اس سلسلے میں کوئی لفظ اپنی زبان سے نکالو گی۔ تھینک یو ویری مچ۔

وہ اسی طرح گم صم کھڑی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا وہ انسان نہیں پتھر کی مورت ہے۔ میں مسہری سے اٹھ کر الماری کی طرف چلنے لگا۔ کینتھ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ آپ کا کام نہیں یورایکسی لنسی---- میں لاتی ہوں۔" میں پھر مسہری پر بیٹھ گیا۔ وہ الماری سے اسکاچ کا نصف گلاس بھر کے لے آئی میری طرف بڑھایا---- میں نے چند گھونٹوں میں خالی کر کے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا اور رمولا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں پاپا کو فون کر کے بلا رہا ہوں مس ناگر---- اگر زندہ رہنا چاہتی ہو تو فوراً" چلی جاؤ---- میں نہیں چاہتا تمہارا نام آئے۔" رمولا پر اس دھمکی کا بھی کوئی اثر نہ ہوا۔ میں نے اس کو خائف کرنے کے لئے رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔ "جاؤ مس ناگر---- ابھی وقت ہے۔" اس نے قریب قریب چیخ کر کہا۔ "نہیں---- نہیں---- نہیں۔" میں نے رسیور ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "پاگل لڑکی---- موت بہت بھیانک چیز کا نام ہے۔ ہزہائی نس کو اگر حقیقت کا علم ہو گیا تو وہ تمہارے تمام خاندان کی جائیداد ضبط کرا کے انہیں جلا وطن کر دیں گے اور تمہیں پھانسی کے تختے پر چڑھا دیں گے۔ ایک راجکمار کا قتل اتنا آسان کام نہیں جتنا تم سمجھتی ہو---- جاؤ---- خدا کے لئے---- چلی جاؤ----" میرا خیال تھا اتنی مرتبہ "جاؤ جاؤ----" سن کر وہ چلی جائے گی لیکن جانے کے بجائے اس نے ہنسنا شروع کر دیا اور ہنستی چلی گئی---- کینتھ نے کہا۔ "بے وقوف نہ بنو ناگر---- چلی جاؤ۔" اس نے دونوں ہاتھ اپنی کمر پر رکھے اور سینہ تان کر کہا۔ "نہیں----" میں نے دیکھا اس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ کینتھ نے کہا۔ "اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔"

"پھر----؟" اس نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے تم اس کے لئے سافٹ کارنر رکھتے ہو لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ایک لاش کمرے میں رکھ کر تم شیریں فرہاد کی ریہرسل کرتے

رہو۔" میں نے جھینپ کر کہا۔ "بتاؤ کیا کریں؟" اس نے جواب دینے کے بجائے ریسیور اٹھایا۔ میں نے کہا۔ "کیا رات کے دو بجے انہیں ڈسٹرب کرنا مناسب ہے۔" اس نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کر کے ریسیور میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "ہاں اس کے سوا کوئی راستہ نہیں۔" میں نے ریسیور کان سے لگا کر گھنٹی بجنے کی آواز سنی اور رمولا کو ہاتھ سے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ وہ ایک قدم آگے بڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں---- تیسری چوتھی گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور زنانہ آواز آئی۔ "کون بے وقت اس وقت۔" میں نے مہارانی کی آواز پہچانتے ہی ریسیور کریڈل پر دے مارا اور کینتھ کی طرف دیکھا---- اس نے آہستہ سے کہا۔ "کیا ہزہائی نس تھیں؟" میں نے مسہری سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہاں ادھر آؤ۔" میں نے اس کو رشی کے کمرے کی چابی دے کر کہا۔ "آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جاؤ ڈرائنگ روم کا دروازہ کھول کر بخاری کو تلاش کرو اور میرے پاس لے آؤ۔" اس نے کہا---- "اور اگر رشی کی آنکھ کھل گئی تو؟" میں نے جواب دیا۔ "کہنا آپ کو کرن نے بلایا ہے---- میں دروازے میں کھڑا ہوں----" وہ چابی لے کر ریڈنگ روم کی طرف چل دی---- اس کے جاتے ہی رمولا صوفے سے اٹھی اور بانہیں پھیلا کر آگے بڑھی---- میں نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "وہیں رک جاؤ۔" اس نے میرے الفاظ کا کوئی نوٹس نہ لیا اور آگے بڑھ کر بولی۔ "کرن میری آخری تمنا ہے کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے گولی مار دو۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "میں کتیوں کو گولی نہیں مارا کرتا---- یہ میونسپلٹی والوں کا کام ہے۔ میں نے تمہیں پہچاننے میں غلطی کی تھی رمولا---- اور اس غلطی کے بدلے میں اپنی جان' اپنی عزت اور اپنی راج گدی' سب کچھ خطرے میں ڈال کر تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے کہ معاملہ ہزہائی نس تک پہنچے یہاں سے نکل جاؤ---- اپنی جان بچاؤ اور اگر تمہارے خون میں شرافت کا عنصر ہے تو باہر نکلنے کے بعد زبان بھگوان کے سوا کسی کے سامنے نہ کھولو---- جاؤ---- جدھر سے آئی ہو وہیں چلی جاؤ۔"

وہ طنزیہ انداز میں مسکرائی اور پیچھے ہٹ کر پھر صوفے پر بیٹھ گئی۔ میں اس کی احمقانہ جرات پر دنگ رہ گیا اور یہ دیکھ کر بھی کہ وہ پاگل نہیں ہوئی تھی۔ زندگی سے بیزار تھی۔ میں نے سوچ کر پستول والا ہاتھ سیدھا کرتے ہوئے کہا۔ "کیا واقعی تم مرنا چاہتی ہو مس ناگر----؟" وہ صوفے سے اٹھ کر ایک قدم آگے بڑھی اور سینہ تان کر بولی۔ "ہاں----" میں نے بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "تو آؤ۔" وہ بچے تلے قدم رکھتی ہوئی میرے ساتھ چلنے لگی۔ اس کے چہرے پر کوئی گھبراہٹ نہ تھی۔ وہ اس طرح چل رہی تھی جیسے میرے ساتھ ڈانس کرنے کو جا رہی ہو۔ میں اس کو لئے ہوئے کینتھ کے کمروں کے درمیان سے گزارتا ہوا اسموکنگ روم میں پہنچا اور کوچ کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔ "یہاں بیٹھو---- میں ابھی اپنے باڈی گارڈ کو بھیجتا ہوں---- وہ تمہیں ٹھکانے لگا دیگا۔" وہ خاموشی سے دروازے کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئی۔ میں نے باہر نکل کر دروازہ بند کیا اور باہر سے بولٹ چڑھا کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا---- دروازے پر پہنچتے پہنچتے میں نے کینتھ اور بخاری کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ بخاری نے سلام کر کے کہا۔ "یور ایکسی لنسی کیا حکم ہے؟" میں نے لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اس کو ڈسپوز آف کرنا ہے۔"

"جو حکم۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔

"کس طرح؟ کہاں؟" میں نے سوال کیا۔

"میں شمالی دروازے پر ایمبولنس لے آتا ہوں سرکار---- اس کے بعد اس کو بیماروں کی طرح کندھے پر لاد کر نیچے لے جاؤں گا---- اپنی جھیل بہت بڑی ہے۔" میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "شاباش---- جاؤ ایمبولنس لے آؤ---- میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔" اس نے بہتر ہے کہہ کر سلام کیا اور پلٹ کر چل پڑا---- میں نے لاش کے قریب پڑی ہوئی سرنج اٹھا کر کینتھ کے ہاتھ میں دے دی---- اس نے سرنج کی نیڈل نکال کر سونگھتے ہوئے کہا---- "پوٹاشیم سائینائیڈ----"

میں نے سرنج کو غور سے دیکھا---- بیرل میں چند قطرے اب بھی باقی تھے۔ کینتھ نے طنزیہ انداز میں کہا۔ "ہم دونوں کے لئے اب بھی کافی ہے کرن---- کہاں گئی وہ؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "بھگا دیا میں نے۔"

"جواب نہیں آپ کی شیولری کا مائی ڈان کونیکزوٹ" اس نے کہا۔ "میں صبح بمبئی جا رہی ہوں۔"

"تمہارا خیال ہے وہ ڈھنڈورا پیٹتی پھرے گی؟"

"نہیں تمہاری پوجا کرنے آیا کرے گی---- بتاؤ کہاں ہے وہ؟"

"یہاں سے چلی گئی---- اب کیا معلوم کہاں ہے۔"

"راج محل میں ہی ہے---- باہر نہیں نکل سکتی---- جاؤ اسے تلاش کرو۔"

"آؤ میرے ساتھ۔" میں نے کہا اور وہ میرے ساتھ چل دی۔ میں اسے لے کر سموکنگ روم میں پہنچ گیا۔ رمولا اسی طرح کوچ پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے میں اسے چھوڑ کر گیا تھا۔ مجھے دیکھ کر اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر اسے کہا۔ "لو کینتھا! تم خود اس سے بات کر لو۔ اس کا معاملہ میں نے تمہارے حوالے کر دیا ہے۔"

"او کے یورہائی نس!" کینتھ نے کہا اور پھر وہ رمولا کی طرف متوجہ ہو کر بولی۔

"تم نے یوراج کو زہریلے انجکشن سے ختم کرنے کی کوشش کی مس ٹاگر! لیکن یوراج اپنا بچاؤ کرنے میں کامیاب رہے تمہارا ساتھی اپنے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ ہزایکسی

یعنی تمہیں اپنے ہاتھ سے مارنا نہیں چاہتے انھوں نے تمہیں بھاگ جانے کی اجازت بھی دے دی لیکن تم نہیں بھاگیں۔ اب بتاؤ مس ناگر تم کیا چاہتی ہو؟"

کینتھ کے ہاتھ میں سرنج دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کر کے رمولا نے کہا۔ "ہاں میں نے کرن کو اسی سرنج میں بھرے زہر سے ختم کرنے کی کوشش کی تھی اب میں یہ چاہتی ہوں کہ یہی زہر میرا کام تمام کر دے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی چابکدستی سے وہ سرنج کینتھ کے ہاتھ سے جھپٹ لی اور بڑی تیزی سے اپنے بازو میں گھونپ لی۔ پوٹاشیم سائنائڈ کی بقیہ مقدار جو سرنج میں موجود تھی رمولا ناگر کے جسم میں داخل ہو چکی تھی اور اب اس کی موت یقینی تھی۔ رمولا کے ہونٹوں پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی اور چہرے پر اطمینان کے واضح آثار موجود تھے۔

بخاری نے پدم سنگھ اور رمولا کی لاشوں کو ٹھکانے لگانے کا کام بخوبی انجام دے دیا۔ اس عرصے میں ہزہائی نس کو بھی اطلاع دے دی گئی تھی اور تھوڑی دیر میں وہ میرے کمرے میں بیٹھے ساری روداد سن رہے تھے۔



دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد ہزہائی نس نے فون پر مجھے اطلاع دی کہ مہمان واپس جا رہے ہیں۔ وہ جانے سے پہلے تم سے ملنے کے لئے آئیں گے۔ تین بجے سے پہلے تمہیں رشی کے کمرے میں پہنچنا ہے۔ شاید ہم بھی ان کے ساتھ ہوں اور ہرہائی نس اور شانتا بھی۔ میں نے ہرہائی نس کے نام پر اپنے جسم میں جھرجھری محسوس کی۔ مجھے حیرت تھی۔ بار بار قاتلانہ حملے کرانے کے باوجود وہ مجھ سے آنکھیں چار کرنے کی جرات کر رہی تھیں۔ ہرکیف سامنا کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ اڑھائی بجے رشی میرے کمرے میں تھا اور میں اس کے۔

سوا تین بجے بخاری نے مجھے ہزہائی نس' مہارانی اور مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے کاریڈور میں آکر ان کا استقبال کیا اور ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ مہمانوں میں صرف ترلوک سنگھ جی ان کی دھرم پتنی اور ایک صاحب اور تھے۔ میں نے ان کو صوفوں پر بٹھایا اور ہزہائی نس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ ترلوک سنگھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "یوراج جی آج ہم وداع ہو رہے ہیں۔ سوچا آپ کے درشن کرتے جائیں۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "سو بھاگیہ شریمان" ان کی پتنی بولیں۔ "یوراج جی اب آپ کی سواستھ کیسی ہے؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہوں شریمتی جی۔"

وہ بولیں۔ "سنا ہے کبھی کبھی آپ پر گھبراہٹ کا دورہ پڑتا ہے۔" میں نے کہا "مجھے کہیں آنے جانے کی اجازت نہیں شریمتی' ایسے میں گھبراہٹ ہونا سو بھاوک ہے۔ پاپا کا خیال ہے۔ اور ڈاکٹر بھی یہی کہتے ہیں کہ آپریشن کے بعد کچھ دن آرام کرنا چاہیے۔" ہزہائی نس مسکرا کر بولے۔ "چند دنوں کی بات ہے کرن۔ پھر دوڑتے پھرنا۔ ویسے اب تمہاری صحت پہلے سے بہت اچھی ہے۔" میں نے کہا "پاپا میرا بھی یہی خیال ہے۔" ترلوک سنگھ جی اٹھتے ہوئے بولے۔ "اچھا یوراج! بھگوان آپ کو جلد اچھا کریں۔ اب اجازت دیجئے۔" میں نے اٹھ کر کہا "جو حکم شریمان۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دروازے کی طرف چلنے لگے۔ میں ان کے ساتھ دروازے تک آیا اور ہرہائی نس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "سوم آپ ذرا ٹھہر جائیں مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا کرن۔"

میں نے مہمانوں کی طرف دیکھ کر نمستے کیا اور ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کر

کے ہرہائی نس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ جھجکتی جھجکتی ہوئی بولیں۔ "کیا کہنا چاہتے ہو کرن؟" میں نے تکیئے کے نیچے سے سرنج نکال کر ان کی طرف بڑھائی۔ تیوری چڑھا کر بولیں۔ "یہ کیا۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "وہی سرنج جو آپ نے پدم سنگھ اور مس ناگر کے ساتھ بھجوائی تھی۔"

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا کرن؟" انہوں نے غصے سے کہا۔

"کب تک خراب نہ ہو گا۔" میں نے کہا "ممکن ہے مہمانوں کے جانے کے بعد پاپا کا دماغ خراب ہو جائے۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کو تھوڑی دیر میں معلوم ہو جائے گا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کہ وہ دونوں وہیں پہنچا دیے گئے جہاں آپ مجھے پہنچانا چاہتی تھیں اور اب وہ کبھی لوٹ کر نہ آئینگے۔ یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ شاید آپ ان کا انتظار کر رہی ہوں اور میں یعنی آپ کا سوتیلا بیٹا رشی کرن امر ہوں ..... یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ خواہ مخواہ اپنے آدمی اور خزانے کا روپیہ ضائع نہ کریں۔ میرے ہاتھ کہنیوں تک خون میں ڈوب چکے ہیں۔" مہارانی کی آنکھیں بند ہو گئیں وہ چکرا کر گرنے لگی تھیں کہ میں نے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا اور اٹھا کر مسہری پر لٹا دیا۔ تھوڑی دیر وہ بے سدھ پڑی رہیں۔ میں نے گھبرا کر ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے اور بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔ انہوں نے کراہ کر آنکھیں کھول دیں اور پیشانی پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔ میں نے رومال سے ان کا منہ پونچھا اور سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ ممی آپ بہت کمزور ہیں۔ مجھے افسوس ہے اپنے الفاظ پر ..... خیر میں اس بات کو یہیں ختم کرتا ہوں۔ آپ جس طرح مناسب سمجھیں کراتی رہیں۔"

"میں کچھ نہیں کر رہی کرن۔" انہوں نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

میں نے کہا "پھر شانتا یا ٹھاکر ماما کر رہے ہوں گے۔"

"ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ہاں کوشش کر سکتی ہوں کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میرا دل آپ کی طرف سے صاف ہو گیا ماتا جی۔ میں وعدہ کرتا ہوں پاپا کو آپ سے بدظن نہ ہونے دوں گا۔" اٹھتی ہوئی بولیں۔ "جیتے رہو کرن۔"

"آشیرواد کے بجائے آپ شنو کو حکم دیجئے موم! کہ کرن کو زندہ رہنے دیا جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ وہ مسکرا دیں اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولیں۔ "کرن آج سے ایسی کوئی بات نہ ہو گی لیکن یہ تو بتا دو وچترا کا کیا ہو گا؟ تم نے اس کے سارے سنہرے سپنے بکھیر دیئے وہ کس طرح زندہ رہے گی؟"

"وہ زندہ رہے گی موم۔" میں نے نیچی نگاہیں کر کے کہا۔ "آپ اس کو یہاں بھیج

دیں۔"

"شنو کے ساتھ ۔۔۔؟"

"اکیلی ہو تو بہتر ہے۔ میں اس سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھ پر وشواس کریں۔"

"مجھے تم پر وشواس ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ میں نے سر جھکا دیا انہوں نے پھر ہاتھ پھیرا اور مسکراتی ہوئی چلی گئیں۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفے پر بیٹھ کر سوچ میں ڈوب گیا۔ میں اس کو بلا تو بیٹھا تھا لیکن اس کو مطمئن کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہ تھے۔ اب مجھے اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ ایک ہی حل تھا کہ اپنے اپارٹمنٹ میں چلا جاؤں اور رشی کو یہاں بھیج دوں۔ میرے ضمیر نے یہ گوارا نہ کیا۔ پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ وہ وچترا میرے کمرے میں داخل ہوئی۔ میں نے اس کو دیکھتے ہی کہا "آؤ وچترا" وہ میرے سامنے صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "آ گئی' کیسے یاد فرمایا؟"

"یاد ۔۔۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "بھولا کب تھا ۔۔؟"

"بھول جانا چاہیے۔" اس نے کہا۔

"کیوں ؟" میں نے سوال کیا۔ "کیا تم نے مجھے بھلا دیا؟"

"میری بات چھوڑیے یوراج۔ عورت صرف ایک بار محبت کرتی ہے خواہ وہ کامیاب ہو یا ناکام۔"

"میرے متعلق کیا خیال ہے؟" میں نے پھر سوال کیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر ہنس دی۔ میں نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ وہ ہنستے ہنستے آبدیدہ ہو گئی۔ ایک طویل سانس لے کر نیچے دیکھتی ہوئی بولی۔ "آپ کے متعلق کیا عرض کر سکتی ہوں یوراج۔ آپ ایک لڑکی سے ورمالا پہنتے ہیں۔ دوسری سے انگوٹھی پہن لیتے ہیں۔" میں نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیے۔ "کہاں ہے انگوٹھی؟" اس نے میری انگلیاں دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں ہے۔ لیکن وہ مالا بھی تو نہیں ہے اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں آپ؟"

"مالا میرے پاس ہے۔ انگوٹھی نہیں ہے۔ اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟" وہ کچھ نہ بولی۔ مسکرا کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے کہا "بولو" نیچی آواز میں بولی۔ "پہلے آپ بتایئے کہاں گئی انگوٹھی؟"

"مجھے معلوم نہیں۔ اتنا جانتا ہوں۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔"

"تو کیا آپ راجکماری سے شادی نہیں کر رہے؟"

"نہیں وچترا ۔۔۔ شادی میرے لئے مضر صحت ہے۔ شاید میں اس کا متحمل نہ ہو سکوں۔"

"نہیں سمجھی۔"

"مجھے جس قسم کی انیس تنہائی کی ضرورت ہے وہ تم ہو سکتی ہو۔" وہ پھر ہنس دی۔ " خوب عجیب باتیں کر رہے ہیں آپ۔"

"عجیب باتیں؟" میں نے کہا۔ "عجیب کیسے؟"

"ایک طرف شادی کو مضر صحت کہہ رہے ہیں آپ' دوسری طرف انیس تنہائی کی ضرورت بھی محسوس کر رہے ہیں۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "انیس تنہائی ...... ہاں ...... اور وہ بھی وچترا۔" وہ صوفے سے اٹھنے لگی۔ میں نے اشارہ کیا اور وہ پھر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "وچترا کے لئے شادی مضر صحت نہیں ہے۔"

"نہیں ہے ...... ہونی بھی نہیں چاہئے۔" میں نے کہا "لیکن وچترا میری صحت کے تقاضوں کو سمجھ سکتی ہے۔"

"کسی حد تک۔" اس نے کہا "لیکن فطرت کے تقاضے کے مقابلے میں صحت کے تقاضے کہاں ٹھہر سکتے ہیں؟ بہرکیف پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا آپ اتنا آگے بڑھنے کے بعد شادی سے انکار کر دیں گے؟"

"نہیں۔ میں نے اقرار ہی کب کیا ہے؟"

وچترا نے قہقہہ لگایا۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید تمہیں میری دماغی حالت پر شک ہے وچترا"۔ اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن میری بات چھوڑو۔ خود تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے؟" میں اس کو "آپ" سے "تم" پر آتے دیکھ کر ہنس دیا۔ "اگر میں سو فیصد صحیح الدماغ نہ ہوتا تو ان حالات کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ جن میں میں گھرا ہوا ہوں؟" میں نے کہا۔ "تمہارے حالات کے متعلق مجھے زیادہ معلوم نہیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اتنا جانتی ہوں ہرہائی نس کے بھائی ......" وہ کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔ میں نے کہا "کافی ہے" وہ بولی۔ "اگر تمہارا اشارہ انہی واقعات کی طرف ہے تو یہ ...... تمہاری ...... یوں سمجھو ...... میرے اطمینان کے لئے کافی نہیں ہے ...... تم شادی سے انکار نہیں کر سکتے۔"

"ایک ہی بات کو دوہرانے سے کوئی فائدہ نہیں وچترا! میں کہہ چکا ہوں۔ میں نے اقرار ہی کب کیا ہے؟ تم نے اسے ہنسی میں اڑا دیا۔ حالانکہ اس سے زیادہ سنجیدہ مسئلہ ہی اس وقت ہمارے سامنے نہیں ہے۔ کاش تم اتنی عقلمند ہوتیں کہ میرے جواب میں سچائی کا عنصر تلاش کر سکتیں۔" وہ پھر ہنس دی۔ "ٹھیک کہہ رہے ہو کرن۔ میں ڈاکٹر ہرمین سے رجوع کر سکتی ہوں۔ اگر تم ان کی فیس ادا کرنے کا وعدہ کرو۔" میں نے ہنس کر اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "پندرہ بیس دن اور اسی دماغ سے کام چلا لو۔ اس کے بعد بھی اگر میرے متعلق تمہارے خیالات یہی رہیں تو پھر ڈاکٹر ہرمین سے چیک اپ کرائینگے۔" "گڈ

نائٹ۔" وہ میری طرف دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔ میں نے اس کو روک کر کہا۔ "ہزہائی نس سے کیا کہو گی؟"

"یہی کہ ڈاکٹر ہرمین کے زیر علاج یوراج نہیں' میں ہوں۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا اور باہر نکل گئی۔

دو ہفتے گزر گئے۔ اس دوران راج محل کی تزئین و آرائش میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ شہر کے بازاروں' مکانوں' سرکاری عمارتوں کی خوبصورتی بڑھتی رہی۔ باغات' پارک اور تفریحی مقامات آراستہ ہوتے رہے۔ پندرھویں دن دوسری ریاستوں سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قریبی رشتہ داروں کے سوا جن کے قیام کا انتظام راج محل کی نچلی دو منزلوں میں کیا گیا تھا۔ دوست ریاستوں سے آنے والے مہمان دوسرے محل میں ٹھہرائے گئے۔ تاہم ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ رات کے دس بجے تک جاری رہتا۔ تمام رات دربار ہال میں ناچ گانا ہوتا۔ ہر وقت مہمان عورتوں مردوں کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ میں گھٹ کر رہ گیا۔ تیسرے دن صبح دس بجے بارات جو پانچ چھ سو کاروں اور پچاس ساٹھ ٹرکوں اور فوجی گاڑیوں پر مشتمل تھی رشی کو لے کر روانہ ہو گئی۔ میں اس وقت برٹش کیمپ میں ریزیڈنٹ کے بنگلے میں تھا۔ پروگرام کے مطابق مجھے ریزیڈنٹ کے سیکرٹری مسٹر واٹر کے شوفر کی حیثیت سے شام کو آٹھ بجے کرن کی سسرال پہنچنا تھا۔ مس کینتھ رشی کے ساتھ جا چکی تھی۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد مسٹر اور مسز والٹر کی کار آ گئی اور میں ان کو لے کر چل دیا۔ ایک فوجی گاڑی جس میں تین انگریز ملٹری آفیسرز تھے۔ ہماری رہنمائی کر رہی تھی۔ ایک انگریز لیفٹنٹ اس کو ڈرائیو کر رہا تھا۔ پانچ بجے تقریباً" ڈیڑھ سو میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک شہر میں پہنچ کر ریلوے اسٹیشن پر ریفرشمنٹ روم میں چائے وغیرہ لی۔ گاڑیوں میں پٹرول ڈلوایا۔ پانی تبدیل کرایا اور نصف گھنٹے بعد پھر روانہ ہو گئے۔ ساڑھے آٹھ بجے پہنچے۔ راج محل کے پھاٹک سے اندر داخل ہوتے ہی دیوان ریاست اور چند حکام نے سیکرٹری کا استقبال کیا اور مہمان خانے میں لے کر آئے۔ یہاں سیکرٹری اور ان کی میم کے کمرے کے ساتھ کرنل ماما کا کمرہ تھا۔ اس کے برابر والے کمرے میں رشی اور کینتھ' ملحقہ کمرے میں ہزہائی نس' پھر اے ڈی سی میں خاکی وردی میں ملبوس۔ سر پر پیک کیپ' آنکھوں پر سیاہ چشمہ لگائے ہاتھ میں سیکرٹری کا بریف کیس اٹھائے ان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ دیوان نے کمرے کے سازوسامان پر تنقیدی نظر ڈالی۔ اور سیکرٹری اور ان کی میم کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگا۔ میں نے بریف کیس ایک میز پر رکھا اور سامان کے ٹرنک و سوٹ کیس رکھوانے لگا۔ دیوان چند منٹ رسمی باتیں کرنے کے بعد صبح پھر حاضر ہونے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔ سیکرٹری نے اس کو رخصت کرنے کے بعد اپنے ویلیٹ کو حکم دیا کہ ہزہائی نس کے اے ڈی کانگ کو ہماری آمد کی اطلاع دے۔ ویلیٹ سر

جھکا کر چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے ہنس کر بولا۔ "اب میں آپ کا شوفر ہوں یور ایکسی لنسی"۔ میں ہنس دیا۔ مسز والٹر نے سگریٹ کیس کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔ ہم سگریٹ پینے لگے۔ تھوڑی دیر میں بغلی دروازے پر دستک ہوئی۔ سیکرٹری نے اٹھتے اٹھتے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید آپ کے انکل ہیں یورہائی نس۔" میں نے کہا۔ "ہاں یہ کمرہ انہی کا ہونا چاہئے۔" اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور کرنل ماما مسکراتے ہوئے اندر آ گئے۔ میں نے اٹھ کر انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سیکرٹری کو لباس تبدیل کر کے ڈنر کے لئے تیار ہونے کو کہا اور مجھے ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آ گئے۔ یہاں کینتھ نے مسکرا کر استقبال کیا۔ کرنل نے درمیانی --- دروازہ بند کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن' اس طرف والا کمرہ میرا ہے اور میرے کمرے کے اس طرف والے کمرے میں رشی اور پھر ہزہائی نس اور دغیرہ دغیرہ کے کمرے ہیں۔ تم ہاتھ دھو کر کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ میں تمہارے کپڑے نکال رہا ہوں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے" وہ بغلی دروازہ کھول کر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ کینتھ نے دروازے کا بولٹ چڑھا دیا۔ اور مسکرا کر بولی۔ "کرن میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا۔ شادی تمہاری ہو رہی ہے یا رشی کی؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "رشی میں اس کا معاون ہوں۔ حجلہ عروسی کے دروازے تک۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" اس نے الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "پیو گے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تم سے انکار کر سکتا ہوں؟" وہ دو گلاس اور اسکاچ کی بوتل نکال کر لے آئی اور صوفے پر بیٹھ کر گلاسوں میں انڈیلنے لگی۔ میں نے کہا۔ "کیا نیٹ؟" اس نے میرے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے گلاس اٹھا کر میرے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنا گلاس ٹکراتے ہوئے کہا۔ "تمہاری صحت کے نام۔" میں نے تین چسکیوں میں خالی کر کے رکھ دیا۔ اس نے اپنا گلاس خالی کر کے پھر بوتل اٹھائی۔ میں نے ہاتھ سے روکتے ہوئے کہا۔ "کھانا کھانے کے بعد۔" وہ اٹھ کر کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور دس منٹ بعد لوٹی تو اس کے ہاتھوں میں ایک اتنی بڑی ٹرے تھی جس کا سنبھالنا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر اس کے ہاتھوں سے ٹرے لی اور میز پر رکھ دی۔ وہ میرے سامنے بیٹھ گئی اور ہم نے کھانا شروع کر دیا۔ کھانے کے دوران وہ ہر مرتبہ پانی کے ساتھ اسکاچ شامل کرتی رہی۔ آج وہ پینے میں پیش پیش تھی۔ اور میں اس کا ساتھ دینے پر مجبور تھا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ خالی پلیٹیں لے کر چلنے لگی تو اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ میں نے اٹھ کر واش بیسن پر ہاتھ دھوئے اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ اس مرتبہ لوٹی تو اس کے ساتھ کرنل بھی تھے۔ دونوں کے ہاتھوں میں دو

کشتیاں تھیں۔ جن میں وہ جوڑا رکھا ہوا تھا۔ جو رشی کے لئے دولہن والوں کی طرف سے آنے والے جوڑے کی ہو بہو نقل تھا۔ کرنل نے دونوں کشتیاں سنگھار میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن لباس تبدیل کر لو۔ میں مس کینتھ کو اپنے کمرے میں لے جا رہا ہوں۔" وہ دونوں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد کرنل نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے آئینے کے سامنے سے ہٹ کر دروازہ کھولا اور وہ میرے کمرے میں آ گئے۔ حیرت زدہ ہو کر اوپر سے نیچے تک دیکھتے رہے اور پھر بے ساختہ ہاتھ پھیلا کر سینے سے لگاتے ہوئے بولے۔ "بھگوان تمہیں خوش رکھیں کرن۔ تم میرے کلیجے کی ٹھنڈک ہو۔" میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگائے۔ انہوں نے میرے بازو تھام کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایشور جانتا ہے کرن۔ اس وقت اگر تم دونوں ایک کمرے میں موجود ہو تو شانتی کرن بھی نہیں پہچان سکتے کہ رشی کون ہے اور کرن کون؟"

"میں نے سر جھکا کر کہا۔ "کرنل ماما اس قدر مشابہت میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ رشی کی شادی ہونے کے بعد مجھے رخصت کر دیں۔"

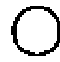
انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں سمجھ سکتا ہوں بیٹے بلکہ اس سے کہیں زیادہ سمجھتا ہوں۔ جتنا تم سمجھانا چاہتے ہو۔ ہزہائی نس بھی جانتے ہیں اور ہم اس پہلو پر کافی سوچ چکے ہیں۔ لیکن یقین مانو ایسی کوئی بات پیدا نہیں ہونے دی جائے گی۔ تم کو راج محل میں رہنے کے باوجود رشی کی دھرم پتنی کے سامنے آنے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اور پھر ہم کو تم پر پورا پورا وشواس ہے۔ اس لئے بھول کر بھی ایسے خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔" میں خاموش ہو گیا۔ وہ سگریٹ سلگا کر اٹھتے ہوئے بولے۔ "چلتا ہوں کرن۔ تم آرام کرو۔ اگر رشی نے کچھ عقلمندی کا ثبوت نہ دیا تو تمہیں زحمت دینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کا کام ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ اس پر کوئی گھبراہٹ طاری نہ ہو۔"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "خدا کرے ایسا ہی ہو۔" وہ میرے سر پر ہاتھ پھیر کر چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی کینتھ اندر آ گئی اور دروازہ بند کر کے میری طرف دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔ "کرن اس لباس میں تو تم کھائے جا رہے ہو۔ میری جان۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ہو ہی کھانے کی چیز۔ یہ لباس ہو تو کیا اور وہ لباس ہو تو کیا اور کوئی لباس نہ ہو تو کیا؟" وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئی اور سینہ تان کر بولی۔ "نوش فرمایئے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "سوری! اس وقت میں شوکیس آئیٹم ہوں۔ ایک شکن پڑتے

ہی قیمت آدھی رہ جائے گی۔ خواہ وہ شکن میرے لباس میں ہو یا تمہارے بستر میں۔" وہ ہنس کر آگے سرکتی ہوئی بولی۔ "کرن میں نے سنا تھا محبت ہر مصلحت پر غالب آ جاتی ہے۔ لیکن آج ثابت ہوا مصلحت کے مقابلے میں محبت کوئی معنی نہیں رکھتی۔" میں اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں۔ محبت پر کوئی چیز غالب نہیں آتی۔ لیکن ہم شطرنج کے بادشاہ ہیں۔ کسی مملکت کے نہیں۔ ہماری محبت بھی مصلحت کی مرہون منت ہے اور اسے مصلحت کی مرہون منت ہی رہنا چاہئے۔ ورنہ وہ ہاتھ جو شطرنج کھیل رہا ہے۔ پوری بساط الٹ سکتا ہے اور ہم بادشاہ اور فرزیں نہیں لکڑی کے بے جان مہرے ہو کر رہ جائینگے۔ کیا سمجھیں؟"

"سمجھ گئی کرن۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ اور مسکراتی ہوئی الماری کی طرف چل دی۔



صبح سات بجے کرنل ماما نے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹا کر مجھے جگایا۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور سلام کر کے رشی کے ڈرامے میں کامیاب ہونے کی مبارکباد دی۔ انہوں نے میری پیٹھ پر ہاتھ مار کر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "کام ہو گیا بھئی۔ یہ نہ پوچھو کتنا سنبھالنا پڑا ہے۔ خیر اب وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔ جلد منہ ہاتھ دھو کر آ جاؤ۔ چائے اسی کے ساتھ پینا۔" میں واپس ہو کر منہ ہاتھ دھونے چلا گیا۔ چند منٹ بعد کپڑے پہن کر کرنل کے کمرے میں پہنچا تو رشی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ٹیبل پر چائے کا سامان رکھا ہوا تھا اور کرنل چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور شکایت آمیز لہجے میں بولا۔ "کہاں غائب ہو گئے تھے کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے ساتھ ہی تو ہوں ڈیئر۔" کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ کرن ناشتہ کرو۔" ہم دونوں ایک ساتھ گئے۔ میں نے چائے دانی اٹھا کر پیالیوں میں انڈیلی۔ رشی نے کہا۔ "کرن' رات ماما اور پاپا نے مجھے بہت بور کیا۔" میں نے چائے میں چینی ملاتے ملاتے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے رشی لیکن یہ ضروری تھا ورنہ میں تمہیں کبھی پریشان نہ ہونے دیتا۔"

وہ بولا۔ "میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ میں آدھا رہ گیا ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں رشی' تم ڈبل ہو گئے ہو تمہاری شادی ہو گئی۔ تمہیں ایک خوبصورت رانی مل گئی۔ اچھا چائے پیو۔" اس نے چائے کی پیالی ہونٹوں سے لگائی اور ہٹا لی۔ میں نے کہا " بہت گرم تو نہیں رشی۔"

وہ بولا۔ "گرم ٹھنڈی کی پرواہ کون کرتا ہے۔ یہ بتاؤ تمہاری شادی کیوں نہیں ہوئی۔ مجھے کیوں پھنسا دیا گیا؟"

"رشی!" میں نے کہا "تم باؤلے ہو گیا؟" میری دوسری شادی کرانا چاہتے ہو ...... کیا تم نے میری بیوی نہیں دیکھی؟" وہ مسکرایا۔ پیالی اٹھا کر چسکی لینے کے بعد بولا۔ "دیکھی ہے کرن' مس کینتھ؟ "میں نے اثبات میں سرہلا کر چائے پینی شروع کر دی۔" اس نے دو تین گھونٹ لئے اور پیالی رکھ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا۔ "کیا ہے رشی؟"

بولا "جھوٹ ہے کرن ...... مس کینتھ تمہاری بیوی نہیں۔"

میں ہنس دیا۔ "تمہارا جواب نہیں رشی ...... تم اچھی طرح جانتے ہو' اسے اور اب کہہ رہے ہو نہیں ہے۔"

"اب صحیح کہہ رہا ہوں۔" اس نے زور دے کر کہا۔ اگر وہ تمہاری بیوی ہوتی تو تم اسے مس کینتھ نہ کہتے بلکہ ......"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "میں اس کو صرف جانم کہتا ہوں۔" اس نے نفی میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "اونہوں۔ گھپلا ہے۔ ہندو راجکمار کی بیوی انگریز نہیں ہو سکتی----" میں نے کہا "چائے پیو رشی۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔"

"سمجھاؤ ضرور آئے گی۔" اس نے کہا۔ "لیکن لاجک سے نہ ہٹنا۔" میں نے سگریٹ سلگا کر ایک کش لیا۔ کہنے لگا۔ "بولو۔" میں نے کہا "میں نے پاپا کی مرضی کے خلاف اپنی شادی کی ہے۔"

بولا "ٹھیک ہے ...... لاجیکل ہے ..... ایک راجکمار کو اپنی پسند کی شادی کرنے کا حق ہے۔"

"ہے تو۔" میں نے کہا۔ "لیکن پاپا کو ہزہائی نس ہونے کی حیثیت سے مجھ کو گدی سے محروم کر دینے کا بھی حق ہے اور یہ بھی لاجیکل ہے۔" اس نے چیخ کر کہا۔ "نو .... ناٹ ایٹ آل۔" میں نے معاملہ بگڑتے دیکھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور قریب آتے ہوئے کہا۔ "رشی غصہ نہ کرو۔ سوچو اگر وہ مجھے گدی سے محروم نہ کرتے تو تم کس طرح یوراج بن سکتے تھے؟"

"تو تم مجھ سے علیحدہ کوئی چیز ہو گیا----؟"

"دنیا کی نظروں میں تو ہم دو ہی ہیں۔ یہ اور بات ہے ہماری آتما ایک ہے۔"

"تو تم نے مجھے یوراج بنانے کے لئے بلیدان دیا۔ ہے نا؟"

"نہیں کوئی بلیدان نہیں۔ تم یوراج ہوئے تو کیا۔ میں ہوا تو کیا؟"

وہ آہستہ آہستہ صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا۔ "سنو کرن' میں دماغی اعتبار سے تم سے کمتر ہوں۔ راج کاج سنبھالنے کے لئے عقل کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ تمہارے پاس ہے' میرے پاس نہیں۔ یوراج تمہیں ہونا چاہئے اور تمہیں ہونا پڑے گا۔ ورنہ میں سمجھوں گا تم خود کو مجھ سے علیحدہ سمجھتے ہو۔" میں

نے اسکو مزید بکنے سے روکنے کے خیال سے کہا۔ "اچھا رشی میں تمہیں ناراض نہیں کروں گا۔ اگر تم چاہو تو شروھام پہنچنے کے بعد پاپا سے کہہ سکتے ہو۔" کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "رشی میں خود ان سے کہہ دوں گا۔ کرن کی غلطی معاف کر دی جائے اور اس کو رشی کے بجائے یوراج ....."

"تھینک یو ماما۔" اس نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ میں نے اس کو صوفے پر بٹھا دیا اور سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر ..... اب تھوڑی دیر میں رنواس سے ناشتے کے لئے تمہارا بلاوا آنے والا ہے۔ جانا پسند کرو گے؟"

وہ تیوری چڑھا کر بولا۔ "نو۔ ناٹ ایٹ آل۔ میں ناشتہ کر چکا۔"

"وہ ناشتا بڑا رنگین ہو گا رشی۔ ہمیشہ یاد کرو گے۔"

"رنگین سے تمہارا مطلب؟"

"کلر فل---- ناشتا نہیں' ماحول---- حسینوں کا جھرمٹ ہو گا۔ سالیوں کی چھیڑ چھاڑ ہو گی۔ قہقہے اور چہچہے ہوں گے۔ تم مرکز ہر نگاہ ہو گے۔ ناشتے کا ناشتا اور دیویوں کے درشن---- بولو کیا کہتے ہو؟"

"ہیل' نو---- مجھے رات کی بورڈم پر ہی غصہ آ رہا ہے۔ اب دوبارہ نہیں پھنسنا چاہتا۔" میں نے کرنل کی طرف دیکھا۔ انہوں نے آہستہ سے کہا۔ "ابھی رہنے دو۔ تھوڑی دیر بعد پھر ٹرائی کرنا۔" میں خاموش ہو گیا۔ رشی نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔ "کرنل ماما نے کیا سبق پڑھایا کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما تمہاری حمایت کر رہے ہیں۔"

"مخالفت بھی کریں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میں جانتا ہوں وہاں میرا مذاق اڑایا جائے گا۔ اس لئے ماما سے کہہ دو رادھا کو یاد کریں۔"

کرنل نے آگے بڑھ کر کہا۔ "سنو رشی بیٹے۔ ناشتا تو ایک بہانہ ہے تمہیں دیکھنے کا۔ شادی ہونے کے بعد بھی بہت سی رسمیں ہوتی ہیں۔ وہ ادا کرنے سے گریز کرو گے تو کیسے کام چلے گا؟ ہزہائی نس کو معلوم ہو گا تو وہ بہت ناراض ہوں گے۔" وہ جھلا اٹھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا ماما۔" اس نے پیر پٹک کر کہا۔ "پلیز آپ مجھے پریشان نہ کریں۔" ماما خاموش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گئے اور سگریٹ سلگانے لگے۔ میں رشی کو اپنے کمرے میں لے آیا۔ کینتھ کو دیکھتے ہی مسکرا کر نمستے کیا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بھابی مبارک ہو آج کرن نے اعتراف کر لیا کہ تم اس کی بیوی ہو----" کینتھ نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔ "کیا تم نے کچھ کہا ہے؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ ہنس کر بولی۔ "شکریہ رشی کمار جی۔ بتایئے آپ کو کیا پلاؤں؟" وہ الماری کی طرف دیکھ کر بولا۔ "وسکی لیکن اتنی پلاؤ کہ چلنے پھرنے کے قابل نہ رہوں۔ یہ لوگ مجھے بندر کی طرح نچانا چاہتے ہیں۔" کینتھ نے ہنس کر کہا "یہیں بیٹھے رہو رشی۔ میں سب کو بھگا دوں گی۔"

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جاؤ اب تم بھی ماما کے ساتھ بیٹھ کر رادھا کو یاد کرو۔"

"کیوں بھلا؟" میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میری والی کیا مر گئی ہے جو پرائی رادھا کو یاد کروں؟" وہ ہنسنے لگا۔ میں نے کینتھ کو اشارہ کیا اور اس نے بوتل اور گلاس نکال کر ٹیبل پر رکھ دیئے رشی گلاسوں میں انڈیلنے لگا۔ کینتھ کرنل کے کمرے میں چلی گئی۔ ایک ایک پیگ پینے کے بعد رشی نے پھر بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "رشی میں سوچ رہا ہوں۔" اس نے ہاتھ روک کر کہا۔ "کیا سوچ رہے ہو۔۔۔؟"

"یہی۔۔۔" میں نے کہا۔۔۔ "کہ اگر عورت دنیا میں نہ ہو تو کوئی حسن نہیں لیکن ایک راجکمار رشی بھی ہے جسے عورت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ان حسین لمحات میں بھی جبکہ عورت ایک شہزادی کے روپ میں اور شہزادی ایک دلہن کے روپ میں بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی ہو۔" میرا یہ جملہ سن کر اس نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر رونا شروع کر دیا۔ مجھے ہزہائی نس کی اس عجلت پر افسوس ہونے لگا جو انہوں نے اس کی شادی کا ڈھونگ رچانے میں کی تھی۔ کینتھ نے تیز نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور میں نے رشی کو سینے سے لگا لیا۔ اسی وقت کرنل اندر داخل ہوئے اور میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔ میں نے رشی کو گدگدا کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ہنسو دیکھیں۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دیا۔ کرنل نے مجھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر اپنے کمرے کی طرف چل دیئے۔ میں نے گلاس میں تھوڑی وسکی انڈیل کر اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "ان کے ساتھ پیو رشی۔۔۔ میں پاپا کے پاس جا رہا ہوں۔" اس نے مجھے جانے کا اشارہ کیا اور گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ میں اٹھ کر کرنل کے کمرے میں پہنچ گیا۔ دروازہ بند کرتے ہوئے بولے۔ "کرن یہ تو بکھر گیا۔"

میں نے کہا۔ "کوئی اوپائے نہیں ماما۔۔۔ کسی طرح سمیٹنے میں نہیں آ رہا۔"

بولے۔ "خیر تم جلدی سے شیروانی پہنو۔۔۔ بلاوا آ گیا ہے۔ لڑکیاں ہزہائی نس کے کمرے میں انتظار کر رہی ہیں۔"

"ماما جی!" میں نے ان کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ آپ مجھے کس امتحان میں۔۔۔" انہوں نے مجھے کھینچ کر سینے سے لگا لیا اور پیٹھ تھپکنے لگے۔ میں نے ان کے کندھے پر سر رکھ دیا۔ آخر بھرائی ہوئی آواز میں بولے۔ "کرن بیٹے۔۔۔ تمہیں معلوم ہے یہ پریکشا بہت کٹھن ہے۔۔۔ لیکن تم پر وشواس ہے۔ تم میرے بیٹے ہو کرن۔۔۔ سگے بیٹے سے زیادہ۔۔۔ اپنے پھوپھی زاد کے لئے اس امتحان سے گزر جاؤ۔ ہماری لاج رکھ لو۔۔۔"

میں نے پیچھے سرکتے ہوئے کہا۔ "پوجیہ ماما جی۔۔۔ میرے لئے یہ امتحان کٹھن نہ

تاہم میں اس سے گزر سکتا ہوں لیکن راجکماری؟ یہ آپ نے کچھ سوچا۔۔۔۔؟"
انہوں نے سر جھکا کر کہا۔ "سوچ لیا کرن۔۔۔۔ تم سے کسی غلطی کی توقع نہیں۔۔۔۔ جاؤ۔۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔۔" میں نے خاموش ہو کر شیروانی اٹھائی اور پہننے لگا۔ پٹکا اور تلوار باندھتے ہوئے کرنل کے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے تھے۔ "تم سے کسی غلطی کی توقع نہیں ہے۔" مجھے ہنسی آنے لگی۔ "تمہیں کیا معلوم کرنل۔" میں سوچنے لگا۔ "تم ایک ایسے غلط کار سے پارسائی کی توقع کر رہے ہو جس نے دوسروں کے لئے بہت کم غلطیاں باقی چھوڑی ہیں۔" صافہ باندھ کر آئینے سے ہٹتے ہی کرنل نے جھپٹ کر میری پیشانی چوم لی۔ میں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دوسری طرف کا دروازہ کھول کر رشی کے کمرے میں داخل ہو گئے۔ مجھے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے میرے کمرے کا دروازہ لاک کیا اور عقبی گزر گاہ سے ہزہائی نس کی قیام گاہ کی طرف چل دیئے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ وہ چند منٹ بعد لوٹے تو ان کے ساتھ چار پانچ نوجوان لڑکیاں تھیں۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی کمرہ ان کے چہچوں سے گونج اٹھا۔ آداب اور پرنام کرتی ہوئی وہ میرے قریب آ گئیں۔ کرنل نے مسکرا کر سامنے والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے درراجہ۔" میں نے ان کی ہدایت کے مطابق منہ پر رومال والا ہاتھ رکھا اور دروازے کی طرف چلنے لگا۔ کاریڈور میں آتے ہی دو لڑکیوں نے میرے بازو تھام لئے اور آہستہ آہستہ لفٹ کی طرف چلنے لگیں۔

رنواس کا گوشہ گوشہ رشک ارم تھا۔ صدر دروازے کی تزئین و آرائش جاذب نظر تھی۔ ایک لڑکی نے تیزی سے آگے بڑھ کر اندر اطلاع دی اور ڈیوڑھی میں حسن کا سیلاب امڈ آیا۔ سینکڑوں عورتیں پھولوں کی تھالیاں اٹھائے دورویہ قطاروں میں کھڑی ہو گئیں اور پھول برسانے لگیں۔ میں نگاہیں جھکائے آگے بڑھتا رہا۔ ڈیوڑھی کے اندرونی دروازے پر راجکماریاں ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لئے کھڑی تھیں۔ دہلیز پر قدم رکھتے ہی مہارانی دونوں ہاتھوں سے ہار تھامے آگے بڑھیں۔ میں نے جھک کر پرنام کیا۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر میری گردن میں ہار ڈالنا چاہا لیکن ان کا ہاتھ نہ پہنچ پایا۔ پیچھے سے کسی نے کہا۔ "درراجہ ہو رنمو۔" میں چوکھٹ سے نیچے اتر کے صحن میں آ گیا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ مہارانی نے ہار ڈال دیا اور پیچھے ہٹ گئیں۔ دوسرے لمحے درجنوں ہاتھ بڑھے اور میں ہاروں میں چھپ کر رہ گیا۔ آخر مہارانی نے اشارہ کیا اور لڑکیاں مجھے لے کر چلنے لگیں۔ تمام صحن کا قالین پھولوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ سامنے والے دالان تک پہنچتے پہنچتے اوپر کی گیلروں سے مسلسل پھول برستے رہے۔ دالان در دالان سے گزر کے ہال میں داخل ہوئے۔ یہاں میرے ساتھ مہارانی اور چند راجکماریوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تمام ہار گلے سے اتار کے ایک لڑکی کے ہاتھ میں دے دیئے۔ دو راجکماریاں آگے بڑھ کر پہلو والے

کمرے میں گئیں اور دلہن کو ہال میں لے کر آئیں تو ان کے ساتھ چار راجکماریاں اور تھیں۔ وہ ان کے جھرمٹ میں سمٹی سکڑی لجاتی شرماتی نیچی نگاہیں کئے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب پہنچ کر رک گئی۔ وہ زیورات' شال دو شالوں اور پھولوں میں اس طرح چھپی ہوئی تھی کہ بے نقاب ہونے کے باوجود ہمارے درمیان ہزاروں حجاب حائل تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے زربفت اور کمخواب کے ملبوسات کا قد آدم پلندہ زر و جواہر کے مرصع زیورات میں لپیٹ کر میرے سامنے لایا گیا ہے جسے چار عورتیں سہارا دیئے کھڑی ہیں اور مجھے یقین دلانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ یہ ہے تمہاری نوعروس۔ یہ چل بھی سکتی ہے ہنس بھی سکتی ہے اور بول بھی سکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی زبان تم سے مختلف ہو اور تم نہ سمجھ سکو لیکن یہ تم سے محبت کرے گی تم اس سے محبت کرو گے اور محبت بذات خود ایک ایسی ہمہ گیر زبان ہے جو الفاظ و معانی کی محتاج نہیں۔

ایک راجکماری کی چابک دستی نے میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کیا۔ اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر میرے پٹکے کا سرا پکڑا اور دلہن کی زرتار چنری کے ساتھ باندھ دیا۔ میری ہمراہی لڑکیاں مجھے بائیں طرف موڑ کر ایک بلند چبوترے کی طرف لے چلیں جس پر سرخ مخمل کے فرش پر دو زرنگار کرسیوں کے درمیان میز پر ناشتے کا سامان چنا ہوا تھا۔ مہارانی نے آگے بڑھ کر ہمیں کرسی پر بٹھایا۔ ایک لڑکی نے پلیٹوں کے اوپر سے خوان پوش اٹھا لیا اور میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"جمو راجکمار۔"

اسی وقت ہال میں عورتوں نے گانا شروع کر دیا۔ جو میرے لئے "بے حرف و حکایت و بے ساز و بے صدا۔" کے سوا کچھ نہ تھا۔ ناشتے میں بھی میرے لئے کوئی کشش نہ تھی۔ کھیر کے دو چمچے نوش کر کے میں نے چائے دانی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بائیں طرف بیٹھی ہوئی دلہن کی طرف دیکھا وہ ہاتھ میں خالی چمچہ پکڑے بیٹھی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ میرے ہاتھ چائے دانی پر پڑنے سے پہلے ایک راجکماری نے میری پیالی میں چائے انڈیلنی شروع کر دی۔ میں نے پھر اس کی طرف دیکھا اور وہ پھر مسکرا دی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "سروج۔"

اس نے ترچھی نظروں سے میری طرف دیکھا اور چمچہ ہاتھ سے رکھ کر نیچے دیکھنے لگی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ میں نے پیچھے کی طرف گردن گھما کر دیکھا۔ مہارانی چند راجکماریوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔ میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "سروج ادھر دیکھو۔" اس نے مسکرا کر اور سر جھکا لیا۔ میں نے اس کا چمچہ اٹھا کر پلیٹ میں ڈالا۔ سامنے کھڑی ہوئی لڑکی مسکرا کر ایک طرف ہو گئی "منہ کھولو سروج۔" میں نے کہا اس نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا

اور آہستہ سے بولی۔ "نہیں پریتم----" میں نے چمچہ اٹھا کر تیزی سے اس کے منہ میں دے دیا۔ اس نے بھرپور نظروں سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر میرا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ مجھے بجلیاں کوندتی دکھائی دینے لگیں۔ میں تھوڑی دیر میں سچ مچ کارشی کرن بن گیا۔ گردن گھما کر دوبارہ پیچھے کی طرف دیکھا تو ہال میں ایک لڑکی کے سوا کوئی نہ تھا۔ میری نظر پڑتے ہی وہ دوسری طرف دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ باہر نکل گئی۔ میں نے سروج کے سر سے شال پیچھے کی طرف سرکاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "سروج تم تو اتنے لفافوں میں بند ہو کر میرے سامنے آئی ہو کہ تمہارا اصلی روپ دیکھنے کے لئے مجھے دو شامن بننا پڑے گا۔" اس نے آنکھیں بند کر کے سر میرے کندھے پر ٹکا دیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف گھسیٹ لیا اور چمچہ اٹھا کر پھر اس کے منہ میں دے دیا۔ وہ آنکھیں بند کئے آہستہ آہستہ منہ چلانے لگی۔ دو تین چمچے کھانے کے بعد میرے ہاتھ سے چمچہ لے کر آنکھیں کھولتی ہوئی بولی۔ "بس پریتم----" میں نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔ اس نے پیالی میرے ہاتھ سے لے کر میرے ہونٹوں سے لگا دی۔ میں نے ایک چسکی لی اور اس نے ہاتھ پیچھے کھینچ کر اپنے منہ سے لگا لی۔ میں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ اس لڑکی کے سوا کوئی نہ تھا اور وہ بھی دروازے میں کھڑی ہوئی گانا سننے میں محو تھی۔ سروج نے پھر میرے کندھے کا سہارا لیا۔ میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا۔ وہ منہ اوپر اٹھائے میرے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کا حسن میرے دل میں حشر بپا کر رہا تھا۔ میں بار بار اس کو چومنے کا ارادہ کرتا تھا اور ضبط کر کے رہ جاتا تھا۔ اس لئے نہیں کہ کرنل ماما اور ہزہائی نس نے میرے لئے حد ادب مقرر کر دی تھی۔ یا ان کے اعتماد کی زنجیریں توڑنا میرے لئے ناممکن تھا بلکہ اس لئے کہ سروج کے چہرے پر ایک معصومیت تھی جسے دیکھ کر میں اس کے جسم کو چھونے میں بھی خفت محسوس کر رہا تھا۔ اس کی خودسپردگی میرے دامن ضبط و تمکنت کی دھجیاں اڑائے دے رہی تھی۔ آخر اس ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کرنے کے لئے میں نے سگریٹ کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے مسکرا کر اس کا رخسار تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دو سروج ڈیر۔ شام کو پھر ملیں گے۔"

اس نے میرے سینے سے سر اٹھا کر آہستہ سے کہا۔ "اتنی جلدی پریتم؟"

میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ہمیشہ کے لئے تمہارا ہوں سروج وقت کی انتہا تک۔" وہ میرے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی میں نے پٹکے کا سرا اٹھا کر کہا---- "اسے اپنے ہاتھ سے کھول دو پریتما---- میں تمہاری زلفوں میں بندھ چکا ہوں۔ اب ان رسمی بندھنوں کی ضرورت نہیں۔" اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے گرہ کھول دی اور میرے ہاتھ تھام کر بولی۔ "کرن شام کو ضرور آنا ورنہ میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔"

میں نے اس کے دونوں ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر کہا۔ "میرا وعدہ ہے پرتیا۔۔۔۔"

"ہمیں اٹھتے دیکھ کر دروازے میں کھڑی ہوئی لڑکی نے مہارانی کو اشارہ کیا اور وہ راجکماریوں میں گھری ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ ایک تیز طرار قسم کی عورت میرے قریب پہنچ کر مسکراتی ہوئی بولی۔ "روپ کرن جی آپ نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔ کیا صرف پھول سونگھ کر جیتے ہیں۔"

میں نے آہستہ سے کہا۔ "جی شریمتی۔ آپ کبھی دعوت کر کے دیکھئے گا لیکن آمنترن میں آپ کو رشی کرن لکھنا ہو گا۔ میرا نام روپ کمار نہیں۔۔۔۔"

بولی۔۔۔۔ "مجھے معلوم ہے۔۔۔۔ لیکن یہاں آپ کو اسی نام سے پکارا جائے گا۔"

"اوہو بھاگیہ۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ کا شبھ نام؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "میرا کوئی نام نہیں راجکمار میں آپ کی بڑی سالی ہوں۔۔۔۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اگر چھوٹی سالی ہوتیں تو آپ کا کیا نام ہوتا۔۔۔۔؟"

میرے سوال پر تمام راجکماریوں نے قہقہہ لگایا۔ مہارانی بھی مسکرا دیں۔ ایک لڑکی نے پیچھے سے میرا پٹکا پکڑ کے کرسی کے دستے سے باندھ دیا۔ میں خاموش رہا۔ بڑی سالی کہنے والی نے مجھے باتوں میں الجھائے رکھنے کے لئے کہا۔ "آیئے پہلے آپ کا پریچے (تعارف) چھوٹی سالیوں سے کرا دوں۔ یہ ہیں سبھدرا کماری۔۔۔۔" اس نے ایک راجکماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ سبھدرا نے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ میں نے بھی سر جھکا کر نمستے کیا۔ وہ اسی طرح یکے بعد دیگرے نام لیتی رہیں۔ میں سب کو سر کے اشارے سے سلام کرتا رہا۔ آخر مہارانی نے اکتا کر کہا۔ "بس کرو اجیتا۔۔۔۔ کرن کو بیٹھنے دو۔ کچھ دنوں میں خود پریچت ہو جائیں گے۔"

اجیتا نے سر جھکا کر کہا۔ "جو آگیا" پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ "بیٹھئے روپ کرن جی۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "تو آپ کا نام اجیتا ہے دیدی؟" اس نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔ "کیا آپ کو اچھا نہیں لگتا؟"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو لگتا ہے' سچا نہیں لگتا۔"

وہ ہنس کر قریب آ گئی۔ بولی۔۔۔۔ "کیوں' اس میں جھوٹا کیا نظر آیا؟"

"یہی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "آپ ابھی تک اجیتا کیونکر ہو سکتی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آپ کو نہ جیت سکا ہو؟" وہ جھینپ کر کھسیانی ہنسی ہنسنے لگی ہال قہقہوں سے گونج اٹھا۔ مہارانی منہ پر رومال رکھ کر ہنسنے لگیں۔ میں نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب اجازت دیدی۔"

بولی۔ اچھا کرن جی پدھاریئے۔"

میں نے پیچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں آپ کی کرسی لے جانے کو تو یہاں نہیں آیا تھا دیدی۔۔۔۔" ہنس کر ایک لڑکی کو پنکا کھولنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔۔۔۔ "کرن جی آپ چھوٹے ہیں مگر بڑے کھوٹے ہیں۔" میں نے پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سلام کیا اور ادھر ادھر نظر ڈال کر کہا۔ "میرے ساتھ کون چلے گا دیدی۔" مجھے لے کر آنے والی دونوں لڑکیاں آگے بڑھیں اور میں مہارانی کو پرنام کر کے سروج کی طرف دیکھتا ہوا چل دیا۔ اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "لیتے جاؤ نا۔۔۔۔" میں نے کہا "آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی دیدی کچھ دیر نظر بند رہنے دیں۔"

دالانوں سے باہر نکلتے ہی میں نے نکیرین سے کہا۔ "لیڈیز، اب جینٹ کی خطا معاف فرمایئے۔ مجھے راستہ معلوم ہے شکریہ۔" دونوں لڑکیاں ہنسنے لگیں۔ میں نے ان سے بازو چھڑا کر سلام کیا اور تیزی سے صحن عبور کرنے لگا۔ ایک نے کہا۔ "لیفٹ رائٹ' لیفٹ۔" میں نے گردن گھما کر کہا۔ "بوتھ" وہ کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ میں ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔ اسی وقت سامنے والے دروازے سے یشودھرا اور مہاراجہ اندر داخل ہوئے۔ نظر پڑتے ہی میں سناٹے میں آ گیا۔ یشودھرا بھی ٹھٹک کر رہ گئی۔ مہاراجہ نے مسکرا کر کہا۔ "رشی کرن ان سے ملو۔۔۔۔ یہ ولاس پور کی راجکماری یشودھرا ہیں۔" میں نے چہرے پر اجنبیت طاری کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا۔ یشودھرا بے حس و حرکت کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو چکا تھا۔ ہزہائی نس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اتنی جلدی واپس جا رہے ہو۔ آؤ ان سے مل کر جانا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔۔۔۔" انہوں نے یشودھر کی طرف دیکھا اور وہ مسکرا کر چلنے لگی۔ صحن سے دالان میں داخل ہوتے ہوئے میں نے یشودھرا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "کیا آپ ابھی تشریف لائی ہیں۔۔۔۔؟" اس نے مری ہوئی آواز میں کچھ کہا لیکن اس کے الفاظ ہال سے ابھرنے والے قہقہوں میں دب کر رہ گئے اور میں صرف اتنا سمجھ سکا کہ وہ چار دن پہلے یہاں آئی تھی۔

ہال میں قدم رکھتے ہی تمام راجکماریاں ہزہائی نس کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ مہارانی نے مسکرا کر کہا۔ "اوہ یشودھرا! آؤ بیٹھو۔۔۔۔ اچھا ہوا تم کرن کو پکڑ لائیں۔ یہ پورا ایک گھنٹہ بھی تو نہیں بیٹھے تھے۔ یشودھرا مہارانی کے پاس بیٹھ گئی۔ ہزہائی نس نے مجھے ان دونوں کے سامنے بٹھا کر مہارانی کے بائیں طرف بیٹھتے بیٹھتے پیچھے کی طرف دیکھا۔ دو لڑکیاں سروج کو تھام کر لے آئیں اور میرے پاس بٹھانے لگیں۔ اس نے یشودھرا کو پرنام کیا۔ مہارانی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "کرن' یہ یشودھرا کماری تمہاری رشتے کی سالی ہیں۔ لکشمی نواس میں ٹھہری ہوئی ہیں۔"

میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔۔ "بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر یشودھرا دیوی۔۔۔۔" وہ مسکرا کر غور سے میرے طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "مجھے بھی آپ

سے مل کر خوشی ہوئی کرن جی۔ اب آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔ سنا تھا۔۔۔۔"
مہارانی نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "ہاں لندن میں ان کا آپریشن ہوا تھا۔ اب بالکل ٹھیک ہیں۔" اسی وقت ایک داسی پانوں کی تھالی لے کر آ گئی۔ مہارانی نے ہزہائی نس کے سامنے پیش کی انہوں نے ایک بیڑا لے کر یشودھرا کے سامنے پیش کر دی۔ یشودھرا نے کہا۔ "انکل میں پان نہیں کھاتی۔" پھر تھالی لے کر میری طرف بڑھاتی ہوئی بولی۔ "ہاں کرن جی کو پیش کر سکتی ہوں۔" میں نے آداب عرض کر کے پان اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا۔ گو میں پان نہیں کھایا کرتا تھا اور یشودھرا کو یہ معلوم تھا۔ میرا مقصد اس کو ڈاج کرنا تھا۔ وہ بار بار میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ ابھی تک متغیر تھا۔ یہی کیفیت میری تھی لیکن میں اپنے دلی جذبات کو چھپانے میں اس سے زیادہ کامیاب تھا۔ تھوڑی دیر رسمی باتیں کرنے کے بعد آخر اس نے مہارانی کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اچھا آنٹی اب میں اجازت چاہوں گی۔ دس بجے مجھے انجکشن کرانا ہوتا ہے۔"

یہاں میں نے کچھ بولنا ضروری سمجھا۔ "آپ کی طبیعت کچھ خراب ہے یشودھرا دیوی؟" میں نے سوال کیا۔۔۔۔ مسکرا کر بولی۔۔۔۔ "ہاں کرن میں چار پانچ ماہ سے بیمار ہوں۔"

"اوہ! میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ "کیا شکایت ہے آپکو؟"
"شکایت کیا۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "شاک سمجھ لیجئے۔۔۔۔"
"شاک؟" میں نے کہا۔ "شاک کی مدت اتنی طویل نہیں ہوتی یشودھرا دیوی۔"
"وہ ایسا ہی صدمہ ہے کرن لیکن چھوڑیئے۔ اس خوشی کے وقت اس کا ذکر اچھا نہیں معلوم ہوتا۔"

"مجھے سن کر افسوس ہوا۔ یشودھرا دیوی۔" میں نے کہا۔۔۔۔ مہارانی نے کہا۔ "کرن یہ بہت جذباتی ہیں کہ ایک دور پرے کے رشتے کی بہن کے ایکسیڈنٹ کو دل سے لگا بیٹھیں۔ حادثے ہوتے رہتے ہیں اور بھلانے بھی پڑتے ہیں۔ دنیا میں امر کون ہے۔"
میں نے کہا۔ "ہاں یشودھرا دیوی زندہ رہنے کے لئے غم کو بھلا دینا ہی عقلمندی ہے۔"

مسکرا کر بولی۔ "بھول جاؤں گی۔۔۔۔ مجھے افسوس ہے کرن اس وقت زبان پر ایسی نامناسب بات لے آئی۔ ایشور آپ دونوں کو خوش رکھیں۔" اس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے ہزہائی نس کی طرف دیکھا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ یشودھرا نے چلتے چلتے کہا۔ "شام کو سیر سے لوٹنے کے بعد پھر آپ سے ملوں گی کرن جی۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سو بھاگیہ۔ یشودھرا دیوی۔"

میں رنواس سے لوٹا تو میری روح زخموں سے چور تھی۔ دل و دماغ میں ایک نہ ختم ہونے والی کشمکش جاری تھی مجھ پر دیوانگی کی سی کیفیت طاری تھی۔ دل چاہتا تھا اس مصنوعی شہزادگی کا لبادہ چاک کر کے مہاراجہ شردھام کے منہ پر ماروں اور یشودھرا کو لے کر روانہ ہو جاؤں۔ سکریٹری کے کمرے سے داخل ہو کر اپنے کمرے میں پہنچا تو کرنل' رشی کے پاس سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا۔ "ہو آئے کرن بیٹے؟" ان کے محبت آمیز لہجے نے میرا آدھا غصہ ختم کر دیا لیکن ساتھ ہی قوت برداشت بھی جواب دے گئی۔ "جی کرنل ماما۔" کہنے میں میری آواز بھرا گئی مجھے خود اپنی آواز پر اعتبار نہ آیا۔ کرنل نے چونک کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور بڑھ کر سینے سے لگا لیا۔ میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ وہ کچھ دیر کمر تھپکتے رہے اور پھر میرا ہاتھ پکڑ کے صوفے پر بٹھاتے ہوئے بولے۔ "کیا بات ہے کرن بیٹے---- کیا ہوا---- بولتے کیوں نہیں----" میں نے دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔ وہ تھوڑی دیر میرے سر پر ہاتھ پھیرتے رہے اور اٹھ کر دوسرے کمرے میں چل دیئے۔ میں دیر تک روتا رہا۔ آخر جی ہلکا ہوا تو رومال سے آنکھیں پونچھیں اور سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ دو تین کش لئے تھے کہ کینتھ اندر داخل ہوئی۔ وہ کچھ دیر کھڑی دیکھتی رہی اور جب میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو آہستہ آہستہ قریب آ کر بولی۔ "کرن تمہاری طبیعت اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ ایک پیگ پی لو۔" میں نے اس کو اشارہ کر کے پھر صوفے کی پشت پر سر ٹکا دیا۔ وہ بوتل اور گلاس اٹھا کر لے آئی۔ اس نے نصف گلاس بھر کر میری طرف دیکھا۔ میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور کھینچنی شروع کر دی۔ وہ کھڑی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھی۔ دو طویل گھونٹوں میں نصف سے زیادہ غائب ہوتی دیکھ کر آگے بڑھی اور گلاس پکڑ لیا۔ میں نے بگڑ کر اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ وہ میرے برابر میں بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کیا ہے ڈارلنگ---- کیا ہو گیا تمہیں----؟"

میں نے اسکے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں---- چلو آہستہ آہستہ پیتا ہوں۔" وہ میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئی۔ میں نے چند منٹ میں گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ میری بے چینی گھٹنے کے بجائے بڑھتی جا رہی تھی۔ یشودھرا کے طرز عمل سے معلوم ہوتا تھا وہ مجھے اچھی طرح پہچان چکی ہے۔ خرابی صحت شاک' ایکسیڈنٹ---- یہ تمام چیزیں بے مقصد سامنے نہیں لائی گئی تھیں یقیناً یہ تمام باتیں نعیم کو سنانے کے لئے ہی کہی گئی تھیں۔ رشی کرن کو نہیں اور---- اور اس کا رد عمل---- نہ جانے---- کیا ہو؟ میں ٹہلتے ٹہلتے رک گیا میز کے پاس جا کر کھڑے کھڑے اور انڈیلی اور گلاس منہ سے لگا لیا۔ کینتھ اٹھ کر میرے قریب آئی اور کہنے لگی۔ "کرن---- اس سے تمہیں کچھ فائدہ نہ ہو گا۔ میرے خیال میں تمہیں آرام کی ضرورت

ہے۔ بیٹھو میں تمہیں مارفیا دے کر سلا دیتی ہوں۔" میں نے ایک گھونٹ لے کر کہا۔ "میں باہر نکلنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ ابھی۔۔۔۔ اسی وقت۔" اس نے مجھے گھسیٹ کر صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا میں تمہیں ابھی نکالتی ہوں۔ گلاس رکھ دو اور بتاؤ کہاں جانا چاہتے ہو۔۔۔۔؟" میں نے گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" وہ ہنسنے لگی۔ "کیا کہنے ہیں کرن۔۔۔۔ آج زندگی میں پہلی مرتبہ میں تمہیں بہکتے دیکھ رہی ہوں۔ تم دلہن کے ساتھ ناشتا کرنے لے جائے گئے تھے نہیں؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ آگے بڑھی۔۔۔۔ "پھر کیا ہوا۔۔۔۔؟ کیا وہ بہت بد شکل ہے اور تم دیکھ کر ڈر گئے؟" میں نے نفی میں سرہلا دیا۔ بولی۔۔۔۔ "کیا وہ بہت خوبصورت ہے۔ اتنی خوبصورت کہ تم مرمٹے؟" میں نے کہا۔ "خوبصورت ہے لیکن میں اس پر مرنے نہیں لگا اور مرنے لگوں تو وہ میری جیب میں ہے لیکن یقین کرو اعتماد شکنی میرا اصول نہیں۔ وہ آدھے گھنٹے تنہائی میں میرے رخسار پر رخسار رکھے بیٹھی رہی لیکن میں نے چار سوساٹھ والٹ کے جھٹکے کھا کر بھی اس کو چومنا گوارا نہ کیا۔۔۔۔ حالانکہ۔۔۔۔ اب چھوڑو تم خود جانتی ہو۔۔۔۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ وہ بھی ہنسنے لگی۔۔۔۔ "کیا۔۔۔۔؟" اس نے میرے بازو میں کاٹتے ہوئے کہا۔۔۔۔ میں نے اس کے منہ میں انگلی دے کر بازو چھڑاتے ہوئے جواب دیا۔ "یہی کہ میں بہت ڈشنگ ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تسلیم۔۔۔۔ اب آرام کر سکتے ہو؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا "جانا چاہتا ہوں۔" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "بتاؤ کس کے پاس کہاں؟"

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تھوڑی دیر جواب کا انتظار کر کے کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ میں پھر ٹہلنے لگا لیکن اب خمار چڑھنے لگا تھا۔ میں نے ٹانگیں لرزتی محسوس کیں اور لڑکھڑا کر گر جانے کے خوف سے دیوار کا سہارا لیتا ہوا مسہری کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت کرنل کے کمرے سے ہزہائی نس' کینتھ اور کرنل برآمد ہوئے۔ میں مسہری پر بیٹھتے بیٹھتے سرہانے کا سہارا لے کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مسہری پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کرن طبیعت خراب ہو گئی؟" میں نے کہا۔ "جی پاپا۔۔۔۔ میری طبیعت بہت خراب ہے۔" کینتھ نے آگے بڑھ کر میرے جوتے کھولے۔ کرنل نے شیروانی اتاری اور آہستہ سے لٹا دیا ہزہائنیس نے کہا۔ "کرن تمہیں زیادہ نہیں پینی چاہئے تھی۔ خیر تھوڑی دیر آرام کرو۔ مس کینتھ انہیں لیموں کا شربت پلاؤ۔" میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور تھوڑی دیر میں دنیا و مافیہا سے غافل ہو گیا۔

شام کو چار بجے میری آنکھ کھلی تو مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔ کینتھ نے پانی کا جگ لا کر سلفچی میں میرا منہ ہاتھ دھلوایا اور کھانا لے کر آئی۔ میں اب خود کو بہتر محسوس کر رہا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد جسم میں توانائی آئی اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کینتھ نے سگریٹ اور لائیٹر دیتے ہوئے کہا۔ "کرن میں سمجھتی ہوں۔ اب تم بالکل ٹھیک ہو۔" میں نے دھواں

خارج کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں بیمار نہیں ہوں۔"

"تو پھر----" اس نے کہا---- "ہزہائی نس کئی مرتبہ تمہیں یاد کر چکے ہیں انہیں اطلاع دے دوں۔"

"ہاں---- اب میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔" میں نے جواب دیا۔ وہ کرنل کے کمرے کی طرف چل دی۔ میرا سگریٹ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ کرنل اندر داخل ہوئے اور میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگے۔ "کرن بیٹے کیسی طبیعت ہے اب----؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہوں ماما لیکن دل پر گھبراہٹ اب بھی ہے۔ کیا آپ مجھے تھوڑی دیر کے لئے باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔" وہ بولے---- "ایک دو گھنٹے کے لئے تو جا سکتے ہو----" میں نے کہا---- "کافی ہے---- لیکن میں رنگین شیشوں والی کار میں جانا چاہوں گا تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے۔" اٹھتے ہوئے بولے۔ "ٹھیک ہے میں شانتی کرن سے کہہ کر انتظام کرائے دیتا ہوں۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے---- لیکن پلیز ماما ذرا جلدی تشریف لایئے۔" وہ چلے گئے کینتھ میرے قریب آ کر کہنے لگی۔ "ہزہائی نس شاید ہی اجازت دیں کرن۔" میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا "کیوں؟"

وہ بولی "میرا خیال ہے---- شاید غلط بھی ہو لیکن نہیں غلط نہیں ہو سکتا۔ وہ تمہیں اکیلا تو کبھی نہ جانے دیں گے۔"

"اگر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں تو؟" میں نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میری ضمانت پر وہ ضرور اجازت دے دیں گے۔" مجھے ہنسی آ گئی---- وہ مسکرا کر بولی۔ "کیوں ہنسے؟"

"تمہاری ضمانت کی اہمیت پر----" میں نے کہا "لیکن اگر تم میرے ساتھ جانا چاہتی ہو تو پھر تمہیں---- نہیں---- آئم سوری۔ میں کسی کو ساتھ نہیں لے جا سکوں گا۔"

"کیوں---- کیا مجھ پر اعتماد نہیں ہے کرن؟"

"ہے---- لیکن یہ اعتماد سے بہت آگے کی بات ہے۔"

"بتاؤ کیا---- میں تمہارے ساتھ ہوں---- زندگی کی آخری سرحد تک۔"

"سوری---- تم ایک اچھی دوست ہو' بہترین بیوی ہو سکتی ہو لیکن خدا کے لئے مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش نہ کرو کہ اگر میں مر جاؤں تو میرے ساتھ جل کر ستی بھی ہو سکتی ہو۔" وہ مسکرا دی---- "اوکے کرن ڈونٹ ٹرسٹ می----" میں نے اس کی کمر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "یہ بات نہیں ہے۔ میں تم سے زیادہ قابل اعتماد کسی کو نہیں سمجھتا لیکن یہ بات ہی کچھ ایسی ہے۔ میں ایک دوست کے پاس جا رہا ہوں جس کا خیال ہے کہ میں نے اس پر گولی چلائی۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے دیکھتے ہی شوٹ کر دے ہو سکتا ہے مجھے ا۔ یکسپلین

کرنے کا موقع دے لیکن میرا یقین نہ کرے اور میں خود اپنے اوپر گولی چلا کر ہلاک ہو جاؤں اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ مجھے دیکھتے ہی دیوانہ وار سینے سے لگا لے۔ اس لئے---" کینتھ نے ہاتھ اٹھا کر روکتے ہوئے کہا۔ "ایک منٹ کرن--- صرف یہ بتاؤ تمہارا ایسا دوست تمہیں کس طرح ملا---؟"

میں نے کہا--- "پلیز زیادہ گہرائی میں نہ جاؤ۔ مجھ پر یقین کرو--- میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کہ اس وقت میں دنیا کا مایوس ترین انسان ہوں---- مجھے جانے دو--- یا میں مسرت کے شادیانے بجاتا ہوا لوٹوں گا۔ خیر یہ بھی راز رہنے دو----" اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "اوکے کرن--- تمہاری مرضی لیکن میں تمہاری بہترین معاون ہو سکتی تھی۔"

"مجھے یقین ہے لیکن یہ راز میرا نہیں۔ کسی اور کا ہے۔"

"کسی پردہ نشین کا----" اس نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔ "جو شادی میں شریک ہونے آئی ہے---- اور---- اور بھی بہت کچھ بتا سکتی ہوں----" میں نے اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں تھام کر کہا۔ "تم میرے ساتھ چل رہی ہو۔ صرف وعدہ کرو کہ زبان نہ کھولو گی۔ خواہ میرا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو جائے یا تمہارے دل پر چھریاں چل جائیں۔" اس نے دوسرا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔ "مائی ورڈ آف آنر۔"

"اچھا' پھر ہزہائی نس کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت دلاؤ۔" وہ سر جھکا کر روانہ ہو گئی۔

چند منٹ بعد کرنل اور ہزہائی نس کینتھ کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ ہزہائی نس نے مسکرا کر کہا۔ "اب تو ٹھیک معلوم ہوتے ہو کرن----" میں نے سر جھکا کر کہا---- "جی پاپا---- میرے باہر جانے کے متعلق کیا حکم ہے----؟" انہوں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ "ساڑھے پانچ بج رہے ہیں۔ اگر دو گھنٹے کے اندر اندر لوٹ سکتے ہو تو چلے جاؤ۔ تمہیں آٹھ بجے رنواس جانا ہے۔" میں نے کہا "اس سے بھی پہلے پہنچنے کی کوشش کروں گا پاپا لیکن رات کے وقت تو رشی کو بھیج کر دیکھئے۔" ہزہائی نس کی گردن جھک گئی۔ آہستہ آہستہ سر اٹھا کر کرنل کی طرف دیکھا۔ میں نے ان کو افسردہ دیکھ کر کہا۔ "خیر پاپا آپ فکر نہ کریں میں پہنچ جاؤں گا----" کرنل نے کہا۔ "کرن رنواس میں تمہاری ذہانت اور عقلمندی کا چرچا ہو رہا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو رشی ایک منٹ میں تمام کھیل بگاڑ کر نہ رکھ دیگا۔ اس لئے کم از کم ایک دفعہ تو خیریت سے شردھام پہنچ جانے دو۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما---- میں آپ کے حکم کی تعمیل کرونگا----" ہزہائی نس نے کہا۔ "شیروانی پہنو---- گاڑی آ چکی ہے۔ مس کینتھ کو لے کر چلے جاؤ۔ کرنل صدر دروازے تک تمہارے ساتھ جائیں گے۔" میں نے شیروانی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "

ماما کو رشی کے پاس ہونا چاہئے پاپا۔" ہزہائی نس نے کرنل کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹھیک تو ہے۔" ماما نے شیروانی کی جیب سے دس کے کئی نوٹ نکال کر کینتھ کو دیتے ہوئے کہا۔ یہ گیٹ پر پہنچتے ہی گارڈ کو انعام میں دے دینا مس کینتھ۔" کینتھ نے نوٹ لے کر پرس میں رکھ لئے اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ "چلئے چلئے یور ایکسی لنسی۔" کرنل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور ہم باہر نکل گئے۔

لفٹ سے پورچ میں آتے ہی گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر سلام کیا۔ کینتھ نے گارڈ انچارج کو انعام دیکر ڈرائیور سے کہا۔ "تم نہیں چل رہے ہو۔" وہ سر جھکا کر ایک طرف ہو گیا میں نے آگے بڑھ کر اگلا دروازہ کھولا اور کینتھ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ ڈرائیور نے پچھلا دروازہ بند کیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور گاڑی پورچ سے نکالی۔ مین گیٹ پر گارڈ نے پھر سلامی دی۔ سڑک پر آتے ہی میں نے شہر کو جانے والے راستے سے مخالف سمت میں ٹرن لیا اور چند سو گز جانے کے بعد ایک انٹر سیکشن پر کھڑے ہوئے پولیس مین کو دیکھ کر گاڑی سلو کرتے ہوئے کینتھ کو اس سے لکشمی نواس کا راستہ پوچھنے کو کہا۔ اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتار کر سر باہر نکالا۔ پولیس مین کے پاس پہنچ کر میں نے گاڑی روک دی اور وہ اس سے راستہ سمجھنے لگی۔ لکشمی نواس راج محل تین ساڑھے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ ہم پانچ منٹ میں پہنچ گئے۔ بیشتر مہمانوں کا قیام ہونے کے باعث یہاں کاروں کی آمد و رفت کے لئے مین گیٹ کھلا رہتا تھا جس پر صرف ایک سپاہی بندوق لئے ٹہلتا رہتا تھا۔ ہماری کار اندر داخل ہوئی تو وہ اٹینشن ہو گیا۔ راج محل کی سہ منزلہ عمارت کے سامنے اور داہنے بائیں سینکڑوں گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں پورچ کے قریب پہنچ کر میں نے کینتھ سے کہا۔ "ریسپشنسٹ سے یشودھرا کماری آف ولاس پور کا اپارٹمنٹ نمبر دریافت کرو۔" وہ دروازہ کھول کر نیچے اتری اور ریسپشن روم کی طرف چل دی۔ میں نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ واپس آئی اور کہنے لگی۔ "وہ تیسری منزل پر چھتر بھون میں ہیں۔ میں نے فون پر ان سے بات کی---- وہ آ ہی رہی ہیں۔"

"ساتھ کون ہے؟" میں نے پوچھا---- اس نے کہا۔ "معلوم نہیں میں نے ان سے صرف یہ کہا تھا کہ "ہم آپ سے ملنے آئے ہیں۔" انہوں نے سوال کیا "ہم کون؟" میں نے جواب دیا---- "آپ صبح جن سے مل چکی ہیں" انہوں نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ "اچھا میں نیچے آ رہی ہوں۔" میں نے دروازہ کھول کر اس کو اندر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم صبح مل چکے ہیں----" مسکرا کر بولی۔ "کرن یہ سوال تم جیسے عقلمند آدمی کو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیا دو اور دو چار نہیں ہوتے؟ اچھا ادھر دیکھو---- کیا یہ وہی نہیں----؟" میں نے پورچ کی طرف دیکھا۔ یشودھرا سیڑھیاں اتر

کے دروازے کی طرف آ رہی تھی۔ وہ تنہا تھی۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "وہی ہے۔" یشودھرا نے دروازے سے نکل کر ہماری کار پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور پارک کی ہوئی کاروں کی طرف بڑھنے لگی۔ میں نے اس کو ایک کار کا دروازہ کھول کر بیٹھتے دیکھا جس پر ولاس پور اسٹیٹ کی پلیٹ نمبر تھی۔ یہ وہی رنگین شیشوں والی گاڑی تھی میری نگاہوں میں گزشتہ واقعات گھومنے لگے۔ میں ماضی میں گم ہو کر رہ گیا۔ یشودھرا کی گاڑی بیک ہو کر نکلی اور سیدھی ہو کر پھاٹک کی طرف چلنے لگی تو کینتھ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "کرن! وہ جا رہی ہے۔" میں نے "ہاں" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ سے نکل کر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اگلی گاڑی کی رفتار بڑھنے لگی۔ میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ شہر سے اٹھارہ بیس میل دور جانے کے بعد گھنے جنگل میں ایک دریا کے کنارے بنی ہوئی بارہ دری کے قریب پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور نیچے اتر کے ہماری گاڑی پر نظر ڈالتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ میں نے انجن بند کر کے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "میں چند منٹ بعد تمہیں بلاؤں گا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "گڈ لک۔" میں "تھینک یو" کہہ کر بارہ دری کی طرف چل دیا۔ جگہ جگہ سنگ مرمر کے بنچ بچھے ہوئے تھے اور گرد و پیش کا انتہائی حسین منظر تھا لیکن میں اس وقت امید و بیم کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ میرے لئے اس میں کوئی کشش نہ تھی۔ یشودھرا جنگلے کے قریب دریا کی طرف منہ کئے کھڑی تھی۔ ہوا کے جھونکوں سے اس کے کھلے ہوئے بال کاندھے پر لہرا رہے تھے۔ میں دھڑکتے دل سے اس کے قریب پہنچا۔ آہٹ پاتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ "مبارک ہو کرن!" میں نے کہا۔ "یشو مبارکباد دینے کے لئے تمہیں راج محل جا کر روم نمبر اکتالیس میں رشی کرن سے ملنا چاہئے۔"

"وہ میرے سامنے کھڑا ہے۔" اس نے تیوری چڑھا کر کہا۔

"یہ بھی صحیح ہے لیکن ڈرامے کے ہیرو اصلی ہیرو نہیں ہوا کرتے یشو۔۔۔۔ تمہارے سامنے اس وقت تمہارا پرستار نعیم کھڑا ہے۔"

"ہو گا۔۔۔۔" اس نے لاپروائی سے کہا۔ "مجھے خوشی ہے نعیم ایک اچھا اداکار ہے۔ وہ ہر پارٹ میں اوریجنل معلوم ہوتا ہے۔"

"یشو۔۔۔۔ تمہیں غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔ میں صرف گورنر کے حکم سے ایک ڈیوٹی انجام دے رہا ہوں۔ ولاس پور میں باڈی گارڈ تھا۔ یہاں ایک نیم دیوانے پرنس کا پروٹو ٹائپ ہوں۔ وہاں بھی تنخواہ ملتی تھی یہاں بھی تنخواہ ملتی ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "وہاں بھی شہزادیاں ملتی تھیں۔ یہاں بھی شہزادی مل گئی۔" میں نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔ "یہاں کی شہزادی میری کچھ نہیں یشو۔۔۔۔ میں تمہارا ہوں اور تمہارے لئے تڑپ رہا ہوں۔" وہ غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگی

اور جب اس کی پلکیں نم آلود ہونے لگیں تو میں نے اس کو آغوش میں لے لیا۔ اس نے کوئی مزاحمت نہ کی اور میرے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ میں نے اس کا چہرہ اوپر اٹھا کر رومال سے آنسو پونچھے اور وہ مسکرا دی۔ فضا میں نغمے بکھر گئے۔ میں نے اس کو پھر بانہوں میں جکڑ کر چوم لیا۔ اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "آہ نعیم---- میں ایک بار پھر تمہارا یقین کرنے پر مجبور ہوں---- خدا کرے یہ سچ ہو----" میں نے اس کو بنچ پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یشو اگر تم اجازت دو تو میں ایک گواہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو بمبئی سے میرے ساتھ آئی ہے اور میری زندگی کے ایک ایک لمحے سے واقف ہے۔"

"وہی تو نہیں جس نے مجھے فون کیا تھا----؟" اس نے بنچ پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔

"وہی---- وہ میری زندگی کا ہر راز جانتی ہے اور جھوٹ نہیں بول سکتی۔"

"بلا لو---- لیکن گواہی کی ضرورت نہیں---- جس روز میں تم پر یقین نہ کروں گی دنیا میں کسی پر بھی نہ کروں گی۔" میں نے اس کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "یشو میری جان---- تم نے مجھے دوبارہ زندگی دی ہے۔ میں عہد کر کے چلا تھا کہ اگر تم کو یقین نہ دلا سکا تو میری لاش ہی واپس جائے گی اور شاید لاش بھی نہ جاتی کیونکہ----" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "نعیم خدا کے لئے خاموش ہو جاؤ----!" میں خاموش ہو گیا۔ سورج غروب ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے اور تاریکی بڑھتی جا رہی تھی۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "رات ہو رہی ہے---- چلو گاڑی میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ مجھے اس جنگل کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے اور ایک چھوٹے سے پستول کے سوا کوئی ہتھیار بھی نہیں ہے۔" وہ میرا ہاتھ پکڑے پکڑے سیڑھیوں کی طرف چلنے لگی۔ اسی وقت کینتھ کے چیخنے اور دھڑاکے سے کار کا دروازہ بند کرنے کی آواز آئی۔ میں نے چونک کر شیروانی کی جیب سے پستول نکالتے ہوئے گاڑی کی طرف دیکھا۔ ایک چیتا چند قدم کے فاصلے پر درخت کے نیچے کھڑا ہوا دم ہلا رہا تھا۔ یشودھرا پلٹ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے گھبراہٹ میں چیتے کی طرف یکے بعد دیگرے تین فائر کئے نتیجہ صفر تھا لیکن پستول کے دھماکے سن کر چیتے نے چھلانگ لگائی اور جنگل میں غائب ہو گیا۔ یشودھرا بے ہوش ہو کر میرے بازو پر لٹک رہی تھی۔ میں نے ایک جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا اور کار کی طرف جھپٹا۔ قریب پہنچتے ہی کینتھ نے دروازہ کھول دیا۔ میں نے اس کو اندر دھکیلا اور پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ کینتھ نے دروازہ بند کیا اور اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی لیکن خوف سے اس کی بری حالت تھی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ "کرن!" اس نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا---- "خدا کے لئے نکلو ورنہ۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "اب کوئی خطرہ نہیں۔ تم۔ اس کو سنبھالو۔"

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر اس کو سنبھالنے لگی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور بیک کر

کے سڑک پر لایا۔ چند سو گز چلنے کے بعد ایک کھلے مقام پر بریک لگاتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ کینتھ نے کہا۔ "کاش میں اٹیچی کیس ساتھ لے کر آتی۔" میں نے کہا " کھڑکیوں کے شیشے اتار دو میں دیکھتا ہوں کہیں پانی۔۔۔" اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ "نہیں گاڑی سے باہر نہ نکلنا کرن۔۔۔۔ مجھے ایک ترکیب۔" اس نے یشودھرا کی ناک پر انگلی اور انگوٹھا رکھ کے دبایا۔ میں نے گھبرا کر کہا۔ "یہ کیا مویشیوں والا علاج کر رہی ہو۔۔۔؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت یشودھرا نے منہ کھول کر سانس لیا اور آنکھیں کھول کر دیکھا۔ کینتھ نے ناک سے ہاتھ ہٹا لیا اور کمر کے نیچے ہاتھ ڈال کر سیٹ پر بٹھاتے ہوئے مسکرا کر بولی۔ "یو آر آل رائٹ یور ایکسی لنسی۔" یشودھرا نے سر پر ہاتھ پھیر کر سیٹ سے کمر لگا دی اور نحیف آواز میں بولی۔ "ہاں" میں اگلی سیٹ کھینچ کر اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کمر تھپتھپا کر کہا۔ "یشو کیا ہو گیا تمہیں۔۔۔؟"

اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "اوہ۔۔۔ تم ٹھیک ہو نعیم۔۔۔؟"

میں نے ہنس کر کہا۔۔۔ "ایک جنگلی کتے کو دیکھ کر ڈر گئیں تم یشو؟"

"کتا نہیں تھا وہ۔۔۔ میں نے دیکھا۔" میں نے ہنس کر اس کی بات کاٹی۔ "کتا تھا۔۔۔ پستول کی آواز سنتے ہی بھاگ گیا خیر۔۔۔ اب کیسی ہو۔۔۔؟"

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ شکریہ۔"

"تو پھر ان سے ملو یہ ہیں مس لیو کینتھ۔۔۔ میری نرس، پرائیویٹ سیکرٹیری۔۔۔ کمپینین۔۔۔ باڈی گارڈ وغیرہ وغیرہ۔" اس نے کینتھ سے مصافحہ کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ "ہاؤ ڈو یو ڈو۔۔۔؟" کینتھ نے مسکرا کر اس کے سامنے سر جھکا دیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر پھر مسکرا دی۔ میں نے کہا۔ "یشو تمہارا تعارف بڑے عجیب حالات میں ہوا لیکن خیر یہ ہماری قابل اعتماد دوست ہیں اور دوسری ملاقات پر تفصیلی گفتگو ہو گی۔ اب یہ بتاؤ گاڑی چلا سکو گی یا نہیں۔۔۔؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں نعیم۔۔۔ شاید نہ چلا سکوں۔۔۔" میں نے کہا "خیر دیکھا جائے گا۔۔۔ یہ تمہیں ڈرائیو کر گی۔۔۔ پہلے لے تو آئیں۔"

وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے وہیل پر جا کر گاڑی بیک کی اور بارہ دری کی طرف چل دیا۔ کینتھ اس کو مسلسل باتوں میں الجھائے رہی۔ ہیڈ لیمپس کی تیز روشنی دیکھ کر خرگوش اور گیدڑ وغیرہ بھاگتے رہے۔ کوئی خطرناک درندہ کہیں نظر نہ آیا۔ میں نے یشودھرا کی کار کے پہلو میں جا کر بریک لگایا اور کینتھ کی طرف دیکھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ وہ گاڑی سے اتر کے یشودھرا کی کار کے وہیل پر بیٹھی اور انجن اسٹارٹ کیا۔ میں نے گاڑی بیک کی اور تھوڑی دیر میں دونوں گاڑیاں شہر کی طرف دوڑ رہی تھیں۔ یشودھرا میرے پہلو میں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ میں نے اس سے ذہن کے ساتھ شردھام جانے والی

راجکماریوں کے ساتھ شامل ہونے کی درخواست کی---- اس نے چلنے کا وعدہ کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔ "نعیم میں نے رشی کرن کو نہیں دیکھا اس لئے اس کی دماغی اور جسمانی حالت کے متعلق کچھ نہیں جانتی لیکن اتنا سمجھ سکتی ہوں کہ وہ ہر حیثیت سے ناکارہ ہے تو کیا تم----" وہ مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا---- "یشو میں تمہارا مطلب سمجھ گیا لیکن یقین کرو شردھام پہنچنے کے بعد نعیم سروج کماری کے سپنے میں بھی مشکل سے آئیگا اور پھر وہ اتنے بے غیرت نہیں ہیں کہ----" میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

وہ ہنس دی۔ "بے غیرت کوئی بھی نہیں ہوتا نعیم---- لیکن حالات سرکش سے سرکش انسان کو زمین چاٹنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ بہرکیف میں تم پر اعتماد کرتی ہوں----"

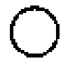
"شکریہ---- میں وعدہ کرتا ہوں کہ----"

"غیر ضروری ہے نعیم---- اعتماد ہو تو وعدے نہیں لئے جاتے۔"

"پھر شکریہ ڈیریسٹ۔" میں نے کلائی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے سات بج گئے تم راج محل چل رہی ہو نا یشو؟"

"چل رہی ہوں۔ گاڑی رکواؤ اب میں چلا سکتی ہوں۔"

"شام کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ---- ہوائی جہاز چلانے لگو گی۔" وہ ہنس دی۔ "تم وہاں پہنچتے ہی کرن بن جاؤ گے---- اور----" میں نے کہا---- "ڈیوٹی از ڈیوٹی---- یور ایکسی لنسی لیکن ریلیو ہوتے ہی میں آپ کے ساتھ ہوں گا۔ کینتھ آپ کو بتائیگی ہم کہاں مل سکتے ہیں۔"



میں نے راج محل کے پورٹیکو میں گاڑی روک کر دروازہ کھولا تو برآمدے میں پاپا' ہزہائی نس اور کئی راجکمار کھڑے ہوئے تھے۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی پاپا نے آگے بڑھ کر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور لفٹ کی طرف چلنے لگے۔ ہزہائی نس اور یوراج بھی ہمارے ساتھ ہو گئے پاپا نے لفٹ میں آتے ہی کہا۔ "کرن تم بہت غیر ذمہ دار ہو---- معلوم ہے ہم سب کس قدر پریشان ہوئے۔" یوراج نے لفٹ آپریٹر کی طرف دیکھا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور لفٹ اوپر جانے لگی۔ میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے پاپا---- واقعی کچھ لیٹ ہو گیا۔"

"ہونہہ----!" انہوں نے گھڑی میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "کچھ لیٹ---- یا پورا آدھا گھنٹہ؟ سب تمہارے انتظار میں کھانا سامنے رکھے بیٹھے ہیں۔ خیر اب تمہیں یہاں سے سیدھا رنواس میں جانا ہو گا۔" لفٹ رکتے ہی پاپا کے سوا سب باہر نکل آئے۔

یوراج نے میرا ہاتھ تھاما۔ پاپا نے ہزہائی نس کو مسکرا کر سر کے اشارے سے سلام کیا۔ لفٹ اوپر چل دی اور ہم ہزہائی نس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔

رنواس میں بھی حالت اس سے مختلف نہ تھی۔ یہاں تمام خواتین اسی طرح مضطرب تھیں۔ مہارانی نے ہال میں داخل ہوتے ہی پچیس اشرفیاں میرے سر پر سے اتار کر اسی وقت برہمنوں میں تقسیم کرانے کو بھیجیں اور بلائیں لے کر ایک طرف ہٹ گئیں۔ ان کے ہٹتے ہی میں لڑکیوں کے مجمع میں گھر گیا۔ تمام راجکماریاں اور مہمان خواتین میزوں پر پہنچ گئیں۔ اجیتا میرا ہاتھ تھام کر کمرے کی طرف چلتے چلتے بولی۔ "بھاگنے کا ارادہ تھا کیا یوراج؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہارے بغیر کیسے بھاگ سکتا ہوں۔" وہ ہنس کر کہنے لگی۔

"میرا کیا کرو گے بھلا۔۔۔۔؟"

"سروج کی نگرانی کرائیں گے۔" میں نے اس کی ناراضگی کے خوف سے ایک بے ضرر سا مصرف بتایا۔ اس نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔ "بس؟" میں نے کمرے میں قدم رکھتے ہوئے کہا۔ "باقی پھر کبھی۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ اندر سروج مسہری اور صوفے کے درمیان کھڑی ہوئی سنگھار میز پر رکھے ہوئے فوٹو کو دیکھ رہی تھی جو فلیش کیمرہ سے لیا ہوا رشی کرن کا ایک شاٹ تھا۔ اجیتا کا قہقہہ سنتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور زیر لب "ران ناتھ" کہہ کر آگے بڑھتے بڑھتے رک گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "گلے لگا لو کرن۔۔۔۔ میں ٹل جاتی ہوں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اتنا بے شرم تو نہ سمجھو ہمیں دیدی رانی۔" بولی۔

"دھرما تما بننے کی کوشش نہ کرو کرن۔۔۔۔ من میں تو لڈو پھوٹ رہے ہوں گے۔ خیر آؤ پہلے کھانا کھا لو۔ بے چاری بھوکی بیٹھی ہے۔" میں نے ٹیبل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے چارا بھی بھوکا کھڑا ہے آؤ تجنیا۔" سروج مسکرا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پلٹ کر دیکھا تو اجیتا جا چکی تھی۔ میدان خالی دیکھ کر سروج نے منہ بنا کر کہا۔ "تم نے آج مجھے بہت دیاکل کیا پرتم۔۔۔۔ کہاں چلے گئے تھے۔۔۔۔؟"

"کہیں نہیں سروج۔" میں نے جواب دیا۔ "یونہی ذرا۔۔۔۔ خیر کھانا کھاؤ لیکن صبح جتنا نہیں۔۔۔۔ اچھی طرح۔" وہ سامنے والی کرسی سے اٹھ کر میرے پہلو میں آ کر بیٹھ گئی اور منہ کھول کر بولی۔۔۔۔ "کھلاؤ سوامی ناتھ۔" میں نے ایک لقمہ اٹھا کر اس کے منہ میں دیا اور ہنس کر کہا۔ "ناؤ ہیلپ یورسیلف۔۔۔۔" اس نے جھینپ کر میری گود میں منہ چھپا لیا اور پھر کھانے کا سلسلہ ختم ہونے تک بار بار اس کا منہ میری گود میں آتا رہا اور میں گوتم بدھ کی طرح پتھرائی ہوئی آنکھوں سے خلاؤں میں نروان تلاش کرتا رہا۔ بالفاظ دیگر رنگ و نکہت کی حسین وادیوں سے خوفزدہ ہو کر تپتی ہوئی کھردری چٹانوں میں پناہ ڈھونڈتا رہا۔ میرے لئے گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہونے اور جھیلوں میں چھلانگیں لگانے سے بڑی [illegible] تھی۔

کھانا کھا کر باہر نکلا تو ہال میں سے میزیں ہٹائی جا چکی تھیں اور کرسیوں کے وسط میں ایک لڑکی پیروں میں گھونگرو باندھے ناچ رہی تھی۔ ہمیں دروازے سے نکلتے دیکھ کر ناچتے ناچتے دونوں کنپٹیوں پر ہاتھ رکھ کر جھکی اور سیدھی ہو کر گانا الاپنے لگی۔ تمام خواتین نے پلٹ کر ہماری طرف دیکھا۔ مہارانی نے مسکرا کر پانچ اشرفیاں نکالیں اور گانے والی لڑکی کو دے دیں۔ اجیتا نے آگے بڑھ کر مجھے کرسی پر بٹھا دیا۔ چوتھی کرسی پر یشودھرا بیٹھی ہوئی تھی اس نے ایک بار میری طرف مسکرا کر دیکھا اور پھر گانا سننے میں محو ہو گئی۔ گیارہ بجے میں نے مہارانی سے رخصت طلب کی اور اپنی قیام گاہ کو لوٹا۔ کرنل نے خود اٹھ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوتے ہی بولٹ چڑھا کر میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے کمرے کو چل دیئے۔ میں نے سلیپنگ سوٹ پہنا اور سگریٹ سلگا کر بستر پر دراز ہو گیا۔

سہ پہر کو دلہن راجکماری کو رخصت ہونا تھا۔ پروگرام کے مطابق یہاں سے رشی کرن کا پارٹ شروع ہوتا تھا کیونکہ اب ملاقاتوں اور خلوتوں کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا۔ صرف ایسی رسوم باقی رہ گئیں تھیں جن میں مکالموں کی گنجائش نہ تھی۔ ایک ایسے چلتے پھرتے مجسمے کی ضرورت تھی جو چہرے پر سہرے کا نقاب ڈالے منہ پر رومال رکھے، جس جگہ پر کھڑا کر دیا جائے کھڑا رہے۔ جہاں چلنا ہو وہاں چلنے لگے۔ رشی ان کاموں کے لئے ان فٹ نہ تھا۔ سنبھالنے کے لئے دائیں بائیں نگیرین متعین تھے جن میں کرنل ماما بھی شامل تھے۔ میں صبح کا ناشتا سورج کماری کے ساتھ کر کے اس کو آنے والے خوشگوار لمحات اور بے پناہ مسرتوں کا یقین دلا کر (جن میں سے مجھے رشی کی طرف سے ایک کا بھی یقین نہ تھا) راج محل سے غائب ہو چکا تھا اور شوفر کی وردی میں مسٹر والٹر کی کار لئے لکشمی نواس کے گیٹ سے کچھ فاصلے پر یشودھرا کی گاڑی باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے والٹر سے کہہ دیا تھا۔ میرا انتظار نہ کریں اور گاڑیوں کی کمی نہیں ہے وہ خود کوئی انتظام کریں گے۔

اس وقت مجھے صرف ایک خیال رہ رہ کر پریشان کر رہا تھا اور وہ یہ تھا کہ اگر یشودھرا کے ساتھ کوئی اور ہوا تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا اور مجھے منہ چھپا کر کھسکنا پڑے گا۔ سب سے بڑی دشواری یہ تھی کہ اس کی پیکارڈ کے رنگین شیشوں کی وجہ سے اس کے ساتھ کوئی ہے یا نہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ گزشتہ رات میں دوسری گاڑی میں تھا کہ وہ میری گاڑی کو پہچان سکے۔

اڑھائی بجے کے قریب پیکارڈ گیٹ سے باہر نکلی۔ قریب آتے ہی میں نے ٹوپی اتار کر سر کھڑکی سے باہر نکالا اس نے کھڑکی کا شیشہ نیچے سرکایا اور میری طرف دیکھا۔ وہ تنہا تھی۔ میں نے سیلف پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "یشو میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔" اس نے مسکرا کر گاڑی روک دی۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "پلیز فالومی۔" اس نے آگے جا کے یو ٹرن لیا اور میرے پیچھے آنے لگی۔ میں نے سیدھا بارہ دری کا رخ کیا دو

تین میل جانے کے بعد اس نے رفتار بڑھائی اور گاڑی میرے برابر میں لاتی ہوئی بائیں دروازے کا شیشہ نیچے سرکا کر بولی۔ بارہ وری کا ارادہ تو نہیں نعیم؟" میں نے کہا"ہاں مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ کچھ سننا ہے۔" وہ بولی۔ "تو اس خطرناک جنگل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ سڑک سے ذراہٹ کے گاڑی روک دو اور میری گاڑی میں آ جاؤ----" میں نے زمین ہموار دیکھ کر بائیں جانب گاڑی اتاری اور چند قدم پر ایک گھنے درخت کے نیچے روک دی اور نیچے اتر کے پیکارڈ کا دروازہ کھولا۔ یشودھرا نے سوئچ آف کر کے دونوں ہاتھ میری طرف پھیلا دیئے۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر چوم لیا۔ تھوڑی دیر وارفتگی کا عالم طاری رہا اور جب وہ پھسل کر میری آغوش سے علیحدہ ہوئی تو دونوں کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر سسکی لی اور کندھے پر سر رکھ کر بے اختیار رونے لگی۔ میں نے اس کے آنسو پونچھے اور کمر تھپک کر پچھلا دروازہ کھول کر اندر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ اندر داخل ہو گئی۔ میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے دروازہ بند کر کے کہا۔ "یشو کل مس کینتھ کی موجودگی میں تم سے بات نہ کر سکا۔ اب مجھے تفصیل سے بتاؤ ہزہائی نس اور ہرہائی نس توکشل ہیں نا؟"

"کشل ہیں---- تمہیں اکثر یاد کرتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔

"یہ تو میری عزت افزائی ہے یشو---- اگر سچ ہے۔"

"بالکل سچ ہے۔ وہ تمہیں باڈی گارڈ نہیں---- راج محل کی شوبھا کہتے ہیں نعیم۔"

"خدا کرے انہیں میری عمر لگ جائے---- میں بھی انہیں پرنس نہیں دیوتا مانتا ہوں۔ اچھا سا وھنا دیدی؟"

"اچھی ہیں---- تمہیں بہت یاد کرتی ہیں۔ میری وجہ سے لیکن اگر میں انہیں ایک بات بتا دیتی تو شاید وہ تم سے بیزار ہو جاتیں۔"

"وہ کیا؟" میں نے چونک کر کہا---- میرا ذہن سیدھا سوسائیڈ نوٹ کی طرف پہنچا۔

اس نے مغموم لہجے میں کہا۔ "پھر کبھی سہی۔"

میں نے کہا---- "تمہاری مرضی---- میں مجبور نہیں کروں گا۔ اچھا یہ بتاؤ شردھام چل رہی ہو یا نہیں؟"

"نہیں جناب----" اس نے سر ہلا کر کہا۔ "میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ بولی "کیوں ڈیریسٹ اس طرح کیوں دیکھنے لگے----؟"

میں نے کہا۔ "یہ دیکھ رہا ہوں کہ تلخ بات کہتے وقت بڑے لوگوں کی زبان کتنی شریں ہو جاتی ہے----؟"

"کیا میری زبان سے پہلی مرتبہ "جناب" سن رہے ہو ڈیر؟" اس نے کہا۔

"نہیں---- لیکن "نہیں" پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔ سوچو تو یہ کتنا اچھا موقع تھا تمہ

کھو رہی ہو۔ میری بدقسمتی ہے۔"

"مجبوری ہے نعیم ---"

"خیر' نعیم مجبور نہیں ہے۔ تم نہیں چل رہیں تو میں بھی نہیں جا رہا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟ تم مہاراجہ شردھام کو اس طرح کیسے چھوڑ سکتے ہو؟ گورنر کو کیا جواب دو گے ---؟ مس کینتھ کا کیا ہو گا ---؟"

"تم کیا سمجھتی ہو' کیا میرے نہ جانے سے زمین کی گردش رک جائیگی؟ اور اگر رکتی ہے تو رک جائے۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔"

"کہاں؟"

"ولاس پور --- ابھی یہیں سے۔" وہ ہنس دی۔ "پاگل ہو گئے ہو نعیم؟"

"میں عقل کل نہیں ہوں۔ مجھے بھی پاگل ہونے کا حق ہے۔"

"اچھا ---" اس نے کہا "راج محل واپس چلو --- اپنا سامان لے لو۔"

"میرا کوئی سامان نہیں یشو --- یا پھر پوری ریاست ہے۔ کیا کیا لے سکتا ہوں ---؟"

"مجھے یقین ہے نعیم --- تم چاہو تو شردھام کی گدی حاصل کر سکتے ہو کیوں نہیں کرتے یہ میں نہیں جانتی لیکن کم از کم ایک جوڑا کپڑوں کا تو لے لو۔"

"اپنی اپنی ضرورت ہے یشو --- مجھے ریاست کی ضرورت نہیں ہے۔ یشودھرا کی ہے اور وہ مل گئی --- آؤ چلتے ہیں۔" میں نے اس کو اٹھا کر اگلی سیٹ پر بٹھایا اور وہیل پر بیٹھ کر انجن اسٹارٹ کیا۔ وہ خاموش بیٹھی دیکھتی رہی۔ گیئر لگاتے ہی والٹر کی کار کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگی۔ "اس کا کیا ہو گا؟" میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر چڑھائی اور اس سے پوچھا۔ تمہارے پرس میں کاغذ اور قلم ہے ---" اس نے پرس کھول کر نوٹ بک اور فاؤنٹین پن میری طرف بڑھا دیا۔ میں نے والٹر کے نام انگریزی میں مختصر سا نوٹ لکھا۔ "مسٹر والٹر میں ہز ایکسی لنسی کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ اپنی کار بارہ دری کو جانے والی سڑک سے خود آ کر لے جائیں --- شکریہ ---" نوٹ جیب میں رکھا اور نیچے اتر کے والٹر کی کار کو سڑک پر چڑھا کر پیکارڈ میں آ گیا۔ یشودھرا خاموش بیٹھی دیکھتی رہی۔ میں نے شہر کا رخ کیا --- لکشمی نواس کے قریب پہنچ کر اس نے کہا۔ "نعیم میرے ساتھ دو تین سوٹ کیس ہیں۔ ایک نوکرانی ہے اور کئی چیزیں ہیں۔ کیا انہیں چھوڑ کر چل دینا ہے ---؟" میں سوچ میں پڑ گیا اور گیٹ سے کچھ فاصلے پر گاڑی روک دی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "گاڑی اندر لے چلو میں اوپر جا کر سامان لاتی ہوں تم وہیل پر بیٹھے رہنا کسی کو معلوم بھی نہ ہو گا کہ تم گاڑی میں ہو ---" میں نے کوئی جواب نہ دیا --- گاڑی اسٹارٹ کی اور پورچ میں لا کر انجن بند کر دیا۔ یشودھرا دوسری طرف کا دروازہ کھول کر باہر نکلی اور بند کر کے اوپر چل دی۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔

دس منٹ بعد جب وہ لوٹی تو اس کے ساتھ سامان کے بجائے سادھنا دیوی چلی آ رہی تھیں۔ مجھے پسینہ آ گیا۔ یشودھرا نے پچھلا دروازہ کھول کر پہلے سادھنا دیوی کو سوار کیا اور پھر خود اندر آ کر دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔ "چلو نعیم۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "آداب عرض سادھنا دیدی۔" مسکرا کر بولی۔ "گاڑی باہر نکالو پھر تمہارا سلام لیتی ہوں۔" میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور "جو حکم" کہہ کر گیئر لگایا۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی انہوں نے کہا۔

"بارہ دری" میں نے دائیں طرف ٹرن لیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ اگلی سیٹ پر آ گئیں اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولیں۔ "یشودھرا نے مجھے تمہارے متعلق کل سے اب تک کافی بتا دیا ہے نعیم لیکن----"

"لیکن----" میں نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "یشودھرا نے مجھے اب تک یہ نہیں بتایا کہ آپ بھی تشریف لائی ہوئی ہیں۔ یہ سامان لانے کو گئی تھیں اور آپ کو لے کر چلی آئیں۔"

"بولیں---- " ہاں ایک پاگل آدمی کو اسی طرح ہینڈل کیا جا سکتا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا---- "تو میں پاگل آدمی ہوں دیدی؟" وہ غور سے میری طرف دیکھتی ہوئی بولیں---- "ہاں تم ذہنی مریض کے ساتھ رہ کر خود بھی ذہنی مریض ہو گئے ہو۔" میں نے والٹر کی گاڑی کے قریب پہنچ کر بریک لگایا۔ بولیں---- "میں نے تمہارا وہ پروانہ راہداری پھاڑ کر جلا دیا ہے نعیم---- کافی عرصہ ہوا تم سچے تھے یا جھوٹے یہ مجھے معلوم نہیں لیکن تمہارا آج کا دیوانہ پن دیکھتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ رشی کی قربت کا اثر نہیں تم بہت پہلے سے پاگل ہو۔ وہ نوٹ ایک صحیح الدماغ آدمی کبھی نہیں لکھ سکتا۔" میں نے کہا---- "شاید آپ صحیح کہہ رہی ہیں دیدی۔" سادھنا دیوی بولیں---- "شاید---- شاید نہیں یقیناً" ورنہ تم یشودھرا کو اس طرح لے کر جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔" میری آنکھیں بھر آئیں اور سر خود بخود ان کے کندھے پر ٹک گیا۔ انہوں نے تھوڑی دیر میری کمر تھپتھپائی اور کہنے لگیں۔ "نعیم اچھا ہی ہوا میں یشودھرا کے ساتھ آ گئی تھی ورنہ یہ تم سے زیادہ پاگل ہے۔ خیر اب---- یہ گاڑی لے کر جاؤ ہم دلہن کے ساتھ شردھام چل رہے ہیں بس؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "شکریہ---- آبھار---- نوازش سادھنا دیدی---- اب میں پاگل نہیں رہا۔" وہ ہنس دیں---- "ہاں اب تم پاگل نہیں ہو۔"

میں نے گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں والٹر کو نوٹ بھیج رہا ہوں وہ گاڑی منگا لے گا۔ میں آپ کو شردھام تک ڈرائیو کروں گا۔" انہوں نے یشودھرا کی طرف دیکھا اور اس نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ میں نے جیب سے پرچا نکال کر پھاڑ دیا اور یشودھرا سے نوٹ بک لے کر دوسرا نوٹ لکھنے لگا۔

سہ پہر کو سوا تین بجے رخصت ہو کر برات شردھام کی طرف روانہ ہوئی میں نے قصداً اپنی گاڑی مسٹر والٹر کی گاڑی کے ساتھ رکھی۔ یشودھرا میرے برابر بیٹھی ہوئی تھی۔ سادھنا پچھلی سیٹ پر تھیں۔ ان کے دونوں سوٹ کیس ڈکی بکس میں رکھے ہوئے تھے۔ میرے سوٹ کیس کہاں تھے مجھے معلوم نہ تھا۔ یشودھرا میرے ساتھ تھی اور یہ میرے لئے شردھام اور ولاس پور کی مشترکہ حکومت مل جانے سے زیادہ خوشی کی بات تھی۔ شام کو سات بجے ایک دریا کے کنارے تمام گاڑیاں روک دی گئیں۔ ریت پر دور تک فرش بچھائے گئے اور کھانے کے لئے اترنے کا حکم ملا۔ سادھنا دیوی اور یشودھرا گاڑی سے اتر کے مہمانوں میں شامل ہو گئیں۔ میں گاڑی کے تمام شیشے چڑھائے وہیل پر بیٹھا سگریٹ پھونکتا رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد وہ لوٹیں تو سادھنا دیوی کے ہاتھ میں مٹھائی کا ڈبہ تھا۔ گاڑی میں سوار ہوتے ہی یشودھرا نے پیکٹ میرے ہاتھ میں تھما دیا سادھنا نے پچھلی سیٹ سے تھرماس اٹھا کر اس کو پکڑا دیا۔ گاڑی چلتے ہی یشودھرا نے مٹھائی کا پیکٹ کھولا اور اپنے ہاتھ سے میرے منہ میں مٹھائی کے ٹکڑے اٹھا اٹھا کر دینے لگی۔ سادھنا اس کو چھیڑتی اور ستاتی رہی۔۔۔۔ پچیس تیس میل کا فاصلہ طے کرنے تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں نے پانی پی کر سگریٹ سلگایا اور یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بڑا مزا آیا یشو۔۔۔۔ جی تو چاہتا ہے اسی طرح کھائے چلا جاؤں لیکن مٹھائی ہی ختم ہو گئی۔" یشودھرا ہنس دی "اور منگائی جا سکتی ہے نعیم۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا تو پھر منگا لو ایک دو ٹرک بھر کر۔" سادھنا نے میرے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "سنو بھیم سین جی۔۔۔۔ دھرم شالہ ذرا آگے ہے۔۔۔۔ یہ لو اپنی بھوجن پتریکا۔" اس نے ایک مڑا تڑا کاغذ میری آنکھوں کے سامنے کیا۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ جھپٹ لیا اور کھول کر دیکھا۔ یہ میرا سوسائیڈ نوٹ تھا۔ میں نے گردن گھما کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "سادھنا دیدی یہ کیا؟ آپ تو کہتی تھیں پھاڑ کے جلا دیا۔" انہوں نے پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور بولیں۔ "ابھی تک اس کی ضرورت تھی۔۔۔۔ اب نہیں رہی۔" میں نے بیک ویو مرر کا زاویہ بدل کر انکے چہرے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "اسکی ضرورت پر میں بعد میں بات کروں گا پہلے یہ فرمایئے یہ میرے آپ کے درمیان ایک معاہدہ تھا آپ نے یشودھرا پر اس کا اظہار کرنا کس طرح گوارا کیا؟"

"یشودھرا کو خود معلوم ہو گیا میں نے نہیں بتایا۔" انہوں نے جواب دیا۔ میں ہنس دیا۔ "اچھا سادھنا دیدی۔۔۔۔ ان کو خود معلوم ہو گیا لیکن اب کیوں اس کی ضرورت نہیں

رہی۔۔۔؟" یشودھرا نے میرے ہاتھ سے نوٹ چھین کر پرزے پرزے کر دیا اور پیچھے دیکھتی ہوئی بولی۔ "ڈیڈی پلیز اس سے آگے کچھ نہ کہنا۔" انہوں نے غمگین لہجے میں کہا۔
"کیا میں اتنی بے وقوف ہوں یشو۔" میں نے پلٹ کر دیکھا۔ "آپ کو میرے ساتھ زیادہ عقلمندانہ طرز عمل اختیار۔نہیں کرنا چاہیے۔ میں اسے مغائرت تصور کرتا ہوں۔" وہ ہنس دیں
"میرا مطلب یہ تو نہیں تھا نعیم۔"
"تو بتائیے آپ کیا چھپا رہی ہیں۔" میں نے کہا۔۔۔ وہ پھر ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "خواہ مخواہ اصرار نہ کرو نعیم۔۔۔ میں بتاتی ہوں اس احمقانہ نوٹ کی ضرورت کبھی نہیں تھی۔ مجھے ڈیڈی سے شکایت ہے انہوں نے تمہیں ایسے الفاظ لکھنے کی اجازت کیوں دی۔۔۔؟"
"مان گئے یور ایکسی لنسی۔" میں نے ہنس کر کہا "آپ دونوں دیویاں بہت عقلمند ہیں خیر اب میں اصرار نہیں کروں گا۔ اس نوٹ کے بغیر بھی میں وہی نعیم ہوں جو اس کی موجودگی میں تھا۔ آپ مجھ پر وشواس کر سکتی ہیں۔" یشودھرا نے مسکرا کر میرے کندھے پر سر رکھ دیا۔ "تم مجھے یقین دلانے کی کوشش نہ کرو نعیم۔ میں تم سے زیادہ اپنی ذات پر بھی وشواس نہیں کرتی۔" میں نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھینچتے ہوئے کہا۔ "شکریہ یشو ڈیئر۔۔۔ تم میری مانگ کا سندھور ہو۔ میرا سہاگ تمہارے دم سے ہے اور سادھنا دیدی کے آشیرواد سے ہے۔" وہ دونوں کھلکھلا کر ہنسنے لگیں۔ میں سگریٹ سلگا کر خاموش ہو گیا۔
رات کو گیارہ بجے کے قریب برات شردھام کے مضافات میں داخل ہو گئی۔ میں نے گاڑی کی رفتار کم کرنی شروع کی حتیٰ کہ کیمپ کے قریب پہنچتے پہنچتے ہم سب سے پیچھے رہ گئے۔ گیٹ کے قریب پہنچتے ہی میں نے وہیل یشودھرا کے ہاتھ میں تھما دیا اور اپنے اپارٹمنٹ کا راستہ سمجھا کر گاڑی گیٹ کے سامنے رکوائی یشودھرا کو "خدا حافظ تمہارا۔" اور سادھنا دیوی کو "نمستے دیدی رانی۔" کہہ کر کیمپ میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد مسٹر والٹر کی گاڑی سرونٹ کوارٹر میں گیٹ سے مجھے راج محل چھوڑ گئی۔ دو فوجی افسروں نے میرا سامان اتارا اور میں خفیہ راستے سے اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو کیتھ اور کرنل ماما کاریڈور میں میرا انتظار کر رہے تھے۔ وہ تھوڑی دیر میرے پاس بیٹھے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ میں نے محسوس کیا وہ رشی کے متعلق فکر مند تھے۔ میں ان سے زیادہ فکر مند تھا کیونکہ ذاتی طور پر براہ راست انوالو تھا اور ایک ایسے دھماکے کا متوقع تھا جس میں پورا راج محل بلکہ پوری ریاست کے اجڑ جانے کا خطرہ تھا لیکن یہ میری ذمہ داری نہ تھی۔ آخر چلتے چلتے انہوں نے کہا۔ "کرن بیٹے صبح تمہیں رشی کو سنبھالنا ہے۔۔۔ بازی خطرناک مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔" میں نے حتی الوسع کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور وہ آشیرواد دے کر رخصت ہو گئے۔

صبح ساڑھے دس بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے جگایا۔ میں نے مسہری سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر "ہیلو---- کرن" کہا۔ دوسری طرف سے ہزہائی نس بول رہے تھے۔ میں نے آداب عرض کیا تو فرمانے لگے۔ "کرن کیا ابھی تک سو رہے ہو----" میں نے کہا---- "جی پاپا---- آج تو آپ نے ہی جگایا ہے۔" فرمایا۔ "غسل اور ناشتے سے جلد فارغ ہو جاؤ---- تمہاری چند سالیاں ملنے آ رہی ہیں۔ ہم کرنل کو تمہارے پاس بھیج رہے ہیں۔" میں نے "بہتر ہے پاپا۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور مسہری سے اتر کے سگریٹ سلگاتا ہوا غسل خانے کی طرف چل دیا' میں ناشتے سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر رہا تھا کہ کرنل ماما کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے شیروانی پہنتے پہنتے سر جھکا کر سلام کیا۔ وہ میری کمر پر ہاتھ رکھ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ کھنتھ نے انہیں سگریٹ کیس اور لائٹر دیا۔ انہوں نے سگریٹ سلگایا اور کہنے لگے۔ "کرن' ولاس پور کی راجکماری یشودھرا اور---- کیا نام سادھنا دیوی تمہیں ملنے آ رہی ہیں۔" میں نے کہا۔ "جی ہاں پاپا نے مجھے فون پر بتایا تھا۔" بولے---- "تو پھر رشی کے کمرے میں چلو---- معلوم نہیں جاگا بھی ہے یا نہیں؟"

"اگر سو رہا ہے تو جگائیں گے نہیں۔ میں راجکماری کو اسی کمرے میں ریسیو کر لوں گا۔" کرنل نے نفی میں سر ہلایا اور اٹھتے ہوئے بولے۔ "آؤ" میں ان کو لے کر ریڈنگ روم میں آیا اور رشی کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ آگے بڑھ کر کمرے میں داخل ہوئے میں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ لوٹے تو رشی---- ان کے ساتھ تھا۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی بولا۔ "کرن تم فراڈ ہو۔" میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ہاں رشی مجھ سے ایک چوک ہو گئی۔" "کیا چوک ہوئی تھی' یہ مجھے خود بھی معلوم نہ تھا لیکن یہ جواب میں نے اس کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے دیا تھا۔ مجھے معلوم تھا دیوانہ آدمی کسی قسم کی مخالفت برداشت نہیں کر سکتا۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی اس نے میری نفسیات میرے منہ پر دے ماری---- مسکرا کر بولا---- "بتاؤ کس چوک کی طرف اشارہ کر رہے ہو----؟" میں نے گھبرا کر کرنل کی طرف دیکھا۔ وہ بھی چکرا گئے۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بتاتے کیوں نہیں کرن؟" کرنل نے مجھے اس الجھن سے نکالنے کے لئے مسکرا کر کہا۔ "رشی بیٹے کوئی بات نہیں ایک چوک تو بھگوان سے بھی ہو گئی تھی۔" وہ پلٹ کر بولا "مجھے معلوم ہے ماما---- بھگوان سے کیا چوک ہوئی تھی نہ بھگوان لگائی کے چکر میں پڑتا نہ لنکا پھونکنے کی نوبت آتی لیکن میں وید شاستر کی بات نہیں کر رہا۔ میں اس سے ڈائرکٹ سوال کر رہا ہوں کہ مجھے اس چکر میں ڈال کر شردھام کو پھنکوانا چاہتا ہے یا پارہ گڑھ کو----؟"

"شیم ٹو یو رشی----" میں نے ڈپٹ کر کہا۔ "پتا سمان ماموں کے سامنے ایسے نازک

مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہو بچپنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔" وہ گھبرا گیا---- میرا ہاتھ تھام کر بولا---- "آئم سوری کرن---- آئم سوری کرن۔" میں نے اسکی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ "خیر کوئی بات نہیں میں خود ماما سے معافی مانگ لوں گا۔ یہ بتاؤ مس کینتھ سے ملاقات کرنا چاہتے ہو----؟" کینتھ کا نام سنتے ہی وہ صوفے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اوہ مائی' مائی ایلیفنٹ آف اے گاڈ---- یعنی گنپتی بھگوان---- یہی تو وہ قاتلہ ہے جو لڑتی ہے اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں---- بتاؤ کہاں ہے---- وہ کرن----؟"

"جہنم میں----" میں نے بگڑ کر کہا۔ "یہ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے رشی---- ابھی ماما جی سے معافی طلب کی ہے---- ابھی پھر---- یہ بازاری لہجہ کہاں سے سیکھا تم نے؟ شیم شیم۔" اس نے رونی صورت بنا کر کرنل کے گھٹنوں پر سر رکھ دیا۔ انہوں نے اس کو سینے سے لگا کر تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ رشی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں معلوم ہوتی۔ مسہری پر لیٹ جاؤ---- میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔" وہ سر جھکا کر بستر کی طرف چل دیا۔ کرنل نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کے کمرے کی طرف چل دیا۔ رشی کا ڈرائنگ روم اس وقت اس کی دماغی حالت کا آئینہ دار تھا۔ ٹیبل پر سگریٹ بکھرے ہوئے تھے۔ ایک نصف سے زیادہ خالی بوتل صوفے کے قریب قالین پر پڑی تھی۔ گلدان کے قریب ایک گلاس پڑا تھا جس میں دوسرے گلاس کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ٹھونسے ہوئے تھے۔ ایک صوفے پر ٹافیاں بکھری پڑی تھیں۔ میں نے ایک سگریٹ اٹھا کر سلگایا اور ادھر ادھر تمام چیزوں پر نظر ڈال کر بزر دبایا۔ تھوڑی دیر میں ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر بولی۔ "حکم چھوٹے سرکار۔" میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر اندازہ لگایا کہ رشی اپنے خدمتگاروں کے لئے ہلاکو خان سے کم نہیں۔ مجھے خاموش دیکھ کر لڑکی کانپنے لگی میں نے مسکرا کر کہا۔ "ڈرو نہیں---- ہم اس وقت بالکل ٹھیک ہیں۔" اس نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جی چھوٹے سرکار---- حکم؟" میں نے اس کو مزید تعطل میں رکھنا مناسب نہ سمجھا اور گلاسوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "انہیں پھینک دو اور کمرہ ٹھیک ٹھاک کر دو۔" وہ تیزی سے آگے بڑھی اور گلاس پھینک کر تمام چیزوں کو سلیقے سے رکھنے لگی۔ میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ کمرہ تو صاف ہی تھا لیکن وہ برابر کام میں لگی ہوئی تھی اور "چھوٹے سرکار" کے خوف سے ہر چیز کو جھاڑ رہی تھی۔ وہ کسی چیز سے مطمئن نہیں تھی۔ آخر میں نے خود ہی کہا۔ "بس اب بالکل ٹھیک ہے شاباش۔" وہ سر جھکا کر بولی "اور کوئی حکم چھوٹے----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیکھو ابھی کچھ مہمان آنے والے ہیں۔ تم یہیں رہنا۔" لڑکی سر جھکا کر پارٹیشن کے پیچھے چلی گئی۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا۔ میں نے ان کی آواز سنتے ہی کہا۔ "پاپا میں مہمانوں کا انتظار کر رہا ہوں---- کیا وہ----" انہوں نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "کرن وہ اس وقت یہیں بیٹھی

ہوئی ہیں۔ لو سادھنا کماری سے بات کرو۔۔۔۔" ایک لمحے کے وقفے کے بعد سادھنا دیوی کی آواز آئی۔ "ہیلو کرن کمار۔" میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی کیا اتنے فاصلے سے بات کرنا چاہتی ہیں؟" ہنس کر بولیں۔ "نہیں بس آ ہی رہی ہوں۔" میں نے کہا۔ "تو پھر بسم اللہ کیجئے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "یہ تو یشودھرا جانیں۔" میں نے کہا۔ "آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔۔خیر آ جایئے آپ کھانا میرے ساتھ کھائینگی۔۔۔۔۔ نمستے۔" انہوں نے رسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ دو تین کش لئے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے جھپٹ کر رسیور اٹھایا۔ ہز ہائی نس کی آواز آئی۔

"کرن مہمانوں کو زیادہ دیر نہ روکنا۔۔۔۔ کھانے کا وقت ہو رہا ہے اور تمہیں۔۔۔۔ میرا مطلب ہے بہو رانی کے ساتھ کھانا ہے۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ سمجھ گئے نا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔۔۔۔ "سمجھ گیا پاپا۔۔۔۔ آپ بیس پچیس منٹ بعد دوبارہ فون کر کے سادھنا۔۔۔۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "میں نے ان سے کہہ دیا ہے لیکن کیا تم نے ان کو اپنے ساتھ کھانے کو نہیں کہا۔۔۔۔؟"

"مجھ سے یہ غلطی تو ہوئی ہے پاپا۔" میں نے کہا۔ "خیر اس کا حل یہی ہے جو میں نے عرض کیا۔۔۔۔ آداب عرض۔" رسیور کریڈل پر رکھ کر میں نے دروازہ کھولا اور باہر نکل کر دیکھا۔ اسی وقت یشودھرا اور سادھنا ایک خادمہ کے ساتھ ہال میں داخل ہوئیں۔ میں ان کو لے کر کمرے میں آیا اور بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خادمہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "پاپا سے کہو رشی کرن ایک بجے سے پہلے حاضر نہ ہو سکیں گے۔" وہ سر جھکا کر پرنام کرتی ہوئی چلی گئی۔ میں نے اس کے جاتے ہی دروازہ بند کیا۔ سادھنا نے کہا۔ "اب بیٹھو بھی۔" میں یشودھرا کے پاس بیٹھ گیا مسکرا کر کہنے لگی۔ "تو یہاں رہتے ہو یوراج۔" میں نے کہا "ہاں یوراج یہیں رہتے ہیں۔۔۔۔ آپ کی آمد کی اطلاع کے بعد سین ٹرانسفر ہوا ہے۔ میرا قیام برابر والے اپارٹمنٹ میں ہے۔" سادھنا نے کہا۔ "اس کا صدر دروازہ کس طرف ہے؟"

"اس کے پہلو میں۔" میں نے جواب دیا۔ "اس کی کھڑکیاں پورٹیکو میں کھلتی ہیں۔ ہال کے دروازے پر تالا پڑا ہوا ہے۔" یشودھرا نے کہا۔ "کیا ہم دیکھ سکتے ہیں یوراج کو۔۔۔۔؟" "ضرور۔۔۔۔" میں نے کہا "لیکن رات کو۔۔۔۔ اس وقت تو وہ نظربند ہیں اور اس وقت تک باہر نہیں نکل سکتے جب تک میں اپنے کمروں میں نہ پہنچ جاؤں۔"

"سمجھی۔" یشودھرا نے کہا میں نے سادھنا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "دیدی آپ نے پاپا سے کھانے کے متعلق کہہ کر میری دعوت کو شام پر ملتوی کر دیا۔ اب میں سات بجے اپنے باڈی گارڈ کو آپ کے پاس بھیجوں گا اور آپ اس کے ساتھ دوسرے راستے سے میرے پاس پہنچ سکیں گی لیکن یہ کسی کو معلوم نہ ہونا چاہئے۔۔۔۔ آپ کے ساتھ کوئی خادمہ بھی

نہیں ہونی چاہیے۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "کھانے کی شرط غیر ضروری ہے نعیم! وہاں اور یہاں ایک ہی بات ہے۔ ہاں ہم آئیں گے ضرور۔"

"ایک ہی بات نہیں ہے دیدی۔" میں نے کہا "آپ کو نہیں معلوم یہ میرے لئے کتنی خوشی کی بات ہے۔" انہوں نے مسکرا کر یشودھرا کی طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "واقعی نعیم مجھے کیا معلوم؟" میں نے بزر دبا کر خادمہ کو بلایا اور شربت لانے کو کہا اس کے جاتے ہی یشودھرا نے پوچھا۔ "انکل کو یہ تو معلوم نہیں ناکہ تم ولاس پور سے بلوائے گئے ہو؟" میں نے کہا---- "نہیں! انہیں کچھ معلوم نہیں---- گورنر نے انہیں صرف اتنا بتایا ہے کہ میرا تعلق برٹش آرمی سے ہے اور میں ان کا فیورٹ قسم کا لفٹینٹ ہوں۔" سادھنا نے کہا "پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا "خطرہ؟ آپ کو---- مجھے؟ نہیں دیدی کوئی خطرہ نہیں---- یہ ریاست میری ہے۔ یہاں مجھ سے بڑا خطرہ کوئی نہیں۔" یشودھرا نے کہا۔ "میں سمجھ سکتی ہوں نعیم---- دیدی نہیں سمجھ سکتیں۔" سادھنا نے کہا---- "سچ کہہ رہی ہو یشو---- میں ناحق تم دونوں سے دس گیارہ سال پہلے پیدا ہوئی۔" میں نے کہا---- "نہیں دیدی رانی یہ بات نہیں ہے آپ ہم سے زیادہ سمجھتی ہیں لیکن جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے----" میں خادمہ کو ٹرے لے کر آتے دیکھ کر بولتے بولتے رک گیا۔ خادمہ نے ٹرے میز پر رکھ دی اور الٹے قدموں واپس چلی گئی۔ میں نے گلاس اٹھا کر سادھنا کو دیا۔ یشودھرا کو دیا اور تیسرا خود لے لیا دو گھونٹ لے کر سادھنا نے کہا۔ "تو یہ بات ہے نعیم----" میں نے کہا "کیا دیدی؟" بولیں---- "واقعی انکل تمہاری مٹھی میں ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک والی ریاست ایک نوعمر نوجوان پر اس حد تک اعتماد کیسے کر سکتے ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "جس طرح یشودھرا نے کیا دیدی رانی! یہ کہہ کر آپ نے خود یشودھرا کے اس بیان کو صحیح ثابت کر دیا کہ جو کچھ وہ سمجھ سکتی ہیں آپ نہیں سمجھ سکتیں۔"

"ہاں نعیم۔" انہوں نے گلاس ٹرے پر رکھتے ہوئے کہا۔ "میں انسان کو انسان کے روپ میں ہی دیکھنا جانتی ہوں۔ دیوتا کے روپ میں نہیں---- سلطنت اور حکومت کو دیوتا بھی----"

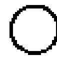
"انسان ٹھکرا سکتا ہے۔ دیدی۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "گوتم بدھ، رام چندرجی، ہریش چندر، بھرت ہری وغیرہ کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔" وہ یشودھرا کی طرف دیکھ کر مسکرائیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید میری زبان سے یہ نام سن کر آپ کو تعجب ہوا دیدی۔" وہ بولیں۔ "نہیں نعیم تعجب کی کوئی بات نہیں ہے صرف اتنا ہے کہ تم نے دیوتاؤں اور مہاپرشوں کی مثالیں دیں---- ذکر----"

"انسان کا تھا۔" میں نے پھر بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "خیر چھوڑیے---- میں انسان

کو عظیم مانتا ہوں۔ آپ نہیں مانتیں اس لئے یہ بحث بیکار ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یشودھرا سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔" وہ بے ساختہ ہنس دیں۔ "خوب ہے بھئی۔" انہوں نے کہا۔ "یشودھرا سے سوال کرنے کی اجازت---- مجھ سے؟" یشودھرا نے کہا۔ "ریاضی کا تو نہیں؟"

"نہیں" میں نے جواب دیا۔ "تاریخ کا ہے---- آپ نے مہارانی پارہ گڑھ کے سامنے کسی شاک کا ذکر کیا تھا---- کاہے کا شاک تھا وہ؟" یشودھرا نے کہا۔ "چھوڑو بھی نعیم اگر مجھے شاعری سے نفرت نہ ہوتی تو کہہ سکتی تھی اپنے دیئے ہوئے زخموں پر نمک پاشی کرنا اچھی بات نہیں ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے شاعری سے نفرت نہیں اس لئے میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتی ہیں لیکن اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہے---- دور کے رشتے کی بہن جس کا ایکسیڈنٹ ہوا کون تھی وہ؟"

"تم نہیں جانتے اسے---- وہ کبھی بہت پہلے ولاس پور آئی تھی۔ اس وقت تم نہیں تھے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا ہی ہوا نہیں تھے نعیم ورنہ وہ تمہارے لئے دیوانی ہو کر موت سے ٹکرا جاتی۔" میں ہنسا۔ "اچھا دیدی شکریہ آپ کی محبت کا۔" "پگلا۔" انہوں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلیں اب کھانے کا وقت ہو رہا ہے انکل پریشان ہو رہے ہوں گے۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ سادھنا اور یشودھرا اٹھ کر کھڑی ہوئیں۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شام کو آٹھ بجے دیدی۔"



ان کو رخصت کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آیا کرنل ماما رشی کو لے کر چلے گئے کینتھ مجھے ڈائننگ روم میں لے گئی۔ بیٹھتے ہی میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "کرن تمہارا رنگ اڑا ہوا ہے---- کیوں؟" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "تمہارا خیال ہے---- ورنہ ایسی کوئی بات نہیں۔" اس نے خوان پوش اٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں نے یقین کر لیا۔ کھانا شروع کرو۔" میں نے کھانا شروع کر دیا۔ وہ بھی کھانے لگی---- مجھے اس کی قیافہ شناسی پر تعجب تھا۔ اس نے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگانے میں کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ سادھنا اور یشودھرا کی باتوں سے یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ حادثے کا شکار ہونے والا روپا کے سوا کوئی نہ تھا۔ میں نے ان کے سامنے سب کچھ سمجھنے کے باوجود خود کو اس قدر سنبھالے رکھا کہ انہیں یقین ہو گیا کہ وہ مجھے ڈاج کرنے میں کامیاب تھیں۔ میں بے دلی سے کھانا کھا رہا تھا۔ کینتھ بار بار میری طرف دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کھانے کے بعد اس نے فارک ہاتھ سے رکھ کر کہا۔ "کرن کیا یہ بہت ضروری ہے کہ تم اپنے معالج سے بھی اپنے زخم چھپاؤ---- یا یہ کہ کچھ زخم دکھا دو اور کچھ چھپانے کی

کوشش کرو---- حالانکہ---- تم جانتے ہو معالج سے کچھ نہیں چھپایا جاتا۔" میں نے بوتل اٹھا کر نصف گلاس بھرا کمنتھ نے پانی کا گلاس اٹھا کر اس میں انڈیلا اور کناروں کے قریب پہنچا کر کہا۔ "اب پیو اور سچ بولنے کی جرات پیدا کر کے سب کچھ کہہ ڈالو۔" میں نے آنکھیں بند کر کے آہستہ آہستہ گلاس خالی کر دیا۔ اس نے میرے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے کہا۔ "جی یوراج؟" میں نے آنکھیں کھول کر کہا۔ "ڈارلنگ بہت بڑی ٹریجڈی ہے---- نہ سنو تو بہتر ہے۔" وہ بولی۔ "سنا ڈالو تو زیادہ بہتر ہے۔ تمہارے دل کا بوجھ ہلکا ہو گا۔ مجھے خوشی ہو گی کہ تم نے مجھ پر اعتماد کیا۔"

"تم میرا اہم ترین راز جانتی ہو ڈارلنگ---- اعتماد کی حدود تو بہت پیچھے رہ جاتی ہیں۔ خیر---- سادھنا دیوی نے آج جو کچھ کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں اپنے ایک عزیز ترین دوست سے محروم ہو چکا ہوں۔ ایک ایسا دوست جس نے میری زندگی بچانے کے لئے بہت بڑی قربانی دی اور بار بار دی۔" میری آواز بھرانے لگی۔ اس نے افسردہ لہجے میں کہا۔

"اس دوست کا نام؟" میں نے نیچی آواز میں کہا۔ "روپ کمار۔"

"معلوم ہوتا ہے پرنس تھا۔" اس نے کہا---- میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ پوچھنے لگی۔ "کیا حادثہ پیش آیا اس کو----؟" میں نے جواب دیا۔ "کار ایکسیڈنٹ لیکن یہاں سے میری پریشانی کا آغاز ہوتا ہے۔ مجھے یہ ایکسیڈنٹ قدرتی حادثے سے زیادہ قتل یا خود کشی نظر آتا ہے میں ولاس پور جانا چاہتا ہوں---- فوراً"---- لیکن کس طرح جاؤں؟" اس نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "کھاؤ---- سوچتے ہیں۔" میں نے مشینی انداز میں کھانا شروع کر دیا۔ وہ سوچنے اور کھانے کے ساتھ میرے چہرے کے تاثرات کا جائزہ بھی لیتی رہی۔ کھانے کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ مزید دو پیگ پلائے اور میرے ساتھ ڈرائنگ روم میں آئی۔ میں سگریٹ سلگا کر بیٹھنے لگا تو بولی۔ "اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟" میں نے کہا "بالکل ٹھیک---- لیکن پہلے بھی ٹھیک ہی تھا۔"

"اچھا----" اس نے میرے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "اگر شاک سے سنبھل گئے ہو تو ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"شاک کو چھوڑو سوال کرو----"

"تمہارا وہ عزیز ترین دوست جس نے تمہاری زندگی بچانے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ کیا واقعی روپ کمار تھا۔ یا کوئی روپ کماری؟"

"اگر اس سے کوئی فرق پڑتا ہے تو کوئی روپ کماری سمجھ لو---- پھر----؟"

"یہ فرق پڑتا ہے کہ اس کی موت یا تو حادثہ تھی---- یا خودکشی---- لیکن خودکشی کے امکانات بھی بہت کم ہیں۔ رہا قتل تو اس کا قطعی کوئی امکان نہیں----" میں نے سگریٹ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑتے ہوئے کہا۔ "تم پورے حالات سے واقف

نہیں ہو---- خیر اس مسئلے پر سوچنا بے کار ہے۔ یہاں سے نکلنے کے متعلق---- میرا مطلب ہے----" میں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ یہاں سے نکلنا اس کے مفاد کے خلاف ہے اور وہ اس کے لئے کبھی تیار نہ ہو گی۔ یہاں اس کو ہزاروں روپے ماہانہ ملتے تھے۔ شہزادیوں کی طرح رہتی تھی اور وہ سب کچھ اس کو حاصل تھا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ بمبئی میں کیا رکھا تھا۔ آٹھ گھنٹے بھاگ دوڑ---- گلے سڑے گندے زخموں کی ڈریسنگ مریضوں کی چیخ پکار سرجنوں کی ڈانٹ ڈپٹ---- الیکٹرک ٹرینوں اور بسوں اور ٹراموں میں صبح و شام سفر---- بڑا تیر مارا تو کسی بوائے فرینڈ کے ساتھ کوئی پکچر دیکھ لی اور تیسرے درجے کے ہوٹل کے کمرے میں رات گزار دی۔ مجھے خاموش دیکھ کر اس نے کوئی سوال نہ کیا۔ یہ بھی نہ پوچھا کہ میں بولتے بولتے کیوں رک گیا۔ آخر میں نے خود ہی کہا۔ "میں ہزایکسی لنسی کو لکھوں گا۔ یہاں اب میرے لئے کوئی کام نہیں---- مجھے واپس بلا لیا جائے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں ہزہائی نس کو بتا دوں گی کرن بھاگنے کی کوشش میں ہے اور ہر ایکسی لنسی کو لکھوں گی بھاگنے کی وجہ کیا ہے----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم ایسا نہیں کر سکتیں۔" "کیوں نہیں کر سکتی؟" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ میں نے اس کے تیور دیکھ کر کہا۔ "میرا خیال ہے تم میری دشمن نہیں ہو---- اپنی دشمن نہیں ہو۔"

"اور اگر ہو جاؤں۔" میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور ٹہلنے لگا۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "کرن بھاگنے کا خیال دل سے نکال دو میں ہر طرح تمہارے ساتھ ہوں۔" میں نے کہا۔ "شکریہ مس کمنتھ آج تم نے مجھے نیا زاویہ نظر عطا کیا----" "سنو کرن" اس نے کہا۔ "کہیں اس کے یہ معنی تو نہیں کہ تم میرے خلوص پر شک کرنے لگے ہو----؟" "نہیں بلکہ یہ کہ تم آنکھیں پھرا سکتی ہو اور میں نے تمہارے ہاتھ میں خنجر دے کر تمہاری گود میں سر رکھ دیا ہے۔ تم میرے متعلق بہت کچھ جانتی ہو لیکن ڈبل کراس کرنے سے پہلے ایک مرتبہ اپنی زبان بندی کی قیمت ضرور بتا دینا پلیز اور میں اسے بلیک میل نہیں سمجھوں گا----" "اوہ خدایا۔" اس نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ "یہ تم کیا بکنے لگے ڈارلنگ---- میں تم پر جان دے سکتی ہوں۔ وہ سب مذاق تھا۔ خیر اس وقت تمہیں آرام کی ضرورت ہے سو جاؤ میں شام کو ایکسپلین کروں گی آؤ۔" اس نے میرا بازو تھام کر بیڈ روم کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اس کے مغموم چہرے کی طرف دیکھ کر مجھے پیار آ گیا اور میں اپنے الفاظ پر شرمندگی محسوس کرنے لگا۔ اس نے مجھے مسہری پر بٹھا کر جوتے اتارے اور دونوں ہاتھوں سے دھکیل کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "مجھے معاف کرنا ڈارلنگ شاید میں نشے میں ہوں۔" اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہنے لگی۔ "میں کوئی غیر تو نہیں ڈیئر تمہیں مجھ پر بگڑنے کا حق ہے۔ اچھا آنکھیں بند کرو دیکھیں۔" میں نے مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں

اور۔

شام کو میں سو کر اٹھا تو ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ میں نے بزر پر انگلی رکھی دوسرے لمحے کینتھ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور بولی۔ "کیسا محسوس کر رہے ہو کرن؟" میں نے کہا۔ "تقریباً" ٹھیک۔" بولی۔ "ایک منٹ میں چائے آ رہی ہے۔ ایک پیالی پی کر بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔" میں اٹھکر منہ ہاتھ دھونے چلا گیا اور واپس ہوا تو وہ سامنے چائے کی ٹرے رکھے بیٹھی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی اس نے چائے پیالیوں میں انڈیل کر تیار کی اور پیالی سرکاتے ہوئے کہنے لگی۔ "کرن آج مجھے معلوم ہوا شراب میں اتنا نشہ نہیں ہوتا جتنا ذہنی انتشار میں ہوتا ہے۔" میں نے پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگائی اور ایک گھونٹ لے کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ پیالی اٹھاتے ہوئے آگے چلی۔ "تم اس سے کہیں زیادہ پیتے چلے آ رہے ہو ڈیئر اور کبھی مشتعل نہیں ہوئے لیکن آج----؟ تم بہت پریشان تھے شاید----" میں نے کہا۔ "ہاں اور اب بھی پریشان ہوں۔"

وہ بولی---- "نہیں اس وقت اتنے پریشان نہیں ہو اور اگر میں ایکسپلین کروں تو تم سمجھ سکتے ہو----" میں نے کہا---- "سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن اب مزید وضاحت کی ضرورت نہیں----" وہ خاموش ہو گئی اور میں چائے کی چسکیاں لینے لگا۔ چائے پینے کے بعد میں خود کو کچھ اور بہتر محسوس کرنے لگا۔ کینتھ نے مجھے سگریٹ اور لائٹر دیتے ہوئے کہا۔ "کرن ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟" میں نے کہا---- "پوچھ سکتی ہو لیکن ولاس پور کا نام نہیں آنا چاہیے" وہ مسکرا دی۔ "نہیں میں اس وقت صرف کرن رشی یا رشی کرن کے معجون مرکب سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ تمہیں معلوم ہے آج رشی تقریباً" ایک گھنٹہ میرے ساتھ رہا۔"

میں نے چونک کر کہا---- "پھر----؟ کیا کرنل ماما تمہارے ساتھ نہیں تھے؟"

"نہیں---- وہ دوسرے کمرے میں تھے۔ انہوں نے خود ہمیں تنہائی میں باتیں کرنے کا موقع دیا۔ خیر تم اس طرح نہ چونکو رشی بے ضرر ہے---- وہ صحیح معنوں میں رشی ہے---- شاید تم سمجھ گئے ہو میں کیا کہنا چاہتی ہوں----؟"

"تم نے سب کچھ تو سمجھا دیا لیکن تم کو یہ سب کس طرح معلوم ہوا؟ کیا تم نے اس سے براہ راست سوال کیا----؟"

"نہیں---- سوال کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اس نے کرنل کے جاتے ہی خود مجھ سے کہا۔ کینتھ تم میری سسٹر ان لا ہو۔ مجھے تم سے محبت ہے---- اس لئے تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ کرن سے ہوشیار ہی رہنا۔ وہ بہت چلتا پرزہ ہے۔ تمہیں دھوکا دے جائیگا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں آج وہ مجھے فراڈ کہہ رہا تھا---- پھر؟" کینتھ نے کہا۔ "میں نے پوچھا وہ مجھے کیسے دھوکا دے سکتا ہے میں اس کی بیوی ہوں۔" تو بولا "یہ سروج

کماری اس کی کون ہے؟ ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں اس سے شادی کی اور اب کہتا ہے وہ اس کی کچھ نہیں۔" میں نے کہا۔ "رشی وہ سچ کہتا ہے سروج سے تمہاری شادی ہوئی ہے وہ تمہاری بیوی ہے۔" تو بگڑ گیا اور اٹھ کر چلنے لگا۔ میں نے پکڑ کے بٹھایا ایک پیگ وسکی پلائی تو ذرا سنبھلا اور کہنے لگا۔ بھابی خدا کی قسم عورت کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ وہ صرف پوجنے کے لئے بنائی گئی ہے---- اس کا حسن ایک خفیف سے لمس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس کی مسکراہٹ کا مقصد صرف کائنات میں خوشبو پھیلانا ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہ پھول بنتے ہی توڑ کر مسل دیا جائے۔ کم از کم میں---- ہاں میں تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ مجھ میں اس گناہ کی ہمت بھی نہیں ہے۔ طاقت بھی نہیں----" وہ خاموش ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ میں نے ایک طویل سانس لے کر سگریٹ سلگایا اور کش لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ کینتھ نے کہا۔ "کرن غلطی ہزہائی نس کی اور ان سے زیادہ کرنل کی ہے۔" میں نے آنکھیں کھول کر کہا "اور ان سے زیادہ ڈاکٹر ہرمین کی ہے جس نے اس کی جسمانی اور ذہنی کیفیت سے واقف ہونے کے باوجود اس کی شادی پر اعتراض نہ کیا۔" اس نے کہا "ٹھیک ہے---- لیکن سوال یہ ہے---- مشتعل نہ ہونا ڈارلنگ سوچ کر جواب دینا۔ ان حالات میں تم شروھام کیسے چھوڑ سکتے ہو؟" میں نے کہا۔ "ہاں نہیں چھوڑ سکتا---- لیکن یہاں رہ کر بھی کیا کر سکتا ہوں۔ اب معاملہ عوام اور خواص کو درشن دینے یا مہارانی کے گرگوں کو کھڑکی سے جھنکنے تک محدود نہیں رہا بلکہ خلوتوں تک جا پہنچا ہے---- اور---- یہاں میں رشی کا کردار ادا نہیں کر سکتا۔"

"تم اسے درشن تو دے سکتے ہو۔" اس نے کہا۔ میں نے معنی خیز نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور وہ خاموش ہو گئی۔

ساڑھے سات بجے میں نے بخاری کو چند ہدایات دے کر یشودھرا اور سادھنا کماری کو لانے کے لئے بھیجا۔ کینتھ نے دعوت کے تمام انتظامات مکمل کرائے اور ان کے استقبال کے لئے اسموکنگ روم میں پہنچ گئی۔ یہ کمرہ میرے اور رشی کے اپارٹمنٹس کا مقام اتصال تھا جہاں سے دونوں میں سے کسی کے بھی لگژری روم میں داخل ہو[ا] جا سکتا تھا لیکن رشی کے لگژری روم میں تالا پڑا ہوا تھا اس لئے اس کے ڈرائنگ رو[م] میں صرف ہال کی جانب کھلنے والے دروازے سے ہی داخل ہوا جا سکتا تھا۔ یہ میرے استعمال میں تھا اور صرف ہزہائی نس یا کرنل ماما کے لئے کھلوایا جاتا تھا۔ آٹھ بجے کے قریب یشودھرا اور سادھنا دیوی' کینتھ کے ساتھ میرے ڈرائنگ روم میں پہنچیں تو رشی میرے ریڈنگ روم میں کھڑا ہوا مجھ سے الجھ رہا تھا۔ چند منٹ پہلے کرنل ماما نے اس کو کھانا کھانے کے لئے رو[انہ ہونے] کو ٹیلیفون پر کہا تھا۔ ادھر جانے کے بجائے وہ میرے پاس آدھمکا اور جانے سے انکار [کر رہا] تھا۔ میں اس کو سمجھا رہا تھا کہ فوراً چلا جائے ورنہ پاپا ناراض ہو جائیں

گے۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر دیر ہو گئی تو کرنل ماما سیدھے دوڑے چلے آئیں گے اور یشودھرا اور سادھنا کی موجودگی کا راز کھل جائے گا۔ ڈرائنگ روم میں ان کو داخل ہوتے دیکھ کر میں نے رشی کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے کہا۔ "اچھا ایک منٹ ٹھہرو میں کینتھ کو لے کر آتا ہوں وہ پاپا کو ٹیلیفون پر تمہاری طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر دیگی۔" یہ بات اسکی سمجھ میں آ گئی اور میں درمیانی دروازہ بند کر کے باہر نکل گیا۔ آداب عرض کرتے ہی سادھنا دیوی نے کہا۔

"کرن اس قدر مصروفیت؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "دیدی مصروف نہیں گرفتار بلا ہوں۔ ابھی چند منٹ اور آپ سے معذرت خواہ ہوں۔ آیئے آپ کو پس منظر دکھاؤں---- آپ دروازے کے پردے کو سرکا کر ایک جھلک دیکھ لیں---- چلو مس کینتھ----" وہ تینوں میرے ساتھ ہو گئیں۔ میں کینتھ کو ساتھ لے کر ریڈنگ روم میں داخل ہوا۔ رشی ہمیں دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "بھابی پاپا کو فون کرو میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔"

اس کے منہ میں "بھابی" سن کر میں سناٹے میں آ گیا۔ عام طور پر وہ کینتھ کو بھابی کہہ کر کبھی مخاطب نہیں کرتا تھا لیکن اس وقت---- اسے کیا معلوم تھا وہ کیا غضب کر رہا ہے۔ کینتھ نے اس کا کوئی اثر نہ لیا۔ مسکرا کر بولی۔ "اچھا یور ایکسی لنسی کہے دیتی ہوں آپ کی طبیعت خراب ہے۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "تھینکس۔" میں نے اس کا بازو پکڑ کے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "اب اس سے پہلے کہ کرنل ماما یہاں پہنچیں تم اپنے بیڈ روم میں جا کر لیٹ جاؤ۔" وہ۔ "ٹھیک ہے۔" کہہ کر اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گیا۔ میں دروازہ لاک کر کے ریڈنگ روم سے باہر نکلا۔ یشودھرا اور سادھنا دروازے کے دونوں طرف کھڑی ہوئی تھیں۔ باہر نکلتے ہی سادھنا نے کہا۔ "سروج کے ساتھ بہت بڑی ٹریجڈی ہو گئی کرن۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ہاں دیدی رانی---- خیر آیئے۔"

ڈائننگ روم میں میز پر بیٹھتے ہی یشودھرا نے کہا۔ "دیدی ان دونوں میں اس قدر مشابہت ہے کہ یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ کرن کونسا ہے اور رشی کون سا؟" کینتھ نے خوان پوش اٹھاتے ہوئے کہا۔ "واقعی ایکسی لنسی میں بھی چکر میں پڑ جاتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "خیر کھانا شروع کریں---- دیدی---- یور ایکسی لنسی---- مس کینتھ" سادھنا نے لقمہ لیتے ہوئے کینتھ سے کہا۔ "حیرت انگیز مشابہت ہے مس کینتھ چہرہ مہرہ رنگ روپ' قدوقامت' آواز کسی چیز میں بھی تو فرق نہیں۔" کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں یور ایکسی لنسی---- میں اکثر سوچتی ہوں ان دونوں کی بیویاں کس طرح انہیں پہچانا کریں گی؟" یشودھرا نے کہا۔ "کرن کی بیوی کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے وہ انہیں سر پر زخم کے نشان سے پہچان سکتی ہے۔ رشی کی بیوی کے لئے کوئی دشواری نہیں ہے کہ اسے پہچاننے کی

ضرورت ہی پیش نہ آئے گی۔" کینتھ مسکرا دی۔ سادھنا نے یشودھرا کی طرف تیز نظروں سے دیکھا۔ میں نے سر جھکا کر دکھاتے ہوئے کہا۔ "میرے سر پر کسی زخم کا نشان نہیں ہے یشو۔" سادھنا دیوی نے میرے بالوں میں انگلیاں پھراتے ہوئے کہا۔ "واقعی نشان غائب ہو چکا ہے۔ مجھے افسوس ہوا یشو' بیچارہ نشانی بھی کھو بیٹھا۔" ان کے الفاظ سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اب وہ کھل کر مجھے روپا کی موت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میری آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ اپنی کمزوری چھپانے کے لئے میں نے قہقہہ لگایا۔ یشودھرا نے چونک کر میری طرف دیکھا اور سادھنا نے بھی۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "آپ سب غلط فہمی میں مبتلا ہیں میں کرن نہیں رشی ہوں۔" کینتھ نے میری طرف دیکھا تو میں نے اس کو آنکھ سے اشارہ کر دیا اور وہ حیرت کا اظہار کر کے کہنے لگی۔ "کیا واقعی یور ایکسی لنسی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا تمہیں بھی یقین نہیں۔۔۔۔؟"

"کیسے کہہ سکتی ہوں یور ایکسی لنسی۔" اس نے جواب دیا۔ سادھنا اور یشودھرا چکرا گئیں۔ میں نے یشودھرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا آپ زخم کا نشان نہ ہونے پر بھی میرا یقین نہیں کر رہیں؟"

یشودھرا نے سادھنا کی طرف دیکھا۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "خیر کرن کھانا کھانے رنواس گیا ہے۔ شاید دس بجے تک پیچھا چھڑا کر واپس آئے گا۔ میں آپ کو اس کے سر پر چوٹ کا نشان دکھا دوں گا اور کچھ؟"

سادھنا نے کہا۔ "ہاں رشی۔۔۔۔ کرن یا جو کوئی بھی تم ہو۔۔۔۔ یہ بتاؤ اگر تم واقعی رشی ہو اور اتنا دماغ رکھتے ہو جتنا اس وقت کی باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے تو پھر سورج کی زندگی تباہ کرنے پر کیوں تلے ہوئے ہو۔۔۔۔؟" میں نے پلٹ کر جواب دیا۔ "سادھنا دیوی آپ نے ایسا نازک سوال کر دیا جس کا جواب میں نہیں دے سکتا۔ ڈاکٹر ہرمین دے سکتا ہے۔۔۔۔ اور غلطی کی ذمہ داری پاپا اور کرنل ماما پر عائد ہوتی ہے۔" یشودھرا نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کیا یور ایکسی لنسی؟ آپ نے کھانا کیوں چھوڑ دیا۔ کہیں کرن کے متعلق تو۔۔۔۔ یقین کیجئے۔۔۔۔ وہ شجر ممنوعہ کو چھونے کی جرات نہیں کر سکتا۔۔۔۔ یہ ہمارا معاہدہ ہے۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔۔" یشودھرا نے کہا۔ "میں جزوی طور پر تم سے متفق ہوں لیکن تمہیں رشی نہیں کہہ سکتی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میری طرف سے اجازت ہے۔ آپ مجھے کرن سمجھتی رہیں۔ معاہدہ دو طرفہ ہے۔" اس نے خاموشی سے کھانا شروع کر دیا۔۔۔۔ سادھنا نے کہا۔ "اس کے معنی ہیں تم دماغی مریض نہیں ہو بلکہ۔۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر بات بدل دی۔۔۔۔ "اگر واقعی ہم اس وقت کرن کے بجائے رشی سے باتیں کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا۔ "آپ یقیناً رشی سے باتیں کر رہی ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ میرا نام رشی کرن ہے، اور کرن جیسا کہ آپ جانتی ہیں---- میرا ہمزاد ہے یا میں اس کا ہمزاد ہوں۔ وہ میرا کامل نصف ہے میں اس کا ناقص نصف ہوں۔ وہ میرے لئے بلیدان پر بلیدان دیئے جا رہا ہے۔ میں اس کے لئے مسائل پر مسائل پیدا کئے جا رہا ہوں اور آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ میں دماغی مریض نہیں ہوں۔ ہاں یہ کہہ لیجئے کہ اس وقت نہیں ہوں۔" وہ چکرا گئیں اور یشودھرا کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیا۔ کھانا کھانے کے بعد واش بیسن پر ہاتھ دھوتے ہوئے یشودھرا اکیلی رہ گئی تو میں نے اس کو تولیہ دیتے ہوئے کہا۔ "یشو میری جان---- یہ سب مذاق تھا---- کہیں تم بھی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر مجھے چھوڑ نہ دینا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے نعیم---- لیکن دیدی مغالطے میں مبتلا ہو گئیں۔ تم دنیا کے بہترین جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک ہو۔" میں نے میدان خالی پا کر اس کا منہ چوم لیا۔

ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی میں نے سادھنا کو بتا دیا کہ میں نے اس وقت تک جو کچھ کہا وہ جھوٹ تھا۔ وہ ہنس دیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "اس کا کیا ثبوت ہے کہ اب جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ثبوت یہ ہے کہ میں اپنے بیان کی تردید کر رہا ہوں۔ غلطی کا رضاکارانہ اعتراف ہمیشہ سچ ہوتا ہے۔" سادھنا نے مسکرا کر کہا۔ "میں اس اعتراف کا مقصد سمجھ گئی۔ اگر یشودھرا نہ ہوتی تو اتنا کامیاب جھوٹ بولنے کے بعد تم کبھی اپنی تردید نہ کرتے۔"

دس بجے کے قریب وہ رخصت ہو گئیں۔ میں انہیں اسموکنگ روم تک پہنچا کر رشی کے کمرے میں گیا تو وہ گہری نیند سویا ہوا تھا۔ میں آہستہ آہستہ اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔

صبح نو بجے پاپا نے مجھے ٹیلیفون پر کہا۔ "اجیتا دیوی چند راجکماریوں کے ساتھ رشی کو دیکھنے آ رہی ہیں۔ تم کمرے تبدیل کر لو۔ کرنل پہنچنے والے ہیں۔" میں نے کیتھ کی طرف دیکھا اور ریسور رکھ کر کہا۔ "کرنل ماما کو ریسیو کرو میں رشی کے کمرے میں جا رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر چل دیا۔ میں سلیپنگ سوٹ پہننے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ ان کو لے کر آ گئی۔ میں نے ان کو سلام کیا اور رشی کے کمرے میں پہنچا۔ وہ صوفے پر بیٹھا ہوا کتاب کی ورق گردانی کر رہا تھا۔ میری آہٹ پاتے ہی چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رات کھانا کھانے نہیں گئے نا؟" وہ بولا۔ "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا مجھے بھوک نہیں ہے۔ تم نے پاپا کو فون کیوں نہیں کیا۔ انہوں نے صبح ہی ماما کو میرے پاس بھیجا۔" میں نے کہا۔ "ماما پھر آئے ہیں۔ تم میرے کمرے میں جاؤ۔ چند سالیاں تمہیں ملنے آ رہی ہیں۔" سالیوں کا نام سنتے ہی وہ گھبرا گیا۔ میں نے کہا۔ "پدھارو---- ہم نپٹ لیں گے---- کینتھ کو یہاں بھیج دینا۔" وہ میرے کمرے کی طرف چل دیا۔ دروازے کے

قریب پہنچ کر پلٹا اور کہنے لگا۔ "کرن' ماما کو بھیج دیتا ہوں۔ کُنتھ کے بغیر مجھے کون پلائیگا؟" میں نے اس کو کمرے کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ "الماری کھول کر خود نکال لینا۔ کُنتھ میرے پاس رہے گی۔ مجھے بیمار بننا پڑیگا---- سمجھ گئے؟" وہ "اچھا----" کہہ کر پھر لوٹ گیا۔ میں کھڑا دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد میں آگے بڑھا۔ اسی وقت کُنتھ ریڈنگ روم سے نکلی اور کرنل نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ میں اس کو دروازے کی طرف بھیج کر بیڈ روم میں پہنچا اور سگریٹ سلگا کر بستر پر بیٹھ گیا۔ کُنتھ نے دروازے کا پردہ سرکایا اور اجیتا اپنے ساتھ آنے والی دو تین راجکماریوں کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے بیماروں کی طرح مسہری کے سرہانے کا سہارا لے کر اٹھتے ہوئے "نمستے اجیتا دیدی۔" کہہ کر ان کا استقبال کیا۔ اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر میرا بازو تھاما اور مسہری پر بٹھاتے ہوئے بولی۔ "کیسی طبیعت ہے روپ؟" میں نے نحیف آواز میں کہا۔ "کسی قدر بہتر ہوں دیدی---- بیٹھیے۔" اس نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور قریب والے صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "رات کو تم کھانا کھانے بھی نہیں آئے---- سروج کو بہت چنتا ہے۔"

"کیا کروں دیدی----؟" میں نے کہا۔ "کل مجھ پر اس قدر گھبراہٹ طاری تھی کہ ڈاکٹر نے مارفیا دے کر سلا دیا۔ خیر سروج سے کہنا اب بالکل ٹھیک ہوں---- پلیز کہدو گی نا----؟"

"خود کہنا روپ----" اس نے جواب دیا۔ "میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں نئی نویلی دلہن کے جذبات کیا ہوتے ہیں---- وہ تمہیں آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہتی---- اور تمہاری یہ حالت ہے کہ چڑیوں ہاتھ سندیسہ' کووں ہاتھ سلام بھیجنا چاہتے ہو۔ کیا وہ مطمئن ہو جائے گی----؟"

میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی۔ پھر کُنتھ کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ "مس ان لڑکیوں کو یوراج کے کمرے تو دکھاؤ ذرا۔" کُنتھ نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یور ایکسی لنسی۔" راجکماریاں مسکراتی ہوئی اٹھیں اور اس کے ساتھ چل دیں۔ مجھے پسینہ آگیا۔ میدان خالی ہوتے ہی اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "روپ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ یہ سب کیا ہے؟ اور میں کیا دیکھ رہی ہوں----؟"

میں نے پیشانی پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "میری طبیعت خراب ہو گئی تھی دیدی اور کچھ نہیں----" وہ بولی۔ "طبیعت کو چھوڑو---- ایک نیا دولہا یم دوت کو دیکھ کر بھی دلہن کے پہلو سے نکلنا گوارا نہیں کرتا---- تم کو کیا ہوا ہے---- انگلی میں پھانس بھی نہیں لگی۔ کیا ہوا تمہارے جذبات کو روپ---- میں تو تمہیں بہت تیز و طراز سمجھی تھی۔" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی ڈاکٹر کا حکم----"

"ڈاکٹر کا حکم۔" اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "میں پہلے کہہ چکی ہوں روپ۔ شب عروسی میں موت کا حکم بھی نہیں چلتا۔ ڈاکٹر کیا ہوتا ہے۔ اچھا یہ کل رات کی بات ہے۔ پرسوں کیا ہوا تھا تمہیں----؟"

"پرسوں؟" میں نے پھر سر پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "پرسوں' معلوم نہیں دیدی۔" اس نے میرا ہاتھ پکڑ کے سر سے ہٹاتے ہوئے کہا۔ "اسے بھول جاؤ روپ پلیز اسے بھول جاؤ---- اس کی ضرورت نہیں ہے---- دماغ کے بغیر لاکھوں آدمی زندہ ہیں۔ رگوں میں خون اور خون میں حرارت ہونی چاہئے۔ بتایئے پرسوں کیا ہوا تھا---- بر فباری؟ ٹھاکور کے بازو شل ہو گئے تھے یا تلوار کو زنگ لگ گیا تھا؟" میں دل ہی دل میں اس کی معنی آفرینی پر تڑپ کر رہ گیا۔ ظالم نے کچھ نہ کہتے ہوئے سب کچھ کہہ ڈالا تھا۔ کاش اسے معلوم ہوتا وہ آتش فشاں کے دہانے پر کھڑی ہو کر برفباری کا بیان کر رہی ہے وہ ایک ایسے شخص سے رگوں میں خون اور خون میں حرارت کی بات کر رہی ہے جس کی رگوں میں خون کے بجائے بجلیاں بھری ہوئی ہیں۔ "ڈیم اٹ؟" خیالات کی رو میں بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "کیا ہوا روپ؟"

میں نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں اجیتا۔" اس نے چونک کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دی۔ "تم نے اجیتا کہا کرن؟"

میں نے کہا۔ "ہاں اجیتا' تم نے جو کچھ کہا---- جو کچھ سمجھا اور جو کچھ سمجھ رہی ہو اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "جواب دینا چاہتے ہو؟ کس طرح بھلا؟"

"جس طرح تم کہو---- جس طرح تم پسند کرو۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "میں سمجھی نہیں روپ۔" میں ہنس کر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے قریب پہنچ کر کہا۔ "سنو اجیتا ڈیئر' جو عورت اتنی ذہین اور سلجھی ہوئی ہو کہ خلوت کے دقیق اور نازک مسائل کو ایسے سب الفاظ میں بیان کر جائے جو طبیعت پر بار نہ ہوں۔ وہ اگر کسی سیدھی سی بات کو نہ سمجھنے کی شکایت کرے تو کون یقین کرے گا......؟" وہ مسکرا کر صوفے سے اٹھتی ہوئی بولی۔

"روپ یہ تم ایک دم کیسے تبدیل ہو گئے؟"

میں نے کہا۔ "تم نے الیکٹرک شاکس دینے میں کمی تو نہیں کی۔"

"چلو میرے شاکس نے برف تو پگھلائی۔"

"ہاں---- لیکن اس کی روانی کی زد پر تم ہی ہو۔"

اس نے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے دونوں بازو تھام لئے۔ وہ کچھ دیر اسی طرح دیکھتی رہی پھر مسکرا کر آہستہ سے بولی۔ "نہیں روپ----" میں نے کہا۔ "نہیں' ہاں کہو---- تم نے پارہ میں کہا تھا---- میرا کیا کرو گے؟"

"ہاں یاد ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ تمہارے الیکٹرک شاکس تمہیں لوٹانا چاہتا ہوں۔" اس نے میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "روپ۔"

"اجیتا۔" میں نے کہا۔ "شام کو چھ بجے میں تمہیں جھیل پر لے جا رہا ہوں۔" اس نے نگاہیں جھکا کر "اچھا" کہا اور ہاتھ چھوڑ کر دوسرے کمرے کی طرف چل دی۔ میں نے بزر پر انگلی رکھی اور دوسرے لمحے پینٹری میں سے دو لڑکیاں ٹرے لئے ہوئے برآمد ہوئیں اور میز پر رکھ کر چلی گئیں۔ اسی وقت اجیتا اور کینتھ دونوں راجکماریوں کو لے کر پہنچ گئیں اور میز کے گرد بیٹھ کر کافی پینے لگے۔

ان کے جانے کے بعد کینتھ نے دروازہ بند کیا اور میرے پاس آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تنہائی میں کیا کہا اس نے؟" میں نے کہا۔ "کیتھ ہزہائی نس نے رشی کی شادی کر کے بہت بری تباہی کو دعوت دی ہے۔ سروج نے اپنی محرومی کی داستان اجیتا کو سنا ڈالی اور اجیتا نے جن الفاظ میں میرا مضحکہ اڑایا ہے اگر وہ اصلی مجرم کو سنا دیئے جائیں تو وہ خودکشی کر لے۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "فطری ہے ڈارلنگ۔"

"فطری ہے؟" میں نے کہا---- اس نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔ میں آگے چلا۔

"میرا خیال تھا کہ سروج کچھ دن انتظار کریگی۔ کچھ دن شوہر کی عزت کا خیال کر کے اس کا راز چھپائے گی لیکن اس نے تیسرے دن ہی اس کا بھانڈا پھوڑ دیا---- اب؟"

"اب کیا؟" اس نے کہا۔ "کرنل سے کہہ دو اور کیا کر سکتے ہیں؟" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ سگریٹ نکالا اور سلگا کر کش لگانے لگا۔ کینتھ نے میرا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "چلو کرن---- یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے کہ----" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "نہیں ہے لیکن شام تک ہو جائے گا----" وہ خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگی۔ "ہاں کرن تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ شہ پڑتے ہی وہ آخری مہرہ پیچ میں رکھ دیں گے اور وہ آخری مہرہ تم ہو۔ اس لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔"

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ کہنے لگی۔ "اچھا تو پھر شام تک گونگے بن جاؤ---- میں ریزیڈنٹ سے مشورہ کرنے جا رہی ہوں۔ اگر وہ طے نہ کر سکے تو وائرلیس پر ہزایکسی لنسی گورنر سے بات کروں گی اور جیسے وہ کہیں گے۔ اسی کے مطابق عمل کریں گے---- اوکے؟"

میں نے کہا۔ "یہیں سے روانہ ہو جاؤ۔ میں شام کے چھ بجے تک تمہارا انتظار کر سکتا ہوں۔"

میں نے اپنے کمرے میں آتے ہی رشی کو رخصت کیا۔ بیٹھتے ہی کرنل نے ہچکی سی

مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "اجیتا کے ساتھ کون کون لڑکیاں تھیں کرن؟" میں نے کہا۔
"ارملا اور ایک اور جس کا نام میں نہیں جانتا۔"

"خیریت ہے نا----؟" انھوں نے اصلی سوال کیا۔

میں نے مسکرا کر کہا۔ "قریب قریب خیریت ہی سمجھیے ماما جی۔"

"قریب قریب؟" انھوں نے سنبھل کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں سمجھا نہیں کرن۔"

"میں بھی نہیں سمجھا ماما جی۔ شاید شام کو سمجھ سکوں۔"

"شام کو؟ کیسے؟" انھوں نے سوال کیا۔

"اجیتا جو کچھ کہنا چاہتی تھیں کھل کر نہ کہہ سکیں۔ میں شام کو چھ بجے ان کو سیر کے لئے لے جا رہا ہوں۔ واپسی پر شاید آپ کو پوری بات بتا سکوں۔" انھوں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کیس سے سگریٹ نکال کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے ان کو لائٹ دی اور وہ کش لگانے لگے۔ ان کے چہرے اور پیشانی کی لکیریں ہر کش کے ساتھ گہری ہوتی جارہی تھیں۔ ان کی افسردگی سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ شاید وہ سمجھ گئے تھے شام کو میں کیا کہنے والا ہوں۔ سگریٹ ختم ہونے تک وہ خاموش ہی رہے۔ پھر سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر اٹھے اور کہنے لگے۔ "کرن میں پردے والی کار کا انتظام کرا دیتا ہوں۔ اجیتا سے تفصیلی گفتگو کرنا۔ مجھے خیریت کی ایک فیصد بھی امید نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "ماماجی آپ زیادہ پریشان نہ ہوں۔ اگر کوئی گڑبڑ ہے تو ہم رشی کی بیماری کی آڑ لے سکتے ہیں۔" وہ بولے۔ "خیر دیکھا جائے گا۔ اچھا آرام کرو----"

ان کے جاتے ہی میں آرام کرنے کے بجائے میں رشی کے پاس پہنچ گیا۔ وہ مسہری پر لیٹا ہوا سگریٹ پی رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا۔ "پھر آدھمکے۔" میں نے اس کے بازو تھام کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ بازاری لہجہ کہاں سے سیکھا ڈیریسٹ؟" میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "یہ بازاری لہجہ ہے کرن----؟"

"نہیں یہ راج محلوں کی زبان ہے۔" میں نے طنزاً کہا۔ "پھول جھڑ رہے ہیں تمہارے منہ سے---- میں اپنے باڈی گارڈ سے بھی اس لہجہ میں بات نہیں کرتا۔" اس نے دونوں ہاتھ اپنے رخساروں پر مارتے ہوئے کہا۔ "آئم اے بلڈی ڈنکی' بوائے۔" میں نے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "نہیں رشی---- اگر یہی ہوتے تو کم از کم ڈھینچو ڈھینچو کر کے لوگوں کی نیند تو خراب کرتے۔" بگڑ کر بولا۔ "وہاٹ ڈو یو میں کرن۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں کہنا چاہتا ہوں کہ تم نہ جاگ سکتے ہو نہ جگا سکتے ہو۔"

بولا۔ "آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو----؟" میں نے کہا۔ "عرض کرتا ہوں۔ یہ بتاؤ تمہاری شادی ہوئی یا نہیں----؟"

"ہو گئی---- اچھا ہوا ہو گئی۔ میں شکایت تو نہیں کر رہا۔"

"شکریہ۔" میں نے کہا۔ "پاپا شکایت کر رہے ہیں۔ کرنل ماما شکایت کر رہے ہیں۔ سروج شکایت نہیں کر رہی لیکن مجسم شکایت ہے----" وہ بولا۔ "کیوں کس لئے----؟"

"تم شادی کرتے ہی خود کو پنشنر سمجھنے لگے' اس لئے۔ حالانکہ زندگی شروع ہی اب ہوئی ہے---- بھئی نہ تم نے ہنی مون منایا۔ نہ سروج سے بات کی نہ اس کو اپنے وجود کا کوئی ثبوت دیا۔ سہرا لٹکا کر کولہو کے بیل کی طرح آگ کے گرد سات چکر کاٹے اور گھر آتے ہی منہ لٹکا کر گوشہ عافیت میں بیٹھ گئے۔ یہ بھی سوچنا بھول گئے کہ اگنی دیوتا کی ساکھشی میں شکلاجی نے تمہاری دم سے جو گائے باندھ دی تھی اس پر کیا بیت رہی ہے؟"

"اتنی لمبی تقریر نہ کرو کرن۔" اس نے جھلا کر کہا۔ "ذرا حقیقت پسند بنو تم نے' پاپا نے اور ماما نے مجھے پھانسا ہے۔ خاص طور پر تم نے---- اب روتے کیوں ہو؟" میں نے کہا۔ "میں نے پھانسا۔ تم کو؟ کیا میں اور تم علیحدہ ہیں----؟" وہ بولا---- "معلوم نہیں---- پہلے میرا خیال تھا ہم ایک ہیں لیکن تم نے میرے ساتھ فراڈ کیا۔ خود اپنی پسند کی شادی کی---- میرے گلے میں سروج کی گھنٹی ڈلوا دی۔"

"اس کے معنی ہیں سروج تمہیں پسند نہیں؟ اچھا دچترا پسند ہے؟"

"نہیں---- مجھے---- کینتھ پسند ہے---- لیکن وہ تمہاری بیوی ہے۔" میں نے پلٹ کر کہا۔ "پرواہ نہیں---- اگر تمہیں پسند ہے تو وہی لے لو---- بولو لیتے ہو؟ ابھی---- اسی وقت۔" وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا۔ پھر مسکرا کر کہنے لگا۔ "میں تم کو ناراض نہیں کر سکتا کرن----!"

میں نے کہا۔ "میں ناراض نہیں ہوں گا۔ بالکل نہیں ہونگا۔ قسم لے لو۔"

بولا۔ "تو پھر سروج سے تبدیل کر لو۔ تمہیں سروج پسند ہے۔ خیر تمہیں تو دچترا بھی پسند ہے۔ تمہیں ہر خوبصورت عورت پسند ہے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ کمبخت دیوانگی میں بھی کتنا صحیح بہک رہا تھا۔ شاید اسی کو کہتے ہیں دیوانہ بکار خویش ہشیار۔ میں نے اس کو بازو سے تھام کر کہا۔ "اٹھو اور تبادلہ کر لو لیکن پہلے دو باتیں سوچ لو۔" وہ اٹھ کر کھڑا ہوتے ہوئے کہنے لگا۔ "بولو کیا باتیں ہیں وہ----؟"

"ایک تو یہ۔" میں نے جواب دیا۔ "کہ سروج سے راج سنگھاسن وابستہ ہے۔ راجہ وہی بنے گا جو اس کا شوہر ہو گا۔" ہاتھ بڑھا کر بولا۔ "ایگریڈ---- مجھے منظور ہے۔ لکھوالو۔" میں نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ "مجھے منظور ہے----" وہ بولا۔ "اچھا اپنے ڈرائنگ روم میں چل کر پاپا کو ٹیلیفون کر کے بلاؤ چلو----" میں نے کہا۔ "ٹھہرو پہلے دوسری بات پر بھی تو رضا مندی ضروری ہے۔ تمہیں کینتھ پسند ہے لیکن تمہیں معلوم ہے وہ کس قسم کی عورت ہے؟ یا صرف خدوخال اور ابھار کو دیکھ کر لٹو ہو رہے ہو؟" وہ بولا۔

"تم نہیں بتاؤ گے----؟" میں نے کہا۔ "وہ جتنی کیم تحیم اور لمبی چوڑی عورت ہے اتنے ہی لمبے چوڑے اس کے مطالبات ہیں۔ اس کو جیت لو تو تمہاری لونڈی ہے۔ ہار جاؤ تو وہ تمہیں غلام بنانا بھی پسند نہ کریگی---- اور پھر---- کہاں تک جیتو گے---- کتنی بار جیتو گے؟ کس طرح جیتو گے کہ تم اس فن میں سرے سے کورے ہو----" میں نے ہاتھ بڑھایا---- اس نے "سوری" کہہ کر ہاتھ پیچھے کر لیا۔ میں نے اس کی پیٹھ تھپک کر کہا۔ "مائی ڈیر رشی تم اپنے گلے میں سروج کی گھنٹی ہی ڈالے رہو تو بہت ہے۔" وہ پلٹ کر مسہری پر بیٹھ گیا اور ٹانگیں چلانے لگا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی خدا کے لئے مجھے ایک بات کا جواب دو لیکن جھوٹ بولنے کی کوشش نہ کرنا۔"

وہ بولا۔ "پوچھو' میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔" میں نے کہا۔ "دماغی طور پر تم اب خاصے اچھے ہو---- کیا جسمانی طور پر کوئی کمی ہے تم میں----؟" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے مزید وضاحت کی۔ "میرا مطلب ہے تمہیں سروج سے کوئی دلچسپی کیوں نہیں؟"

"معلوم نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "میں اس کو دیکھتے ہی کانپنے لگتا ہوں۔"

"کیوں کانپنے لگتے ہو۔ وہ تو حسن و جمال کے اعتبار سے لاکھوں میں ایک ہے---- تم اس رات اس کے ساتھ کھانا کھانے گئے تھے۔ کوئی بات کی تم نے اس سے----؟"

"نہیں----"

"پھر---- تم اس کے پاس گردن جھکا کر بیٹھ گئے۔"

"نہیں---- میں تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر چلا آیا۔"

"تم چلنے لگے تو اس نے تمہیں روکا نہیں----؟"

"نہیں اس نے پرنام کہا اور دیکھتی رہ گئی۔ میں دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا۔"

"خوب---- اور کل تم پھر اسی کمرے میں سو گئے---- آج کیا ارادہ ہے؟"

"یہیں سوؤنگا۔"

میں نے غصہ ضبط کرنے کے لئے سگریٹ سلگایا۔ ایک دو کش لئے اور جب مزاج پر قابو پایا تو کہا۔ "رشی یہ تمام حرکتیں تم نے ایسی غلط کیں کہ ایک چودہ سال کا لڑکا بھی نہیں کر سکتا۔ تم تو اکیس سال کے جوان ہو سب کچھ سمجھ سکتے ہو۔ معلوم ہے تمہاری اس حرکت کا نتیجہ کیا ہوا اور کیا ہونے والا ہے؟ سروج تمہیں پاگل سمجھتی ہے۔ کل پارہ گڑھ سے اس کے کزن اس کو لینے آئینگے۔ ان کو تمام باتیں معلوم ہو جائینگی اور وہ یہاں سے جانے کے بعد کبھی واپس نہ آئے گی۔ تمام خاندان کی ناک کٹوادی تم نے---- اب بھی بچا سکتے ہو تو بچالو---- آج اپنے وجود کا کوئی ثبوت دو رشی پلیز۔" وہ گم سم بیٹھا رہا۔ میں ہار کر اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

شام کو ساڑھے پانچ بجے کرنل ماما میرے پاس آئے۔ ان کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو بولے۔ "کرن بیٹے کار پورچ میں کھڑی ہے۔ تم میرے ساتھ نیچے چلو۔ اجیتا بھی تیار ہو چکی ہے۔" میں نے کہا۔ "چلئے ماما جی لیکن آپ کو رشی کے پاس ہونا چاہئے۔ اس وقت کینتھ بھی نہیں ہے۔" کہنے لگے۔ "اچھا پھر تم بخاری کو ساتھ لے جاؤ میں رشی کے پاس ٹھہرتا ہوں۔ کینتھ کہاں گئی ہے——؟" میں نے کہا۔ "شاید کیمپ گئی ہے۔ چھ ساڑھے چھ بجے تک واپس آ جائے گی۔"

"اچھا۔" انہوں نے چلتے ہوئے کہا۔ میں بخاری کو ساتھ لے کر نیچے آیا۔ گارڈ نے سلامی دی۔ ڈرائیور نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا۔ بخاری نے اس سے کہا۔ "چھوٹے سرکار خود چلائیں گے۔" ڈرائیور دروازہ بند کر کے ایک طرف ہو گیا۔ اسی وقت لفٹ نیچے آئی اور اجیتا مسکراتی ہوئی باہر نکلی۔ وہ اس وقت شوکیس آئٹم تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ وہ اگلا دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ میں نے وہیل سنبھالا اور اس کو ساتھ لے کر روانہ ہو گیا۔ گیٹ سے نکلتے ہی اس کا ہاتھ میری کمر کے گرد حمائل ہو گیا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے اس کو گھسیٹ کر قریب کیا اور وہ میرے سینے سے چپک گئی۔ ایکسیلریٹر پر میرے پاؤں کا دباؤ بڑھنے لگا۔ چند میل پہنچتے پہنچتے وہ مجسم شعلہ تھی۔ میں اپنے جسم میں اس کی حدت محسوس کرنے لگا۔ اسکی آنکھیں بند تھیں اور دائیں ہاتھ کی انگلیاں میری پسلی میں گڑی جا رہی تھیں۔ مجھے جھیل تک دس میل کا فاصلہ ایک ختم نہ ہونے والا سفر نظر آ رہا تھا۔ ایک موڑ پر ٹرن لینے میں ٹائروں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "روپ کتنی دور ہے جھیل؟" اس کی آواز میں لرزش تھی——— میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "چند میل اور۔" اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ جیسے شراب خانے کی کھڑکیوں کے پردے گرا دیئے گئے ہوں۔ مجھ پر بے پیئے نشہ طاری ہونے لگا۔ میں نے اس کے ابھار اپنے جسم کے بجائے دل میں پیوست ہوتے ہوئے محسوس کئے اور وسط جنگل میں ایک جگہ زمین سڑک سے ہموار دیکھ کر وہیل کو بائیں جانب گھمایا۔ گاری خفیف سی لچک کے ساتھ سڑک سے اتر گئی اور پختہ زمین پر مڑتی تڑتی جنگل میں داخل ہونے لگی۔ اجیتا نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ اس کی مسکراتی ہوئی آنکھوں کی سرخیاں اور گہری ہو گئیں۔ میں نے کچھ دور جا کر جھاڑیوں کے درمیان ٹرن لیا اور انجن بند کر دیا۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر کہا۔ "یہ جھیل تو نہیں روپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ کرشن کنج ہے پریتما——— یہاں صرف دل کے کنول کھلتے ہیں۔" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور پریتم کہہ کر میرے وجود میں سما گئی۔

"نصف گھنٹے بعد جب ہم جھیل پر پہنچ کر گاڑی سے اترے تو اس کی چال میں

شرابیوں جیسی لڑکھڑاہٹ تھی اور نگاہیں میرے چہرے سے نہیں ہٹ رہی تھیں۔ وہ جو کچھ کہنا چاہتی تھی زبان سے ادا کرنے سے قاصر تھی۔ مجھے معلوم تھا وہ کیا کہنا چاہتی تھی۔ جھیل کے کنارے چٹان پر بیٹھ کر میں نے سگریٹ سلگایا تو وہ جھیل اور غروب آفتاب کے حسین منظر سے لطف اندوز ہونے کے بجائے مجھ میں کھوئی ہوئی تھی۔ میں نے اس کی محویت دیکھ کر کریدنے کے خیال سے اس کے کھلے ہوئے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ " سوئٹی اپنا حدود اربعہ تو بتاؤ۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "مشرق میں کرن' مغرب میں کرن' شمال میں۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "آج کی تاریخ میں ہر طرف کرن تسلیم۔۔۔۔ لیکن میرا مطلب تھا۔۔۔۔ تمہارا مستقل کرن کون ہے۔۔۔۔؟"

"اوہ۔۔۔۔ خود دیکھ لیتا۔"

"میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہا۔" میں نے کہا۔ وہ چونک کر بولی۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کل پارہ گڑھ سے سروج کو پیہرلے جانے کے لئے بیسیوں عزیز رشتہ دار آئینگے۔ تمہیں سروج کے ساتھ لازمی طور پر چلنا ہو گا۔ چوتھی چالے میں دولہا دلہن ساتھ رہتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے متعلق سروج کا خیال ابھی تک وہی ہے۔ اس لئے ممکن ہے وہ خود ہی کہہ دے' کیوں زحمت فرماتے ہیں آپ کی نیند میں خلل پڑ جائے گا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "کیا جھوٹ کہے گی کرن۔۔۔۔؟"

"میں نے کب کہا جھوٹ کہے گی لیکن سچ کی چوٹ کھانے کے لئے کیا میں ہی ہریش چندر رہ گیا ہوں ڈیئر؟"

"تمہیں کون چوٹ دے سکتا ہے کرن۔۔۔۔ میں تمہارے لئے پارہ گڑھ کو لنکا کی طرح پھونک سکتی ہوں۔۔۔۔ میں تم پر مرتی ہوں۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اچھا مرنے کے بعد میرے کس کام آؤ گی۔ جیتی رہو اور آرتی پوجا کا موقع دیتی رہو کافی ہے۔" وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ "کرن تم کتنے سوئٹ ہو ڈیئر" اس نے کہا۔ "لیکن سروج کے لئے اتنے کٹھور کیوں ہو گئے؟ ۔بے وجہ۔۔۔۔ بلا سبب۔" میں نے کہا۔ "اچھا ممکن ہے میں اس کی وفا کا امتحان لے رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے میں اس کو آزما رہا ہوں کہ وہ کس حد تک میرے راز کو راز رکھ سکتی ہے۔ وہ میری دھرم پتنی ہے ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ عمر گزارنی ہے کیا مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس کی پریکشا لے سکوں۔۔۔۔؟" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ کوئی منطق ہے کرن؟ ابھی تو تمہیں کسی کلیم کا حق نہیں۔ اس کو بیوی بنانے سے پہلے کون سے حقوق کا مطالبہ کر رہے ہو بھلا؟" ۔۔۔۔"ہاں یہ صحیح ہے اچھا۔۔۔۔ میں نے غلطی کی لیکن کیا اس نے میری کمزوری پر پردہ ڈالنے کے بجائے اس کو مشتہر نہیں کیا؟"

"خیر ان باتوں سے کیا حاصل۔ آج تم اپنی غلطی کی اصلاح کر سکتے ہو۔ اگر کسی وجہ

سے نہیں کرنا چاہتے تو نہ کرو۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "میں تمہاری وکالت کروں گی اور تم یہ خیال دل سے نکال دو کہ تم ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔ تمہیں چلنا ہو گا اور کسی کے لئے نہیں تو میرے لئے۔" میں نے سگریٹ جھیل میں پھینکتے ہوئے کہا۔ "دیکھیں گے۔"

سورج غروب ہوتے ہی میں اٹھ کھڑا ہوا اور اجیتا کا ہاتھ پکڑ کے اٹھاتے ہوئے کہا۔ "چلو کھانے کا وقت ہو رہا ہے۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر چلنے لگی۔ میں نے کار کا دروازہ کھول کر اس کو سوار کرایا اور گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے پھر میری کمر میں ہاتھ ڈال کر کندھے پر سر رکھ دیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ کرنل ماما کا افسردہ چہرہ میرے ذہن میں ابھرا اور خیالات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں بڑی حد تک مطمئن تھا کہ میں ان کے لئے کم از کم اتنا امید افزا پیغام ضرور لے کر جا رہا تھا کہ بدنامی کا فوری خطرہ دور ہو چکا ہے لیکن ساتھ ہی اس خیال سے بے حد پریشان تھا کہ مسائل کی زنجیر میں ایک کڑی کا مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اجیتا سروج کو کسی نہ کسی طرح ہموار کر لیگی۔ کچھ دنوں رشی کی خرابی صحت کی بنا پر انتظار کرنے پر بھی مجبور کر لیگی لیکن دوسری طرف اس کے اپنے بھی کچھ مطالبات ہوں گے---- اور---- رشی؟ رشی اس کو پہلی مسکراہٹ پر "دہاٹ ڈویو میں سسٹر" کہہ کر بیڑہ غرق کر دیگا۔ میں گھٹ کر رہ گیا۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں نے چٹان کے نیچے دبی ہوئی انگلی نکالنے میں سر پھنسا دیا ہو---- نہیں میرے پاس ماما کے لئے کوئی مسرت افزا پیغام نہ تھا۔ شہر کی پہلی روشنی چہرے پر پڑتے ہی اجیتا نے سر اٹھا کر بیک ویو مرر میں اپنے چہرے کا جائزہ لیا۔ بال سنوارے ساڑی کا پلو سنبھالا اور مسکرا کر کہنے لگی۔ "روپ---- لٹی لٹی تو نہیں لگ رہی----؟" میں نے ہنس کر اسکے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "نہیں پرنتا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی بہت بڑی مملکت فتح کر کے لوٹ رہی ہو۔"

"ہاں۔" وہ ہنستے ہوئے بولی۔ "روپ کرن کی رانی بن کر لوٹ رہی ہوں۔"

"مبارک ہو۔" میں نے کہا---- "لیکن سروج کی طرح اعلان نہ کر بیٹھنا اور پلیز بارہ گڑھ میں اگر میں اجنبیت کا اظہار کروں تو مائنڈ نہ کرنا۔" اس نے مسکرا کر کہا "محلوں میں---- میں خود بھی تم سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کروں گی۔ اتنا جتنا کہ ضروری ہے---- نہ کم نہ زیادہ---- لیکن سیر کو ضرور لے جایا کروں گی۔ میں اپنے حقوق سے قطعی دست بردار تو نہیں ہو سکتی نا----؟" میری یہ عمارت بھی دھڑام سے نیچے آ رہی۔

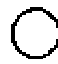
میں اوپر پہنچا تو ساڑھے سات بج چکے تھے۔ کرنل ماما اس وقت میرے ریڈنگ روم میں بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے میں نے سلام کیا تو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "سناؤ کیا رہی----؟" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "رشی کا معاملہ تو بیماری کا بہانہ بنا کر بالکل ختم کر دیا ہے ماما جی----" وہ خوشی سے اچھل پڑے اور میری کمر تھپک کر بولے۔

"شاباش میرے شیر۔" میں نے سگریٹ نکال کر سلگاتے ہوئے کہا "لیکن ماما جی۔ میں ان لوگوں سے جتنا قریب ہوتا جا رہا ہوں۔ رشی اتنے ہی دور ہوتے جا رہے ہیں۔" افسردہ ہو کر کہنے لگے۔ "ہاں کرن یہ تو ہے لیکن اس کا کوئی اوپائے نظر نہیں آتا۔" میں نے کہا۔ "یہ بہت خطرناک صورتحال ہے ماما جی---- اور کیا آپ مجھ پر ضرورت سے زیادہ وشواس نہیں کر رہے؟"

"اوہ! اسے چھوڑو کرن۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "میں کہہ چکا ہوں یہ ریاست تمہاری ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا چاہو گے تم؟---- شاید تم نے میری بات کا یقین نہیں کیا۔"

"میں نے آپکی بات کا یقین کیا۔ ریاست میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی ہے یہ بھی آپ جانتے ہیں۔ میرا مطلب کچھ اور تھا---- خیر---- یہ فرمایئے کینتھ آئی یا نہیں----؟"

"نہیں آئی-----" انہوں نے کہا۔ "شاید کھانا کھا کر آئے۔ اچھا رشی کے پاس جا رہا ہوں۔" وہ اٹھ کر چل دیئے۔ میں نے دروازہ لاک کر دیا اور ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے جب میں ڈائننگ روم سے کھانا کھا کر لوٹ رہا تھا کینتھ اسموکنگ روم سے اندر داخل ہوئی۔ میں نے کہا۔ "تم تو شام کے چھ بجے پہنچ رہی تھیں۔" وہ بولی۔ "روک لی گئی تھی۔" میں اس کو لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ "اچھا ہوا کیا-----؟" میں نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔ اس نے کہا۔ کرن ہزایکسی لنسی نے کہا ہے کہ ہر حالت میں ہزہائی نس کے حکم کی تعمیل کرو۔" میں نے کہا۔ "یہی توقع تھی۔ واقعی شہزادگی نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ ورنہ---- خیر ڈارلنگ زحمت کا شکریہ۔" وہ مسکرا کر الماری کی طرف چل دی۔ میں نے کیپٹن دلیش مکھ کا پسندیدہ مصرعہ گنگنانا شروع کر دیا ع یوں کہ ماحصل ہوش کس نے دیکھا ہے اور جب کینتھ نے گلاس میرے ہاتھ میں تھمایا تو میری آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں اس سے نگاہیں نہ ملا سکا۔



صبح نو بجے ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ "آداب عرض پاپا۔" بولے۔ "کرن---- حالات میں کوئی بہتری کی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ آج رات بھی اس نے اپارٹمنٹ سے قدم باہر نہیں نکالا۔ میں آج ڈاکٹر ہرمن کو فارغ کر رہا ہوں۔ روپیہ پھونکنے سے کیا فائدہ؟" میں نے کہا۔ "بجا فرما رہے ہیں پاپا۔" بولے۔ "کرنل نے مجھے بتایا تم نے اجیتا دیوی کو ہموار کر لیا ہے۔" میں نے کہا۔ "جی پاپا۔ ہمیں کچھ عرصہ سانس لینے کا موقع مل گیا ہے لیکن-----؟" انہوں نے بات

کاٹ کر کہا۔ "بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔" میں نے منہ پر ہاتھ رکھ کر بمشکل ہنسی ضبط کی اور پھر ماؤتھ پیس میں کہا۔ "آپ فکر نہ کیجئے پاپا۔ یہ سطحی باتیں ہیں۔ شادیاں ہوتی رہیں ہیں۔ طلاقیں اور علیحدگیاں بھی ہوتی رہتی ہیں۔ ان سے کوئی انقلاب نہیں آتا۔ ہاں ڈاکٹر ہرمین کو ضرور نکال دیں۔ وہ ڈفر ہے۔ وہ نمائشی ہاتھی ہے جو آدمی ریاست کو نگل کر ڈیوڑھی پر جھومنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ بہتر تو یہ ہے میرے پاس بھیج دیں اور ایک گھنٹے کے بعد کھڑکی کے نیچے سے اس کے باقیات سمیٹ لیں۔" وہ بے اختیار ہنس دیئے اور ہنستے ہنستے بولے۔ "نہیں کرن---- بہرکیف آج اس کا بستر گول ہو رہا ہے---- نہیں---- آج نہیں کل---- آج پارہ گڑھ والے آ رہے ہیں۔ ان کے سامنے اس کی موجودگی ضروری ہے۔ کل صبح ان کے جاتے ہی---- اوکے کرن۔" میں نے رسیور رکھ دیا---- دس بجتے نہیں پائے کہ کرنل ماما بغیر اطلاع دیئے تیزی سے میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ کمنتھ ایک دم اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ماما جی خیریت؟" وہ کھسیانے ہو کر بولے۔ "معاف کرنا کرن میں بہت جلدی میں ہوں۔ وہ---- سادھنا دیوی وغیرہ تم سے ملنے آ رہی ہیں۔ بلکہ نکل چکی ہیں تم فوراً رشی کے کمرے میں ان کو ریسیو کرو۔ میں اس کو یہاں گھسیٹ لاتا ہوں۔" میں نے کمنتھ کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے ماما جی۔" انہوں نے ریڈنگ روم کا ملحقہ دروازہ کھولا اور رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہو گئے۔ میں نے کمنتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا کر کہا۔ "میری غلطی ہے کرن---- دروازہ لاک نہیں کیا۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے---- میرے سوا سب کو غلطی کرنے کا حق ہے۔" وہ مسکرا کر کوئی جواب دینے والی تھی کہ کرنل رشی کو لئے ہوئے اندر آ گئے۔ رشی نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "مجھے کیوں بلایا کرن؟" میں نے کہا۔ "میرے چند مہمان آنے والے ہیں ڈیر---- تم یہاں کمنتھ کے ساتھ بیٹھ جاؤ---- میں تھوڑی دیر میں آ رہا ہوں۔" وہ بولا۔ "تم پاپا کے بگڑے ہوئے بچے ہو کرن---- جاؤ عیش کرو۔" میں ہنس کر آگے بڑھا اور دروازہ بند کر دیا۔ ڈرائنگ روم میں پہنچ کر بزر دبایا اور صوفے پر بیٹھ کر ایک رسالہ پڑھنے لگا۔ ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے اسکی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "دروازے پر جا کر مہمانوں کی سواگت کرو اور اندر پہنچا کر چائے کا انتظام کرو۔" وہ "جو آگیا" کہہ کر چلی گئی میں نے رشی کے سگریٹ کیس سے سگریٹ نکالا اور سلگا کر پھر ورق گردانی کرنے لگا تھوڑی دیر میں سادھنا دیوی اور یشودھرا اندر داخل ہوئیں۔ میں نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اور مسکرا کر کہا۔ "پالاگن دیدی رانی۔" وہ ہنس کر مرہٹی میں بولیں۔ "دیدی رانی فارسی نہیں سمجھتی۔ صرف تین وید جانتی ہے۔ بلکہ آڑھائی یا تین وید----؟" دونوں بیٹھ گئیں۔ یشودھرا نے کہا۔ "مرہٹی انگریزی اور اردو---- آدھی

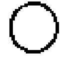
اردو--- خیر ہم یہ کہنے آئے ہیں آج ہم رخصت ہو رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "افسوس ڈیئریسٹ---- میں خدا حافظ نہیں کہہ سکتا۔ ساتھ چل سکتا ہوں۔" سادھنا نے کہا۔ "ہم ڈائریکٹ ولاس پور جا رہے ہیں' پارہ گڑھ نہیں۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ڈیڈی پارہ گڑھ سے میرا کیا تعلق--- میں بھی اسی لئے ساتھ چلنے کو کہہ رہا ہوں کہ مجھے معلوم ہے آپ ولاس پور جا رہی ہیں۔" دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا---- میں نے کہا۔ "میری طرف دیکھو یشو--- کیا تمہیں کچھ شک ہے---؟"

مسکرا کر کہنے لگی۔ "نہیں نعیم--- مجھے کبھی تم پر شک نہیں ہوا لیکن ان لوگوں کا کیا ہو گا۔ کیا تم انکل کو اتنا احمق سمجھتے ہو کہ وہ رشی کرن کو دلہن کے ساتھ بھیج کر---" وہ سادھنا کی طرف دیکھ کر بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے کہا۔ "ڈارلنگ تو کیا تم انکل کو اتنا بے غیرت سمجھتی ہو کہ وہ مجھے اپنی بہو کی خوابگاہ میں دھکیل دیں گے---؟" سادھنا نے کہا۔ "تم بھی ان کے بیٹے ہو کرن--- نقلی سہی--- لیکن امیج تمہارا قائم کیا گیا ہے--- اصلی کو کوئی نہیں جانتا--- ریاست کے سوا تم ہر چیز ان سے چھین سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی پھر آپ ابھی چند سال اور میرا مطالعہ کریں--- خیر--- یہ بعد کی بات ہے۔ میں آپ کے ساتھ چل رہا ہوں۔ آپ کو باڈی گارڈ کی ضرورت ہے اور نعیم' مہاراجہ ولاس پور کا سارجنٹ میجر آپ کو امین پور روڈ کے آخری سرے تک حفاظت سے پہنچانے کے لئے شہزادگی کے خول سے باہر آ چکا ہے۔"

میں نے پھر بزر دبایا۔ دو لڑکیاں چائے اور ناشتے کی ٹرے لئے ہوئے پینٹری سے برآمد ہوئیں اور میز پر رکھ کر چلی گئیں۔ میں نے سر جھکائے جھکائے چائے تیار کرنی شروع کر دی۔ یشودھرا میرا ہاتھ بٹانے لگی۔ چائے پیتے پیتے سادھنا نے کہا۔ "پھر تمہاری واپسی کے لئے سواری کا کیا انتظام ہو گا---؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "لیفٹ رائٹ---- لیفٹ--- یا اگر اس پر آپ کو اعتراض ہو تو پاپا کی رالز رائس لیتا چلوں۔" سادھنا نے کہا۔ "میں کوئی گاڑی نہیں چلاؤں گی۔" میں ہنس دیا۔ یشودھرا نے کہا۔ "ڈیڈی اتنی سنگدل نہیں ہیں نعیم---" میں نے کہا۔ "مجھے معلوم ہے یشو--- اگر یہ نہ ہوتیں تو ہم کئی مرتبہ مر چکے ہوتے۔ یہ گاڑی بھی چلائینگی' ہماری رہنمائی بھی کرینگی اور کوئی شہر آئے گا تو چیز کھانے کو پیسے بھی دیں گی۔"

تھوڑی دیر بعد وہ چلی گئیں اور میں اپنے کمرے میں آ گیا۔ ماما نے رشی کو منتقل کرنے کے بعد کہا۔ "کرن سہ پہر کی چائے تمہیں ہزہائی نس کے ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے ساتھ پینی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما آپ نے یہ بھی خیال فرمایا کہ اس طرح مجھے پیش پیش رکھ کر آپ رشی کو بیک گراؤنڈ میں پھینک رہے ہیں---؟" اکتا کر بولے۔ "کرن میرا دماغ خراب کر دیا تم نے۔ میں کیا کہوں تم سے۔ جاؤ ہزہائی نس کو فون

کرو شاید ان کی بات تمہاری سمجھ میں آجائے۔" میں نے صوفے سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ "انہیں زحمت دینے کی ضرورت نہیں ماما۔۔۔۔ آپ ان کا نفس ناطقہ ہیں۔ انہی کے الفاظ دہرا رہے ہیں۔ اچھا میں تیار ہوں۔۔۔۔" انہوں نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ پھرایا۔۔۔۔ ماتھا چوما اور دعائیں دیتے ہوئے چلے گئے۔ میں خیالات کی رو میں بہنے لگا۔



سہ پہر کو پاپا کے ڈرائنگ روم میں پہنچا تو وہاں سروج' اس کے ساتھ آنے والی راجکماریاں' سہیلیاں' ہزہائی نس اور شانتا کے علاوہ پارہ گڑھ سے آنے والے کزن راجکماروں کا مجمع تھا۔ مصافحے معانقے کے بعد پاپا نے مجھے اپنے اور سروج کے درمیان بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں نے سروج پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب مانوس سی چمک پیدا ہوئی اور اس نے سر جھکا لیا۔ میں خاموشی سے اس کے دائیں جانب بیٹھ گیا۔ ایک لڑکی سونے کی ٹرے میں سگریٹ لے کر آئی اور سب کو پیش کرنے لگی۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ بائیں جانب صوفوں پر سادھنا دیوی اور یشودھرا بیٹھی ہوئی تھیں۔ نظریں ملتے ہی میں نے سر جھکا کر اشارے سے سلام کیا۔ ان کے چہرے پر بھی وہی تاثرات تھے جو کسی کو پہچان لینے پر نمودار ہوتے ہیں۔ میں سروج کی طرف سے خائف تھا۔ اس کے بار بار کنکھیوں سے دیکھنے پر میں ایسا محسوس کر رہا تھا جیسے وہ یہ کہنے کو بے چین ہو کہ بتاؤ تین دن سے کہاں چھپے ہوئے تھے؟ پاپا کی جہاں دیدہ نظروں نے میری دلی کیفیت بھانپ لی۔ میری طرف دیکھ کر پوچھنے لگے۔ "رشی کرن کیسی طبیعت ہے۔۔۔۔؟" میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "بالکل ٹھیک ہوں پاپا۔۔۔۔ "شیروانی کا کالر ذرا تنگ ہے شاید۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کالر کھول دیا اور بولے۔ "اب۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔۔۔۔ "شکریہ پاپا۔۔۔۔ اب بالکل ایٹ ایز ہوں۔" وہ ہنستے ہوئے کہنے لگے۔ "ڈاکٹر ہرمیں بھی کہہ رہے تھے تم بالکل تندرست ہو گئے ہو۔" شانتا نے جھک کر ان کی طرف دیکھا اور ہنس کر بولی۔ "مبارک ہو پاپا اب بھیا سے کہئے میرے تمام نیگ ادا کریں۔" انہوں نے ہنس کر کہا۔ "ہم اپنی طرف سے تمہارے تمام واجبات ادا کر چکے۔ اب یہ جانیں تم جانو۔" شانتا نے اور جھک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن بھیا پلیز۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چائے پینے کے بعد۔۔۔۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور ہزہائی نس کے سامنے آکر کہنے لگی۔ "پاپا جلدی چائے پیجئے پلیز۔۔۔۔" کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پاپا نے اٹھتے ہوئے مہمانوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلیے۔" سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک داسی نے ہال کی طرف کھلنے والے دروازے کا پردہ اٹھایا اور مہمان آہستہ آہستہ نکلنے لگے۔

میں صوفے سے اٹھنے لگا اور ایک ہلکا سا جھٹکا کھا کر رہ گیا۔ میری شیروانی کا دامن

سروج نے صوفے پر دبا رکھا تھا۔ میں مسکرا کر پھر صوفے پر ٹک گیا۔ دو تین لڑکیوں نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرا کر دوسری طرف متوجہ ہو گئیں۔ میں نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "اٹھنے دو سروج۔" اس نے شیروانی چھوڑ دی میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس نے اٹھ کر میری انگلی پکڑتے ہوئے کہا۔ "ٹھہر جاؤ کرن' مجھے کچھ کہنا ہے۔" میں نے ادھر ادھر دیکھا نصف کے قریب کمرہ خالی ہو چکا تھا۔ یشودھرا اور سادھنا نے دروازے کے قریب پہنچتے پہنچتے ہماری طرف دیکھا اور مسکراتی ہوئی نکل گئیں۔ نئی آنے والی لڑکیوں میں سے ایک نے میرے بازو میں چٹکی لی اور ہنستی ہوئی چلی گئی۔ میں نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو سروج۔" اس نے میری انگلی چھوڑ کر پھر دامن تھام لیا اور دروازے کی طرف چلتے ہوئے بولی۔ "اب تک کہاں چھپے ہوئے تھے کرن---؟" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "میری طبیعت خراب ہو گئی تھی سروج۔ اجیتا نے تمہیں نہیں بتایا؟" اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "بتایا حضور---" اس نے دروازے سے گزرتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اور جو کچھ وہ نہیں بتا سکی میں نے خود سمجھ لیا۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "پھر تو شکایت نہیں ہونی چاہئے سروج--- اور اب میں بالکل ٹھیک ہوں۔" "شکر ہے۔" اس نے کہا۔ لہجے میں طنز نمایاں تھا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ ڈائننگ ہال کے دروازے پر پہنچتے ہی میں نے مسکرا کر اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور زیر لب شکریہ ادا کیا۔ "شکریہ۔" بذات خود ایک طنز تھا اور وہ خود مجسم نشتر تھی لیکن کیا' غلط؟ میں نے کرسیوں کی طرف نظر دوڑائی۔ پاپا اور ممی درمیانی کرسیوں کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔ پاپا ہمیں دیکھتے ہی ایک قدم آگے بڑھے اور دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کے کہا۔ "ادھر بیٹھو سروج--- اور تم ادھر کرن---- شنو سے بچ کر۔" وہ ہنسنے لگے۔ ہال مشترکہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ میں نے سروج کو پہلے بیٹھنے کا موقع دیا اور پاپا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "یورہائی نس۔" وہ ہنستے ہوئے میرا ہاتھ تھام کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ نوکرانیوں نے پلیٹوں کے اوپر سے خوان پوش اٹھا لئے۔ چائے کے بعد پان اور سگریٹ تقسیم ہوتے ہی شانتا نے کہا۔ "پاپا۔" انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "ٹالو بھئی۔" میں نے کہا۔ "مانگو کیا مانگتی ہو شنو؟ جان کی امان کے علاوہ۔" پاپا نے قہقہہ لگایا--- تمام حاضرین نے ہال سر پر اٹھا لیا۔ شانتا ہنس کر بولی۔ "جان کی پرواہ نہیں--- سوا لاکھ دے دو سیدھے ہاتھ سے۔" سب پھر ہماری طرف متوجہ ہو گئے----

میں نے کہا۔ "اچھا سوا لاکھ کا سوال ہے؟ چیک یا کیش؟"

"کیش۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "ہارڈ کیش۔"

میں نے کہا۔ "منظور ہے--- شام کو ہمارے محل آ کر لے جاؤ۔" پاپا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بس شنو یا کوئی اور مطالبہ باقی ہے---؟" وہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "میرے پاپا

اور بھیا ہزاروں برس جئیں۔" میں نے اٹھتے اٹھتے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اس دعا کا ایک سکہ اور---- سوا لاکھ کے علاوہ----" ہال پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پاپا اور ممی ہنستے ہوئے پہلو بہ پہلو دروازے کی طرف چلنے لگے۔ میری شیروانی پھر سروج کی انگلیوں میں پھنس گئی۔ میں رک رک کھڑا ہو گیا۔ ایک ریلے میں قہقہوں کا سیل دروازے سے گزر گیا۔

میں نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چلو پرتیا----" اس نے نظریں گھما کر دیکھا اور چلتے چلتے بولی۔ "پریتم---- سروج چل رہی ہے---- اور چلتی رہے گی اگر۔" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے آہستہ آواز میں کہا۔ "اگر سروج ڈیر؟"

"میرے کمرے میں چلو۔ بتاتی ہوں پریتم۔"

میں نے کہا۔ "اچھا---- شنو کو اشارہ کرنا وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر چلی جائیگی۔ پانچ منٹ بعد میں تمہارے پاس ہوں گا۔" ڈرائنگ روم میں پہنچتے ہی شانتا اور اجیتا سروج کو لے کر چلی گئیں۔ چند منٹ بعد پاپا نے خود ہی کہا۔ "کرن اب تم آرام کرو۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- چلتا ہوں---- آداب عرض۔"

مجھے جاتے دیکھ کر تمام مہمان اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے چلتے چلتے سادھنا اور یشودھرا کو سر جھکا کر پرنام کیا اور دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔ غلام گردش کمروں اور دالانوں کی بھول بھلیاں سے گزرتا ہوا رنواس میں داخل ہو کر داسیوں کی مسکراہٹیں اور سلامیاں سمیٹتا ہوا سروج کے کمرے میں پہنچا تو شانتا جا چکی تھی اجیتا اور سروج نے مسکرا کر استقبال کیا۔ میں نے سروج کا بازو تھام کر صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھیے۔" اجیتا نے مسکرا کر ہماری طرف دیکھا اور "ابھی آئی۔" کہتی ہوئی پردہ اٹھا کر باہر نکل گئی۔ سروج بیٹھنے کے بجائے میرے منہ کو تکنے لگی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "جی' کیا فرما رہی تھیں آپ؟" وہ میرا ہاتھ تھام کر صوفے پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "ایک عرض' ایک التجا' ایک درخواست' آپ اسے چیلنج بھی کہہ سکتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تمہید خاصی طویل ہو گئی سروج۔"

بولی۔ "ہاں کرن---- عرض یہ کرنا ہے کہ میں اس وقت تم کو اوریجنل فارم میں دیکھ رہی ہوں اور اسی فارم میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ چیلنج یہ ہے کہ دوبارہ اس خول میں نہیں جانے دوں گی۔" میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خول؟ کیسا خول سروج؟ میں سمجھا نہیں۔" اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "نہ سمجھیے حضور---- میں الفاظ ضائع کرنے کے بجائے دوسرے طریقوں سے اپنے حقوق کی حفاظت کرنے کی قائل ہوں۔ ایک منٹ----" اس نے تیزی سے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور میرے سامنے آ کر کہنے لگی۔

"کرن پہلے یہ بتاؤ تم میرے کیا ہو؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے؟"

"ہاں" اس نے کہا۔ "تم نے عملی طور پر کچھ ثابت نہیں کیا۔ اس لئے زبانی ہی کچھ بتاؤ۔ یا تمہارا خیال ہے میں جلتی کڑھتی، روتی پیٹتی میہر چلی جاؤں گی کچھ دن چپ سادھے پڑی رہوں گی پھر رو رو کر ماتاجی سے کہوں گی۔ ماں مجھے کنوار کوٹھڑی چنوا دے۔ یہ سنسار، یہ راج پاٹ سب دھوکا ہے ماں۔ میں اس ماڈرن ایج کی الٹرا ماڈرن میرا بائی بننا چاہتی ہوں۔" وہ تھک کر ہانپنے لگی۔ میں اس کے چہرے کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکراتا رہا۔ اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "سمجھ تو گئے ہو گے؟" میں نے نفی میں سرہلا کر کہا۔ "خاک نہیں سمجھا۔"

"خاک نہیں سمجھے۔۔۔؟" اس نے پیر پٹک کر کہا۔ میں نے اس کو بھڑکانے کے لئے شعر سنایا۔ "بے زبانی ترجمان شوق بے حد ہو تو ہو۔ ورنہ پیش حسن کام آتی ہیں تقریریں کہیں۔" وہ بھڑکنے کے بجائے مسکرا دی۔ "آئم سوری ڈیر۔" اس نے شکست تسلیم کرتے ہوئے کہا "لیکن تم اپنے طرز عمل پر غور کرو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "کرتا ہوں۔" جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور چھت کی طرف دھواں چھوڑا۔ وہ کھڑی دیکھتی رہی۔ میں نے ایک طویل کش لیا اور آنکھیں بند کر کے خیالات میں گم ہو گیا۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی۔ اس کی باتیں بجا تھی۔ میں نے تصور میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اغراض و مقاصد کے دروازے پر دم توڑتے دیکھا۔ غیرت و حمیت کو مصلحتوں کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھتے دیکھا۔ مجھے اصول پرست کرن ایک بونا اور نعیم ملک ایک قد آور شخصیت نظر آنے لگا۔ میں نعیم بن گیا۔ آنکھیں کھول کر سگریٹ ایک راکھ داں میں پھینکا اور سروج کی طرف مخاطب ہوا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "جی!" میں نے جواب دینے کے بجائے اٹھ کر اس کو آغوش میں لے لیا اور ہونٹوں سے منہ بند کر دیا۔ اس نے اجتناب اور گریز کا رسمی مظاہرہ کیا۔ تلملائی، پھڑپھڑائی اور میری بانہوں میں سما گئی۔ میں نے اس کو پھول کی طرح اٹھا کر مسہری پر رکھ دیا۔

"حقوق کی حفاظت" اگر ٹوٹ پھوٹ کر مسکرانے کا نام ہے تو یقیناً وہ کامیاب ہو چکی تھی لیکن جہاں تک میرے جملہ حقوق محفوظ ہونے کا تعلق تھا۔ وہ پہلے ہی ہو چکے تھے یا پھر میں پبلک پراپرٹی تھا۔ میری زندگی ایک افسانہ تھی جو "صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے" کے عنوان سے طباعت اور اشاعت کے مراحل سے گزر چکی تھی۔۔۔۔ اور اب؟ میں نے سروج کے مسکراتے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی۔ اس کی آنکھوں کو چوما اور بٹھاتے ہوئے کہا۔ "سروج ڈارلنگ اب میں تمہارا کیا ہوں؟" جواب دینے کے بجائے اس نے مسکرا کر میری گود میں منہ چھپا لیا۔۔۔۔ میں اس کے بالوں سے کھیلنے لگا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور "پران آدھار" کہہ کر دونوں ہاتھوں سے پھر منہ ڈھانپ لیا۔ میں اس کی کمر تھپتھپا کر اٹھتے ہوئے کہا "اچھا ڈیئرسٹ اب چلتا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے میرے ہاتھ

تھام لئے اور نگاہیں جھکا کر بولی۔ "کرن اب میں تمہیں آنکھوں میں بٹھانا چاہتی ہوں تو تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔"

"کہاں جا سکتا ہوں سروج۔" میں نے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "میں تو تمہاری لٹوں میں الجھ کر رہ گیا ہوں۔" میں نے اسیر زلف کا ترجمہ کیا وہ مسکرا کر بولی۔ "تو پھر کیسے جا سکتے ہو؟"

"نہیں نا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "صرف اس چڑیل کا قرض ادا کرنے کی اجازت دو۔۔۔۔"

"شنو کا۔۔۔؟" اس نے کہا۔ "اچھا جاؤ۔۔۔ لیکن کھانا یہیں کھاؤ گے۔۔۔۔ میرے ساتھ۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "یقیناً ڈیئریسٹ۔" وہ میرا ہاتھ تھام کر مسہری سے اتری۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور اس کا منہ چوم کر باہر نکل گیا۔ وہ پردہ تھام کر ہاتھ ہلاتی رہی جب تک کہ میں دالان سے گزر کے ستونوں اور گملوں کی آڑ میں نہ پہنچ گیا۔ میں بھی پلٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

میں اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچا تو شام کے سات بج رہے تھے۔ کرنل اور رشی ابھی تک میرے ڈرائنگ روم میں کینتھ سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے کرنل کو سلام کر کے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ماما جی۔۔۔۔ سوا لاکھ کے مقروض ہو کر آئے ہیں' ادائیگی کا طریقہ بتایئے۔" ماما مسکرا دیئے۔ رشی نے پوچھا۔ "کیا خرید ڈالا کرن؟" میں نے موڈ خوشگوار دیکھ کر کہا۔ "بیوی خریدی تمہارے لئے۔۔۔۔ کنگنا نہیں بندھوایا تھا شنو سے تم نے۔۔۔۔؟" سر ہلا کر کہنے لگا۔ "بندھوایا تھا پھر؟" میں نے کہا۔۔۔۔ "آج اسی کے چارجز کا ڈیبٹ نوٹ پیش کیا ہے۔۔۔۔ اور وہ بھی تمہارے ان لاز کی موجودگی میں۔" وہ بولا۔ "ڈیم اٹ۔۔۔۔ خیر پاپا سے کہو پے منٹ کر دیں۔" کرنل ماما مسکرا کر صوفے سے اٹھتے ہوئے بولے۔ "میں ابھی جا کر ادا کرا دیتا ہوں۔ آؤ۔" رشی اٹھ کر ان کے ساتھ ہو لیا۔ کینتھ ریڈنگ روم سے دروازہ بند کر کے لوٹی تو میں نے الماری کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے الماری کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور میز پر رکھ کر میرے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے گلاس اٹھا لیا۔ اس نے دو گھونٹ لے کر کہا۔ "اتنی دیر تک کہاں رہے یور ایکسی لنسی۔۔۔۔؟" میں نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ "تمہارے خیال میں کہاں رہا ہوں گا۔۔۔۔؟" میں نے سوال کا جواب سوال سے دیا۔

"یہ کوئی جواب نہیں۔" اس نے ہونٹوں سے گلاس ہٹاتے ہوئے کہا۔ میں نے گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور ہنس کر کہا۔ "تم مجھ سے زیادہ جانتی ہو۔" وہ اثبات میں سر ہلا کر مسکرا دی۔

میں نے شام کا کھانا کینتھ کے ساتھ کھانے کے بعد رشی کے کمرے کا چکر لگایا۔ وہ

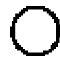
کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں ٹہل رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا۔ "کرن تم نے ایک روز مجھے سیر کو ساتھ لے جانے کا وعدہ کیا تھا---- یاد ہے----؟" میں نے کہا۔ "یاد ہے---- صبح چھ بجے تیار ہو جاؤ لے جاؤں گا۔" انگلیوں سے کنپٹی بجا کر کہنے لگا۔ "ام---- پاسی---- بل---- دونوں دن کے اجالے میں کیسے ساتھ نکل سکتے ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس وقت تم بالکل نارمل ہو رشی۔ رانواس جا کر سورج کے ساتھ پائے کیوں نہیں پی آتے؟" میرے بازو کو ہاتھ لگا کر کہنے لگا۔ "تم کیوں نہیں چلے جاتے؟" میں نے اس کا بازو جھٹک کر کہا۔ "تم پھر بہکنے لگے رشی۔ جہاں تمہیں ہونا چاہئے وہاں میں کیسے----؟" اس نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "مجھے یہ یقین دلانے کی کوشش مت کرو کہ میں اور تم دو ہیں کرن۔"

"ہم ایک ہیں----" میں نے کہا "لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ تمہارے بدلے کھانا بھی میں کھاؤں---- پانی بھی میں پیوں؟" وہ دونوں رخساروں پر ہتھیلیاں رکھ کر سوچنے لگا۔ میں نے چلنے کے لئے قدم اٹھایا تو ہاتھ پکڑتے ہوئے ہنسنے لگا۔ "کرن میری شخصیت بہت محدود اور نامکمل ہے۔ ٹوٹی پھوٹی اور ناقص---- تم مکمل ہو۔ اس لئے قدرتی طور پر میرا وزن تمہی پر پڑیگا۔" اس کے الفاظ سے میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ میں نے چلتے چلتے پلٹ کر اس کو سینے سے لگا لیا۔ وہ مسکرا دیا۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر مسہری پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں ڈیریسٹ اب میں تمہیں پھول اٹھانے کی بھی زحمت نہ دونگا۔" وہ ہنس کر بولا۔ "کرن میں تو سمجھا تھا تم ناراض ہو گئے۔"

"نہیں رشی ڈیر۔" میں نے اس کے رخسار کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "میں تم سے ناراض ہو سکتا ہوں۔ یا تم مجھ سے ناراض ہو سکتے ہو؟ اچھا آرام کرو۔" وہ "ڈیر یو آر۔" کہہ کر بستر پر دراز ہو گیا۔ میں اس کے الفاظ کا بوجھ دل پر لئے اپنے کمرے میں آ گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی جھنجھنائی---- کینتھ نے ریسور اٹھا کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے آداب عرض کیا---- پاپا نے کہا---- "کھانا کھا چکے کیا کرن؟" میں نے کہا۔ "جی----" بولے---- "رنواس میں جا کر چائے وغیرہ پی آؤ کرن۔" میں نے ہمت کر کے کہا۔ "پاپا میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو حاضر ہو جاؤں۔" کچھ دیر خاموش رہ کر بولے۔ "رشی سے بات کی تم نے؟" میں نے کہا۔ "ابھی زخم کھا کر لوٹا ہوں پاپا۔" میری آواز بھرانے لگی۔ انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "کرن چائے پی کر میرے پاس آ جاؤ---- میں ایک گھنٹہ تمہارا انتظار کر سکتا ہوں----" میں نے "جو حکم پاپا۔" کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ کینتھ نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن مجھے آج معلوم ہوا کہ تم جذباتی بھی ہو۔"

میں نے ہاتھ بڑھا کر سگریٹ کیس سے سگریٹ لیا اور سلگا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔

وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی پھر مسکرا کر کہنے لگی۔ "سنو ڈارلنگ ایچ ایچ سے اس موضوع پر کچھ نہ کہنا۔" میں نے کہا۔ "کیوں؟"---- "انہوں نے اب تک تم سے کچھ کہا----؟" اس نے سوال کیا۔ انہوں نے حالات ایسے پیدا کر دیئے۔ پھر کہنے کی کیا ضرورت رہی۔" بولی۔ "تمہیں بھی کیا ضرورت ہے خصوصاً" ہزایکسی لنسی کے حکم کے بعد----؟" میں نے کہا۔ "لیڈی اگر مجھ سے کوئی سلپ ہو گئی تو----" میں نے قصداً" جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور اٹھ کر چل دیا۔



سروج' اجیتا' ارملا اور متاکشی ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ میز پر کھانے چنے ہوئے تھے' دو تین لڑکیاں ان کے قریب کھڑی ہوئی تھیں۔ میں کمرے میں داخل ہوا تو سب کھڑی ہو گئیں۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "تپسیا ہو رہی ہے سروج؟" بولی "کیا کریں ڈیئر! پتی دھرم بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ بھوک لگ رہی ہے اور کھا نہیں سکتے۔" میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹیڑھی کھیر نہ کھایئے اور بہت سی چیزیں ہیں۔" ایک لڑکی نے بڑھ کر خوان پوش اٹھا لیا۔ میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آپ سروج کے ساتھ کھائیں---- میں معذرت خواہ ہوں۔ پرہیزی کھانا کھاتا ہوں اور کینتھ نے اپنے سامنے بٹھا کر کھلایا ہے کہ اور کچھ نہ کھا سکوں۔" سروج نے منہ بنا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کے ساتھ کافی یا چائے پی سکتا ہوں۔" انہوں نے رسمی سا اصرار کر کے کھانا شروع کر دیا۔ میں سگریٹ اور کافی سے شغل کرتا رہا۔ اجیتا نے کھانا کھاتے ہوئے کہا۔ "ہمارے ہاں پرہیزی کھانا نہیں ملے گا روپ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرواہ نہیں---- وہاں کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ میں آہستہ آہستہ پرہیز توڑنے لگا ہوں۔" اجیتا میری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ دوسری لڑکیاں بھی مسکرانے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے کہا۔ "سروج مجھے پاپا نے طلب کیا ہے۔ اگر ناگوار نہ ہو تو----" اس نے میرا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "ہو آیئے---- میں ان کا حکم کیسے ٹال سکتی ہوں؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ایک اور بات---- اگر میں---- اچھا پھر کسی وقت سہی۔" سروج نے پیالی میز پر رکھ کر میری طرف دیکھا---- "پھر کسی وقت کیوں----؟ پانچ منٹ ٹھہریئے۔ ہم کھانا تو کھا چکے۔" میں نے سگریٹ سے سگریٹ سلگایا۔ وہ میز سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اجیتا وغیرہ بھی اٹھ کر ہاتھ دھونے چلی گئیں۔ خادماؤں نے پلیٹیں اٹھا اٹھا کر کشتیوں میں رکھیں اور لے کر چل دیں۔ تنہائی ہوتے ہی میں نے کہا۔ "تمہارے ساتھ بارہ گڑھ چل رہا ہوں سروج لیکن شام تک کی اجازت چاہتا ہوں۔ رات کو کسی وقت پہنچ جاؤں گا۔" وہ کچھ دیر حیرت کی نگاہوں سے میری طرف دیکھتی رہی پھر دبی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔ "میں نہیں سمجھ سکی

کرن۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پارہ گڑھ پہنچ کر سمجھا دوں گا۔" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "نہیں حضور۔۔۔۔ مجھے سمجھانے سے بات نہیں بنتی۔ یہاں آتے وقت بھی آپ غائب تھے اور اب جاتے وقت بھی ساتھ نہیں چلنا چاہتے۔ یہ میری توہین ہے مجھے پیہر والوں کی نظروں میں ذلیل کرنا ہے۔"

"میں تم سے اجازت طلب کر رہا ہوں سروج ڈیئر۔۔۔۔ اس میں ہت وہین کا کونسا پہلو نکلتا۔۔۔۔؟"

"آپ میری عزت افزائی کرنا چاہتے ہیں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ لیکن اس کے معنی یہی ہوتے ہیں جو میں عرض کر رہی ہوں اور یہ سلسلہ گھونگھٹ اٹھتے ہی شروع نہیں ہونا چاہیے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "تم نے گھونگھٹ کی آڑ میں شکار تو کر لیا ہمیں۔ اب اٹھنے نہ اٹھنے سے کیا فرق پڑتا ہے ڈیئریسٹ۔۔۔۔؟" میں نے اس کو سائیڈ ٹریک کرنے کے لئے ایک دقیانوسی کہاوت کا سہارا لیا۔ وہ مسکرا دی۔ میں نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔ "سروج ڈیئر' کار اور ہوائی جہاز کے زمانے میں ڈولی اور کہاروں کے دور والی دلہنوں کا انداز فکر اختیار نہ کرو پلیز۔۔۔۔" وہ چکرا گئی۔ میں نے اس کو سوچنے کا موقع دینا مناسب نہ سمجھا۔ مسکرا کر اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور شب بخیر کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

میں ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو پاپا دونوں ہاتھ پشت کی جانب کئے کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو مسکرا کر بولے۔ "آؤ کرن۔" ان کی مسکراہٹ میں درد پنہاں تھا وہ آنکھیں ملانے سے گریز کر رہے تھے۔ میں نے جھک کر ان کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا۔ انہوں نے میرے دونوں بازو تھام کر اٹھا لیا اور اپنے پاس صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "رشی کی طبیعت کیسی ہے کرن۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہیں پاپا۔۔۔۔ سو رہے ہیں۔" وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئے۔۔۔۔ میں نے اصل موضوع کو پس پشت ڈالتے ہوئے کہا۔ "پاپا کل ڈاکٹر ہرمین کو رخصت کر دیجئے پلیز۔" بولے۔ "ہاں یہ تو طے ہے کرن۔" میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا۔۔۔۔ میں یہی یاد دلانے کے لئے حاضر ہوا تھا۔" وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولے۔ "کرن میں رشی کی زندگی کے لئے تمہاری موجودگی ضروری سمجھتا ہوں۔۔۔۔ کیا تم اس کے بھائی نہیں بن سکتے؟" میں نے کہا۔ "پاپا میں رشی کے لئے اپنی زندگی قربان کر سکتا ہوں۔ بھائی تو ہم بہت پہلے بن چکے۔ کیا میں آپ کو پاپا نہیں کہتا۔۔۔۔؟" کہنے لگے۔ "ہاں کرن مجھے معلوم ہے تم اس کے لئے جان دے سکتے ہو۔ سلطنت چھوڑ سکتے ہو۔۔۔۔ تم اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دے سکتے ہو۔۔۔۔ میں تمہیں اپنا بیٹا سمجھتا ہوں۔۔۔۔ اور آج بتاتا ہوں کرنل کی آڑ میں میں ہی تمہیں ایڈوبیٹ کر رہا تھا۔۔۔۔ لیکن تم۔۔۔۔ کرنل کہہ رہے تھے تم کسی کو وچن دے چکے ہو۔۔۔۔ اگر ایسا ہے تو شردھام کا پرنس ہونا تمہارے لئے۔۔۔۔"

"باعث فخر ہے پاپا۔" میں نے ان کی بات چھینتے ہوئے کہا۔ "لیکن یہ وچن سے آگے کی بات ہے یورہائی نس۔ ہم ایک دوسرے کے ہو چکے ہیں۔۔۔۔ بہرکیف رشی کی سلامتی میرا دھرم ہے۔۔۔۔ میں ان کے لئے عہد شکنی کے سوا سب کچھ کر سکتا ہوں۔۔۔۔ اور۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ خیر آپ یقین فرمایئے آپ کا ہر حکم بھی میرا دھرم ہے۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "جیتے رہو بیٹے۔" میں نے اٹھ کر پھر ان کے چرنوں کو ہاتھ لگایا اور اجازت طلب کر کے چلنے لگا تو ان کے چہرے پر مسرت جھلک رہی تھی۔

○

دوپہر کو دو بجے سروج اور اس کے میکے والوں کی روانگی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ میں نے بخاری کے ہاتھ ایک لفافہ بھیج کر سادھنا اور یشودھرا کو اپنے پروگرام سے مطلع کیا اور پاپا کی رائفل لے کر پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ٹھیک چار بجے وہ پینتیس میل کا فاصلہ طے کر کے میرے پاس پہنچیں۔ میں اس وقت خاکی ہنٹنگ سوٹ پہنے زیادہ سے زیادہ باڈی گارڈ نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کندھے پر پستول کا ہولسٹر پڑا ہوا تھا۔ گاڑی میں پاپا کی ونچسٹر الیون رکھی تھی اور میں ایک ایسی مسرت محسوس کر رہا تھا۔ جو شردھام آنے کے بعد کبھی نہیں کی تھی۔ یشودھرا نے میرے قریب پہنچ کر گاڑی کو بریک لگایا۔ میں نے اٹینشن ہو کر فوجی سلام کیا---- وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ سادھنا نے مسکرا کر کھڑکی سے سر نکلتے ہوئے کہا۔ "ارے---- تم تو سچ مچ کے باڈی گارڈ بن گئے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "دیدی' یہ میرا اصلی روپ ہے---- مجھے اس روپ سے محبت ہے اور آپ کو بھی---- شہزادگی تو ایک بہروپ تھی جس سے میری کوئی حسین یاد وابستہ نہیں---- اور آپ تو (یشودھرا نہیں) اس غلط فہمی میں مبتلا تھیں کہ میں شاید ہی اصلیت کی طرف لوٹنا پسند کروں۔"

وہ ہنس کر کہنے لگیں "ہاں یہ صحیح ہے---- میرا یقین متزلزل ہونے لگا تھا---- خیر اب---- یشودھرا کو پچھلی سیٹ پر بٹھاؤ اور گاڑی اسٹارٹ کرو۔" میں نے یشودھرا کی طرف دیکھا' وہ مسکرا رہی تھی۔ میں نے اگلا دروازہ کھول کر اس کو سوار ہونے کا اشارہ کیا اور پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیدی' راستہ آپ کو معلوم ہے---- آگے ہو جایئے اور پلیز پیچھے پلٹ کر نہ دیکھیے---- ورنہ----" میں نے جملہ ناتمام چھوڑ کر وہیل سنبھالا اور دروازہ بند کر کے سیلف پر پیر مارا۔ "ورنہ کیا؟" سادھنا نے گاڑی آگے نکالتے ہوئے کہا۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی انکی کار کے پیچھے لیتے ہوئے کہا---- "حادثہ ہو جائے گا۔" انہوں نے "اوہ" کہہ کر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی---- ٹاپ گیئر لگاتے ہی میں نے یشودھرا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچ لیا اور وہ میرے جسم میں پیوست ہو گئی۔

دو سوا دو گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ کے بعد چھ بجے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ پہلے پٹرول پمپ پر رک کر گاڑیوں کے ٹینک فل کرائے۔ ہلکا سا ناشتہ کر کے چائے پی اور منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ولاس پور یہاں سے پچیس میل کے فاصلے پر تھا اور یہاں سے آگے

کا راستہ میرے لئے ان جانا نہ تھا۔ کچھ دور جانے کے بعد میں نے ہارن دے کر اسپیڈ بڑھائی۔ پیکارڈ کے برابر پہنچتے ہی سادھنا نے کھڑکی کا شیشہ نیچے اتارا اور سر باہر نکال کر کہا---- "کیا ہے نعیم؟"

"میں نے کہا۔ "ذرا جلدی پہنچنا چاہتے ہیں ویدی---- آپ تو پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہیں۔"

انہوں نے ہاتھ سے پیچھے رہنے کا اشارہ کیا اور شیشہ چڑھاتے ہوئے گاڑی سڑک کے وسط میں لے کر اسپیڈ بڑھانی شروع کر دی۔ رالز پھر پیچھے ہو گئی۔ سنگ میل تیزی سے گزرنے لگے۔ آج مجھے معلوم ہوا سادھنا دیوی بڑی انتھک اور ماہر ڈرائیور تھیں۔ مزید نصف فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک کنوئیں کے قریب گاڑیاں روک کر پانی پیا---- تھرماس میں سے ایک ایک پیالی چائے پی اور چند منٹ چہل قدمی کرنے کے بعد پھر اسی تیزی سے روانہ ہو گئے۔ آٹھ بجنے والے تھے کہ ہم امین پور روڈ سے گزر رہے تھے " ڈیلائٹ کارنز" سے گزرتے ہوئے میں نے پیشانی کو ہاتھ لگا کر "سیلوٹ ٹو مائی سیکرڈ اسپارٹ" کہا۔ یشودھرا نے مسکرا کر میرے کندھے پر سر ٹکا دیا اور میں نے اس کا منہ چوم لیا۔

برٹش کیمپ کا گیٹ آتے ہی دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ میں نے یشودھرا کو ایکبار پھر چوما اور دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ سادھنا بھی باہر نکل آئی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا دیدی گڈ بائی ٹو یو----" یشودھرا گاڑی سے نکلی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔ سادھنا نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "نعیم آج دن بھر تم نے آرام نہیں کیا' اب رات کو چار پانچ گھنٹے مسلسل ڈرائیونگ---- اور وہ بھی افسردگی کے عالم---- خطرناک نہیں کیا؟"

میں نے یشودھرا کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کوئی حل بھی تو نہیں دیدی---- مجھے صبح کے چار بجے سے پہلے لازماً" پہنچنا ہے۔" سادھنا نے یشودھرا کی طرف دیکھ" کر کہا۔ "کاش ہم ایک ڈرائیور کا ہی انتظام کر سکتے۔" میں نے کہا۔ "خیر دیدی---- اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے---- میں پہنچ ہی جاؤں گا---- اچھا اب آپ کو دیر ہو رہی ہے۔" میں نے دونوں کی کمر کو ہاتھ لگا کر گاڑی کی طرف بڑھایا۔ وہ سوار ہو گئیں۔ گاری اسٹارٹ ہوتے ہی میں نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا "خدا حافظ۔"

پیکارڈ جب موڑ پر پہنچ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو میں گاڑی میں سوار ہوا اور ریلوے اسٹیشن کی طرف چل دیا۔ ٹاور کے قریب ایک پٹرول پمپ پر ٹینک فل کرایا۔ ریڈی ایٹر میں پانی ڈلوایا اور اسٹیشن کے ٹیلی فون پر بوتھ میں پہنچ کر کیپٹن دیش مکھ کا نمبر ڈائل کیا' دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور آواز آئی۔ "کیپٹن یشونت۔"

میں نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی' آداب عرض---- آپ کا مزاج؟"

وہ ایک دم چیخ کر بولے۔۔۔۔ "ارے تم۔۔۔۔؟۔۔۔۔ ٹائیگر کہاں سے بول رہے ہو میرے چاند؟"

میں نے کہا۔ "بمبئی سے۔۔۔۔ ٹرنک پر بات کر رہا ہوں ڈیڈی۔۔۔۔ کہاں تک ضبط کرتا۔۔۔۔ اب تو دل سینہ چیر کر نکل جانا چاہتا ہے۔"

"اوہ نعیم۔۔۔۔ خدا کی قسم اپنا بھی یہی حال ہے۔۔۔۔" انہوں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "خدا کے لئے بتاؤ۔۔۔۔ تم کہاں مل سکتے ہو' میں رخصت لے کر آنے کو تیار ہوں۔۔۔۔ لیکن تمہارا تو پتا ہی نہیں۔۔۔۔ جائیں تو جائیں کہاں۔۔۔۔؟"

میں نے کہا۔ "اس وقت کیا کر رہے ہیں آپ؟"

وہ بولے۔ "کھانا کھا رہا تھا۔۔۔۔ لیکن سچ بتاؤ نعیم۔۔۔۔ تم کہاں سے بولے رہے ہو۔۔۔۔ مجھے یقین نہیں تم بمبئی سے ٹرنک کال کر کے میرے زخم کریدنے کی حد تک ظالم ہو سکتے ہو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے ڈیڈی۔۔۔۔ اچھا کھانا کھا کر اسٹیشن آ جایئے۔۔۔۔ میں لگیج آفس کے کونے پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کریڈل پر ریسیور گرنے کی آواز سن کر میں بوتھ سے باہر نکل آیا اور اندھیرے میں کھڑی ہوئی رالز کے وہیل پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ نصف سگریٹ ختم نہ ہوا تھا کہ ایک کار تیزی سے میری گاڑی کے قریب آ کر جھٹکے سے رکی اور کیپٹن دلیش مکھ دروازہ کھول کر باہر نکلے وہ اس وقت سلیپنگ سوٹ پہنے ہوئے تھے۔ میں گاڑی سے باہر نکلا "ڈیڈی" کہہ کر ان سے لپٹ گیا۔ وہ زور سے بھینچ کر میری پیشانی چومتے ہوئے بولے۔

"آہ نعیم مار ڈالا تم نے ہمیں۔۔۔۔ اور نہ جانے کس کس کو۔۔۔۔ خیر اچھے تو ہو؟"

میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر رالز کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "آپ کی دعاؤں سے عیش کے گہواروں میں جھول رہا ہوں ڈیڈی۔۔۔۔ آیئے۔۔۔۔"

میں نے ان کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر گاڑی بیک کر کے نکالی اور برٹش کیمپ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چل کر تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کے نیچے انجن بند کر دیا۔ کیپٹن نے کہا۔ "نعیم یہ تو رالز رائس معلوم ہوتی ہے تم بمبئی سے تو ہرگز نہیں آ رہے۔" میں نے کہا۔ "ہاں ڈیڈی بمبئی سے نہیں آ رہا۔۔۔۔ خیر میرے پاس وقت بہت کم ہے۔۔۔۔ صرف آپ سے ملنے کے لئے چھپ کر بھاگ آیا ہوں۔۔۔۔ یہ بتایئے آپکے مالی حالات کیسے ہیں؟" مسکرا کر بولے۔ "جیسے ہمیشہ رہتے ہیں کیوں؟" میں نے سیٹ کے نیچے سے بریف کیس نکال کر کھولا اور ان کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ "اس میں سے دس بنڈل اٹھا لیں ڈیڈی۔" کہنے لگے۔ "نعیم ابھی تو مجھے روپے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب۔۔۔۔" میں نے انکی بات کاٹ کر کہا۔۔۔۔ "مجھے ضرورت ہے۔۔۔۔ ڈیڈی کے پاس ہوں گے تو ورثے میں مجھ ہی کو ملیں گے مجھے معلوم ہے ڈیڈی اتنا کلوز فسٹڈ ہے کہ لکشمی پوجا کے لئے صرف

دیوالی کے دن ہی ان کو دھوپ دینے کو نکالے گا۔" وہ ہنسنے لگے---- میں نے دس گڈیاں اٹھا کر سیٹ پر رکھدیں اور بریف کیس بند کر دیا۔ بولے---- "نعیم خدا تمہیں جلد واپس لائے---- مجھے یہاں سب کچھ سونا سونا لگتا ہے۔" میں نے سگریٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی جلد لوٹنے کی کوشش کروں گا---- بہت برا پھنس گیا ہوں---- کچھ کہہ نہیں سکتا کب نکل سکوں گا۔"

"مجھے تو بتاؤ۔" انہوں نے کہا۔ "کہاں ہو؟" یا مجھ سے بھی راز داری برتنا چاہتے ہو؟"

"کوئی فائدہ نہیں ڈیڈی---- نہ ہم مل سکتے ہیں نہ خط و کتابت کر سکتے ہیں---- پھر حاصل؟ یہ بتایئے ہزہائی نس اور مہارانی تو کشل ہیں؟" ہنس کر بولے۔ "سب کشل ہیں---- ایک کے سوا۔"

"وہ ایک کون؟" میں نے پوچھا۔ وہ بولے۔ "چھوڑو---- تم نے اخیر تک اس سے اپنا تعلق ظاہر نہیں کیا' اس وقت ذرا سی دیر کے لئے میرے پاس آئے ہو---- میں تمہیں افسردہ نہیں دیکھنا چاہتا---- نعیم کھانا میں نے بھی نہیں کھایا ہے اور تم نے بھی---- چلو کہیں چل کر کچھ کھائیں جئیں---- تمہارے ساتھ پیئے ہوئے---- ایسا معلوم ہوتا ہے---- جگ بیت گئے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ڈیڈی---- دل میرا بھی چاہتا ہے---- لیکن وقت نہیں ہے اور پھر ایکسپوز ہونے کا خطرہ بھی ہے---- اس لئے پھر کبھی سہی---- صرف یہ بتایئے---- آپ کس کا نام لیتے لیتے رک گئے تھے۔" انکی نگاہیں میرے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں نے کہا۔ "پلیز ڈیڈی۔"

انہوں نے سر جھکا کر کہا---- "نعیم تمہارے مفاد میں نہیں ہے---- نہ معلوم تم کن حالات میں ہو---- اگر یہاں پھنس گئے تو خدا جانے کیا ہو---- تم پاگل قسم کے آدمی---- نہیں میں ہرگز نہیں بتاؤں گا---- ہاں جب تم یہاں آ جاؤ گے تو کچھ نہیں چھپاؤں گا اور فائرنگ لائن سے لے کر فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا ہونے تک تمہارا ساتھ دوں گا۔ "میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے میرا شانہ ہلایا---- میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی---- جو کچھ آپ کہنا نہیں چاہتے وہ میں سمجھ گیا۔ بہرکیف مجھے آپ سے شکایت نہیں ہے---- آپ کو ڈیڈی کی حیثیت سے یہی کرنا چاہئے۔" وہ ہنس دیئے سگریٹ جھاڑتے ہوئے بولے۔ "اب اپنا بخومی ہونا تو ثابت کرنے کی کوشش نہ کرو برخوردار۔" میں نے کہا۔ "روپا دیوی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا کہئے غلط۔" انہوں نے متعجب ہو کر نفی میں سر ہلایا۔ "نہیں غلط نہیں---- تمہیں کس نے بتایا؟" میں نے کہا۔ "آپ نے---- اور یہ ایکسیڈنٹ

دار صل ایکسیڈنٹ نہیں۔۔۔۔ خودکشی بھی نہیں۔۔۔۔ قتل ہے۔۔۔ کہئے غلط۔"

"یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا یہ کس نے بتایا؟"

میں نے جواب دیا۔ "آپ نے۔۔۔۔ کیا نہیں بتایا آپ نے ڈیڈی۔۔۔۔ اور اگر یہ واقعی قتل ہے تو۔۔۔۔ میں قاتل کو بھی جانتا ہوں۔"

وہ بولے۔ "واقعی تم جانتے ہو نعیم لیکن میں ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکا۔۔۔ اس لئے قتل نہ کہو۔"

"آپ نے کوشش کی؟" میں نے سوال کیا۔

"جس انداز میں تم کر سکتے ہو۔۔۔۔ نہیں کی۔۔۔۔ سرکاری طور پر جو تفتیش ہوئی اس کا میں جائزہ لیتا رہا ہوں۔۔۔۔ میجر برنی نے بھی گہری دلچسپی لی ہے لیکن ایکسیڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہیں ہوا۔"

"ہزہائی نس اس تفتیش سے مطمئن ہیں؟"

"مطمئن ہیں۔۔۔۔ انہیں روپا دیوی کی دماغی کیفیت کو دیکھتے ہوئے یہ شک ضرور ہے کہ انہوں نے خودکشی کی ہو گی۔"

"دماغی کیفیت۔" میں نے چونک کر کہا۔ "کیا وہ کچھ؟"

"نہیں۔۔۔ دماغی توازن برقرار تھا۔ کسی قدر چڑچڑی اور زود رنج ہو گئی تھیں۔ بات بات پر الجھنے لگتی تھیں' ایک مرتبہ ہزہائی نس سے بھی بگڑ کر چل دی تھیں' حالانکہ بات کچھ بھی نہ تھی۔"

"ٹھیک ہے ڈیڈی۔" میں نے کہا۔ انہوں نے سگریٹ نکال کر مجھے دیتے ہوئے کہا۔ "آؤ نعیم ریفرشمنٹ روم میں چل کر کھائیں پئیں۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی۔۔۔۔ اسٹیشن پر ہزہائی نس کے پرچہ نویس ہروقت حاضر رہتے ہیں' آپ کو دیکھتے ہی مجھے بھی پہچان لیں گے اور صبح ہی آپ کی طلبی ہو جائے گی۔۔۔۔ اس لئے پلیز۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کر کے یو ٹرن لیا اور انکی گاڑی کے برابر میں لاکر کھڑی کر دی۔ وہ خاموش بیٹھے میری طرف دیکھتے رہے۔ میں نے انکی طرف والا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "ڈیڈی خدا جانتا ہے میرا دل آپ سے علیحدہ ہونے کو نہیں چاہتا۔۔۔۔ لیکن مجبوری ہے۔۔۔۔ خیر آپ کے درشن ہو گئے۔۔۔۔ اب آپ ہنسی خوشی مجھے اجازت دیجئے۔۔۔۔ انشاء اللہ جلد ملیں گے۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "انشاء اللہ۔۔۔۔" اور پیشانی چوم کر گاڑی سے اتر گئے۔ میں نے نیچے اتر کے انکی گاڑی کا دروازہ کھول کر ان کو سوار کرایا اور نوٹوں کی گڈیاں اٹھا کر ان کی سیٹ پر ڈالدیں۔ انہوں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور منہ پھرا کر بھرائی ہوئی آواز میں "خدا حافظ" کہہ کر روانہ ہو گئے۔ میں سرک کر نمبرپلیٹ چھپانے کے لئے اپنی گاڑی کے پیچھے ہو گیا لیکن انہوں نے

پلٹ کر نہ دیکھا۔ میں تھوڑی دیر کھڑا اُکی کار کو نظروں سے اوجھل ہوتے دیکھتا رہا۔ گھڑی پر نظر ڈال کر دیکھا تو سوا نو بج رہے تھے۔ میں نے انجن بند کیا اور ریفرشمنٹ روم کی طرف چل دیا' ایک ویٹر نے سلام کر کے دروازہ کھولا' میں اندر داخل ہو گیا' اس نے پنکھے کھولے اور سر جھکا کر کہا۔ "حکم ان داتا۔" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ڈنر' وہسکی' سوڈا' کافی۔" اس نے پھر سر جھکایا اور اندر کی طرف چل دیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور تین سو میل کے سفر کی دشواریوں پر غور کرنے لگا۔ دو گھنٹے کے لئے ولاس پور آ کر واپس جاتے ہوئے مجھے ایسی الجھن ہو رہی تھیں جیسی لڑکپن میں آخری سنیما شو سے لوٹ کر جاتے ہوئے ہوا کرتی تھی۔ فرق صرف اتنا تھا کہ اس زمانے میں ایک ڈیڑھ میل پیدل گھسیٹا جایا کرتا تھا اور آج کار گھسیٹنے والی تھی لیکن فاصلہ بھی تو تین سو میل تھا۔ ویٹر کی آمد نے میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کر دیا اور میں کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک ویٹر نے سلفچی لا کر کرسی پر بیٹھے بیٹھے میرے ہاتھ دھلوائے۔

دس بجے کے قریب میں کھانا کھا کر باہر نکلا' دروازے پر آتے ہی ایک تیس سالہ جوان نے جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا' غور سے میری طرف دیکھا اور جب میں اس کے قریب پہنچا تو اٹینشن ہو کر فوجی سلام کرتے ہوئے بولا۔ "حضور کے مزاج تو اچھے ہیں میجر صاحب؟" میں نے ناواقفیت کا اظہار کرنے کے لئے پیچھے کی طرف دیکھا۔ حالانکہ میں سمجھ چکا تھا کہ یہ اسٹیٹ پولیس سی۔ آئی۔ڈی برانچ کا ہیڈ کانسٹیبل تھا۔ اس نے مجھے اجنبیت کا برتاؤ کرتے دیکھ کر پھر سلام کر کے کہا۔ "حضور میں آپ ہی سے مخاطب ہوں' کیا آپ ٹائیگر نعیم صاحب ہیں؟" میں نے تیز نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"میجر۔۔۔۔ ٹائیگر۔۔۔۔ نعیم؟ کس کو کہہ رہے ہو تم؟" وہ میرے لہجے سے بوکھلا گیا۔ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "معاف کیجئے سرکار۔۔۔۔ مجھے غلط فہمی ہو گئی۔" میں نے کہا۔ "ادھر آؤ میرے ساتھ۔۔۔۔" وہ پھر معافی مانگنے لگا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔ "بے وقوف' کیا تمہارا خیال ہے کہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا' آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں میں کون ہوں؟" وہ بادل ناخواستہ سر جھکا کر میرے ساتھ چلنے لگا۔ میں اس کو اپنی کار کے پاس لایا اور دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "نمبر پلیٹ دیکھی؟" بولا۔ "ان داتا دیکھ لی۔" میں نے کہا۔ "میرا نام رشی کرن ہے۔۔۔۔ سنا ہے کبھی؟" جھک کر بولا۔ "ان داتا' آپ شردھام کے یوراج ہیں۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک۔۔۔۔ کار ڈرائیو کر سکتے ہو؟"

بولا "ان داتا نہیں۔" میں نے اس کو اندر دھکیلتے ہوئے کہا۔ "تو پھر ہم تمہیں ڈرائیو کریں گے۔" وہ میرے سانس کی خوشبو سے سمجھ گیا کہ میں ٹائٹ ہوں۔ گڑگڑا کر بولا۔ "سرکار میری ڈیوٹی ہے غیر حاضر نہیں ہو سکتا۔" میں نے دروازہ بند کر کے سیلف پر پیر مارتے ہوئے کہا۔ "غیر حاضر ہو جاؤ ہم تمہیں اپنا باڈی گارڈ بنائیں گے۔" وہ سمجھ گیا کہتا

سننا بیکار ہے۔ کونے میں سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ میں نے گیئر لگایا۔ گارڈن کے سامنے پہنچتے ہی امین پور روڈ کی طرف ٹرن لیا تو وہ ایک دم پیروں پر گر پڑا اور گڑگڑانے لگا۔ ”حضور مجھے یہیں اتار دیں' بڑی غریب پروری ہو گی سرکار۔“ میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ ”لو پیو دوست۔“ وہ پھر ہاتھ جوڑنے لگا۔ میں نے بائیں ہاتھ سے پستول نکالتے ہوئے کہا۔ ”پیو سگریٹ یا پھر سورگ لوک جانے کو تیار ہو جاؤ۔“ اس نے خاموشی سے سگریٹ لے کر سلگا لیا۔ میں نے ”شاباش“ کہہ کر ایکسلوٹیو پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا' اسپیڈو میٹر کی سوئی پینسٹھ سے اوپر پہنچ گئی۔ اس کو خاموش دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی ----- وہ مجھے نعیم کی حیثیت سے پہچان گیا تھا اور اگر اغوا نہ کیا جاتا تو صبح سب سے پہلے ہزہائی نس کو یہ چونکا دینے والی خبر پہنچائے بغیر نہ رہتا---- اور پھر---- سادھنا دیوی اور یشودھرا کی آمد اور وہ بھی اس طرح کہ ان کا اپنا باڈی گارڈ ابھی تک پارہ گڑھ میں مکھیاں مار رہا تھا۔ ہزہائی نس ایک منٹ میں معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتے۔ میں نے کونے میں بیٹھے ہوئے پرچہ نویس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ ”تمہیں کیا تنخواہ ملتی ہے؟“ اس نے سگریٹ کا دھواں خارج کر کے میری طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ”ان داتا مبلغ ساٹھ روپے“ میں نے کہا۔ ” آج سے سو روپے ماہوار سمجھو لیکن ولاس پور جانے کا خیال دل سے نکال دو---- بھول جاؤ کہ اس ریاست سے تمہارا کبھی کوئی تعلق رہا ہے---- ٹھیک؟“

”اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ”سرکار وہاں میرے بیوی بچے ہیں۔“

”انہیں ہم ایک ہفتے کے اندر اندر بلوا لیں گے---- تمہارا سامان بھی آ جائے گا---- اور کچھ؟“

وہ بولا۔ ”ان داتا بس' بھگوان حضور کو خوش رکھے۔“

ایک بجے کے بعد ایک شہر پہنچ کر میں نے فیول ٹینک فل کرایا---- ایک کپ چائے ٹہلتے ٹہلتے پی اور پھر روانہ ہو گیا۔ دو بجے شردھام اور پارہ گڑھ کے انٹرسیکشن پر پہنچ کر پاپا کے نام ایک مختصر سا نوٹ لکھ کر پرچہ نویس کے ہاتھ میں تھما دیا اور دس روپے دیتے ہوئے کہا۔ ”چیک پوسٹ یہاں سے ایک میل کے فاصلے پر ہے' وہاں جا کر یہ پرچہ دکھاؤ صبح تک آرام کرو' صبح وہ تمہاری سواری کا انتظام کر دیں گے۔ شردھام پہنچ کر پاپا سے ملو' یہ خط انہیں دو اور سمجھو تم ملازم ہو گئے۔ ہم چار پانچ دن میں وہاں پہنچ کر فوراً“ تمہیں اپنے پاس بلا لیں گے---- اور پھر سمجھو---- تمہارے دن پھر گئے----“ اس نے جھک کر سلام کرتے ہوئے کہا۔ ”بہتر حضور۔“ میں نے اس کو چلتے چلتے روک کر کہا ”اور سنو---- کسی کو یہ نہ بتانا کہ تم ہمیں کہاں ملے پاپا تم سے کوئی ایسا سوال نہیں کریں گے اور اگر پوچھ بیٹھیں تو کہنا۔ ہم تمہیں پہلے سے جانتے ہیں اور پارہ گڑھ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے---- ٹھیک؟“ اس نے سر جھکا کر کہا۔ ”ان داتا حکم کی تعمیل ہو گی۔“ میں

نے "او۔ کے۔" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔

صبح جس وقت میں پارہ گڑھ میں داخل ہوا' مندروں میں گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ میری گاڑی گیٹ سے گزر کر راج محل کے پورٹیکو میں پہنچتے ہی ہزہائی نس کے درباری ریسپشن روم سے نکل نکل کے سیڑھیوں پر آ گئے اور گارڈ کی سلامی ختم ہوتے ہوئے میں چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ ہر طرف سے کفگیر چلانے کے انداز میں ہاتھ سلامیاں دے رہے تھے' ایک لحیم شحیم شخص نے جس کا ہر انداز پروقار تھا میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شفقت آمیز لہجے میں کہا۔ "یوراج جی' آپ کہاں رک گئے تھے' یہاں تو بڑی چنتا ہو رہی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "چلیے عرض کرتا ہوں۔" وہ میری کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگے۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی انہوں نے کہا۔ "رنواس میں ابھی تک کوئی نہیں سویا۔" میں نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے شریمان---- لیکن میں نے سروج سے اجازت لے لی تھی' کیا انہوں نے کچھ نہیں بتایا؟" وہ مسکرا دیئے۔ "بے شک انہوں نے ہزہائی نس کو بتایا---- لیکن---- خیر اس وقت وہی سب سے زیادہ دیاکل ہیں۔"

لفٹ سے نکل کر ہال میں پہنچے تو ہزہائی نس اور مہارانی بیسیوں راجکماریوں اور داسیوں کے ساتھ ہار اور کلغیاں لئے کھڑے تھے۔ مجھے اس نا وقت اتنے بڑے ڈرامے کی توقع نہ تھی۔ مہاراجا اور مہارانی کو بے آرام کرنے کے احساس ندامت سے میری گردن جھک گئی۔ بمشکل پیشانی کو ہاتھ لگا کر "پالاگن" کہا۔ ہزہائی نس نے میرے سر پر ہاتھ رکھا مہارانی نے بلائیں لیں اور سیدھا ہوتے ہوتے ناک تک ہاروں میں چھپ چکا تھا۔ ساتھ آنے والے بزرگ نے مجھے ہاروں سے نجات دلائی اور سب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ بیٹھتے ہی ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن کہاں رہ گئے تھے تم؟"

میں نے سامنے بیٹھی ہوئی سروج کی طرف دیکھا۔ ہزہائی نس نے مجھے خاموش دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "ا یکسپلینیشن کال ہو رہا ہے کرن بغلیں جھانکنے سے کام نہیں چلے گا۔"

میں نے کہا۔ "جی---- وہ دراصل---- شاید جو کچھ میں عرض کرنا چاہتا ہوں' اس میں آپ کو معقولیت نظر نہ آئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بیماری سے شفا پانے کے بعد بھی پاپا نے میری پابندیاں ختم نہیں کیں۔ میں ابھی تک راج محل کی چار دیواری میں نظر بند ہوں۔ ڈاکٹر نے مجھے مکمل طور پر صحت یاب اناؤنس کر دیا پھر بھی احتیاطی تدابیر اپنی جگہ برقرار رہیں۔ شادی ہونے کے بعد میں نے چند کڑیاں توڑی ہیں۔ ممکن ہے اس سلسلے میں سروج کو بھی مجھ سے شکایت ہو---- لیکن آج کی تاخیر کی وجہ تو صرف یہ تھی کہ میں دو بجے سے چند دوستوں کو ساتھ لے کر شکار کو نکل گیا تھا اور---- بہرکیف میں نے اجازت لے لی تھی۔" جھوٹ بولتے بولتے تھک کر میں سروج کی طرف دیکھ کر خاموش ہو گیا تو

ہزہائی نس نے مسکرا کر مہارانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں تو کرن کی بات میں معقولیت نظر آتی ہے یورہائی نس---- آپ کا کیا خیال ہے؟" مہارانی نے ہنس کر کہا۔ "ہمیں تو صرف ایک معقولیت نظر آئی---- اور وہ یہ کہ کرن کی زبان مغل شہزادوں جیسی ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا---- "یورہائی نس آپ کی پرشنسا میرے لئے بہت بڑا سمان ہے۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "نہیں یورہائی نس کرن کی بات میں بہت معقولیت ہے۔ آخر راجکمار ہے' چھ سات سال سے بیمار رہنے کے بعد اچھا ہونے پر شکار اور سیرو تفریح کو جی چاہنا بالکل سوبھاوک ہے---- اچھا بھئی دیویو----" انہوں نے راجکماریوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- "اب ہم کرن کو چائے پلا کر آرام دینا چاہتے ہیں۔ سو تم میں جو ایسی پنڈتانیاں ہوں جو بغیر اشنان کئے جل پان کرنا پاپ سمجھتی ہوں وہ اپنے اپنے وشرام گرہ کو پدھاریں اور جو ماڈرن کلچر میں وشواس رکھتی ہوں وہ ہمارے ساتھ بریک فاسٹ کریں۔"
چند راجکماریاں بیٹھی رہیں' باقی سب اٹھ کر سلام کرتی ہوئی رخصت ہو گئیں۔
ناشتہ کرنے کے بعد اجیتا ہمیں بیڈ روم تک چھوڑنے آئی دروازے پر رک کر کہنے لگی "کرن دن نکل رہا ہے پوجا پاٹھ نہیں کرو گے؟" میں نے ہنس کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیوی پوجا تو میرا پرم دھرم ہے اجیتا رانی۔" سروج میرا جملہ سن کر مسکراتی ہوئی کمرے کے اندر چلی گئی' اجیتا نے میرا ہاتھ تھام کر آہستہ سے کہا---- "سارے پھول ایک ہی دیوی کو نہ چڑھا دینا کرن---- تمہیں سندھیا پوجا بھی کرنی ہو گی' میں شام کو چھ بجے آ رہی ہوں۔"

میں نے ہنس کر اس کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔ "آجا اکھاڑے کے پیچ' دکھاؤں تجھے پہلوانی۔" اس نے میرے ہونٹ سے ہونٹ ٹکرائے اور ہاتھ چھڑا کر ہنستی ہوئی بھاگ گئی---- میں پردہ اٹھا کر اندر داخل ہو گیا---- مسہری کے قریب پہنچتے ہی سروج نے بانہیں پھیلا کر چھلانگ لگائی اور برقی رو کی طرح میرے انگ انگ میں سما گئی۔
میں نے ہنس کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "ہے سندری' کیوں اپنی کومل کایا کو کشٹ میں ڈال رہی ہے۔ دو گھڑی وشرام کر' ہمیں بھی وشرام کرنے دے کہ تیرا کرشن سمگ رات کورو کشیتر میں بغیر گھوڑوں کا رتھ دوڑاتے دوڑاتے سدرشن چکر کے بجائے گھن چکر بن چکا ہے۔"
وہ مسکرا کر پیچھے ہٹی اور میرے کوٹ کے بٹن کھولتی ہوئی بولی۔ "کرن میں تمام رات تمہارے انتظار میں بے چین رہی ہوں---- اس کا بدلہ لئے بغیر نہیں چھوڑوں گی۔"
"لے لو۔" میں نے ہنس کر خود کو مسہری پر گراتے ہوئے کہا۔ "لیکن بدلہ لینے سے معاف کر دینا بہتر ہے۔" اس نے کوئی جواب دینے کے بجائے سر میرے سینے پر رکھدیا اور

میں اس کے بالوں میں انگلیاں پھراتے پھراتے نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

شام کو چھ بجے اجیتا مجسم جام زریں بن کر آئی۔ سروج نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا اور بیٹھنے کو کہا تو بولی۔ "تمہارے جیجاجی سے دو تین گھنٹے کی اجازت لے کر آ رہی ہوں۔ وہ بھی کرن کا نام لے لے کر کہہ رہے تھے اب تو سروج کی جان چھوڑو' ٹک کر بیٹھو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹک کر بیٹھنے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ تم انکی طرف توجہ دو۔" پلٹ کر بولی۔ "اچھا یہی سہی---- اب جلدی اٹھو---- میرے پاس وقت نہیں ہے اور سورج ڈوب جانے کے بعد بارہ دری پہنچے تو کوئی فائدہ نہیں---- تم بھی چلو سروج۔"

سروج نے مسکرا کر کہا۔ "میں؟---- نہیں دیدی---- میں ابھی نہیں جا سکتی۔" اجیتا نے کہا۔ "خیر تمہیں لے کر جانے کے لئے تو مجھے گارڈن پارٹی دینی پڑیگی' اچھا پھر ہم چلے۔"

سروج نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "جایئے---- شہر بھی دیکھ آیئے۔" میں اٹھ کر اجیتا کے ساتھ چل دیا۔

بارہ دری پر غروب آفتاب کا منظر دکھانے کے بعد تاریکی ہوتے ہی وہ گاڑی میں آ گئی اور درشن جھروکے کی سیر کرانے کے بعد رنواس میں لے آئی۔ چند منٹ سروج سے باتیں کیں اور رخصت ہو گئی۔

دوسرے دن وہ شام تک نہ آئی۔ ساڑھے سات بجے جب ہم کھانے سے فارغ ہو کر کافی پی رہے تھے وہ اپنے شوہر کو ساتھ لے کر آئی---- اور مجھ سے اس کا تعارف کرایا۔ وہ پینتیس چھتیس سال کی عمر کا فربہ جسم آدمی تھا' جس کی آنکھیں چہرے کے تناسب سے کہیں بڑی تھیں اور غیر اختیاری طور پر ادھر ادھر گھومتی رہتی تھیں۔ وہ جتنی دیر بیٹھے رہے' میں نظر بچا بچا کر ان خود کار آنکھوں کی طرف دیکھتا رہا۔ دوران گفتگو ہر جملے پر میں خواہ مخواہ ہنستا رہا' اجیتا کے سوا کوئی نہ سمجھ سکا کہ میرے ہنسنے کی وجہ جیجاجی کے ذہانت آمیز جملوں کے بجائے انکی کراہت آمیز آنکھیں تھیں جن کا کوئی زاویہ قائمہ نہ تھا۔ اجیتا ان دونوں کی نظر بچا بچا کر بار بار میری طرف گھور رہی تھی۔ آخر ایک ڈیڑھ گھنٹہ باتیں کرنے کے بعد وہ اپنے "چشم حیران" راشٹرپتی کو لے کر چلی گئی۔ دوسری شام چھ بجے کے قریب وہ مجھے سیر کو لے جانے کے لئے آئی تو میں نے کہا۔ "اجیتا رانی' میں کل سے سوچ رہا ہوں کہ تمہیں آٹو میٹک آنکھوں والے جیجاجی تلاش کرنے میں کتنی مشکل پیش آئی ہو گی اپنے دیش میں تو ایسے بنتے نہیں۔" اس نے برا سا منہ بنا کر سروج کی طرف دیکھا---- اور کہنے لگی---- "سروج اپنے اونٹ کی نکیل ذرا ٹائٹ کر۔ یہ کل سے بہت بلبلا رہا ہے۔" سروج نے ہنس کر کہا---- "میں دیکھ رہی ہوں دیدی---- کل تمہارے جانے کے بعد انہوں نے جیجاجی کو چشم حیراں کا خطاب دیا۔ آج گنگنا رہے تھے۔ "دیدی کے دیدا کے

دیدے عجیب ہیں۔"

"بکواس۔" اس نے غصے کے لہجے میں کہا اور پھر بے ساختہ ہنسنے لگی میں نے کہا۔

"ہنسیں کیوں؟"

سروج نے ہنس کر کہا۔ "خطاب پسند آگیا شاید---- ایں نا دیدی۔" اثبات میں سر ہلا کر بولی۔ "پسند تو آگیا' لیکن اگر ان کے کان میں بھنک پڑگئی تو کرن کے دشمن ہو جائیں گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اگر انکے کان میں بھنک بھی نہ پڑی تو پھر اتنا بڑا خطاب دینے سے فائدہ----"

سروج نے کہا۔ "نہیں کرن اسے بس یہیں تک رہنے دو' وہ بہت بد مزاج آدمی ہیں۔"

میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "خدا رحم کرے تم پر۔"

وہ بولی۔ "اس وقت تک جتنا رحم کیا وہ کیا کم ہے۔" میں نے اس کے چہرے پر دلی کرب کی پرچھائیاں دیکھ کر کہا۔ "خیر چھوڑو---- سب ٹھیک ہے---- آؤ چلتے ہیں۔"

اٹھتے اٹھتے سروج نے کہا۔ "وہ ہیں کہاں اس وقت؟"

اجیتا نے مسکرا کر کہا۔ "دوپہر سے دوستوں کے ساتھ شکار کو گئے ہوئے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے اجیتا رانی! شکار تو نظر آ جاتا ہو گا انہیں؟" وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی اور سروج کی طرف دیکھتے ہوئے بولی---- "تم بہت شیطان ہو کرن---- چلو---- دیر ہو رہی ہے۔" سروج نے آنکھوں سے اشارہ کیا اور میں اجیتا کے ساتھ چل دیا۔

"آج تم نے مجھے بہت بور کیا۔" اجیتا نے گاڑی میں بیٹھتے ہی کہا۔ "وہ مذاق تھا ڈیئر۔" میں نے گیئر لگاتے ہوئے کہا۔

"دکھتی رگ کو نہیں چھیڑا کرتے کرن۔"

"تمہاری کونسی رگ دکھتی ہے' مجھے کیا معلوم؟" میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں تو تمہیں رواں سمجھتا ہوں---- خیر مجھے افسوس ہے ڈیئریسٹ۔" اس نے ہنس کر میرے بازو میں دانت گڑا دیئے اور آہستہ آہستہ دباؤ بڑھاتی چلی گئی۔ میں درد سے بے چین ہوتا ہوا بولا۔ "بس کرو اجیتا میری قمیص پھٹ جائے گی۔" وہ ہنسنے لگی۔ دباؤ کم ہوتے ہی میں نے جھٹکا دے کر بازو چھڑا لیا۔ وہ جھپٹنے لگی تو میں نے اس کا سر پکڑ کر گود میں دبا لیا اور وہ سیٹ پر دراز ہو گئی۔ میں نے ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔ نصف فاصلہ طے ہوا تھا کہ وہ اٹھ بیٹھی اور پیچھے کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "کرن آج اور کہیں چلنا تھا' دریا کے کنارے تو وہ شکار کھیل رہے ہوں گے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے ہم انہیں شکار کھیلتے دیکھیں گے۔"

وہ ہنسنے لگی--- میں نے کہا۔ "اچھا بتاؤ کدھر چلنا ہے۔" اس نے جنگل کی طرف اشارہ کیا "اس طرف چند میل کے فاصلے پر ایک پرانی باؤڑی ہے بنجاروں کی---- پہلے تو اس میں ڈاکو رہتے تھے لیکن سات آٹھ سال پہلے جوراور سنگھ کے مارے جانے کے بعد ڈاکو ختم ہو گئے اور ہزہائی نس نے اس کی مرمت اور صفائی کرا کے مسافروں کے لئے خوبصورت دھرم شالہ بنوادی ہے چلو آج وہیں چلتے ہیں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "ہم تو مسافر نہیں ہیں۔"

بولی۔ "بحث نہ کرو کرن--- اتنی حسین عمارت دیکھ کر دنگ رہ جاؤ گے چاروں طرف زمین دوز کمرے، دالان، بارہ دریاں، بیچ میں خوبصورت تالاب جیسا کنواں، پانی تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں۔ ایسا دلکش منظر ہے جیسے ابھی پریوں کے ڈولے اترنے والے ہیں۔" میں نے اس کی منظر کشی سے متاثر ہو کر گاڑی روک دی اور راستہ پوچھا۔ اس نے گاڑی بیک کرائی اور دو تین میل واپس آنے کے بعد ایک بجری کی سڑک کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے ٹرن لے کر پوری رفتار سے گاڑی چھوڑ دی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگی۔ "میں کئی سال سے اس باؤڑی کو دیکھنے کے لئے بے چین تھی کرن۔ آج تم نے میری خواہش کا احترام کیا۔" میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری کونسی خواہش کا احترام نہیں کرتا اجیتا۔" وہ ہنسنے لگی، اور میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "کرن یقین کرنا میں سورج کو اتنا چاہتی ہوں کہ--- بس کیا کہوں--- لیکن تمہارے متعلق غلط فہمی میں مبتلا تھی--- مار کھا گئی--- مجھے بتایا گیا کہ تم ایک خوبصورت ماڈل کے سوا کچھ نہیں ہو--- اور اب--- ایسا محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے سوا دنیا میں کچھ نہیں ہے--- میری چچا زاد بہن--- میری عزیز ترین سہیلی بھی پس منظر میں چلی گئی--- اور تم نے میرے دل پر اس طرح قبضہ جمایا ہے کہ میں اسے نت نیا دھوکا دینے پر مجبور ہوں۔ ہائے محبت۔"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہائے اونٹ۔" وہ چونک کر بولی "کیا؟" میں نے جواب دیا۔ "یہی کہ بے چارے کی کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے بے حال ہو گئی۔

درختوں کے عقب میں باؤڑی کی سیڑھیوں کی سرخ دیواریں دیکھ کر میں نے گاڑی کی رفتار کم کر دی اور سڑک سے اتار کے سیڑھیوں سے کچھ فاصلے پر انجن بند کر دیا۔ اجیتا نے دروزاہ کھولا اور نیچے اتر گئی۔ وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔ میں سگریٹ سلگا کر دروازے سے نکلا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔ سورج غروب ہونے والا تھا اور پرندے غول در غول بسیرا کرنے کے لئے ادھر سے ادھر اڑتے پھر رہے تھے۔ جنگل چہچہا رہا تھا۔ میں نے اجیتا کا ہاتھ تھاما اور سیڑھیوں کی طرف چلنے لگا۔ نیچے عمارتوں میں اندھیرا ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے

سگریٹ ہونٹوں میں دبا کر جیب سے پستول نکال لیا۔ پندرہ بیس سیڑھیاں اترتے ہی پہلا برآمدہ آ گیا۔ یہاں روشنی برائے نام تھی اور برآمدہ دائیں بائیں دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ جہاں تک نظر کام کرتی تھی ستون ہی ستون دکھائی دے رہے تھے۔ چند سیڑھیاں اور اترنے کے بعد دوسرا برآمدہ شروع ہو گیا۔ یہاں "نسبتاً" زیادہ اندھیرا تھا' اجیتا میرے جسم سے لپٹی ہوئی چل رہی تھی۔ وہ سہمی سہمی اور بالکل خاموش تھی۔ یہ برآمدہ عبور کرتے ہی ہم بارہ دری میں پہنچ گئے۔ یہاں کافی روشنی تھی' نیچے بیس گز لمبا اور بیس گز چوڑا تالاب نیلے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ دائیں بائیں اور سامنے کی طرف اسی طرح کے دالانوں اور ستونوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ تمام ماحول پر اداسی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے اجیتا کے سہمے ہوئے چہرے پر نظر ڈالی اور ہنس کر کہا "ڈر رہی ہو شاید۔"

سر ہلا کر مری ہوئی آواز میں بولی۔ "ہاں کرن ---- اب واپس چلو۔"

میں نے کہا۔ "پھر آنے سے کیا فائدہ ہوا؟" بولی۔ "کسی روز دن کے وقت آئیں گے ---- اس وقت تو وحشت ہو رہی ہے۔"

افسانوی روایات کے مطابق میں نے ہنستے ہوئے کہا "اور وہ پریوں کے ڈولے؟ تھوڑی دیر ٹھہرو' چاندنی رات ہے' ایسے میں پریوں کو ہمیشہ غسل کرنا پڑتا ہے۔"

وہ خوف زدہ ہو کر بولی۔ "کرن چپ ہو جاؤ پلیز۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر واپس پلٹتے ہوئے کہا۔ "آؤ پھر ---- تم سچ مچ ڈر رہی ہو ----" وہ مڑ کر تیزی سے چلنے لگی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتے ہی اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "رات کو تو کوئی نہیں ٹھہر سکتا یہاں کرن۔ سر شام ہی میری گگھی بندھ گئی۔" میں نے اس کو گاڑی میں دھکیلتے ہوئے کہا۔ "میں ٹھہر سکتا ہوں ڈیئر ---- لیکن تمہاری حالت دیکھ کر لوٹنا پڑا ---- مجھے اپنا کھیل تھوڑا ہی بگاڑنا تھا۔"

وہ ہنس کر لپٹتی ہوئی بولی۔ "تھینک یو ڈیئر ---- میں تمہاری محبت کا اعتراف کرتی ہوں۔" میں نے ہنس کر دروازہ بند کر دیا۔ اس وقت بالکل اندھیرا ہو چکا تھا۔ اجیتا نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ لیمپ کا سوئچ آن کر دیا۔ گاڑی میں سرخ روشنی پھیل گئی ---- ہلکی ہلکی ---- مدہم رومان خیز ---- دوسرے لمحے دو تھرکتے سائے فاصلے ختم کر کے ایک دوسرے میں مدغم ہو گئے۔ جنگل کی تمام آوازیں اور آہٹیں دھڑکنوں اور سسکیوں میں تبدیل ہو کر رہ گئیں لمحات کا سفر جاری تھا' بے ساز و بے آواز۔

اچانک بندوق کے فائر سے جنگل گونج اٹھا۔ میں چونک کر اپنی جگہ سے اچھل پڑا' اجیتا کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی۔ گولیاں سنسناتی ہوئی کار کی چھت پر سے گزر گئیں۔ دوسرے لمحے ٹارچ کی تیز روشنی ہمارے چہروں پر پڑی اور آنکھیں چندھیا گئیں۔ ہم سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تین چار مسلح ڈاکوؤں نے گھیر لیا۔ دونوں طرف کے دروازوں پر بندوق کی

نالیاں ٹک گئیں۔ سامنے کی طرف چند قدم کے فاصلے پر تیسرا آدمی بندوق تانے کھڑا تھا۔ فرار کی تمام راہیں مسدود تھیں۔ میرے ہوش اڑ گئے اس وقت میں نہ رنگین مزاج شہزادہ تھا نہ جاں باز باڈی گارڈ---- ہر طرف بندوقوں میں گھرا ہوا بے بس انسان تھا' جو ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ تینوں ڈاکو شکاری کوٹ پہنے ہوئے تھے' آنکھوں کے سوا تمام چہرہ سفید رومالوں میں چھپا ہوا تھا حواس بجا ہوتے ہی میں نے دایاں ہاتھ بڑھا کر دروازے کا شیشہ چند انچ نیچے سرکایا اور چار پانچ قدم کے فاصلے پر کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے جواب دینے کے بجائے قہقہہ لگایا۔ دوسری طرف کھڑے ہوئے آدمی نے ایک غیر مانوس زبان میں کچھ کہا۔ میں نے اجیتا کی طرف دیکھا' اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "لوٹنا چاہتے ہیں۔"

میں نے سامنے والے آدمی سے کہا۔ "میں تمہاری جرات کی داد دیتا ہوں کہ اپنے ہی راجکمار کو گھیر لیا---- خیر---- بولو کتنا روپیا چاہیے؟"

اس نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ دوسری طرف والے نے پھر اسی زبان میں کچھ کہا۔ اجیتا نے اپنے ہاتھ سے کنگن اتارے اور کھڑکی میں سے باہر پھینک دیئے' اس نے پھر کچھ کہا۔ جس میں "بائی جی" کے سوا میری سمجھ میں کچھ نہ آ سکا اجیتا نے دونوں کانوں سے ایرنگس اور انگلیوں سے دونوں انگوٹھیاں نکالیں اور کھڑکی میں سے ہاتھ باہر نکالا' اس نے بایاں ہاتھ پھیلا کر تمام چیزیں لے لیں۔ اجیتا نے کہا۔ "اچھا اب پیچھے ہٹ جاؤ اور راستہ چھوڑو۔" اس نے گاڑی کے انجن کی طرف دیکھا۔ اجیتا ان کا مقصد سمجھ گئی' اس نے میرے گلے سے موتیوں کا ہار اتارا اور باہر پھینکتی ہوئی بولی۔ "چلو کرن----" میں نے اس سے نگاہیں ملائے بغیر سوئچ آن کر کے سیلف دبایا' انجن اسٹارٹ ہو گیا اور میں نے ادھر ادھر دیکھے بغیر تیزی سے گاڑی آگے بڑھائی۔ سامنے کھڑا ہوا بندوقچی ایک طرف کو ہو گیا۔ کسی نے فائر نہ کیا۔ سڑک پر پہنچ کر ٹرن لیتے ہوئے میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو وہاں کوئی نہ تھا' میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیسی رہی؟" نیچی نگاہیں کر کے بولی۔ "غضب ہو گیا کرن---- گھر جا کر کیا کہیں گے؟"

"میں تو کچھ نہیں کہوں گا۔" میں نے اسپیڈ بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ "کہہ بھی کیا سکتے ہیں؟"

اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ "چھپانا بھی تو مشکل ہے۔ گجراج سنگھ تو دیکھتے ہی پہلا سوال کنگنوں اور انگوٹھیوں کے متعلق کرے گا۔"

میں نے کہا۔ "ایک ہفتہ ظاہر نہ ہونے دو' اتنے میں میں تیار کرا کے بھیجدوں گا' افسوس صرف یہ ہے کہ بنیوں کی طرح بغیر لڑے بھڑے سب کچھ حوالے کر دیا' پوزیشن ہی ایسی تھی----"

وہ مسکرا دی ---- میں نے کہا۔ "کیوں مائی ڈیئر ---- اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے بھلا؟"

"یہی......" اس نے مسکرا کر کہا۔ "لڑنے بھڑنے والی بات ---- کیا تم لاکھ ڈیڑھ لاکھ کے لئے اتنے ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے؟ اور کیا میں تمہیں لڑنے دیتی؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پھر مری کیوں جا رہی ہو ---- اگر گجراج گڑبڑ کرے تو مجھ سے بیرر چیک لے کر اس کے منہ پر مار دینا۔"

وہ بولی۔ "کرن صرف بدنامی کا خوف ہے، ورنہ گجراج کیا چیز ہے۔ میں اسے، اس کی دولت اور جاگیر کو تمہارے اوپر قربان کر سکتی ہوں۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "تو پھر کر ڈالو ---- آئی لو یو۔"

وہ ہاتھ پھیلا کر بولی۔ "وچن دو۔" میں نے سڑک کو دائیں جانب مڑتے دیکھ کر ٹرن لیتے ہوئے اس کی طرف دیکھے بغیر ہاتھ بڑھایا۔ کار کی لائٹ جھاڑیوں پر پڑی اور عقب میں لٹری ہوئی ایک کار چمک اٹھی ---- غیر اضطراری طور پر میں نے ایکسلریٹر سے پاؤں ہٹا کر کلچ پر رکھ دیا ---- گاڑی بیس پچیس قدم پر پہنچ کر کھڑی ہو گئی۔ اجیتا نے پوچھا۔ "کیا ہے کرن؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "جھاڑیوں کے پیچھے ایک کار کھڑی ہے۔ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کس کی ہے اور یہاں چھپانے کا کیا مقصد ہے؟" اس نے میرا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔ "چھوڑ بھی کرن، اگر اس میں بھی کوئی ----" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ میں نے ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔ "اس کار کو میں کسی مقصد سے دیکھنا چاہتا ہوں ڈارلنگ ---- میرا خیال ہے ----" اس نے ہاتھ بڑھا کر میرا کالر پکڑ لیا اور بات کاٹتی ہوئی بولی۔ "اپنے خیال کو رہنے دو ---- میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔" میں نے بگڑ کر کہا۔ "تم دیوانی ہو ڈیئریسٹ ---- مجھے یقین ہے کہ اس کار سے ڈاکوؤں کا تعلق ہے ---- اور اس میں کوئی نہیں ہے ---- اور اگر ہے تو اس سے پہلے کہ وہ خطرناک ثابت ہو میں اسے کتے کی طرح شوٹ کر دوں گا۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "کرن ---- میری جان ---- انسانوں کو گولی مار دینا اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

میں نے ہنس کر اس کے ہاتھ سے کالر چھڑایا اور گاڑی سے باہر نکل گیا۔ وہ چیخ کر کہنے لگی۔ "اچھا ٹھہرو کرن ---- میں بھی آ رہی ہوں۔" میں پیچھے دیکھے بغیر جھاڑیوں کی طرف دوڑا۔ ہماری گاڑی کے ہیڈ لیمپس کی روشنی میں کار صاف نظر آ رہی تھی۔ جھاڑیوں کے قریب میں نے پستول نکال لیا اور کار کے پاس پہنچ گیا۔ گاڑی میں کوئی نہ تھا اور اس کی کنڈیشن ٹپ ٹاپ تھی۔ نمبر پلیٹ، پارہ گڑھ اسٹیٹ کی تھی اور وہ ڈاکوؤں کے بجائے کسی پرنس کی معلوم ہوتی تھی۔ میں اس کا دروازہ کھولنے والا تھا کہ اجیتا نے کہا۔ "کرن یہ تو ہماری ڈاکنا فلو ہے۔ گجراج شکار میں لے کر گیا تھا ---- لیکن ----" میں نے تیزی سے

کہا---- "لیکن یہاں کس لئے---- اور اس انداز میں کیوں؟"

وہ بولی۔ "یہ تو معلوم نہیں----" میں نے کچھ خیال آتے ہی دوسرا سوال کیا۔ "اجیتا---- گجراج کے ان دوستوں کو جانتی ہو جو آج شکار میں ساتھ گئے ہیں؟" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "اچھا تم گاڑی میں بیٹھو' میں ابھی آ رہا ہوں---- لائٹ نہ بجھانا۔" وہ آہستہ آہستہ پلٹ کر چل دی۔ میں نے ٹک ٹائی پن نکال کر سیدھا کیا اور پچھلے وہیل کے ٹیوب نوزل میں ڈال کر دبایا' والو پنکچر ہو کر وہیل زمین پر ٹک گیا' اگلے پہیے کے ساتھ بھی یہی سلوک کر کے میں جھاڑیوں میں سے نکلا اور سڑک کی طرف چلنے لگا۔ اپنی گاڑی سے دس قدم کے فاصلے پر تھا کہ درختوں کے پیچھے سے فلیش لائٹ میرے چہرے پر پڑی۔ میں تیزی سے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ بیک وقت دو فائر ہوئے اور گولیاں سنسناتی ہوئی میرے سر سے ایک ڈیڑھ فٹ اوپر سے گزر گئیں---- اجیتا کی چیخ جنگل میں گونج اٹھی۔ اسی وقت تیسرا فائر ہوا اور گولی کار کے گلیج بکس میں پیوست ہو گئی میں جھکا جھکا کار کی طرف دوڑا۔ فلیش لائٹ بار بار میرے عقب میں چمک رہی تھی۔ چوتھا فائر ہونے سے پہلے میں نصف سے زیادہ جسم گاڑی کے اندر گھسیٹ چکا تھا۔ گولی سڑک پر لگ کر اوپر اچھل گئی۔ میں نے دروازہ بند کیا اور فل اسپیڈ سے گاڑی چھوڑ دی---- پیچھے سے کئی فائر کیئے گئے لیکن کوئی نشانہ کارگر نہ ہوا۔ میں روڈ پر ٹرن لیتے ہی میں نے دروازہ بند کیا اور اجیتا کی طرف دیکھا۔ اس کا سر سیٹ کی پشت پر ٹکا ہوا تھا اور وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کی کلائی پکڑ کے ہلایا۔ نبض چل رہی تھی۔ میں نے گاڑی آہستہ کی اور اس کا بازو پکڑ کے جھنجھوڑا' وہ ڈھلک کر گرنے لگی تو میں نے گاڑی روک کر اس کو سنبھالا۔ پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دیکھا تو پانی کا نشان تک نہ تھا---- میں نے کینتھ والی ترکیب آزمائی---- ناک اور منہ بند ہوتے ہی اس نے آنکھیں کھول دیں اور زور سے چیخ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے اس کو سینے سے چمٹا کر کمر تھپکی' پیار کیا---- تسلی دی' اپنے صحیح سالم ہونے کا یقین دلایا تو اس کے حواس درست ہوئے۔

میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "کیا سمجھیں؟"

بولی۔ "صاف نظر آ رہا ہے کرن---- لیکن ایسا کیوں ہوا؟ کیا اس نے ہمیں دیکھ لیا؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً" دیکھ لیا---- اپنی ڈگمگائی ہوئی آنکھوں سے---- یا اپنے کسی ساتھی کی آنکھوں سے۔"

وہ پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ "غضب ہو گیا کرن---- اب؟"

میں نے کہا۔ "اب تم میرے ساتھ چلو---- لیکن اس حادثے کے متعلق سروج کو کچھ نہ بتانا---- میں اپنی مالا گر جانے کا بہانہ کر کے تلاش میں----"

"نہیں کرن۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں جانے دونگی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔۔۔۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔

ہم نو بجے کے قریب راج محل پہنچے۔ اجیتا کو سروج کے پاس چھوڑ کر میں نے ڈرائنگ روم سے پاپا کی ونچسٹر اور تین چار ری فل لئے اور نیچے آیا۔ تو گارڈ انچارج اجیتا کی کار کے لگیج بکس پر گولی کے سوراخ کا معائنہ کر رہا تھا گارڈ نے اٹینشن ہو کر سلامی دی تو چونک کر میری طرف دیکھا اور سہم کر رہ گیا میں نے اس کو نظرانداز کرکے رائفل اگلی سیٹ پر رکھی اور سوار ہونے لگا تو انجن کے سامنے سے گھوم کر دروازے کے قریب آیا اور سلام کر کے کہنے لگا۔

"ان داتا" آپ کی کار پر گولی لگی ہوئی ہے۔" میں نے سیلف دباتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ہاں۔" کہنے لگا۔۔۔۔ "کوئی بڑبڑ ہے تو میں حضور کے ساتھ چلتا ہوں' اکیلے جانا تو ٹھیک نہیں ہے حضور۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "حوالدار تم کچھ نہیں کر سکتے۔ صرف اتنا کہ اپنی زبان نہ کھولو اور ہمارے متعلق ہزہائی نس کو کوئی اطلاع یا اشارہ نہ دو۔۔۔۔ تھینک یو۔"

وہ سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے گیئر لگایا اور گاڑی پورٹیکو سے باہر نکالی۔ حوالدار دوڑ کر باہر نکلا اور گاڑی کے ٹرن لیتے ہی سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے ایک دم سے بریک لگا کر گاڑی روکی اور ڈانٹ کر کہا۔ "بے وقوف مرنا چاہتے ہو کیا؟" جھک کر بولا۔ "حضور اگر آپ کے دشمنوں کو کچھ ہو گیا تو ان داتا کو کیا منھ دکھاؤں گا۔ بہتر ہو گا حضور مجھے گولی مار دیں۔۔۔۔ یا اپنے ساتھ لے چلیں۔۔۔۔ میں نمک حرام نہیں ہوں حضور۔" میں نے زچ ہو کر کہا۔ "اچھا جاؤ اپنی رائفل لے آؤ۔"

میرا خیال تھا وہ رائفل لینے جائے گا تو میں کار نکال کر لے جاؤنگا لیکن وہ بہت چالاک ثابت ہوا' وہیں کھڑے کھڑے ایک سپاہی کا نام لے کر آواز دی۔ میں نے پستول نکال کر ہاتھ باہر نکالتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "ڈھنڈورا پٹنے کی کوشش کی تو پہرے والے تمہاری لاش اٹھانے ہی کے کام آئیں گے۔۔۔۔ ہٹ جاؤ۔۔۔۔ اب تم ہزہائی نس سے کہہ سکتے ہو کہ ہم پستول دکھا کر نکل گئے۔" وہ ہٹنے کے بجائے دروازے کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا۔ "حضور پھر گولی ہی مار دیں۔ پستول دکھا کر نکل جانے کے متعلق کہنے پر تو شری حضور۔۔۔۔"

میں نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے باہر نکل کر اس کے منہ پر گھونسہ مارا اور وہ دیوار کی طرف پیچھے گر گیا۔ میں نے کار وہیں چھوڑی اور پورٹیکو سے گزرتا ہوا لفٹ کے دروازے پر پہنچ کر بٹن دبایا۔ گارڈ کے تینوں جوان دم بخود کھڑے دیکھتے رہے۔ لفٹ نیچے آتے ہی میں اس میں سوار ہو کر اوپر پہنچا۔ سروج اور اجیتا بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں۔

مجھے دیکھتے ہی دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ سروج نے مسکرا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر جم کر رہ گئی۔ میں سر جھکا کر آگے بڑھا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے آگے بڑھ کر کہا۔ "کیا بات ہے کرن؟"

میں نے سگریٹ کیس سے سگریٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "کچھ نہیں اجیتا----" سروج نے مجھے لائٹ دی اور میرے برابر میں بیٹھ کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"کرن---- اجیتا نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔ سروج نے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر آگے کہا "اور جو کچھ یہ نہیں بتا سکی وہ میں سمجھ گئی۔ بلکہ بہت پہلے سے سمجھ چکی ہوں۔" وہ ہنسنے لگی۔ مجھے پسینہ آگیا۔ سگریٹ کا کش لینے لگا تو اس نے ہنستے ہنستے میرے منہ میں سے سگریٹ نکال لیا۔

میں نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "اجیتا نے اچھا کیا---- اتنی بڑی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔" سروج مسکرا کر کہنے لگی۔ "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ڈارلنگ۔" میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔ "کیا؟"

وہ میری طرف دیکھ کر پھر ہنس دی اور اجیتا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی "یہی کہ اجیتا مستقل طور پر ہمارے ساتھ رہے۔"

میں نے اجیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سروج' اجیتا پاگل ہے' میں پاگل ہوں اور شاید تم بھی پاگل ہو---- اور اگر نہیں ہو تو تھوڑے دنوں میں ہو جاؤ گی---- اس وقت میں بازی ہار کر آ رہا ہوں اس لئے پلیز----" میں اٹھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔ پردہ اٹھا کر اندر داخل ہوا کوٹ اتار کر ٹیبل پر پھینکا' اور الماری سے بوتل نکال کر منہ سے لگائی۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے تین چار گھونٹ لئے اور سگریٹ سلگاتا ہوا صوفے پر دراز ہو گیا۔

تھوڑی دیر گزری ہو گی کہ اجیتا اندر داخل ہوئی۔ میں نے سگریٹ کا دھواں نکالتے ہوئے کہا۔ "تم بہت عقل مند ثابت ہوئیں اجیتا۔" وہ میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"یقین کرو کرن' میں نے آج کے واقعے کے متعلق تو اشارہ بھی نہیں کیا۔ سروج اس روز سے ہمیں پتی پتنی سمجھتی ہے جس روز تم نے پہلی مرتبہ مجھے اجیتا دیدی کے بجائے اجیتا رانی کہا۔ اس نے مجھے تمہاری اور اپنی جان کی قسمیں دے دے کر سب کچھ اگلوا لیا' میں تمہاری قسم کھانے کے بعد جھوٹ نہیں بول سکتی۔" میں نے کہا۔ "تو آج کے واقعے کا ذکر نہیں کیا تم نے؟ اور اس نے بھی تمہارے زیورات کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔" اس نے نفی میں سر ہلایا۔ میں نے کہا۔ "تو جاؤ اس کو سب کچھ بتا دو' اب اس سے چھپانا بیکار ہے۔" وہ اٹھ کر چل دی---- میں نے سرور میں کچھ کمی محسوس کر کے ایک پیگ اور گلاس میں انڈیلی اور پانی ملا کر آہستہ آہستہ پینے لگا۔

سروج اور اجیتا پردہ اٹھا کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ میں نے گلاس خالی کر کے ٹیبل پر رکھا۔ سروج نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا "کرن تم نے یہ سب کچھ مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے جواب دیا۔ "میرا خیال تھا اجیتا نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہو گا۔۔۔ اور پھر میں اپنی شکست کی کہانی کس طرح سناتا؟"

اس نے کہا۔ "اس میں شکست کا ہے کی ڈارلنگ۔ ڈاکوؤں سے مقابلہ کرنا شہزادوں کا کام نہیں۔ یہ کام پولیس اور فوج کا ہے۔ تم خواہ مخواہ۔۔۔۔"

میں نے سگریٹ کے دھوئیں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کاش وہ محض ڈاکو ہوتے۔"

"تمہارا خیال ہے گجراج سنگھ جی تھے۔۔۔ ہے نا؟"

"میرا خیال۔۔۔۔ ہونہہ۔" میں نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ "یقیناً وہی تھے' انکی کار جھاڑیوں میں چھپی ہوئی تھیں جسے خود ان کی بیوی نے پہچانا۔۔۔۔ اور یہی نہیں مجھے کار کے قریب دیکھ کر مجھ پر چھ سات فائر کئے۔۔۔۔ میری کار پر گولی چلائی۔ میرا زندہ بچ جانا ایک چمتکار ہے۔" وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دی۔ میں نے نظریں چرا کر سگریٹ کا کش لگایا۔ اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس نے کیا غلط کیا؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "عورتوں اور نامردوں کی لاجک کے مطابق بالکل صحیح کیا۔ مجھے یہ اس لئے غلط معلوم ہوتا ہے کہ میں اس کو مرد سمجھتا ہوں۔ اس کو اگر ہم پر غلط روی کا شک تھا تو مردوں کی طرح سامنے آ کر دونوں کو شوٹ کر دیتا۔"

"شاید وہ تمہیں قتل کرنا نہ چاہتا ہو' شاید وہ اپنی۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یہ بھی مردانگی نہیں۔۔۔۔ یا اسے مسکرا کر ہم سے عزیزوں کی طرح بات کرنی چاہئے تھی۔۔۔۔ یا دشمنوں کی طرح۔۔۔۔"

"خیر۔۔۔۔" اس نے کہا۔ "جو کچھ ہوا۔۔۔۔ اسے بھلا دو کرن۔۔۔۔"

"میں نے کہا۔ "اچھا پرتیا۔۔۔۔ بھلا دیا۔۔۔۔ اب اس کو بھی جا کر سمجھاؤ جو کچھ ہوا اسے بھلا دے۔۔۔۔ اور اجیتا کو۔۔۔۔" میں آگے کچھ نہ کہہ سکا اور لڑکھڑا کر رہ گیا۔ اس نے میری ٹھوڑی کو ہاتھ لگا کر منہ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "کیا حضور۔۔۔۔ اجیتا کو کیا کرے؟"

میں نے کہا۔ "اجیتا سے معافی مانگے۔" سروج پلٹ کر بولی۔ "کرن" کو اور سے' میں گرامر کی غلطی نظر نہیں آتی تمہیں؟ شاید پہلے تم کہنا چاہتے تھے "اور اجیتا کو معاف کر دے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "چلئے یوں ہی سہی۔"

وہ بولی۔ "اس کے معنی ہیں اجیتا نے کوئی غلطی کی ہے جس کے لئے اسے معاف کر دیا جائے۔۔۔۔ کیا آپ مجھے یہ بتائیں گے یہ اپیل مردوں کی لاجک کے مطابق ہے

یا---- خیر' جانے دیجئے۔" میرے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا۔ وہ تھوڑی دیر انتظار کرتی رہی پھر اٹھتی ہوئی بولی۔ "چلئے سو جائیں---- دیدی ڈرائنگ روم میں سو جائیں گی صبح اگر گجراج شانت نظر آئے تو ٹھیک ہے ورنہ پاپا کے ذریعے ان کی غلط فہمی جو---- غلط فہمی نہیں ہے دور کرائیں گے۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "پاپا سے اسی انداز میں بات کرنا تاکہ ہمیشہ کے لئے شانتی ہو جائے اس نے مسکرا کر میرا ہاتھ تھاما اور اجیتا کو شب بخیر کہتی ہوئی چل دی---- بیڈ روم میں آکر دروازہ لاک کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "کرن تمہاری حفاظت کے لئے مجھے ایک باڈی گارڈ رکھنا پڑے گا۔"

میں نے مسہری کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "سروج یقین کرو ایسی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "بھگوان کریں۔" میں نے ہنس کر اس کو بستر پر دھکیل دیا----

صبح ساڑھے سات بجے سروج نے ایک داسی کو اجیتا کے محل بھیجا۔ وہ ایک گھنٹے بعد واپس آئی تو گجراج سنگھ اس کے ساتھ تھا۔ ہنستا مسکراتا---- چست پاجامہ اور بادامی جامہ کارڈ کی شیروانی پہنے' توند اور کجای' نماید کجای زند' آنکھوں کے سوا ہر چیز اپنی اپنی جگہ موزوں اور متناسب---- ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی قہقہہ لگا کر کہنے لگا----

"سروج' رات کرن کمار سے سوائی منوالی ہے۔" سروج نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "بھلے جیجا جی---- پدھاریئے۔ جل پان سوئیکا ریئے۔"

میں نے حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے شریمان۔" وہ ہنستا ہوا اجیتا کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اجیتا نے چائے بنا کر پیالی اس کی طرف سرکائی۔ اس نے شیروانی کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر یکے بعد دیگرے تمام زیورات نکال کر میز پر رکھے۔ اجیتا نے انگوٹھیاں پہنتے ہوئے کہا۔ "گجوجی' مجھ سے سوائی منوانے کی کیا ضرورت تھی۔" ہنس کر بولا۔ "اس وقت تم صرف کرن کی سالی تھیں---- اس لئے---- یہ لو کرن اپنی مالا۔" میں نے منافقانہ انداز میں مسکرا کر کہا "سوائی مان کر ارپن کی ہوئی چیزیں واپس نہیں لی جاتیں' گج راج سنگھ جی یہ مالا اب آپ ہی پہنئے۔" وہ چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "وہ مذاق تھا کرن---- کیسی سوائی؟ کہاں کی سوائی؟ مالا اٹھا لو ورنہ یہ رکھی ہے تمہاری چائے۔" سروج نے مسکرا کر مالا اٹھائی اور میرے گلے میں ڈال دی۔ اس نے پیالی اٹھا کر چائے پینی شروع کر دی۔ میں نے دل میں کہا۔ "کیا شان ہے شمشیر بہادر سنگھ کی۔" تقریباً" ایک گھنٹے تک وہ ہنسی مذاق کی باتیں کرتا رہا بات بے بات قہقہے لگاتا رہا۔ آخر گھڑی پر نظر ڈالتا ہوا اٹھا اور اجیتا کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ میں خاموش بیٹھا حالات کی ستم ظریفی پر غور کرتا رہا' رات کے تمام واقعات خواب بن کر رہ گئے۔ جن میں سب سے مظلوم مجھے گارڈ انچارج نظر آیا جس کو وفاداری اور فرض شناسی کے جرم میں گھونسہ انعام

میں ملا۔ احساس ندامت نے مجھے بے چین کر دیا۔ سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا ہوا اٹھا۔۔۔ سوٹ کیس میں سے پانچ سو روپے نکالے اور ایک لفافے میں بند کر کے تیزی سے باہر نکلا۔ سروج میری تمام حرکتوں کو بیٹھی دیکھتی رہی۔

میں لفٹ سے باہر نکلا تو گارڈ نے سلامی دی۔ میں نے انچارج کے متعلق پوچھا۔ اس کے جواب دینے سے پہلے حوالدار تیزی سے باہر نکلا' اور اٹینشن ہو کر سلام کیا۔ میں نے مسکرا کر جیب سے لفافہ نکالا اور اس کے ہاتھ میں دے کر تھپکتے ہوئے کہا۔ "ہمیں اپنی حرکت پر افسوس ہے۔" اس نے پھر سلام کرتے ہوئے کہا۔ "ان داتا ہمارے مالک ہیں۔۔۔ آپ کا ہاتھ ہمارے شریر کو لگتا تو بہت بڑا مان ہے حضور۔۔۔۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "شاید تمہاری بات اپنی جگہ ٹھیک ہی ہے۔" ایک بار پھر اس کی کمر جھکی اور واپس ہو گیا۔

شام تک ہزہائی نس کو بھی کنج راج سنگھ کے مذاق کا پتا چل گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ کرن نے اس کی گاڑی کے پہیوں کی ہوا نکال دی تھی اور وہ صبح تک محل میں نہ پہنچ سکے تھے۔ مجھے تعجب تھا اجیتا کی گاڑی پر گولی کے نشان کے متعلق حوالدار نے چوٹ کھا کر بھی کسی کو کچھ نہ بتایا تھا۔ یہ مذاق کس حد تک مذاق تھا' یہ پورے محل میں صرف مجھے سروج کو' اجیتا کو یا پھر خود کنج راج کو معلوم تھا اور اب اس کے ردعمل کا انحصار صرف اجیتا کے ساتھ اس کے طرز عمل پر تھا۔ میں تمام دن اجیتا کے لئے فکر مند رہا۔۔۔ شام آئی تو اپنے دامن میں میرے لئے ایک بہت بڑی حیرت کا سامان لئے ہوئے تھی۔ ٹھیک چھ بجے اجیتا حسب معمول ہنستی مسکراتی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ سروج نے اس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دیدی ہم تمہارے لئے تمام دن پریشان رہے۔"

وہ بیٹھتی ہوئی بولی۔ "سروج وہ تو اس قدر بدلا ہوا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ سچ مچ مذاق ہی معلوم ہوتا ہے۔" سروج نے کہا۔ "بھگوان کریں ایسا ہی ہو دیدی۔" وہ بولی۔ "ایسا ہی ہے۔۔۔ آج بھی وہ ہمارے ساتھ سیر کو چل رہے ہیں۔ تم جلدی تیار ہو جاؤ' آج تمہیں بھی چلنا ہے' انہوں نے انکل سے اجازت لے لی تھی۔" سروج نے ہنس کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "مائی پلیژر" وہ مسکراتی ہوئی اپنے ڈریسنگ روم کی طرف چل دی اجیتا نے اس کے جاتے ہی کہا۔ "کرن میری جان۔۔۔ کنجو کہہ رہا تھا۔۔۔۔"

"کیا کہہ رہا تھا؟" میں نے اس کو ہچکچاتے دیکھ کر پھر سوال کیا۔۔۔ کہنے لگی۔۔۔

"اس نے سب کچھ تو کہہ ڈالا کرن۔۔۔ وہ اپنے چار دوستوں کے ساتھ شکار سے لوٹ رہا تھا۔ ہماری گاڑی کے ٹائروں کے نشان باؤڑی کی طرف جاتے دیکھ کر اس نے اپنے دوستوں سے کہا' اجیتا کرن کو ساتھ لے کر باؤڑی گئی ہے شائد۔۔۔ آؤ ان کو ڈرائیں۔۔۔ ایک دوست نے جس کا نام صلابت خاں ہے اس سے کہا۔ "اس وقت کی سیر؟ کیا اس کی بیوی

بھی ساتھ ہے؟" مجو نے کہا---- "نہیں----" صلابت خاں نے کچھ دیر سوچ کر کہا۔ "آؤ چلیں---- لیکن کچھ فاصلے پر گاڑی چھپا دو۔" اس نے ایسا ہی کیا اور پیدل چلتے ہوئے اس وقت وہاں پہنچے جب ہم باؤڑی سے واپس آکر گاڑی میں پہنچ چکے تھے' وہ کچھ دیر درختوں کی آڑ میں چھپے دیکھتے رہے۔ آخر صلابت خاں نے کہا "کچھ سمجھے مجویا----؟" اس نے کہا۔ "جا کر دیکھو صلابت اور اگر---- تمہیں اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھو۔" وہ ہمیں دیکھ کر پس و پیش میں پڑ گیا۔ پیچھے ہٹ کر چند ہوائی فائر کرائے اور ہمیں ہوشیار کرنے کے بعد چہرے ڈھانپ کر---- اس سے آگے تو تمہیں معلوم ہے---- صلابت وہ تھا جو آخر تک خاموش رہا---- اسے معلوم تھا کہ میں اس کی آواز پہچانتی ہوں---- گجراج اس وقت وہاں نہ تھا لیکن ہمارے وہاں سے چل دینے کے بعد صلابت نے اس سے کہا---- کرن اور اجیتا کو زندہ چھوڑنا بے غیرتی ہے۔ چنانچہ بعد کو جو فائر کئے گئے وہ ہمیں ختم کرنے کے لئے کئے گئے تھے---- لیکن ہم بچ نکلے اور اس کے بعد گجراج رات بھر نہ آسکا۔ شاید اس نے خطرہ محسوس کیا ہو---- یہ ہے صحیح پوزیشن---- اب تم بتاؤ مجھے اس پر کس حد تک اعتماد کرنا چاہئے۔"

میں نے کہا۔ "جب تک اس کی طرف سے کوئی شرارت نہ ہو اپنی طرف سے شکایت کا موقع نہ دو لیکن اعتماد نہ کرو' وہ اپنے دوستوں سے حملہ بھی کرا سکتا ہے---- زہر بھی دے سکتا ہے۔ حادثے کا ڈھونگ بھی رچا سکتا ہے۔ تمہیں بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔" وہ مسکرانے کی کوشش کرتی ہوئی کہنے لگی۔ "ایک عورت اپنے مرد سے کس طرح بچ سکتی ہے کرن---- اور کب تک بچ سکی ہے؟" میں نے کہا "صحیح کہہ رہی ہو۔" بولی۔ "تم کچھ نہیں کر سکتے کرن؟"

"کیوں نہیں کر سکتا۔" میں نے جواب دیا۔ "لیکن کیا؟"

اسی وقت سروج تیار ہو کر آگئی اور اجیتا اس سے مخاطب ہو گئی میں سگریٹ سلگاتا ہوا اٹھا اور ان کو ساتھ لے کر باہر نکلا۔

آج کی سیر کچھ نیم سرکاری انداز لئے ہوئے تھی۔ پورٹیکو میں دو گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور دونوں میں شوفر موجود تھے۔ گیٹ سے باہر نکلتے ہی تیسری گاڑی ہمارے ساتھ شامل ہو گئی جس میں ڈرائیور کے علاوہ مسلح باڈی گارڈ بیٹھے ہوئے تھے۔ راستے میں سروج نے مجھے بتایا گج راج نے ہزہائی نس سے اجازت لے کر بارہ دری میں گارڈن پارٹی کا انتظام کیا تھا۔ غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے ہم بارہ دری پہنچے تو وہاں ایک ٹرک اور دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ بارہ دری میں فرش اور میز کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ پیٹرو میکس لیمپ روشن کئے جا رہے تھے' کچھ دیر بارہ دری اور اس کے قریب سیر کرنے کے بعد کھانا کھا کر دس بجے کے قریب لوٹ آئے۔

چوتھے روز میں نے ہزہائی نس سے اجازت طلب کی---- اور سروج کو لے کر پارہ گڑھ کو روانہ ہو گیا' اس مرتبہ ہمارے ساتھ سروج کی گاڑی میں دو داسیاں تھیں' جس کو اس کا ڈرائیور چلا رہا تھا---- شام کو پانچ بجے شردھام پہنچتے ہی میں نے پاپا سے ملاقات کی---- اب وہ سروج کے متعلق گفتگو کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اصلی کرن کا وجود مٹ گیا اور اس کی جگہ میں لے چکا ہوں۔ تھوڑی دیر پارہ گڑھ کی باتیں کرنے کے بعد میں نے ولاس پور کے پولیس مین کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا وہ مہمان خانے میں ٹھہرا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد سکرٹیری کو فون کرنا وہ تمہارے پاس بھیج دے گا۔ مجھے ان سے باتیں کرتے ہوئے چند منٹ گزرے تھے کہ سروج سلام کرنے کو آ گئی اور اس کے پیچھے پیچھے شنو اور ہرہائی نس آ گئیں میں ان سے چند باتیں کرنے کے بعد اٹھا اور سلام کر کے اپنے اپارٹمنٹ کو چل دیا۔ ماما میرے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے کینتھ سے باتیں کر رہے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر لپٹ گئے۔ میں نے رشی کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے۔ "ٹھیک ہے---- میں چار بجے آیا تو سو رہا تھا---- شاید جاگ اٹھا ہو---- دیکھوں؟"

میں نے کہا۔ "نہیں---- سونے دیجئے ماما جی---- مجھے یاد کرتا ہے کبھی؟"

"کبھی؟" انہوں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کرن یہ کہو مجھے بھولتا ہے کسی وقت؟" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے ماما کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا کر بولے۔ "یہ سچ ہے کرن۔"

میں نے ریسیور اٹھا کر سکرٹیری کا نمبر ڈائل کیا۔ "ہیلو کرن۔" کہتے ہی اس کے سلام دعا اور مزاج پرسی کا طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ میں نے مختصر الفاظ میں جواب دے کر مہمان خانے میں ٹھہرے ہوئے پولیس مین کو فوراً" بھیجنے کو کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ بیٹھتے ہی ماما نے کہا۔ "کون ہے یہ کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرا ایک اردلی ہے---- اتفاقیہ طور پر مل گیا---- میں اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔" بولے۔ "ٹھیک ہے رکھ لو---- کہو تو میں اپنی باوَنی بھیج دوں---- جو تنخواہ چاہو مقرر کر دو۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "دیکھیں گے---- لیکن یہ باوَنی کیا---- میں نہیں سمجھا؟"

ہنس کر کہنے لگے۔ "میری بھی ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس میں اکیاون گاؤں ایک ایک قصبہ ہے اس لئے یہ باوَنی کہلاتی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما اگر آپ نے مجھے گود لیا تو آپ کو ایک گاؤں اور آباد کرنا ہو گا جس میں میرا رنواس ہو گا۔" ماما ہنسنے لگے اور ہنستے ہنستے بولے۔ "منظور ہے کرن---- چلو لکھ دو۔" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا وہ مسکرا دی۔ ماما نے ہنس کر کہا۔ "یہ بھی ہمارے سر آنکھوں پر۔" میں نے سر کو خم دے کر کہا۔ "شکریہ ماما جی---- لیکن آپ نے یہاں مجھے اتنے گہرے پانی میں اتا دیا ہے کہ میں

ایڑیاں اچکا کر بمشکل ناک سے سانس لے رہا ہوں۔ کس طرح نکالئے گا؟"

وہ سر جھکا کر بولے۔ "بیٹے یہ سچ ہے۔ سوارتھ (خود غرضی) نے ہمیں اندھا کر دیا ہے۔ ہم صرف اپنی ناک دیکھ سکتے ہیں' تمہارے زخم نہیں دیکھ سکتے۔ ہمارا خیال تھا کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں وہ ایک لفٹیننٹ تو کیا ایک جنرل کو بھی خواب میں ہی نظر آ سکتا ہے لیکن اب معلوم ہوا کہ تم کرن بننے سے پہلے بھی کرن تھے۔۔۔۔ ہا۔۔۔۔ ہم نے واقعی تمہیں دھرم یدھ میں پھنسا دیا' محبت اور فرض کی کشاکش میں مبتلا کر دیا۔"

میں نے انکی حقیقت پسندی سے متاثر ہو کر ان کے سینے پر سر رکھ دیا اور وہ میرے بالوں پر ہاتھ پھرانے لگے۔ اسی وقت رشی ریڈنگ روم سے نکل کر دروازے میں داخل ہو گیا اور کہنے لگا۔ "ماما' کرن کب آیا؟" انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "ابھی ابھی۔" میں نے اٹھ کر کہا۔ "رشی ڈیئر۔" وہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا اور مجھ سے لپٹ گیا۔ دیر تک زور سے بھینچتا رہا۔ اور پھر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "کہاں بھاگ گیا تھا؟" میں نے کہا۔ "بمبئی گیا تھا۔۔۔۔ بیٹھ جاؤ اور سچ بتاؤ تم نے کبھی مجھے یاد کیا؟"

"بہت یاد کرتا تھا۔" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ پھر ماما کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "ماما اب تو مجھے سیر کو جانے دو گے یا اب بھی نہیں؟"

ماما نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ضرور جاؤ بیٹے۔۔۔۔ ابھی چلے جاؤ۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی سن کر ماما نے چلتے چلتے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور "اچھا فوراً بھیج دو" کہہ کر رسیور رکھتے ہوئے بولے۔ "کرن سکرٹیری اس آدمی کو لے کر آ رہا ہے۔۔۔۔ تم رشی کے اپارٹمنٹ میں چلے جاؤ۔"

میں نے رشی سے کہا۔ "تم چند منٹ ماما جی سے باتیں کرو' میں ابھی آیا۔" ماما رشی کے پاس بیٹھ گئے اور میں ریڈنگ روم سے اس کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر میں سکرٹیری پولیس مین کو اندر لے آیا۔۔۔۔ دونوں نے سلام کیا اور مجھے مہمان کی طرف مخاطب دیکھ کر سکرٹیری ایک طرف ہو گیا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "کوئی تکلیف تو نہیں تمہیں؟" وہ جھک کر بولا "نہیں ان داتا۔۔۔۔ آپ کی مہربانی سے آنند ہوں۔"

میں نے کہا۔ "اس مہینے کی پہلی تاریخ سے تم ہمارے ملازم ہو' کیا نام ہے تمہارا؟" بولا "ان داتا۔۔۔۔ دامن راؤ۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "اچھا سکرٹیری صاحب کے ساتھ جا کر ایک درخواست ایس۔ پی کے نام لکھ کر ہمارے پاس بھیج دو اور اپنے پریوار کو یہاں بلوالو' خزانچی سے ابھی سو روپے لے کر گھر بھیج دو اور لکھو کہ فوراً یہاں چلے آئیں۔۔۔۔ تمہیں جب ہم سے ملنا ہو سکرٹیری صاحب کے ساتھ آ سکتے ہو۔۔۔۔" اس نے اور سکرٹیری صاحب نے بیک وقت سلام کیا اور رخصت ہو گئے۔ باہر نکلتے ہی پہرے دار نے دروازہ بند کر دیا اور میں اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔

سات بجے کے قریب میں نے رشی سے کہا۔ "اب تم سیر کو جا سکتے ہو رشی۔" کہنے لگا۔ "تم چلو گے میرے ساتھ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاگل ہو رہے ہو رشی۔ کتنی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ ہم اور تم لوگوں کو ایک جگہ نظر آ گئے تو ایک قتل ہو جائے گا---- یا تم یا میں۔" کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا "آئی ایم سوری---- آئی فورگوٹ دیٹ---- اچھا پھر بھابی کو لے جاؤں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "لے جاؤ اور کس کے کام آئے گی؟" کینتھ نے منہ بنا کر میری طرف دیکھا۔ رشی نے اس کے شانے کو ہاتھ لگا کر کہا "چلئے" وہ اس کے ساتھ ریڈنگ روم کی طرف چل دی' ان کے جاتے ہی میں نے سکریٹری کو ٹیلی فون کر کے کہا۔ "ترلوک جی' ہم سیر کو جا رہے ہیں' شاید دیر سے لوٹیں رنواس میں اطلاع کرا دو' کھانے پر ہمارا انتظار نہ کریں۔"

کھانا کھانے کے بعد میں دیر تک پیتا رہا نو بجے غنودگی اور خمار کی کیفیت طاری ہونے لگی تو اٹھ کر بستر کی طرف چل دیا۔ مسہری سے دو قدم دور تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجی۔ مجھے نشے میں رشی اور کینتھ کی عدم موجودگی تو کجا یہ بھی ہوش نہ تھا کہ ان کا مجھ سے یا میرا ان سے کوئی تعلق ہے؟ لرزتے ہوئے ہاتھ سے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کرن۔" دوسری طرف سے پاپا کی آواز آئی۔ "کرن کچھ طبیعت خراب ہے کیا؟" میں نے کہا۔ "نہیں تو پاپا---- ٹھیک ہوں---- بالکل ٹھیک ہوں۔" انہوں نے کہا۔ "اچھا اچھا ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "فرمایئے پاپا کیا حکم ہے؟" بولے۔ "شنو اپنی دو تین سہیلیوں کے ساتھ تمہارے پاس آ رہی ہیں۔" شنو کا نام سن کر میرا نشہ ہرن ہو گیا۔ اب مجھے یاد آیا کہ رشی ابھی تک نہیں لوٹا ہے اور اس وقت محل میں میرا وجود کوئی معنی نہیں رکھتا۔ سنبھل کر بولا۔ "پاپا' کیا وہ اس وقت آپ کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں؟" بولے۔ "ہاں" میں نے تیزی سے کہا۔ "پاپا انہیں کچھ دیر کے لئے روکئے۔ بلکہ اپنے کمرے سے جانے نہ دیجئے۔ میں خود آپ کو رنگ کروں گا' کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔" انہوں نے مصنوعی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی بات نہیں تھوڑی دیر ہمارے کمرے میں انتظار کر سکتی ہیں تم ہی رنگ کرنا۔" میں نے ریسیور رکھدیا اور بستر پر لیٹنے کے بجائے سگریٹ سلگا کر کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ مجھے پاپا کو رشی کے باہر جانے کی اطلاع نہ دینے پر افسوس ہونے لگا۔ یہ ایک غلطی تھی اور دوسری اس سے بھی بڑی غلطی یہ تھی کہ اس کی غیر حاضری میں ٹیلی فون ریسیو کر کے اس کا موجود ہونا ثابت کیا۔

ٹہلتے ٹہلتے سگریٹ پھونکتے پھونکتے نصف گھنٹہ گزر گیا' اور کینتھ اور رشی لوٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ مجھے غصہ آنے لگا اور جب توڑنے پھوڑنے اور ہنگامہ برپا کرنے کو جی چاہنے لگا تو خود پر ہنسی آ گئی' "ہوش میں آؤ نعیم" میں بڑبڑانے لگا۔ "اس مقام پر پہنچ کر غلطی کی سزا برخواستگی یا عہدے سے تنزلی نہیں' موت اور صرف موت ہے۔" مجھے حلق

خشک ہوتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ کیٹر سے ایک گلاس ٹھنڈا پانی انڈیل کر پیا' سر بھگویا' منہ اور آنکھوں پر چھینٹے دیئے۔ قدرے سکون ملا تو تکئے سے سر لگا کر بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر میں غنودگی طاری ہونے لگی اور میں نے پیر پھیلا دیئے' اسی وقت رشی اور کینتھ کا مشترکہ قہقہہ سنائی دیا اور میں ایک دم اچھل کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں ہنستے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ میں نے ریسیور اٹھا کر ہزہائنیس کا نمبرڈائل کیا اور رسٹ واچ پر نظرڈالتا ہوا گھنٹی کی آواز سننے لگا۔ "ہیلو" سنتے ہی میں نے آداب عرض کہا۔ "شنو وغیرہ کو بھیج دیجئے پاپا۔" بولے۔ "کرن وہ تھوڑی دیر انتظار کر کے چلی گئیں۔ میں نے بھی یہی کہا اس وقت کرن تھکا ہوا ہے آرام کرنے دو۔" وہ صبح کسی وقت آئیں گی۔" میں نے "بہتر ہے پاپا--- شب بخیر" کہہ کر ریسیور رکھدیا اور ان دونوں سے مخاطب ہوا۔ "ہاں' اب بتاؤ رشی' کیوں ہنس رہے ہو اور اتنی دیر کہاں کی سیر کرتے رہے۔" مسکرا کر بولا۔ "ڈیٹس نن آف یور بزنس کرن۔ میں کبھی تم سے پوچھتا ہوں تم اتنے دن کہاں رہے؟"

میں نے ہنس کر کہا۔ "یو آر رائٹ رشی۔" بولا۔ "ہاں یہ پوچھ رہے ہو کہ ہم دونوں ہنس کیوں رہے ہیں؟"

میں نے کہا۔ "اچھا بتاؤ پھر۔" اس نے گھوم کر کینتھ کی طرف دیکھا وہ مسکرا دی پلٹ کر بولا۔ "کرن آج میں نے کینتھ سے شادی کر لی۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کانگریچولیشنز۔"

بولا۔ "برا تو نہیں مان گئے۔" میں نے کہا۔ "بے وقوف میں تم سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ تم اسے اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو۔" ہنس کر کہنے لگا "اور تم سروج کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہو حساب برابر ہو گیا۔"

میں نے کہا۔ "منظور ہے' میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔"

وہ ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا۔ "شیک ہینڈ۔" میں نے مسکرا کر ہاتھ ملایا۔ جھٹکا دیتے ہوئے بولا۔ "گڈ نائٹ۔" پلٹ کر چلنے لگا تو میں نے کوٹ کا کالر پکڑ کے روکتے ہوئے کہا "اور یہ تمہاری بیوی؟ اسے نہیں لے جاؤ گے۔" پلٹ کر بولا۔ "یہیں رہنے دو' کل شام کو پھر---" اور وہ ہنستا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

رشی فطری طور پر اپنے دلی جذبات کو عملی جامہ پہنانے سے قاصر تھا۔ صرف ذہنی توازن ہی نہیں اس کے پورے نظام جسمانی میں سر سے پیر تک کہیں توازن کا نام نہ تھا۔ وہ محض سنگ مرمر کا حسین مجسمہ تھا' بے داغ بے داغ--- معالج بھی ملے تو سائی کیٹرسٹ اور برین اسپلسٹ' جن کی تمام مہارت فن' اس کے دماغ کا دہی بلونے تک محدود تھی' کاش انہوں نے بالائی منزل سے نیچے اتر کے بھی دیکھا ہوتا۔ اس کی شادی کے متعلق مشورہ کیا گیا' اس وقت بھی یہی کہا کہ ممکن ہے شادی ہونے کے بعد اس کی دماغی حالت

کچھ بہتر ہو جائے؟ لیکن شادی کس طرح ہو جائے؟ کیسے ہو جائے؟ صرف ڈھول بجانے سے تو شادی کی بیل منڈھے نہیں چڑھ جاتی' اس کی شادی کی بیل میرے منڈھے چڑھ گئی تھی اور روز بروز شاداب ہوتی جا رہی تھی۔ کینتھ جواب میرے ہر راز سے واقف ہو چکی تھی۔ مجھے مزید خطرات سے بچانے میں دلی تعاون کر رہی تھی۔ میرے لئے یہ سمجھنا دشوار تھا کہ اس کی وفاداری اس کے دلی جذبات پر مبنی تھی یا ہزایکسی لنسی گورنر جنرل سے کئے ہوئے عہد پر۔

رشی اب ہر روز اس کے ساتھ سیر کو جانے لگا تھا اور بحیثیت مجموعی اس کی صحت پر اس کا اچھا اثر مرتب ہوتا جا رہا تھا۔ ایک ہفتہ گزرا تھا کہ سروج نے مجھے اجیتا اور اس کے شوہر کا خط دکھایا۔ وہ دونوں ہم سے ملنے آ رہے تھے۔ سروج نے مجھے دبے لفظوں میں محتاط رہنے کی تاکید کی' اسی شام میں نے دامن راؤ کو بلایا۔ اس کے حالات دریافت کئے اور اس کو ہر طرح مطمئن پا کر سکس شاٹ ریوالور دے کر کہا۔ "کل شام سے سیر کو جاتے وقت تم ہمارے ساتھ رہا کرو گے لیکن اتنے فاصلے پر اور اس انداز سے کہ ہم سے تمہارا کوئی تعلق ثابت نہ ہو۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے۔" میں نے پوچھا۔ "کار چلا سکتے ہو؟" بولا۔ "چلا سکتا ہوں سرکار لیکن کئی سال سے نہیں چلائی۔" میں نے اس کو سکرٹیری کے نام ایک خط لکھ کر دیا اور کہا۔۔۔۔ "ابھی جا کر گاڑی لے لو اور دن بھر پریکٹس کر کے شام کو سکرٹیری کو رپورٹ پیش کرو۔" وہ گاڑی تمہارے پاس ہی رہے گی اور اس کی مینٹی نینس تمہارے ذمے ہو گی۔" اس نے جھک کر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں اپنے اپارٹمنٹ میں آیا تو سہ پہر کی چائے کا وقت تھا۔ کینتھ نے چائے منگوائی اور رشی کو جاتے جاتے روک لیا۔ وہ ہمارے ساتھ شریک ہو گیا اور شام کی سیر کے پروگرام کے متعلق باتیں کرنے لگا' جو حسب معمول بے ربط اور اکتا دینے والی تھیں' وہ بولے جا رہے تھا' کینتھ پوری توجہ سے اور میں کہیں کہیں سے سن رہا تھا۔ دفعتاً" ٹیلی فون کی گھنٹی بجی کینتھ نے ریسیور اٹھا کر میری طرف بڑھایا۔ مجھ سے پہلے رشی نے ہاتھ بڑھا کر درمیان میں ہی ریسیور اچک لیا اور کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو پاپا آداب عرض۔" دوسری طرف سے زنانہ ہنسی کی آواز آئی۔ میں نے کہا۔ "کون شنتو؟" بولی۔ "اسے چھوڑو کرن۔۔۔۔ تمہیں شام کو ساڑھے سات بجے مجھ سے ملنا ہے کرن۔" میں نے حیرت اور غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا "لیکن تم ہو کون اور کہاں سے بول رہی ہو؟" اس نے پھر ہنس کر کہا۔۔۔۔ "شام کو دیکھ لینا۔۔۔۔ تم مجھے جانتے ہو میں تمہیں جانتی ہوں۔۔۔۔ یہ ملاقات تمہارے مفاد میں ہے' اس پر تمہارے مستقبل کا انحصار ہے۔" میں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا بولو کہاں؟" وہ بولی۔ "پہلے وعدہ کرو کہ کسی کو ساتھ نہیں لاؤ گے۔۔۔۔ کسی سے ذکر نہیں کرو گے۔" میں نے بگڑ کر کہا۔ "لڑکی تم ایک راج کمار سے بات کر رہی ہو۔۔۔۔

تمہیں۔" وہ بات کاٹ کر بولی۔ "میں بھی راج کماری ہوں۔" میں نے سنبھل کر کہا۔ "اچھا میں آؤں گا اور وعدہ کرتا ہوں تنہا آؤں گا---- بتایئے کہاں؟" کہنے لگی۔ "کرن ایک بار پھر سن لو---- کوئی دھوکا کوئی چالاکی نہیں ہونی چاہئے ورنہ نقصان اٹھا جاؤ گے۔" میں نے مشتعل ہو کر ریسیور کریڈل پر پھینک دیا اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کینتھ نے کہا۔ "کون تھی کرن؟" میں نے کچھ سوچ کر ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ معلوم نہیں---- ایسا معلوم ہوتا ہے راز کھل گیا ہے۔" وہ حیرت زدہ ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ "کیسے؟" میں نے ہزہائی نس کا نمبر ڈائل کیا' دوسری گھنٹی پر ریسیور اٹھا لیا گیا اور انہوں نے کہا۔ "ہیلو کرن---- بول----" میں نے آداب عرض کر کے کہا۔ "پاپا ابھی چند منٹ پہلے آپ کہیں تشریف لے گئے تھے؟" بولے۔ "نہیں تو میں یہیں ہوں' کیوں؟" میں نے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا---- میں نے آپ کو رنگ کیا تھا آپ کی طرف سے کوئی ریسپانس نہیں ہوا۔"

"تعجب ہے۔" انہوں نے کہا۔ "ٹیلی فون میں کوئی خرابی تو نہیں ہو گئی---- یہاں رنگ نہیں ہوا' خیر تم کیا کہنا چاہتے تھے؟"

میں نے بات بتائی۔ "پاپا میں نے جو نیا باڈی گارڈ رکھا ہے اس کے لئے ایک کار کی منظوری دے دیجئے۔" ہنس کر بولے۔ "اچھا کرن اور کچھ؟" میں نے کہا---- "بس پاپا شکریہ---- آداب عرض۔"

میں نے ریسیور رکھ کر سگریٹ سلگاتے ہوئے کینتھ کی طرف دیکھا وہ یک طرفہ مکالموں سے بہت کچھ سمجھ گئی تھی۔ بولی۔ "تعجب ہے۔"

رشی نے کہا۔ "کیا چکر ہے کرن؟" میں نے جواب دیا "تم نے میرا فون ریسیو کر کے غضب کر دیا کرن' اب تمہاری سیر کا پروگرام ختم۔" بولا "کیوں؟" ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس کا سوال دبا دیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ وہی زنانہ آواز سنائی دی۔ "کرن ناراض ہو گئے میری جان؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "ہاں' خیر اسے چھوڑو' مطلب کی بات کرو۔" بولی۔ "کرن تم نے ہزہائی نس سے جو کچھ باتیں کیں وہ میں نے سنیں---- اس راز داری پر میں تمہارا احترام کرتی ہوں اور اعتماد بھی۔"

میں نے کہا۔ "چھوڑو---- جگہ کا نام لو---- میں تمہیں دیکھنے کے لئے بے چین ہوں۔" اس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اگر میں بد شکل یا خرانٹ بڑھیا ہوں تو----؟"

"خرانٹ کے سوا سب جھوٹ۔" میں نے کہا۔ "تو پھر ابھی آ جاؤ ڈارلنگ------ میں جھیل کی طرف جا رہی ہوں---- اسی چٹان پر بیٹھی ملوں گی جہاں تم کینتھ کے ساتھ بیٹھتے ہو۔"

میں نے کہا۔ "اوکے---- میں بیس منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔" بولی۔

"اکیلے۔" میں نے کہا۔ "بالکل اکیلے۔۔۔۔ اگر واقعی تم مجھے جانتی ہو تو یہ بھی جانتی ہو گی کہ میں زندگی کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا"

"شکریہ تم نے ایک موقع تو دیا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "دیکھتی ہوں۔" میں نے اوکے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم دونوں میرے واپس آنے تک یہیں رہو گے۔۔۔۔ اسی کمرے میں۔۔۔۔ اور اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے۔۔۔۔ کم از کم کھانے کے وقت تک۔۔۔۔"

کینتھ اٹھ کر میرے قریب آ گئی۔ میں اس کو ساتھ لئے ہوئے کلوک روم میں آیا اور تمام واقعہ سناتے ہوئے کہا۔ "شاید وہ بلیک میل کرنا چاہتی ہے۔" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔۔ "نا ممکن۔۔۔۔ بہرکیف اگر ایسا ہوا تو تم کیا کرنا پسند کرو گے؟" میں نے جھک کر سوٹ کیس میں سے لائف جیکٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "کیا کہہ سکتا ہوں ڈیر۔۔۔۔ جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ میرے متعلق کتنا جانتی ہے' کتنی طاقت رکھتی ہے اور کس حد تک جا سکتی ہے۔ وہ خود کو راجکماری کہہ رہی تھی اور میرا خیال ہے اگر راجکماری نہیں تو کم از کم محل میں اثر و نفوذ ضرور رکھتی ہے۔" وہ بولی۔ "ظاہر ہے ڈارلنگ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "وہ بھی ڈارلنگ کہہ رہی تھی۔"

"خیر۔" اس نے کہا۔ "کیا جھیل پر ملاقات ہو رہی ہے۔"

میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "تم پیچھا نہ کرنا۔۔۔۔ اچھا میں سوٹ تبدیل کرتا ہوں۔۔۔۔ تم فون کر کے رائز منگواؤ۔" وہ سر جھکا کر چل دی۔ میں نے قمیص اتار کر لائف جیکٹ پہنی۔ شرٹ اور پینٹ بدلی اور پینٹ کی جیب میں آٹومیٹک پستول ڈال کر رشی کے پارٹمنٹ سے ہوتا ہوا باہر نکلا۔

جھیل کے قریب پہنچا تو دیکھا پارکنگ پوائنٹ پر ایک کار کھڑی ہے' میں نے اس کے برابر میں پہنچ کر گاڑی روک دیا ور انجن بند کر کے دروازہ کھولنے سے پہلے کار میں نظر ڈالی۔ اندر کوئی نہ تھا۔ سیٹیں خالی پڑی تھیں۔ نیچے اتر کر دروازہ لاک کیا اور ادھر ادھر دیکھ کر سگریٹ سلگاتا ہوا جھیل کی طرف چلنے لگا۔ چٹان کے قریب پہنچا تو دائیں جانب گھاٹ کی سیڑھیوں پر ایک عورت بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ وہ جھیل کی طرف دیکھ رہی تھی۔ میرے قدموں کی آہٹ سنتے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا اور نظریں ملتے ہی مسکرا دی۔ میری زبان سے بیساختہ نکلا "وچترا؟" اس نے اٹھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا "یور ایکسی لنسی۔" میں نے اس کا ہاتھ تھام کر چٹان پر کھینچتے ہوئے کہا "تو۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ تم نے مجھے بلایا؟" اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ "میں نے آپ کو بلایا یور۔۔۔۔" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔ "ایکسی لنسی کو چھوڑو۔۔۔۔ کرن تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ فوراً" کہہ ڈالو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"چاہنے کے بجائے یہ پوچھئے کیا جانتی ہوں؟" اس نے کہا۔
"میرا مطلب یہی تھا--- کہو۔" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "کسی کا انتظار بھی ہے کیا؟"
میں نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "نہیں تم بے فکر ہو کر اپنا مطلب بیان کر سکتی ہو۔" اس نے جھیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا--- "میں تمہیں اپنا وعدہ یاد دلانے آئی ہوں۔" میں نے کہا۔ "شکریہ--- اس میں میرے مفاد کی کونسی بات ہے؟" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا--- "یہی کہ تم بدستور راجکمار رہو گے۔"
میں نے کہا "خوب--- تو تمہارے خیال میں میں ایک کاٹھ کا پتلا ہوں جسے ایک تین پیسے کی چھوکری راج سنگھاسن سے لڑھکا سکتی ہے" اس نے ہنس کر کہا۔ "وہ تین پیسے کی چھوکری تمہاری پسند کی ہوئی منگیتر ہے--- یہ دیکھو۔" اس نے انگوٹھی والا ہاتھ میرے سامنے کیا۔ میں نے اس کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا۔ "ایسی انگوٹھیاں میں سینکڑوں میں تقسیم کر چکا ہوں--- تم پہلی خوش نصیب لڑکی ہو جو میری انگوٹھی پہننے کے باوجود اپنا دل سالم لئے پھر رہی ہے--- بہر کیف اب معاملے کی بات کرو۔" وہ بگڑ کر بولی۔ "میں ثابت کر سکتی ہوں تم کرن نہیں ہو۔" میں نے کہا "ٹھیک ہے--- تم ثابت کرو--- اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" بولی۔ "تمہارا خیال ہے کرن--- تم سورج کی نظروں سے گرنے پر موت کو ترجیح دو گے--- مجھے معلوم ہے تم ظالم ہو--- لیکن غیرت مند بھی ہو۔" میں نے بگڑ کے کہا۔ "ظالم کا لفظ واپس لے لو وچترا--- میں تمہاری درخواست پر دوسرے انداز میں غور کرنے کو تیار ہوں۔"
"اس کے لئے تمہیں ثابت کرنا ہو گا کہ تم نے رمولا کو قتل نہیں کیا۔" اس نے تند لہجے میں کہا۔
"یہ ڈیو ربا میری طرف--- اپنی قیمت بتاؤ۔" مسکرا کر بولی۔ "وہ تم نہیں دے سکتے کرن۔" میں نے مسکرا کر طنزیہ لہجے میں کہا۔ "کرن نہیں' امپوسٹر کہو--- اور بلیک میل کرنے والوں کی طرح کھل کر بات کرو' بولو کیا چاہتی ہو؟"
"اپنا وعدہ پورا کرو۔" اس نے کہا۔
"تو تم نے اس کے لئے اتنا خطرناک طریقہ اختیار کیا؟"
"خطرناک کیا؟ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے--- اگر میں ایک گھنٹے میں واپس نہ پہنچی تو ایک خط سورج کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا اور تمام ریاست میں زلزلہ آ جائے گا۔"
میں نے ہنس کر کہا۔ "سورج اتنی بڑی طاقت تو نہیں--- میری ایک بیوی ہے--- تمہیں کسی نے غلط فہمی میں مبتلا کر دیا اگر یہ کہا کہ وہ میرے خلاف جا سکتی ہے' دوسری طرف اپنی پوزیشن پر غور کرو۔" اس نے بگڑ کر کہا۔ "میری پوزیشن تم سے بہتر ہے---

میری پشت پر---- بہت بڑی طاقتیں ہیں۔"

"شنو اور ممی---- اور ان کا بوڑھا بھائی---- چند فوجی افسر---- وہ کیا چیز ہیں؟ اور میں----؟ اس سے پہلے کہ تم سب مل کر مجھے امپوسٹر ثابت کرو---- شردھام کو لنکا کی طرح پھونک سکتا ہوں---- اور تم جو صرف رمولا کے قتل کو ظلم سمجھ کر کانپ اٹھی ہو' ظلم کے اصلی خدوخال دیکھ کر زندگی بھر کے لئے پاگل ہو جاؤ گی۔" میں نے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ خوف زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی---- میں آگے چلا----

"سنو وچترا---- تم نے تنہا آنے کو کہا تھا---- میں تنہا یہاں کھڑا ہوں---- تمہارے سامنے---- اب اگر مہارانی نے تمہاری حفاظت کے لئے کوئی پلٹن بھیجی ہے تو اپنے خطرے میں ہونے کا اشارہ کرو اور---- ایک طرف کھڑی ہو کر بھگوان سے میرے مارے جانے کی دعا کرتی رہو---- ورنہ یہاں سے لوٹتے ہی میرا پہلا کام تمہارے خاندان کا نام و نشان مٹا دینا ہو گا---- اور تم یہ انجام دیکھنے کے لئے زندہ رہو گی۔" اس طرح کہ تمہیں پہچاننے والا کوئی نہ ہو گا۔" وہ کانپنے لگی اور لڑکھڑاتی ہوئی آگے بڑھ کر میرے پیروں پر گر پڑی---- میں دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل سرک کر آگے بڑھی اور ہسٹریائی انداز میں چیخی۔ "نہیں نہیں کرن---- فار گاڈز سیک----"

میرے دل پر چوٹ سی لگی اور میں نے دوسری طرف منہ پھرا کر کہا "بے وقوف لڑکی---- یہ تو تم راج محل میں بھی کر سکتی تھیں۔" اس نے میرے پاؤں چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ لیا۔ میں پلٹ کر گاڑی کی طرف چل دیا۔ اس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ کبھی خیال آتا تھا کہ اس نے میری محبت میں مایوس ہو کر یہ انتہائی اقدام اٹھایا ہے معاف کر دینا چاہئے۔ کبھی سوچتا تھا یہ انتہائی خطرناک لڑکی ہے اسے معاف کر دینا ریاست کو خطرے میں ڈالنا ہے---- میں کسی فیصلے پر پہنچنے سے قاصر تھا۔ آہستہ سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور وہیل پر بیٹھ کر جیب سے سگریٹ نکالا۔

دفعتاً" وہ چٹان سے نیچے اتری اور پاگلوں کی طرح چیختی ہوئی میری طرف دوڑی---- میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ گاڑی کے قریب پہنچتے ہی وہ وحشت زدہ انداز میں کہنے لگی۔ "کرن خدا کے لئے مجھے گولی مار دو' میں زندہ رہنا نہیں چاہتی۔" میں نے ہاتھ بڑھا کر پچھلا دروازہ کھول دیا اور آہستہ سے کہا "گاڑی میں بیٹھ جاؤ---- شاید تمہیں پستول کی گولی کے بجائے ڈاکٹر کی گولی کی ضرورت ہے۔"

وہ کچھ کہے بغیر گاڑی میں سوار ہو گئی۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے پلٹ کر کہا۔

"تمہارے پاس پستول بھی نہیں کیا؟"

اس نے بلاؤز کے نیچے سے ایک چھوٹا سے پستول نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیا۔

"یہ ہے۔"

میں نے پستول کا میگزین کھول کر دوبارہ بند کرتے ہوئے کہا "تم نے اسے استعمال کیوں نہیں کیا؟" کھڑکی کے شیشے پر سر ٹکاتی ہوئی بولی۔ "کس پر استعمال کرتی؟"

میں نے پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "خوب۔"

بولی۔ "کرن تم میرے جذبات کا مضحکہ تو نہ اڑاؤ۔" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "جذبات---- عارضی چیز کا نام نہیں وچترا---- خیر اب مہارانی کے پاس لے چلوں یا مہاراجہ کے---- تمہیں میرا جعلی راجکمار کرن ہونا ثابت کرنا ہے۔ مجھے رمولا کے قتل سے بری ہونا ثابت کرنا ہے' فیصلہ مہاراجہ کے ہاتھ میں ہے۔"

اس نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔ "میرا فیصلہ تمہیں کرنا ہے کرن۔" میں نے گاڑی بیک کر کے شہر کی طرف گھماتے ہوئے کہا۔ "مجھے فیصلہ کرنا نہیں آتا۔ میں بھی تمہاری طرح انتہا پسند ہوں۔ یا مالا پہنانا جانتا ہوں یا گردن مار دینا---- درمیانی راستہ اختیار کرنا نہیں جانتا۔ یہ ہزہائی نس جیسے صحیح الدماغ آدمیوں کا کام ہے۔" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے گاڑی کی رفتار بڑھانی شروع کر دی۔

پورٹیکو میں گاڑی کھڑی کر کے میں نے استقبالیہ سے اپنا نمبر ڈائل کر کے کینتھ کو اپنے ساتھ ایک گرل فرینڈ آنے کی اطلاع دی اور وچترا کو ساتھ لے کر لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچا۔ بخاری نے سلام کر کے رشی کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلوایا' میں وچترا کو لئے ہوئے اندر داخل ہوا۔ کینتھ نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ انہی کی کال پر گئے تھے یور ایکسی لنسی۔"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "دوسرے کمرے میں جا کر پاپا کو فون کرو---- ہم فوراً" ان سے ملنا چاہتے ہیں۔" اس نے وچترا پر ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کیا یہ بہت ضروری ہے کہ انہیں زحمت دی جائے یور ایکسی لنسی۔"

میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "اچھا پہلے شنو اور ممی کو جا کر بلا لاؤ----" وہ سر جھکا کر باہر نکل گئی۔ میں نے وچترا کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے بیڈ روم میں جا کر قمیص کے نیچے سے لائف جیکٹ نکال کر دوبارہ قمیص پہنی اور ڈرائنگ روم میں واپس آ گیا---- وچترا ابھی تک اسی جگہ گم سم کھڑی ہوئی تھی۔ مجھ دیکھتے ہی کہنے لگی۔ "کرن مجھے ذلیل کر کے تمہیں خوش محسوس ہوتی ہے کیا؟" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "آج میں تمام جذبات اور احساسات سے عاری ہوں وچترا---- اب میرے پاس نہ خوشی ہے نہ غم---- کم از کم تمہارے لئے---- وقت جو بھی فیصلہ کرے۔ ہمیں تسلیم کرنا ہو گا۔" وہ آگے بڑھ کر میرے قریب ہوتی ہوئی بولی---- "میں تمہاری مجرم ہو کرن---- فیصلہ تم ہی کو کرنا چاہئے---- اور صرف میری ذات تک محدود رہنا چاہئے۔" میں نے کہا۔ "تم نے میرا کوئی جرم نہیں کیا---- شردھام کے راجا کا تخت و تاج چھیننے کی سازش میں

معاونت کی ہے اس لئے فیصلہ بھی وہی کر سکتے ہیں۔" وہ پھر کانپ اٹھی۔ "کرن تم یوراج ہو----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "یوراج کہاں---- میں تو نقلی راجکمار ہوں---- اگر تم یہ ثابت کر دو تو مجرم میں ہوں نہ کہ تم۔"

وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتی ہوئی بولی۔ "اگر تم مجھے معاف کر دو تو میں وہ خط واپس لے لیتی ہوں۔"

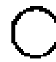
"کس کے پاس سے؟" میں نے سوال کیا' وہ ایک دم بوکھلا گئی میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں تھوڑی دیر میں سروج کو خط مل جائے گا' اور پھر ظاہر ہے وہ سب سے پہلے مجھ ہی کو دکھائے گی۔"

وہ گھبرا کر کہنے لگی۔ "نہیں نہیں---- سروج کو نہیں ملنا چاہئے کرن۔" وہ شنو کے پاس ہے آتے ہی اس سے لے لیتا۔"

میں ہنس دیا۔ "تم خود کیوں نہیں لے سکتیں۔"

بولی۔ "کرن مجھے انکے سامنے نہ لاؤ---- ہزہائی نس کے سامنے بھی نہ لاؤ---- میں تمہارے ہاتھ سے مرنا چاہتی ہوں۔"

میں نے مرے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا منظور ہے---- جاؤ میرے کلوک روم میں جا کر اندر سے بند کر لو' میں شنو وغیرہ سے نپٹ لوں گا---- وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی---- میں نے اس کو کلوک روم دکھایا' اور وہ اندر داخل ہو گئی۔ میں ڈرائنگ روم میں واپس ہو گیا۔



دروازہ کھلا اور کھنتھ ہزہائی نس اور شانتا کماری کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کو سلام کیا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کھنتھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے کہا۔ "تھینک یو مس کھنتھ۔" اس نے سر کو خم دے کر سلام کیا اور بیڈ روم کی طرف چل دی۔ میں نے ہزہائی نس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ ان کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ بمشکل بولیں۔ "کیسے یاد کیا کرن۔۔۔؟" میں نے شنو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "موم زحمت کی معافی چاہتا ہوں۔ وہ دیوانی لڑکی آج مجھے جلی کٹی سنا کر گئی ہے۔۔۔" شنو نے کہا۔ "کون وچترا۔۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاں وہی۔۔۔ دراصل میں اس سے بہت شرمندہ ہوں۔ ابھی تک وعدہ پورا نہ کر سکا اب۔۔۔" مہارانی نے کہا۔ "میری خود سمجھ میں نہیں آتا تم کس طرح۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو بمبئی لے جا کر کورٹ شپ کر لوں۔" مہارانی نے شنو کی طرف دیکھا۔ میں نے جیب میں سگریٹ تلاش کرنے کے بہانے منہ پھیر لیا۔ سگریٹ نکال کر منہ میں لگایا تو شنو نے کہا۔ "یہی ایک راستہ ہے کرن بھیا۔۔۔ کیوں موم؟" مہارانی نے اثبات میں سر ہلایا۔ شنو بولی۔۔۔ "لیکن موم۔۔۔ پاپا اور سروج سے کیا بہانہ کریں گے کرن۔۔۔ اور پھر وچترا کو رکھیں گے کہاں؟" میں نے کہا۔ "میرے جانے آنے پر کوئی پابندی ہے کیا۔۔۔؟" پاپا سے تو فون پر اجازت لے سکتا ہوں۔ ہاں سروج کو چکمہ دینا پڑے گا۔ بائی دی وے۔ شنو ڈیئر۔ وہ لیٹر تم نے ابھی سروج کو دکھایا تو نہیں۔۔۔؟" مہارانی نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "کیسا لیٹر کرن۔۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "کیا عرض کروں موم۔۔۔ آج وہ کس قدر غصے میں تھی۔ مجھے دھمکی دے رہی تھی کہ اگر آج تم نے کوئی معقول جواب نہ دیا تو شام کو میرا خط سروج کو مل جائے گا اور میں نے اس میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں کہ سروج تمہیں کچا کھا جائے گی۔ آخر مجھے اس سے کورٹ شپ کا وعدہ کرنا پڑا اور وہ چلتے چلتے کہہ گئی ہے کہ وہ خط شنو سے لے کر بغیر پڑھے پھاڑ دینا۔" شنو نے کہا۔ "خط میرے پاس ہے لیکن وہ خود کیوں نہیں آئی؟"

میں نے کہا۔ "آٹھ بجے آنے کو کہہ گئی ہے۔۔۔" شنو نے وینٹی بیگ سے خط نکال کر میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "بھیا وعدے کے مطابق ہمارے سامنے پڑھے بغیر پھاڑ ڈالو۔" میں نے لفافے پر سروج کا نام پڑھ کر اس کو پھاڑنا شروع کر دیا اور چھوٹے

چھوٹے ٹکڑے کر کے اگلدان میں ڈال دیئے اور مہارانی کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "آج وچترا بالکل بدلی ہوئی تھی موم۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ مجھ سے اس لہجے میں بات کرنے کی جرات کر سکتی ہے۔" شنو نے ہنس کر کہا۔ "تعلیم یافتہ لڑکیاں اپنے حقوق منوانے کے لئے سب کچھ کر سکتی ہیں۔ تم نے خود اس کو پسند کیا پروپوز کیا۔ انگوٹھی پہنائی اور پھر اس طرح بھول گئے جیسے ـــــ" وہ بولتے بولتے رک گئی۔ ممی نے مسکرا کر اس کو سنبھالا۔ "جیسے دشمنت شکنتلا کو بھول گیا تھا۔" شنو نے کہا۔ "میں نے یہ مثال اس لئے نہیں دی تھی کہ شکنتلا نے انگوٹھی دریا میں گرا دی تھی اور وچترا کرن کی انگوٹھی کو جان سے لگائے بیٹھی ہے۔ وہ ایک ایک دن گن رہی ہے اور بھائی صاحب کا یہ حال ہے کہ شاید اگلے جنم پر ملتوی کئے بیٹھے ہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ "اری وچترا ٹسوے بہانے سے کام نہیں چلے گا۔ تو اس کی منگیتر ہے۔ خود پہنچ جاؤ اور دو ٹوک بات کرو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کوئی گھر کا بھیدی لنکا ڈھا رہا ہے اور وہ بھیدی شنو ہی ہو سکتی ہے۔ اچھی بات ہے بے بی بدلہ ڈیو رہا ـــــ" مہارانی ہنسنے لگیں۔ آخر شنو نے کہا۔ "اچھا بھائی صاحب کھانے کا وقت ہو رہا ہے اب چلتے ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا "جیسی مرضی۔" دونوں مسکرا کر چل دیں۔

میں نے دروازہ بند کر دیا اور دوسرے کمرے سے کینتھ کو بلا کر کلوک روم سے وچترا کو لانے کے لئے بھیجا اور سر تھام کر بیٹھ گیا۔ آج مہارانی اور شانتا سے میں نے اس قدر منافقانہ باتیں کر کے وچترا کا خط اگلوایا تھا کہ نارومنی کا پاکھنڈ بھی اس کے سامنے پھیکا پڑ گیا تھا۔ آج مجھے محسوس ہو رہا تھا فن عیاری میں بھی میرا کوئی مقام ہے۔ آخر کینتھ نے "یور ایکسی لنسی" کہہ کر میرے خیالات کا سلسلہ منقطع کیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا کینتھ کے قریب ہی وچترا نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ میں نے کینتھ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "مس کینتھ تم اپنے مقدس مذہب کی رو سے بغیر کسی لاگ لپیٹ کے وچترا کو بتاؤ کہ رمولا کے قتل کا ذمہ دار کون ہے؟"

"یور ایکسی لنسی۔" اس نے کہا۔ "رمولا نے کسی کے اشارے پر آپ کو زہر کا انجکشن دینا چاہا لیکن کسی ایسی وجہ سے جو میں ظاہر نہیں کر سکتی ـــــ" میں نے ہاتھ اٹھا کر اس کو روکتے ہوئے کہا۔ "میں ظاہر کر سکتا ہوں۔ وہ میری محبوبہ تھی۔ مجھ سے محبت کرتی تھی۔" اب آگے بیان کرو۔" کینتھ نے کہا۔ "ہاں وہ آپ سے محبت کرتی تھی اس لئے وہ انجکشن نہ دے سکی۔ آپ نے اس کے ساتھی کو انجکشن لگانے سے پہلے شوٹ کر دیا۔ جس وقت آپ نے میرے آنے پر روشنی کی تو وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا منہ ڈھانپے کھڑی تھی۔ میں نے اس کو دیکھ کر کہا۔ "یہ کیا رمولا؟" تو آپ نے جواب دینے سے پہلے فرمایا۔ "مس کینتھ تم اسی کی وجہ سے مجھے زندہ دیکھ رہی ہو۔ دراصل انجکشن تو یہ لگانا

چاہتا تھا۔ آپ نے لاش کی طرف اشارہ کیا تھا۔ یور ایکسی لنسی مجھے آپ کی بات کا یقین نہیں آیا تھا میں سمجھ چکی تھی کہ آپ رمولا کو بچانے کے لئے جھوٹ بول رہے ہیں لیکن میں خاموش رہی۔ آخر اس نے خود ہی اعتراف کر لیا۔ اس کے باوجود میری ذرا سی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر آپ نے اس کو چھپا دیا لیکن میرے اصرار پر جب آپ مجھے اس کے پاس لے کر گئے تو میرے ہاتھ سے وہی سرنج جس سے وہ آپ کو قتل کرنے آئی تھی چھین کر اس نے کہ وہ ہزہائی نس کے حکم پر گولی سے مرنا پسند کرتی ہے یا اپنے ہاتھ سے انجکشن لے کر عزت کی موت چاہتی ہے۔ اس پر اس نے وہی سرنج اٹھا کر اپنے بازو میں انجکشن لگا لیا اور اسی وقت ختم ہو گئی۔ لہٰذا یا وہ خود اپنی قاتل ہے یا پھر میں ہوں جس نے اس کو تلاش کرنے کے لئے اصرار کیا تھا۔"

میں نے وچترا کی طرف دیکھا۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "کرن میں تم سے بہت شرمندہ ہوں۔ تم واقعی رشی ہو۔ مجھے معاف کر دو۔" میں نے کینتھ سے نظریں چرا کر کہا۔ "وچترا تم نے رمولا جتنا سنگین جرم نہیں کیا صرف سازش کی ہے۔ میں تمہیں نظر انداز کر سکتا ہوں لیکن افسوس میں فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہوں---- یہ صرف پاپا---- میرا مطلب ہے ہزہائی نس کر سکتے ہیں۔ مس کینتھ پلیز انہیں فون کر کے کہو کرن آپ کے درشن کرنا چاہتا ہے۔" کینتھ سر جھکا کر چل دی۔ وچترا خوف سے نڈھال ہو کر گر پڑی۔ میں نے تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھا اور پھر اسی حالت میں چھوڑ کے بیڈ روم کی طرف چل دیا اور بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کینتھ میرے اپارٹمنٹ سے نکل کر آئی اور کہنے لگی---- "ہزہائی نس آ رہے ہیں لیکن تم یہاں کیا کر رہے ہو----؟ کہیں اس کو بھی بھگا تو نہیں دیا----؟" مجھے ہنسی آ گئی---- کمبخت نے میری فطرت کو کس قدر صحیح سمجھا تھا۔ "نہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "وہ تو بے ہوش ہو گئی---- آؤ۔"

میں اس کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہ اسی طرح بے ہوش پڑی تھی۔ کینتھ نے مسکرا کر کہا۔ "کرن اس کو اٹھا کر صوفے پر تو ڈال دیتے۔" میں نے کہا۔ "کاش میں اس کو ہاتھ لگانے کی جرأت کر سکتا۔" اس نے جھک کر وچترا کو اٹھایا اور صوفے پر لٹا کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ دوسرے لمحے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کینتھ نے اس کو پانی پلایا اور سہارا دے کر صوفے پر بٹھا دیا۔ میں نے کھڑے کھڑے سگریٹ سلگایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ کینتھ آہستہ آہستہ میرے قریب آئی اور سرگوشی کے لہجے میں کہنے لگی۔ "یہ سلسلہ کب تک چلتا رہے گا کرن۔" میں نے اس سے نظریں ملائے بغیر کہا۔ "خدا جانے---- میں خود بھی پریشان ہوں۔ کیا اس پاگل لڑکی کو کسی طرح بچایا جا سکتا ہے----؟" وہ طنزیہ انداز میں مسکرا کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں اس کے ساتھ بڑھتا رہا۔ وہ پردے کے قریب پہنچ کر رکی اور پلٹ کر میری طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "

کرن! کسی کے گلے پر چھری پھیرنے کے بعد رحم کھانے سے کیا حاصل----؟" میں نے کہا۔ "ابھی پھرائی تو نہیں گئی۔ اسی لئے تم سے پوچھ رہا ہوں۔"

وہ پھر اسی طرح مسکرائی جیسے میں نے انتہائی احمقانہ بات کہی ہو۔ میں نے اس کی طرف رحم طلب نگاہوں سے دیکھا۔ آہستہ سے بولی۔ "اگر اپنے گلے پر پھرانا چاہتے ہو تو اٹھا لو۔ میں تمہارے سوگ میں سیاہ لباس نہیں پہنوں گی اور ہزہائی نس---- یا تمہارے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو تم اپنے دشمنوں کے ساتھ کرتے رہے ہو۔ یا پھر جلا وطن ہو کر اٹلی یا سوئٹزرلینڈ کی شہریت اختیار کر چکے ہوں گے۔ صاف گوئی کی معافی چاہتی ہوں کرن لیکن حقیقت یہ ہے----" میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ "جو کچھ کہہ چکی ہو وہ کافی نہیں کیا----؟"

وہ خاموش ہو گئی---- میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر پھینکنے کے لئے ادھر ادھر دیکھا۔ کینتھی نے مسکرا کر ٹکڑا میرے ہاتھ سے لیا اور ایش ٹرے میں ڈال کر واپس آ گئی۔ میں نے کہا۔ "ڈارلنگ میں وچترا کو معاف کرنے جا رہا ہوں۔" مسکرا کر بولی۔ "ویل ڈن---- شجاعت کا تقاضا بھی یہ ہے ڈیریسٹ۔" میں نے کہا۔ "طنز نہ کرو---- میں اس وقت سنجیدہ ہوں۔ بلکہ آج سے زیادہ سنجیدہ کبھی نہیں ہوا۔"

وہ خاموش ہو گئی پھر میرا ہاتھ پکڑ کے بیڈ روم کی طرف چلتی ہوئی کہنے لگی۔ "آج میں تمہیں---- مارفیا دے کر سلانے جا رہی ہوں۔ تمہارے دماغ کو آرام کی ضرورت ہے۔" میں چلتے چلتے رک گیا۔ "پاپا آنے والے ہیں مجھے----" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "میں ان سے بات کر سکتی ہوں تمہاری ضرورت نہیں۔" میں نے کہا۔ "واقعی تم بات کر سکتی ہو۔ ایسی بات جیسی رمولا کے سلسلے میں کی تھی۔ اس مرتبہ یہ نہیں ہو گا۔"

"پھر کیا ہو گا----؟" اس نے پوچھا۔ میں اس کو جواب دینے کے بجائے ہاتھ چھڑا کر ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ وچترا نے نگاہیں اٹھا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ وچترا پاپا آنے والے ہیں شاید ان کی آمد تمہاری موت کا پیغام لے کر آ رہی ہو۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "شاید نہیں کرن---- یقیناً---- اور میں اس کی مستحق بھی ہوں۔ میں نے تم سے محبت کا جرم کیا ہے۔" میں نے کہا۔ "کس سے یوراج سے یا مجھ سے؟" وہ مسکرا دی لیکن اس کی مسکراہٹ اس کے دلی کرب کی غماز تھیں۔ سنبھل کر بولی۔ "مالا کس کو پہنائی تھی میں نے۔ انگوٹھی کس نے پہنائی تھی مجھے؟" میں نے کہا۔ "اس وقت تم مجھے یوراج کرن سمجھی ہوئی تھیں۔ اب تمہیں حقیقت معلوم ہے۔"

"پتھر کو پوجنے والے پتھر کی حقیقت کو جاننے کے باوجود انہیں زندہ بھگوان سمجھ کر پوجتے رہتے ہیں۔ میں نے تم سے محبت کی ہے۔ تمہارے نام سے نہیں۔" اس نے کہا۔

میں نے کہا۔ "وچترا فرض کرو میں ایک معمولی فوجی سپاہی ہوں۔ آج تمہیں یہاں سے بھگا لے جانے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ کیا تم میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو جاؤ گی۔ یہ جاننے کے باوجود کہ تمہیں زندگی بھر ایک چھوٹے سے مکان میں رہنا ہے۔ جہاں نہ کار ہے' نہ قیمتی ساڑیاں ہیں نہ کھانے کو پھل اور مٹھائیاں ہیں۔ نہ نوکر چاکر ہیں۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ "بولی آؤ کرن میں تمہارے ساتھ کٹیا میں رہنے کو راج محل میں تم سے علیحدہ رہ کر زندہ رہنے پر ترجیح دوں گی۔ مجھ سے جذبات کی رو میں جو تلخ کلامی ہوئی اس کو معاف کر دو۔" میں نے غور سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے سے بے پایاں مسرت جھلک رہی تھی اور میں یہ فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ یہ خوشی زندگی بچ جانے کی تھی یا میرے پا لینے کی وہ تھوڑی دیر میری طرف دیکھتی رہی پھر یکایک دونوں ہاتھ پھیلا کر میری ٹانگوں سے لپٹ گئی اور میرے گھٹنوں میں منہ چھپا لیا۔ میں نے اس کو بازوؤں سے تھام کر اٹھایا اور صوفے پر بٹھا دیا۔ اسی وقت کاریڈور کے خفیہ دروازے پر لائٹ ہوئی اور میں نے کھنٹھ کو دوڑ کر پردے اٹھاتے اور ہزہائی نس کو اندر آتے دیکھا۔ لپک کر آگے بڑھا اور سر جھکا دیا۔ انہوں نے ڈرائنگ روم کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "کرن ہمیں آنے میں کچھ زیادہ وقت لگا۔ تم گھبرا تو نہیں گئے----؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں پاپا---- اچھا ہی ہوا مجھے آپ سے ایک مطالبہ کرنے کیلئے سوچنے کا وقت مل گیا۔" مسکرا کر بولے۔ "اوہ خوب کرن۔" اسی وقت ان کی نظر صوفے کے قریب کھڑی ہوئی وچترا پر پڑی اور انہوں نے میری طرف دیکھا۔ وچترا نے نمستے یورہائی نس' کہہ کر ان کے چرنوں کو ہاتھ لگایا---- انہوں نے چونک کر کہا۔ "یہ کیا وچترا----؟" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یہی پاپا یہ آپ کی---- پتر ودھو ہے۔" انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے صوفے پر بیٹھ گئے۔ میں نے وچترا کو کھسک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی بیڈ روم کی طرف چل دی۔

میں اسی طرح کھڑا رہا۔ ہزہائی نس کچھ دیر سوچتے رہے۔ پھر سگریٹ نکالتے ہوئے بڑبڑائے۔ "اٹس بٹ نیچرل۔" میں نے جھک کر ان کو لائٹ دی۔ کش لگا کر دھواں خارج کرتے ہوئے بولے۔ "بیٹھ جاؤ کرن۔" میں ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ میری طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "کیا یہ ضروری ہے کرن----؟" میں نے کہا۔ "یورہائی نس یہ میرے متعلق اتنا زیادہ جانتی ہے کہ رمولا ناگر بھی نہیں جان سکتی تھی۔ اب یہی ایک راستہ رہ گیا تھا اور شاید ناری ہتھیا سے---- عورت کے خون میں ہاتھ رنگنے سے بہتر ہے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور کش لے کر کہنے لگے۔ "اجازت ہے کرن---- لیکن اس کے والدین بہت اہم شخصیتیں ہیں۔ راج کاج میں بھی عمل دخل رکھتے ہیں۔ راج محل میں آمد رفت ہے اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کس طرح برداشت کر لیں

گے۔۔۔۔ دراصل ہمارے ہاں ایک ہی شادی شادی سمجھی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر دوسری عورت محل میں لائی جائے تو اس کی حیثیت داشتہ کے سوا کچھ نہیں ہوتی اس لئے۔۔۔۔"

میں نے قطع کلام کی معذرت طلب کر کے کہا۔ "پاپا۔۔۔۔ اس کی حیثیت داشتہ کی نہیں، برداشتہ کی ہے جسے میں برداشت کرنے پر مجبور ہوں اور میرا دل جانتا ہے کہ اس کے لئے میں کتنا بڑا بلیدان دے رہا ہوں۔۔۔۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ "ہمیں معلوم ہے کرن لیکن کیسے ہو گا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "اس کی فکر نہ کیجئے پاپا۔۔۔۔ آپ ہمارے لئے جھیل پر ایک بنگلہ تعمیر کرا دیں۔ زیادہ تر رشی ہی وہاں رہیں گے اور مجھے بھی خوشی ہو گی شردھام میں میری ایک یادگار۔۔۔۔" ہزہائی نس نے تیزی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "شٹ اپ۔" میں نے سر جھکا دیا اور وہ اٹھ کر چل دیئے۔ میں ان کو چھوڑنے کے لئے دروازے تک ساتھ آیا اور پردہ اٹھا کر کھڑا ہو گیا انہوں نے چلتے چلتے کہا۔ "کرن بنگلہ کل صبح سے تعمیر ہونا شروع ہو جائے گا لیکن اس مسئلے کو تمہیں حل کرنا ہے اور اس طرح کہ مزید مسائل نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ یہ انعام شنتو کی طرف سے ملا ہے شاید۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "شنتو اور ممی دونوں کی طرف سے۔" وہ کاریڈور میں قدم رکھتے ہوئے بولے۔ "اچھا سویکار کر لو کرن۔۔۔۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "شب بخیر۔"

پردہ چھوڑ کے پلٹتے ہی کنتھ تیزی سے میرے پاس آ گئی اور کہنے لگی۔ "کیا فیصلہ ہوا کرن۔۔۔۔؟" میں نے مسکرا کر کہا۔ "وہ میری حرم سرا کی زینت ہو گی۔"

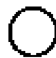
بولی "نہیں سمجھ سکی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "وہ میرے بیڈ روم میں رہے گی۔۔۔۔ آج سے۔۔۔۔ اور میں تمہارے بیڈ روم میں رہوں گا۔۔۔۔ کل سے۔" مسکرا کر بولی۔ "ڈارلنگ میں تمہیں شردھام کا سوپر مین ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔"

"میں تمہیں آداب عرض کرتا ہوں۔۔۔۔" میں نے پیشانی کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "جس کے معنی ہیں گڈ نائٹ اینڈ لیوی الون۔" وہ مسکرا کر چل دی۔ میں نے وچترا کو آنے کا اشارہ کیا اور وہ دیوانہ وار دوڑی۔

"میرے ڈیڈی نے تو کہہ دیا۔ ایز یو پلیز۔" میں نے اس سے کہا۔۔۔۔ "اب تمہارے۔۔۔۔۔؟" وہ کہنے لگی۔ "شنتو سنبھال لے گی۔ مہارانی ہموار کر لیں گی۔" میں نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔ "انہیں بھی ایک منٹ میں رضا مند کر لوں گا لیکن تمہاری زبان۔۔۔۔"

"کاٹ ڈالنا کرن۔۔۔۔ اگر ایک لفظ کسی کے سامنے۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "زبان ہی تو عورت کا سہاگ ہے ڈیئر۔۔۔۔ اگر یہ چھین لی جائے تو عورت میں رہ کیا جاتا ہے۔ بیوگی کے سوا۔۔۔۔ خیر آج سے تم ہماری مہمان ہو۔ راج محل

سے باہر نہیں نکلو گی۔ جب تک کہ ہماری شادی نہ ہو جائے۔ اس کے بعد تمام شردھام تمہارا ہے۔" اس نے دونوں بانہیں پھیلا دیں اور میں نے اسے آغوش میں لے لیا۔ وہ دیر تک جذبات کی رو میں بہتی رہی۔ آخر میرے کندھے سے سر اٹھا کر کہنے لگی۔ "کرن تم نے مجھے جیون دان دیا ہے میں یہ جیون تمہارے چرنوں میں قربان کر سکتی ہوں۔" میں نے اس کی کمر تھپتھپا کر کہا۔ "شکریہ ڈیئر---- اب تم شنو اور ممی کو جا کر یہ خوشخبری سناؤ اور میری طرف سے کہو کل دوپہر کو تمہارے ڈیڈی کو اپنے بھون میں دعوت دیں اور پلیز صبح کو آنے سے پہلے فون ضرور کرنا۔" وہ میرے دونوں ہاتھ چوم کر رخصت ہو گئی۔



صبح ناشتے کے بعد کرنل ماما میرے پاس آئے۔ میں نے اٹھ کر پرنام کیا۔ مسکرا کر کہنے لگے۔ "کرن تمہیں مبارکباد دینے آیا ہوں۔ بنگلے کی۔" میں نے کہا۔ "تشریف رکھئے ماما جی اور یہ فرمایئے اس کے علاوہ کوئی اور مبارکباد تو نہیں دے رہے آپ----؟" بیٹھتے ہوئے بولے۔ "علاوہ بھی اس میں شامل ہے بیٹے۔ مجھے معلوم ہے بنگلہ کس کے لئے بن رہا ہے۔" میں نے سگریٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "جو کام دوست برسوں میں انجام نہیں دے سکتے دشمن ایک دن میں کر ڈالتے ہیں۔" انہوں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن یہ سچ ہے لیکن یہ کس طرح ہو گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ خیر مجھے یقین ہے تم کوئی پیچیدگی پیدا نہیں ہونے دو گے۔" میں نے کہا۔ "یہ پیچیدگی کا حل ہے ماما جی پیچیدگی نہیں اور اگر پیچیدگی ہے تو ان کے لئے ہے آپ اطمینان رکھیئے۔" وہ تھوڑی دیر خاموشی سے سگریٹ پیتے رہے پھر مسکرا کر بولے۔ "بہر حال کرن' مجھے خوشی ہے شردھام تمہیں آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماما جی آپ اپنی ذمہ داریوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اور میری کمر تھپتھپا کر چل دیئے۔ ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ٹیلیفون کی گھنٹی نے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا دوسری طرف سے پاپا بول رہے تھے۔ آداب عرض کے جواب میں کہنے لگے۔ "کرن چند منٹ بعد ہم ایک انجنیئر کو تمہارا ٹیلیفون تبدیل کرنے کے لئے بھیج رہے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے کمرے کے سوا کسی سے کنکشن نہیں رہے گا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- بھیج دیجئے۔ میں ریڈنگ روم میں جا رہا ہوں۔" انہوں نے "اوکے" کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ میں اٹھ کر ریڈنگ روم کی طرف چل دیا اور کتاب نکال کر پڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کھنتھ اندر آئی اور کہنے لگی۔ "کرن ہزہائی نس نے فون پر کہا ہے شانتا اور وچترا تم سے ملنے آ رہی ہیں۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں رشی کو یہاں بھیجتا ہوں۔ تم اس کے ساتھ رہنا اور---- ایک آدمی ٹیلیفون ٹھیک کرنے آ رہا ہے۔ جب تک وہ نہ چلا

جائے رشی کو ڈرائنگ روم یا بیڈ روم میں نہ جانے دینا۔" کینتھ نے سر کے اشارے سے تعمیل کا یقین دلایا میں نے چابی نکال کر درمیانی دروازہ کھول دیا اور چابی کینتھ کے حوالے کر کے رشی کے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ ابھی میں اس کو اپنے اپارٹمنٹ میں جانے کو تیار ہی کر رہا تھا کہ ہال کی سمت والے دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں نے رشی کو ریڈنگ روم میں پہنچا کر دروازہ بند کرایا اور ڈرائنگ روم میں آ کر کال سگنل کا جواب دیا۔ دوسرے لمحے شانتا اور وچترا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ میں نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "شنو ڈیئر آخر تم جیت گئیں۔ ہم ہار گئے۔"

"ہار جیت کیا تھی اس میں بھیا۔" اس نے ہنس کر کہا۔ "ہم نے تمہاری دلی تمنا پوری کرادی۔ تمہیں ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے۔"

"شکر گزار ہوں شنو لیکن تم سے زیادہ وچترا کا ہوں جس نے میرے پاس پہنچنے کے لئے اتنا خطرناک راستہ اختیار کیا۔" اس نے قہقہہ لگایا اور وچترا کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "اس لئے کہ آسان راستہ سروج پہلے ہی بند کر چکی تھی۔" میں نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "ہاں لیکن میں اپنا وعدہ بھولا نہیں تھا۔ خیر میں نے پاپا کو کسی نہ کسی طرح رضا مند کر لیا۔ اب وچترا کے----" شانتا نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اس کی کیا ضرورت ہے----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "شنو بچوں جیسی باتیں تو نہ کرو---- خیر پرواہ نہ کرو---- کسی روز ان کو کھانے پر بلالو میں خود رضا مند کر لوں گا۔" اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھا۔ "کیسے----؟" میں نے جواب دیا۔ "یہ نہیں بتاؤں گا کہ میرا طریقہ یا الفاظ کیا ہوں گے۔ ہاں یہ بتا سکتا ہوں وہ انکار نہیں کر سکیں گے۔" شانتا نے کہا۔ "اگر اتنا یقین ہے تو پھر آج ہی انوائٹ کر لیتے ہیں انہیں۔" مَیں نے نفی میں سر ہلایا۔ "پہلے میرا بھی یہی ارادہ تھا لیکن آج اجیتا دیوی اور ان کے پتی یہاں پہنچ رہے ہیں۔ اس لئے ان کی واپسی تک ملتوی رکھنا پڑے گا---- اور----" میں نے مسکرا کر وچترا کی طرف دیکھا۔ "میری امانت تمہارے پاس رہے گی---- اوکے----؟"

"اوکے بائی ی۔" شانتا نے جواب دیا "لیکن ہم ہر روز ملنے آیا کریں گے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے سر آنکھوں پر۔" دونوں ہنستی ہوئی اٹھیں اور بائی بائی کرتی ہوئی رخصت ہو گئیں۔ میں نے تمام الجھنوں سے نجات حاصل ے کے لیئے ثرہ۔ میری ھتی سہارا لیا۔ ا سے لگا لیا۔ "ہزہائی نس کی

دوپہر کو کھانے پر سرو ر نے کہا۔ "تھوڑی دیر ہ ئی کہ میری "غیر حاضری" میں مجھے ڈارلنگ---- تم----" میں نے ہنس کر کہا۔ "گھی ، دیا۔ "حکم پاپا۔" وہ بولے۔ "وہ---- سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "چراغ جلانے کا خیال چھوڑ---- تم کھانا آپنے ان لاز کے ساتھ کھاؤ موجودگی میں دو دو دن غیر حاضر نہ رہنا۔" میں نے ہا----" وہ بولے۔ "اوکے----" میں

اور مصروفیات بھی ہوتی ہیں۔ ورنہ آپ کو نگاہوں سے اوجھل کرنے کو کس کمبخت کا دل
چاہتا ہے۔" وہ مسکرا دی۔ سرک کر میرے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔ "ڈارلنگ تم کتنے
سوئٹ ہو---- کس قدر پیار کرتے ہو۔ کتنی پیاری باتیں کرتے ہو لیکن پھر بھی نہ جانے
کیوں ایسا لگتا ہے جیسے----" وہ بولتے بولتے رک کر مسکرانے لگی۔ میں نے اس کے
بالوں پر منہ رکھ کر کہا۔ "رک کیوں گئیں پرتا----؟" کہنے لگی۔ "ایسا لگتا ہے جیسے
سوئٹ ہو مگر شوگر کوٹیڈ کونین کی طرح۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "اس کے معنی ہیں تم ملیریا
سے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئیں۔" وہ بھی ہنس دی اور میرے چہرے کی طرف غور
سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم برا تو نہیں مان گئے ڈیئر؟" میں نے اس کے بالوں میں انگلیاں
پھراتے ہوئے کہا۔ "نہیں سروج میرا غصہ میری طرح شوگر کوٹیڈ نہیں ہے لیکن وہ صرف
جینٹس کے لئے ہے لیڈیز کے لئے نہیں۔"

"تھینکس۔" اس نے کہا۔ "ان تمام لیڈیز کی طرف سے جن پر تمہیں غصہ نہیں
آتا۔ ایک آج آ رہی ہے اور اس کے ساتھ وہ بھی ہے جے پر----" میں نے اس کی
بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "وہ مہمان ہے ڈیئر اور مجھے اس سے کوئی شکایت بھی نہیں ہے۔"

سہ پہر کو اجیتا اور گجراج پہنچ گئے۔ ہم نے اطلاع ملتے ہی رنواس کے صدر
دروازے پر ان کا استقبال کیا اور اپنے اپارٹمنٹ میں لے کر آئے سروج نے اجیتا اور
گجراج سے تمام میکے والوں کی خیریت پوچھی۔ رسمی باتیں ہوئیں۔ مہمانوں کے ساتھ چائے
پی کر پانچ بجے کے قریب میں اپنے اپارٹمنٹ میں چلا آیا۔ رشی اس وقت میرے ڈرائنگ
روم میں کینتھ کے ساتھ چائے پی رہا تھا۔ "ہیلو" کہتے ہی بولا۔ "اچھا ہوا کرن تم آ گئے
آئی واز ویٹنگ فاریو----" میں نے کہا۔ "حکم۔" وہ ہنس کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "اب تم
یہاں بیٹھو---- ہم دونوں سیر کو جا رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "اچھا رشی بڑے شوق سے
جاؤ۔" اس نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تیار ہو جاؤ ڈارلنگ میں ابھی آیا۔" کینتھ
نے میری طرف دیکھا---- میں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ نمبر ڈائل کرنے سے پہلے
دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ میں متعجب تھا۔ یکایک اپریٹس تبدیل کئے جانے کا خیال آیا۔
اس وقت رسیور اٹھانے کے ساتھ ہز ہائی نس نے کہا۔ "ہیلو کرن----" میں نے آداب
ہیں۔ اس سے بعد مجھے سیر کو جانا ہے----" کہنے لگے---- "اچھا تیار ہو جاؤ۔ گاڑی
بہتر ہے پاپا---- بھیج دیتے ہمارے سوا تم کسی سے بات نہیں کر سکتے۔ نہ کوئی تم سے
کر رسیور رکھ دیا۔ میں اٹھ کر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" میں نے کہا۔ "معلوم
تھوڑی دیر بعد کینتھ اندر آئی اور ڈائل نہیں کرنا پڑا اور ہاں پاپا---- یہ درخواست
وچترا تم سے ملنے آ رہی ہیں۔" میں لے۔ "خیر کینتھ ساتھ ہے نا----؟" میں نے کہا۔
اس کے ساتھ رہنا اور---- ایک آ۔ سیکریٹری کو حکم دیجئے کہ دامن راؤ کو میرے پاس

بھیج دیں۔" انہوں نے "اوکے" کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ میں نے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ نکال کر سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں رشی نکٹائی ہاتھ میں لئے ہوئے ریڈنگ روم سے نکل کر آیا اور کہنے لگا۔ "کرن میں تم سے ٹائی کا پھندا لگوانے آیا تھا۔" مجھے پھندے پر ہنسی آگئی۔ وہ بولتے بولتے رک کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "پھندا کیا ہوتا ہے ڈیئر۔ ٹائی کی ناٹ نہیں کہہ سکتے کیا۔۔۔۔؟" پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔ "ویٹس وہاٹ آئی مین۔۔۔۔ اب گڑبڑ یہ ہو گئی کہ دروازے پر لائٹ ہو رہی ہے۔ شاید کوئی تم سے ملنے آیا ہے۔" میں نے کہا۔ "شاید۔۔۔۔ ہاں۔" میں نے قصداً" دامن راؤ نہ کہا۔ "اچھا رشی تھینک یو۔ ٹائی کا پھندا تم اس پھندے سے لگوالو جو میرے گلے سے اتار کر تم نے اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ میں چلا۔"

ہنس کر بولا۔ "کرن یو ڈونٹ مین کنتھ۔۔۔۔؟"

میں نے چلتے چلتے کہا۔ "آئی مین کنتھ' رشی۔" میری طرف سے اندر آنے کا سگنل ملتے ہی دامن راؤ اندر داخل ہوا اور سلام کر کے کہنے لگا۔ "کیا حکم ہے یورایکسی لنسی۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "دامن ہم ابھی سیر کو جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ مس کنتھ ہوں گی۔ تمہیں ہمارے پیچھے پیچھے اپنی گاڑی میں آنا ہے۔ اس طرح کہ ہم سے تمہارا کوئی تعلق ظاہر نہ ہو۔۔۔۔ سمجھ گئے نا۔۔۔۔؟" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سمجھ گیا حضور۔۔۔۔ اطمینان رکھئے۔" میں نے دریافت کیا۔ "پستول ہے تمہارے پاس۔۔۔۔؟" وہ بولا۔ "ریوالور ہے حضور۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔۔۔۔ جاؤ گاڑی لے کر گیٹ سے نکل جاؤ۔ ہم جھیل کی طرف جا رہے ہیں۔ تمہیں ہم سے اتنے فاصلے پر رہنا ہے کہ پستول کی رینج سے باہر نہ ہوں۔" اس نے جھک کر کہا۔ "ایسا ہی ہو گیا حضور۔"

"گڈ۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب بتاؤ تمہارا کوئی پرابلم کوئی پریشانی' کوئی مشکل؟" وہ سلام کر کے بولا۔ "حضور کی مہربانی ہے۔ کوئی پریشانی نہیں۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "ہو تو فوراً" بتانا۔ تمہیں فٹ رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔" وہ سلام کر کے اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔ میں تھوڑی دیر مسہری پر دراز ہو کر سگریٹ پیتا رہا پھر اٹھ کر اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچ گیا۔ رشی اس وقت کنتھ کو ساتھ لے کر جا چکا تھا۔

پونے آٹھ بجے کے قریب ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں بیٹھا دیکھتا رہا۔ تیسری گھنٹی پر اس کی مسلسل جھنجھناہٹ سے اکتا کر ریسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔ "ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "ہیلو کرن۔" مجھے ان کی اس غلطی پر ہنسی آگئی کہ میری "غیر حاضری" میں مجھے ٹیلیفون کر رہے ہیں۔۔۔۔ بمشکل ضبط کر کے جواب دیا۔ "حکم پاپا۔" وہ بولے۔ "وہ۔۔۔۔ آئم سوری۔ خیر اٹس آل رائٹ کرن۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔ تم کھانا آج ان لاز کے ساتھ کھاؤ گے۔" میں نے کہا۔ "جی پاپا۔۔۔۔ واپس آتے ہی۔۔۔۔" وہ بولے۔ "اوکے۔۔۔۔" میں

نے ریسیور رکھ دیا۔ اسی وقت کینتھ اور رشی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "سیر کیسی رہی رشی؟" بولا---- "فائن۔" میں نے کہا۔ "اچھا اب تم کھانا کھاؤ---- میں چلا۔"

رنواس میں پہنچا تو سروج اور اجیتا کھانے کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ سروج مجھے دیکھتے ہی کرسی سے اٹھی اور کہنے لگی۔ "کرن جیجاجی کو ساتھ نہیں لائے----؟" میں نے ہنس کر اجیتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ "وہ میرے ساتھ نہیں تھے سروج---- دیدی کے پرس میں ہوں گے۔" اجیتا نے کہا۔ "مذاق نہ کرو کرن' کیا واقعی وہ تمہارے ساتھ نہیں تھے----؟" میں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "نہیں میرے ساتھ مس کینتھ تھیں---- خیر آ جائینگے۔ تم نے کھانا تو نہیں کھایا نا----؟" سروج نے جواب دیا۔ "نہیں----" میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "تو پھر شروع کرو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔" اجیتا نے ہمارے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ٹھیک ہے سروج کب تک انتظار کرینگے۔" سروج نے میری طرف دیکھا۔ میں نے داسی کو اشارہ کیا اور اس نے جھک کر خوان پوش اٹھا لیا۔

ہم کھانا کھا کر ڈرائنگ روم میں لوٹ رہے تھے کہ گجراج سامنے سے کاریڈور میں آتا ہوا دکھائی دیا۔ اجیتا نے کہا۔ "گجو اتنی دیر؟" وہ قریب آتا ہوا بولا۔ "ہاں اجیتا ذرا دیر تو ہو گئی۔" سروج نے ہنس کر کہا "تو اب تو اکیلے کھانا کھائیے۔ آپ کی گجری تو کھا چکی۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "کھا لینگے۔" ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی میں نے دریافت کیا۔ "کہاں کہاں کی سیر کی آپ نے؟" کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "کچھ دیر باغ کی سیر کی---- پھر شہر دیکھا---- پھر----" وہ بولتے بولتے رک گیا اور سگریٹ کی طرف دیکھنے لگا۔ "پھر شاید غش آ گیا۔" میں نے اس کے جملے کو معنی خیز موڑ دے کر مکمل کیا۔ اجیتا اور سروج کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ وہ خود بھی جھینپ کر ہنسنے لگا۔ میں نے اس کی خفت مٹانے کے لئے کہا۔ "اکیلے پھرنے میں کیا لطف آیا ہو گا؟ جھیل کی طرف نہیں گئے آپ؟" سگریٹ کا کش لے کر بولا۔ "نہیں کل دن کے وقت دیکھیں گے۔ نہانے دھونے کا مزا دوپہر کو آتا ہے۔" میں نے کہا۔ "گجراج جی ہماری جھیل تین سو فٹ گہری ہے۔ تیرنا جانتے ہیں آپ----؟" وہ ہنس دیا۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے آپ اچھے تیراک ہیں۔" سروج نے ہنستے ہوئے ان کی توند کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "ہاں گھڑے کے سہارے تیرتے ہیں۔" سب ہنس دیئے۔ میں نے کہا۔ "اب انہیں کھانا وغیرہ کھلایئے مجھے ذرا بابا کے پاس جانا ہے۔ بے جے۔"

سہ پہر کی چائے پر رشی ہمارے ساتھ تھا۔ اس وقت وہ سیر کو جانے کے لئے تیار ہو کر آیا تھا۔ میں وامن راؤ کو بلا کر پھر اس کی حفاظت کے لئے ہدایات دینے کے متعلق

سوچ رہا تھا اور چائے کی آخری پیالی پی رہا تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا۔ ہزہائی نس کی آواز آئی۔ "کرن' اجیتا دیوی تمہارے پاس آ رہی ہیں۔" میں نے کہا۔ "بھیج دیجئے پاپا----- ویسے----- آج پھر سیر کی تیاری ہو رہی ہے۔ خیر آپ سیکرٹیری کو حکم دیجئے۔ وامن راؤ کو تیار رکھیں۔" بولے۔ "اجیتا دیوی کے رخصت ہونے کے بعد سیر کو جانے دینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا۔" لیکن میرے جواب دینے سے پہلے وہ رسیور رکھ چکے تھے۔ میں نے کیتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں رشی کے کمرے میں اجیتا دیوی کو ریسیو کر رہا ہوں۔ جب تک واپس نہ جاؤں سیر کر نہ نکلنا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "کبھی ایسا ہوا ہے؟" میں نے کہا۔ "پاپا کے الفاظ دہرا رہا ہوں ڈیئر۔ کاش میں بھی ان سے کہہ سکتا۔ "کبھی ایسا ہوا ہے----؟" وہ ہنس دی۔ میں ریڈنگ روم سے ہوتا ہوا رشی کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔ صدر دروازے پر سرخ اور سبز روشنیوں کا تبادلہ ہوا اور دوسرے لمحے اجیتا مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ میں نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پینٹری کا بزر دبایا۔ "کرن!" اجیتا نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "رات ہم گیارہ بجے تک تمہارا انتظار کرتے رہے۔" میں نے صوفے پر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔ "میں پاپا کے پاس سے واپس ہوا تو ساڑھے دس بج رہے تھے۔ سوچا آپ سو چکی ہونگی۔"

ایک لڑکی نے سلام کر کے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کافی لے آؤ۔" لڑکی سر جھکا کر واپس ہو گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "میں کافی پینے نہیں آئی ہوں کرن۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "اسکاچ بھی ہے۔"

"وہ بھی نہیں' میں تمہیں سیر کو لے جانا چاہتی ہوں۔" میں ہنس دیا۔

"اجیتا ڈارلنگ! میرے ساتھ سیر کرنا چاہتی ہو تو پھر یہ اپنا گجرا---- گوبھی کے پھولوں کا گجرا' کیوں اٹھا لائی ہو-----؟"

"اٹھا لائی-----" اس نے کہا۔ "تمہیں تو نہیں اٹھاتا؟"

"کہاں ہیں اس وقت؟" میں نے سوال کیا۔

"سیر کو جا رہے تھے۔ شاید جا چکے ہوں گے۔"

"تمہیں ساتھ کیوں نہیں لے گئے-----؟"

"میں نے خود ہی بہانہ کر کے پیچھا چھڑا لیا۔"

"اور اب میرے ساتھ دیکھ کر کیا کہے گا-----؟ گولی نہیں چلائے گا----؟" ہنس کر میرے منہ پر ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔ "تم پاگل ہو کرن۔" میں نے اس کا ہاتھ ہٹا کر کہا۔ "پاگل---- میں----؟ تمہیں میرے متعلق کئی غلط فہمیاں ہیں ڈیئر---- اور شاید

گجراج کے متعلق بھی---- اس نے ایک مرتبہ تمہیں نظرانداز کر دیا تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ۔" خادمہ کو ٹرے لے کر آتے دیکھ کر میں بولتے بولتے رک گیا---- اجیتا نے کہا۔ "کافی آ گئی شاید۔" میں نے اثبات میں سر ہلایا---- وہ مسکرا کر بولی "لیکن صرف کافی ہی کافی نہیں کرن----" لڑکی نے سامنے آ کر ٹیبل پر ٹرے رکھ دی اور جھک کر پیالیوں میں کافی انڈیلنے لگی۔ اجیتا کافی تیار کرنے کے دوران اس کے سراپا کا جائزہ لیتی رہی۔ کافی بنانے کے بعد لڑکی نے سوالیہ نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں نے سر کے اشارے سے رخصت کر دیا اور پیالی اٹھا کر ہلکی ہلکی چسکیاں لینے لگا۔ اجیتا نے کافی پیتے پیتے مسکرا کر کہا۔ "کرن یہ لڑکی تو غضب ہے---- ہے نا؟

"ہے----" میں نے کہا---- "اور بھی سینکڑوں ہیں۔ راج محل انہی سے بھرا پڑا ہے لیکن یہ ہماری رعایا ہیں۔ ہم ان کی عزت کے محافظ ہیں۔ ان کے لئے کسی ڈیم فول انداز میں سوچ بھی نہیں سکتے----"

"ویل ڈن۔" اس نے ڈرامائی انداز میں کہا۔ "رشی ہو نا؟"

میں نے کہا۔ "کہیں کہیں---- ہر جگہ اور ہر مقام پر نہیں۔"

"مانتی ہوں---- اب میرے ساتھ چل رہے ہو نا----؟"

میں نے سگریٹ کا کش کھینچتے ہوئے کہا۔ "ڈیریسٹ' آج نہیں---- میرے بجائے سروج کو لے جاؤ۔ ذرا شاندار سیر ہو گی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "خیر چھوڑو مجھے اپنے تمام کمرے دکھاؤ۔" میں نے بزر دبایا۔ پینٹری سے وہی لڑکی برآمد ہوئی اور ٹرے اٹھا کر لے گئی۔ اس کے جاتے ہی میں نے اس کا بازو تھام کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں کچھ اور پلائیں۔ جو کافی نہ ہو اور کافی ہو جائے وہ ہنس کر اٹھ کھڑی ہوئی اور میری کمر میں ہاتھ ڈال کر چلنے لگی۔ میں نے اس کو چاروں آراستہ رہائشی کمرے اور کلوک روم وغیرہ دکھانے کے بعد اسموکنگ روم میں لے گیا جو سب سے الگ تھلگ ایک سرے پر تھا۔ پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوتے ہی وہ میری گردن میں بانہیں ڈال کر جھولنے لگی۔ میں نے اس کو گود میں اٹھا کر میز پر رکھ دیا اور الماری کھول کر دو گلاسوں میں اسکاچ انڈیلی۔ وہ بیٹھی دیکھتی رہی اور جب میں نے ایک گلاس اس کی طرف بڑھایا تو گھبرا گئی۔ میز سے کود کر کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ "نہیں کرن---- پینے کے بعد تو میں واپس جانے کے قابل بھی نہیں رہوں گی۔" میں نے اپنا گلاس منہ سے لگا کر چسکیاں لینی شروع کر دیں۔ ایک پیگ پیا ہو گا کہ اس نے ہاتھ بڑھا کر گلاس پکڑ لیا۔ میں نے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ لیا اور وہ ریشم کے لچھے کی طرح میری بانہوں میں ٹوٹ کر گر پڑی۔

بیڈ روم میں بار بار بزر کی جھن جھناہٹ نے میرے دماغ کو جھنجھوڑا اور میں خود کو سنبھالتا ہوا اسموکنگ روم سے نکل کر بیڈ روم میں آیا۔ درمیانی دروازے پر سرخ بلب

روشن تھا۔ میں چلتے چلتے رک کر اجیتا کو کھسکانے کی ترکیب سوچنے لگا۔ اسی وقت وہ بالوں میں انگلیاں پھراتی ہوئی باہر نکلی اور بلب کی طرف دیکھ کر کہنے لگی۔ "اس کمرے میں کون رہتا ہے کرن؟" میں نے پلٹ کر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "پاپا کے ایڈی کانگ کا دفتر ہے شاید پاپا نے مجھے بلایا ہے۔" وہ گھبرا کر بولی۔ "مجھے بھی چلنا چاہئے----- بہت دیر ہو گئی۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چھ بجکر دس منٹ ہو رہے ہیں۔" وہ تیزی سے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف بڑھی۔ میں کھڑا دیکھتا رہا۔ مجھے خطرہ تھا کہیں رشی بگڑ کر چیخنا چلانا شروع نہ کر دے۔ یہ بزر بذات خود خطرے کا الارم تھا جو کینتھ نے رشی کی طرف سے مایوس ہونے پر ہی استعمال کیا ہو گا۔ مجھے اجیتا کی سستی پر غصہ آنے لگا۔ وہ اس تکلف سے میک اپ میں مصروف تھی جیسے ایک بار پھر اسموکنگ روم کو معطر کرنا ہے آخر میں نے آگے بڑھ کر اس کے شانے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ "کیا ارادہ ہے اجیتا-----؟" وہ مسکرا کر دروازے کی طرف چلنے لگی۔ میں نے اس کو الوداعی بوسہ دیا اور وہ پردہ ہٹا کر ویو کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

میں تیزی سے کمرے عبور کر کے ریڈنگ روم میں داخل ہوا۔ رشی مجھے دیکھتے ہی صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا اور بگڑ کر بولا۔ "وہاٹ نان سینس کیا اس اجیتا کی بچی سے بھی امداد باہمی۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈونٹ بی اسٹوپڈ----- اجیتا کو گئے ہوئے تو ایک گھنٹہ ہوا۔ میں ذرا اونگھ گیا تھا۔ جاؤ سیر کرو۔" کینتھ نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور مسکرا کر رشی کے ساتھ چل دی۔ میں نے ریڈنگ روم میں جا کر ایک کتاب نکالی اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ چند صفحے پڑھنے کے بعد نیند کے جھونکے آنے لگے۔ میں نے کتاب رکھ کر سگریٹ سلگایا اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اکتا کر پھر کتاب اٹھالی اور ڈرائنگ روم میں آ کر پڑھنے لگا۔ ایک دو باب ختم ہونے کے بعد کہانی دلچسپ محسوس ہونے لگی اور میں اس میں محو ہو کر رہ گیا۔ پچاس ساٹھ صفحے پڑھنے کے بعد بھوک محسوس ہونے لگی۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالی ساڑھے سات بجنے والے تھے۔ میں نے کتاب تکئے پر رکھ دی اور وائن شیلف سے کاجو نکال کر کھانے لگا۔ عام طور پر یہ وقت سیر سے لوٹنے کا تھا لیکن آج تو رشی چھ بجے کے بعد گھر سے نکلا تھا اس لئے کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ کھانے کے وقت بھی پہنچ گا یا نہیں' مجھے کینتھ کی حالت پر ترس آنے لگا۔ جو اصلی اور نقلی' دو شہزادوں کی حماقتیں برداشت کرنے پر مجبور تھی۔ میں بیئر کا گلاس سر سے اونچا اٹھا کر آج اس کو پانچ ہزار روپیہ انعام دینے کا عہد کیا اور اس کی صحت کے نام پر ایک چسکی میں خالی کر کے الماری میں رکھ دیا۔ اس کی خوشنودی سے ویسے بھی میرا حال اور مستقبل دونوں وابستہ تھے۔

ابھی میں انہی خیالات میں محو' الماری کے سامنے کھڑا ہوا سگریٹ پی رہا تھا کہ نیچے

کاروں کے دوڑنے اور پہرے داروں کی سیٹیوں کا غیر معمولی شور سنائی دیا۔ میں کھڑکی کے قریب آیا اور پردہ چہرے کے سامنے رکھ کر نیچے دیکھنے لگا۔ پورٹیکو کے ارد گرد کئی کاریں اور موٹر سائیکلیں آ آ کر رک رہی تھیں پورٹیکو میں کتنی گاڑیاں تھیں یا کون کون موجود تھا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ چند منٹ میں فوجی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے اسٹارٹ ہونے اور گیٹ سے نکلنے کا سلسلہ شروع ہوا اور ہر طرف گاڑیاں دوڑنے لگیں۔ ایک ہنگامہ سا برپا تھا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ آخر کچھ سوچ کر بیڈ روم میں آیا اور ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ ایک بار دو بار---- گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ میں بے چینی سے پاپا کی آواز کا انتظار کر رہا تھا لیکن کوئی ریسیور اٹھانے والا نہ تھا۔ آخر اکتا کر میں نے ریسیور کریڈل پر دے مارا۔ اب مجھے خدشہ ہونے لگا کہ کہیں رشی یا کینتھ کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آ گیا۔ میں الجھن محسوس کرنے لگا۔ چند منٹ توقف کر کے پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ گھنٹی گھنٹی اور گھنٹی۔ شاید دوسری طرف کوئی تھا نہیں۔ مجھے اس نئی ساخت کے آلے پر غصہ آنے لگا۔ اگر پہلا والا آپریٹس ہوتا تو سیکرٹیری یا گارڈ روم کو کسی دوسرے نام سے کال کر سکتا تھا لیکن یہ تو بچوں کا کھلونا تھا۔ میں ریسیور کو کان سے لگائے لگائے مسہری پر بیٹھ گیا اور گھڑیاں گننے کے بجائے پاپا کے انتظار میں گھنٹیاں گننے لگا۔ پانچ سات منٹ گزرے ہوں گے کہ کسی نے ریسیور اٹھایا۔ میں مصلحتاً ہیلو پاپا کہنے کے بجائے صرف "ہیلو" کہہ کر رک گیا لیکن یہ ہزہائی نس ہی تھے۔ انہوں نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "کرن کب سے رنگ کر رہے ہو؟"

میں نے تیزی سے کہا۔ "پاپا پہلے یہ بتائیے خیریت تو ہے۔ نیچے کیسا شور ہے اور آپ کہاں تشریف لے گئے تھے----؟"

بولے۔ "خیریت ہے کرن---- تم تو بہت ایکسائٹڈ ہو رہے ہو----!" میں نے کہا۔ "ہاں پاپا---- رشی تو خیریت سے ہے نا----؟" کہنے لگے۔ "خیریت سے ہے۔ ابھی پہنچنے والا ہے۔ کرنل اس کو لے کر آ رہے ہیں۔"

"لے کر آ رہے ہیں؟ کیا مطلب پاپا؟"

"اوہ کرن! تم بہت گھبرائے ہوئے ہو---- وہ ٹھیک ہے---- بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا ہم بھی آ رہے ہیں۔" انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔ میں سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔ مجھے اپنی عجلت پر افسوس ہونے لگا کہ کینتھ کے متعلق کچھ نہ پوچھ سکا اور ہزہائی نس نے بھی اس کا کوئی ذکر نہ کیا۔ تو کیا وہ----؟

میں اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ تھوڑی دیر میں کینتھ اور کرنل ماما۔ رشی کو لئے ہوئے ریڈنگ روم سے میرے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اس کو دونوں بازوؤں سے تھام رکھا تھا۔ رشی ہکا بکا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ وہ اس

وقت اپنے ہوش میں نہ تھا۔ میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے چیخ کر کہا۔ " رشی----!" اس نے دونوں ہاتھ میری کمر میں ڈال کر آہستہ سے کہا۔ "کرن---- گولیاں---- پستول---- بندوقیں---- اف کرن۔" میں نے اس کی کمر تھپکتے ہوئے اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کوئی بات نہیں ڈیریسٹ----کوئی بات نہیں---- بیٹھ جاؤ----" میں نے اس کو صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "میں تمام گولیاں لوٹاؤں گا گھبراؤ نہیں۔" وہ صوفے کی پشت سے کمر لگاتے ہوئے بولا۔ "تم میرے پاس بیٹھو کرن۔" میں نے کہا۔ "ایک منٹ رشی---- میں تمہیں کچھ پلانا چاہتا ہوں۔" وہ بولا۔ "ہاں کرن پلاؤ۔" میں نے الماری کی طرف چلتے ہوئے کینتھ کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے پوچھا۔ "کیا واقعی کسی نے تم پر گولیاں چلائیں ڈارلنگ؟"

اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "ہاں کرن تین طرف سے گولیاں چلی ہیں اور تمام فائر رشی پر کئے گئے۔ پہلی گولی تو رشی کی ناک سے دو انچ کے فاصلے سے اور میری پیشانی سے چند فٹ کے فاصلے سے نکل گئی دوسرے فائر پر میں نے رشی پر چھلانگ لگا کر اس کو اپنے نیچے چھپا لیا اور اس کے بعد تو کئی منٹ تک گولیاں چلتی رہیں۔ میں نے بمشکل ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "ویل ڈن---- میں تمہیں اس دلیری پر پانچ ہزار کا چیک پیش کرتا ہوں اور ویسے خود تو ہمیشہ سے پیش ہوں۔" وہ اس پریشانی میں بھی مسکرا دی۔ میں نے بوتل اٹھا کر ایک پیگ برانڈی گلاس میں انڈیلی۔ دوسرے میں دو پیگ ڈالی۔ تھوڑا پانی ملایا اور کینتھ اور رشی کے ہاتھ میں دیا۔ تیسرا گلاس کرنل ماما کے حوالے کر کے رشی کے پاس بیٹھ گیا۔ دو گھونٹ پینے کے بعد اس کی وحشت کچھ کم ہوئی۔ میری طرف دیکھ کر کہنے لگا۔ "تم نہیں پی رہے کرن۔" میں نے کہا۔ "میں تمہاری صحت کا جام تمہارے آنے سے پہلے پی چکا ہوں۔ اب کھانے کے ساتھ پیوں گا۔"

"اچھا" کہتے ہوئے اس نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ کینتھ مسکرا دی۔ رشی نے گلاس میرے رخسار کو لگا کر کہا۔ "کرن' مس کینتھ بڑی بہادر عورت ہے اس نے مجھے بچانے کے لئے اپنے نیچے چھپا لیا لیکن یہ سب کیا تھا کرن۔ یہ گولیاں چلانے والے کون تھے؟ ہم نے ان کا کیا بگاڑا تھا؟" میں نے کہا۔ "کوئی بات نہیں رشی---- میں ان کو جانتا ہوں اور دو روز نہیں گزریں گے کہ میں انکی لاشیں تمہیں دکھاؤں گا۔" کرنل نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کیا واقعی کرن!---- یا----؟" میں نے کہا۔ "یقیناً ماما---- میں تھوڑی دیر میں آپ کو کچھ نہ کچھ اطلاع دوں گا۔ میرا ایک آدمی رشی کی نگرانی----" وہ میری بات کاٹتے ہوئے بولے۔ "اوہو تو وہ تمہارا آدمی تھا جس نے ان کا پیچھا کر کے ایک آدمی کو زخمی کیا----؟" میں نے کہا۔ "ہاں ماما وہ میرا باڈی گارڈ ہے۔ شاید آپ نے دامن راؤ کا نام سنا ہے۔" غمگین لہجے میں بولے۔ "سنا ہے کرن---- لیکن یہ بھی معلوم

ہوا ہے کہ وہ سخت زخمی ہے۔ ایمبولنس بھیجی گئی ہے۔ شاید وہ ہسپتال بھی پہنچ چکا ہو۔"
ماما کے الفاظ سن کر میں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسی وقت پاپا اندر داخل ہوئے اور میرے قدم چپک کر رہ گئے۔ میں نے جھک کر سلام کیا۔ میرے چہرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ "کرن' ابھی رشی کو چھوڑ کر نہ جانا۔" پھر رشی کی طرف مخاطب ہوئے۔ "اب تو ٹھیک ہو نا-----" رشی نے کہا۔ "ہاں پاپا اب گولیوں کی آوازیں نہیں آ رہیں۔" ہزہائی نس نے میری طرف دیکھا۔ میں نے رشی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب کبھی نہیں آئینگی۔" پلٹ کر میری طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم میرے ساتھ ہوتے تو ایسا کبھی نہ ہوتا۔" میں نے پاپا کی طرف دیکھا۔ انہوں نے اس کے رخساروں پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی ہم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا ہے۔ اگر تمہیں بھوک لگ رہی ہو تو آؤ ہم تمہارے ساتھ کھائیں گے۔"
وہ کرن کی طرف دیکھ کر اٹھتے ہوئے بولا۔ "چلئے ماما جی۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "آیئے مس کینتھ آپ بھی ہمارے ساتھ کھائینگی۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "عزت افزائی کا شکریہ یورہائی نس۔" انہوں نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف لے جا کر کہنے لگے۔ "کرن تم جلدی رنواس جاؤ اور اپنے کشل ہونے کا اطمینان دلاؤ۔" میں نے سر جھکا دیا۔ چلتے ہوئے بولے۔ "کچھ سمجھ سکتے ہو یہ کون لوگ تھے-----؟"
میں نے کہا۔ "سمجھ سکتا ہوں پاپا لیکن ابھی سمجھا نہیں سکتا ممکن ہے کہ-----
دامن راؤ سے بات کرنے کے بعد کچھ-----کیا حال ہے اس کا وہ افسردہ ہو کر بولے۔ "دو گولیاں لگی ہیں بیچارے کو----- ایک بائیں بازو میں دوسری بائیں بازو میں کندھے سے تین انچ نیچے----- آپریشن ہو رہا ہے اس کی حالت خطرناک حالت میں ہے۔ سنا ہے حملہ کرنے والوں میں سے ایک کو اس کی گولی لگی ہے اور شاید وہ جھیل میں گر گیا ہے۔"
میں نے کہا۔ "اگر صبح ہونے سے پہلے لاش نکال لی جائے تو شناخت-----" انہوں نے سر ہلا کر کہا۔ "ناممکن----- جھیل کی گہرائی کنارے پر ہی ایک سو سے ایک سو تیس فٹ تک ہے۔"
میں نے کہا۔ "خیر پاپا----- وہ چار آدمی تھے نا----- اب تین ہیں۔ آپ سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ خدا کا شکر ہے رشی محفوظ ہے۔" بولے۔ "ہاں کرن خدا کا شکر ہے۔ اچھا اب تم سدھارو۔" میں ان کو پرنام کر کے چل دیا۔
سروج کے ڈرائنگ روم میں اس وقت معلوم ہوتا تھا میلا سمیلن (خواتین کا اجتماع) ہو رہا ہے۔ مہارانی' شانتا' وچترا' اجیتا' سبھدرا اور کئی راجکماریاں بیٹھی اسی واقعے پر تبصرہ کر رہی تھیں۔ میں نے پرنام کیا تو سب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ مہارانی نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہنے لگیں۔ "کرن ہم کب سے انتظار کر رہے ہیں تمہارا----- تمہیں پہلے یہاں

آنا چاہئے تھا۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "موم میرے کمرے میں اس سے بھی زیادہ ہجوم ہے۔ ایک معمولی سی بات تھی ایسے حادثے تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔" سبھدرا نے کہا۔ "معمولی سی بات تو نہیں یوراج یہ کہو بھگوان کی کرپا درشٹی ہو گئی۔ ورنہ۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "یہ تو آپ صحیح فرما رہی ہیں دیدی۔۔۔۔ بھگوان نے بڑی سہائتا کی۔۔۔۔" اس نے سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "بھگوان ہمیشہ تمہاری سہاتیا کریں۔" پھر مہارانی کی طرف پلٹ کر بولی۔ "میرے خیال میں اب چلنا چاہئے۔۔۔۔ یورہائی نس۔۔۔۔ یوراج کھانا کھائیںگے۔" مہارانی نے میرے سر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے سر جھکا دیا اور وہ ہاتھ پھرا کر دروازے کی طرف چلنے لگیں۔ شانتا اور وچترا ان کے پیچھے چلنے لگیں تو میں نے کہا۔ "شنتو کل صبح اپنا سر ٹیکس لینے آؤ گی نا۔۔۔۔؟" مسکرا کر بولی۔ "تو کیا چھوڑ دوں گی؟" اس کے ساتھ وچترا نے بھی پلٹ کر دیکھا اور سر جھکا کر سب کے ساتھ نکل گئی۔ میدان خالی ہوتے ہی میں نے سروج کی طرف دیکھا۔ اس نے اجیتا پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور آگے بڑھ کر میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ اس کی سسکیاں نکلنے لگیں تو میں نے اس کو آغوش میں لے کر کمر پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "یہ کیا سروج میرے جسم پر تو خراش تک نہیں آئی ڈیئر۔۔۔۔ پھر یہ سب کیوں؟" وہ گردن اٹھا کر مسکرا دی۔ اس کی آنکھوں سے دو آنسو ٹپکے اور ساڑھی کے دامن میں جذب ہو گئے۔ میں نے اس کا بازو تھام کر ڈائننگ روم کی طرف گھماتے ہوئے کہا "چلو کھانا کھائیں۔" اس نے اجیتا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "آؤ دیدی۔" اس کے چہرے پر افسردگی تھی اور اس میں میرے متعلق تشویش اور صدمے کے علاوہ خوف کی گہری پر چھائیاں بھی نظر آ رہی تھیں۔

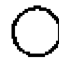
کھانے کے دوران میں نے انہیں حملے کی فرضی داستان سنا دی۔ اجیتا نے کہا۔ "آستین کے سانپوں کے سوا اور کوئی اتنی جرات کر سکتا ہے۔" وہ بولی۔ "کیا تم نے کسی کو نہیں پہچانا؟" میں نے کہا۔ رات کے وقت صرف چاند کی روشنی میں سو پچاس گز کے فاصلے سے کیا پہچانا جا سکتا ہے ڈیر۔۔۔۔ پھر بھی میں اپنے دشمنوں کو جانتا تو ہوں ہی۔"

"تعجب ہے۔۔۔۔ تمہاری اپنی ریاست میں تمہارے دشمن موجود ہیں کرن۔۔۔۔" اس نے کہا۔۔۔۔ میں ہنس دیا۔ "کیا تمہارے خیال میں سب کو پھانسی پر چڑھا دینا چاہئے تھا؟ اور پھر۔۔۔۔" میں نے اجیتا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "بفرض محال اگر چند خطرناک لوگوں کو کسی طرح ختم کرا بھی دیا جائے تو کیا ان کا انتقام لینے والے اور پیدا نہ ہوں گے اور سلسلہ طویل نہ ہوتا جائے گا۔۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔ اجیتا نے کہا۔ "کرن تمہیں باڈی گارڈ کے بغیر باہر نہیں نکلنا چاہئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "میرے ساتھ باڈی گارڈ تھا۔۔۔۔ اور اس کی دلیری کی وجہ سے ہی میں اس وقت تمہارے سامنے۔۔۔۔ ٹیبل پر

بیٹھا ہوا ہوں اور وہ غریب آپریشن ٹیبل پر ہے---- نہ معلوم بچتا بھی ہے یا نہیں۔" سروج نے کہا۔ "کیا خطرناک زخم ہیں----؟" میں نے جواب دیا۔ "معلوم نہیں---- صبح دیکھنے جاؤں گا۔ خیر اب اس تکلیف دہ موضوع کو ختم کر دیا جائے تو بہتر ہے۔"

کھانا کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں آتے آتے سروج نے کہا۔ "دیدی جیجا جی کہاں ہیں----؟" اس نے جواب دیا۔ "معلوم نہیں سروج وہ تو چھ بجے باہر گئے تھے----" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دس بج رہے ہیں---- کہاں چلے گئے----؟" اجیتا نے کہا۔ "عجیب بے فکرے آدمی ہیں۔ اتنی بری بات ہو گئی اور ان کا ابھی تک پتہ نہیں۔"

میں نے رک کر کہا۔ "پتہ چلانا چاہیے---- اچھا میں جا رہا ہوں سروج۔" سروج نے جھپٹ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ "تم کہیں نہیں جا رہے ہو---- وہ خود آ جائینگے۔" میں نے کہا۔ "ڈیریسٹ میں کہیں باہر تو نہیں جا رہا۔ یہیں کہیں تلاش کروں گا۔ یا کسی کو بھیجوں گا---- آخر شہر میں ہی کہیں ہوں گے۔" اجیتا نے کہا۔ "نہیں کرن---- تم آرام کرو' میں جا رہی ہوں۔ غلطی میری ہے کہ انہیں جانے دیا۔" میں نے اس کو جاتے دیکھ کر کہا۔ "گارڈ روم میں نوٹ بھیج دو وہ خود انہیں تلاش کرا لیں گے۔" وہ "بہتر ہے" کہہ کر اپنے بھون کی طرف چل دی ہم ڈارننگ روم میں داخل ہو گئے۔



صبح آٹھ بجے ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے پاپا کو ٹیلیفون کر کے وامن راؤ کی خیریت دریافت کی۔ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر کی اطلاع کے مطابق آپریشن کامیاب رہا ہے اور اسے صبح ساڑھے تین بجے ہوش آ گیا تھا۔ شام کو چار بجے ڈاکٹر پھر ٹیلیفون کر کے تفصیل سے کچھ بتائیگا۔

میں نے اسپتال جا کر اس کو دیکھنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے کہا۔ "دو باڈی گارڈ ساتھ لے کر جا سکتے ہو لیکن اس سے پہلے وامن کے کوارٹر پر جا کر اس کے بچوں کو تسلی دے کر آنا اور دو تین سو روپے خرچ کرنے کو دینا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا ابھی جاتا ہوں۔" کہنے لگے۔ "ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی کرن---- خیال یہ ہے حملہ کرنے والے ریاست سے باہر نہیں گئے---- بلکہ شہر میں ہی کہیں ہیں۔ ویسے ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور تفتیش جاری ہے۔ لاش اوپر آنے پر شناخت سے یا وامن کے بیان سے ممکن ہے تفتیش کچھ آگے بڑھے۔" میں نے کہا۔ "بجا ہے پاپا۔" انہوں نے اوکے کہہ کر کنکشن کاٹ دیا۔

تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے اجیتا کی قیام گاہ پہنچا۔ ایک داسی نے بتایا۔ اجیتا

دیوی اور کنور جی آٹھ بجے ناشتہ کر کے پھر سو گئے اور ابھی تک نہیں جاگے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ تیسری چوتھی دستک پر اجیتا نے دروازہ کھولا اور خمار آلود نظروں سے میری طرف دیکھا میں نے پرنام کیا۔ گھبرا کر بولی "ارے۔۔۔۔ تم۔۔۔ کرن؟ صبح ہی صبح کیسے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "صبح ہی صبح نہیں۔۔۔۔ دس بج رہے ہیں۔" پیچھے نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "اچھا کرن۔۔۔۔ چلو میں ابھی آئی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "چلو کہاں۔۔۔؟ کیا میں اندر نہیں آ سکتا۔۔۔؟"

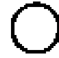
وہ سٹ پٹا گئی۔۔۔۔ بالوں پر ہاتھ پھراتی ہوئی ایک بار پھر پیچھے نظر ڈال کر مری ہوئی آواز میں بولی۔ "اچھا آ جاؤ۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سگریٹ نکالا اور پلٹ کر سروج بھون کی طرف چل دیا۔ وہ بمشکل کہہ سکی۔۔۔۔ "میں دس منٹ میں تمہارے پاس پہنچ رہی ہوں کرن۔" میں نے اس کی دل شکنی کے خیال سے پلٹ کر دیو کیا اور ہال کے دروازے سے نکل کر سگریٹ سلگاتا ہوا چل دیا۔

صرف دس منٹ کے بعد اجیتا تیزی سے ہمارے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی اور مسکرا کر میرے سامنے بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کرن میں تمہاری ناراضگی کے خوف سے دس منٹ میں تمہارے پاس آ گئی ہوں۔ تم۔۔۔۔" میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شکریہ۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "تم برا مان گئے شاید۔" میں نے کہا۔ "شاید کیوں؟" اس نے میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کرن مجھے افسوس ہے۔۔۔۔ گجو۔۔۔۔ کی طبیعت خراب ہے۔۔۔۔" میں نے اس کے چہرے کی طرف غور سے دیکھا۔۔۔۔ اس نے نظریں جھکا لیں۔ میں نے کہا۔ "اجیتا اچھا ہے سروج اس وقت یہاں نہیں ہے اور میں تم سے کھل کر بات کر سکتا ہوں۔ یہ بتاؤ رات کو گجراج کس وقت واپس آیا۔۔۔۔؟" وہ بولی۔ "تقریباً گیارہ بجے۔"

"کیا وہ زخمی نہیں؟" میں نے سوال کیا۔۔۔۔ اس کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "کیا بات ہے اجیتا۔۔۔۔؟" کہنے لگی۔ "اس کو چوٹ آئی ہے کرن، کہنی پر پٹی بندھی ہوئی ہے لیکن میں تمہارے سوال کرنے کے انداز سے ڈر گئی ہوں۔ کہیں اس چوٹ کا رات کے حملے سے تو کوئی تعلق نہیں۔۔۔۔؟" میں نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "شاید ہے۔۔۔۔ میں شام کو پانچ بجے یقین سے کچھ کہہ سکوں گا۔ یہ بتاؤ پارہ گڑھ سے گجراج اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو تو نہیں لے کر آیا تھا۔۔۔۔؟"

اس نے جواب دیا۔ "ہمارے ساتھ تو کوئی دوسری گاڑی نہیں تھی کرن لیکن میں کچھ کہہ نہیں سکتی۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "اجیتا۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔ غلطی میری ہے اور تمہاری بھی ہے کسی قدر۔۔۔۔ اس لئے جو کچھ ہوا وہ اگر میرا خیال صحیح ہے تو بڑی حد تک جائز ہی ہوا۔ اس لئے۔۔۔۔ اگر گجراج کے ہاتھ پر گولی لگی ہے یا جھیل میں

گر جانے والا آدمی گجراج کے ساتھیوں میں سے ہے تو ناشتہ وغیرہ کرتے ہی گجراج کی طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کر کے فوراً اسے لے کر نکل جاؤ۔۔۔۔ اگر پارہ گڑھ میں اس کے خفیہ علاج کا انتظام ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ کسی اور شہر لے جا کر علاج کراؤ۔۔۔۔ جاؤ جلدی کرو۔۔۔۔ کیونکہ لاش چند گھنٹے میں برآمد ہو جائے گی اور پھر تفتیش کرنے والے سراغ لگا لیں گے کہ۔۔۔۔ اور پھر شاید میں کچھ نہ کر سکوں۔۔۔۔ جاؤ جلدی کرو۔۔۔۔"
اس نے اٹھ کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور تیزی سے باہر نکل گئی۔ میں اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ حالات نے خطرناک رخ اختیار کر لیا تھا اور چونکہ حملہ میرے بجائے اصلی راجکمار پر ہوا تھا اسلئے میرا ہزہائی نس کو تفتیش ختم کر دینے کو کہنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ میں چکرا گیا۔۔۔۔ آخر سوچتے سوچتے پریشان ہو کر وامن راؤ کے کوارٹر کی طرف جانے کے لئے ایک داسی کو بھیج کر بخاری کو طلب کیا۔



وامن کی بیوی میرے آنے کی اطلاع پا کر جیفری میں آئی اور آنسو پونچھتی ہوئی پرنام کر کے بولی۔ "ان داتا۔۔۔۔ خیریت تو ہے نا؟" میں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "خیریت ہے۔۔۔۔ ہم ابھی دیکھ کر آ رہے ہیں وامن راؤ بالکل ہوش میں ہے اور وہ بہت جلد اچھا ہو جائے گا۔" بولی۔ "ان داتا بھگوان آپ کو ہماری عمر لگائیں۔۔۔۔ آپ نے ہمارا آنگن پاون کیا اور کشٹتا کے سما چار دیئے۔" میں نے بخاری کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے اپنی جیب سے پانچ سو روپے نکال کر اس کو دیتے ہوئے کہا۔ "بائی یہ یوراج بہادر کی طرف سے تمہارے خرچ کے لئے ہیں۔" اس نے ساڑی کا پلو پھیلا دیا اور دعائیں دینے لگی۔ بخاری نے نوٹ اس کے دامن میں ڈال دیئے۔ اس نے جھک کر میرے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا میں نے کہا۔ "چار بجے میری گاڑی تمہیں ہسپتال لے جائیگی۔ اس وقت ہم بھی وامن راؤ کے پاس ہوں گے۔۔۔۔ اچھا سلام۔" کینتھ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا کر میں ڈرائنگ روم میں آیا ہی تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔
"ہیلو پاپا۔" دوسری طرف سے زنانہ ہنسی کی آواز سنائی دی۔ میں سناٹے میں آ گیا۔ سنبھل کر بولا۔ "کون؟" آواز آئی۔۔۔۔ "بھولی بسری ایک ناچیز' کرن۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "ریکھا۔"

بولی۔ "ہاں پریتم' تمہاری۔۔۔۔" میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "ریکھا تم نے یہ کیسے تصور کر لیا کہ میں تمہیں بھول سکتا ہوں۔" ہنس کر کہنے لگی۔ "ہاں کرن آواز پہچان لینے سے مجھے یقین ہو گیا کہ تم مجھے بھولے نہیں ہو۔۔۔۔ خیر میں وچترا کے متعلق کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ بولو کس وقت مل سکتے ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ابھی۔۔۔۔ اسی وقت۔۔۔۔

فوراً"۔۔۔۔ میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔" کہنے لگی۔ "ہزبائی نس مجھے یہاں چھوڑ کر گئے ہیں۔ ان کی واپسی پر آنے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔ تم یہیں نہیں آ جاتے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا کے کمرے میں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ اتنے عرصے کے بعد تم سے ملنے پر شاید میں اس کمرے کا احترام ملحوظ نہ رکھ سکوں۔" بولی۔ "اچھا کرن۔۔۔۔ آج رات اپنے کمرے میں ملو۔۔۔۔ میں گیارہ بجے کے بعد آ سکتی ہوں۔۔۔۔ بخاری سے کہہ دینا۔۔۔۔ مجھے پہچاننے کی کوشش نہ کرے۔"

میں نے کہا۔ "منظور ڈیرسٹ۔۔۔۔ آئی لو یو۔۔۔۔" اس نے ہنس کر بائی بائی کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

میں دیر تک اس اچانک ملاقات پر سوچتا رہا۔ ریکھا واقعی میرے ذہن سے یکسر فراموش ہو چکی تھی۔ کینتھ کو کمرے میں آتے دیکھ کر میں نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور مسکرا کر کہا۔ "اوہ ڈارلنگ مجھے تمہیں ایک چیک دینا ہے۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "دے ڈالو پھر۔۔۔۔" میں نے رائٹنگ پیڈ پر خزانچی کے نام ایک نوٹ لکھ کر دستخط کئے اور کینتھ کو دے دیا اور اس نے تھینک یو کہہ کر اپنے پرس میں رکھ لیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیش کیوں نہیں کرا لیتیں؟" کہنے لگی۔ "اگر کیش بھی کرا لوں تو کونسی شاپنگ کرنی ہے۔۔۔۔؟"

"تم نے اتنی بڑی شاپنگ کر لی ہے کہ اب کسی شاپنگ کی ضرورت نہیں رہی۔"

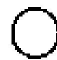
"ہاں ڈارلنگ۔۔۔۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "تم میرا کرنٹ اکاؤنٹ ہو۔۔۔۔ میں تمہاری پاس بک ہوں۔۔۔۔ اتنا اماؤنٹ ٹرانسفر کرا دو کہ یہاں سے بھاگنے کی نوبت آئے تو ہم بھی انگلینڈ کے لیڈیز اینڈ جینٹس میں شمار ہوں۔" میں نے کہا۔ "ڈیر تم لارڈ ولزلی کی گریٹ گریٹ۔۔۔۔" اس نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ڈیم اٹ کرن' میں صرف تمہاری اسمال گیم شاٹ گن ہوں۔ تمہارا آخری شیلٹر۔۔۔۔ لاسٹ ریفیوج۔"



میں نے ہنس کر کہا۔ "میں ڈراپ سین میں ڈبل بیرل ۱۲ بور استعمال نہیں کروں گا۔ میرے دونوں ہاتھوں میں دو آٹو میٹک ہوں گے اور تم دونوں کو دیکھ چکی ہو۔ یہ اور بات ہے کہ کمانڈ تم ہی کرو گی۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا۔ "کرن تم ایک نہایت تیز رفتار گھوڑے کی مثال ہو لیکن اس لمبی راس کا سرا میرے ہاتھ میں ہے جو تمہارے گلے میں بندھی ہوئی ہے---- دوڑو---- سرپٹ دوڑو---- بگٹٹ دوڑو---- چھلانگیں لگاؤ طرارے بھرو' ہوا سے باتیں کرو لیکن مجھے معلوم ہے تم ایک محدود سرکل کا چکر کاٹ رہے ہو۔ سرا میرے ہاتھ میں ہے۔ تمہاری انرجی ختم ہو رہی ہے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا۔ جب تم ایک میل کا چکر ختم کرتے ہو میں ایک ایڑی پر گھوم کر پلٹ جاتی ہوں۔ کب تک دوڑتے رہو گے۔ آخر ایک وقت آئیگا کہ تھک کر گردن ڈال دو گے۔ میں چمکارتی ہوئی تمہارے قریب آؤں گی اور تھپک کر تمہاری کمر پر زین ڈال دوں گی۔ دیٹس آل----"

میں نے اس کی باتوں پر غور کیا تو دماغ چکرا گیا اور میں نے پیچھے سرک کر اس کی گود میں سر رکھ دیا۔ اس نے جھک کر میرا منہ چوم لیا اور بالوں میں انگلیاں پھرانے لگی۔ آخر ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں تقسیم کیا۔ میں نے صوفے سے اٹھ کر ریسیور کان سے لگایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن جھیل سے لاش نکال لی گئی ہے۔" میں نے کہا۔ "پاپا کیا میں دیکھنے کو جا سکتا ہوں----؟" بولے۔ "کیا دیکھو گے---- طبیعت خراب کر بیٹھو گے۔ بڑی خراب حالت میں ہے---- پھولی ہوئی---- چہرے اور ہاتھوں کا تمام گوشت غائب ہے شاید مچھلیاں اور آبی جانور چٹ کر گئے۔ اس لئے شناخت بھی نہیں کیا جا سکا----"

"لباس کیا ہے----؟" میں نے سوال کیا---- بولے۔ "خاکی پتلون سفید قمیص---- اگر جانا ہے تو ہسپتال جا کر اپنے باڈی گارڈ کو دیکھ آؤ----" میں نے "بہتر ہے پاپا۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور کینتھ کی طرف دیکھا۔



ہسپتال کے احاطے میں گاڑی رکتے ہی بخاری نے اتر کر پچھلا دروازہ کھولا اور میں کینتھ کے ساتھ باہر نکلا ایک نرس اور ایک ڈاکٹر ہمیں لے کر سرجیکل وارڈ میں آئے۔ یہاں ایک کونے میں دامن کا بستر تھا۔ وہ اس وقت آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ بخاری نے

اس کا نام لے کر پکارا اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی مسکرا دیا اور ہاتھ اٹھانے لگا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا حال ہے وامن----؟" نحیف سی آواز میں بولا۔ "ٹھیک ہوں ان داتا۔" نرس نے میرے پیچھے ایک کرسی سرکاتے ہوئے کہا۔ "بیٹھے یورایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔" بخاری نے پھلوں کی ٹوکری کھول کر انگور اور موسمیاں وغیرہ وامن کے کپ بورڈ میں رکھ دیں۔ میں کرسی پر ٹک گیا اور سگریٹ نکال کر ڈاکٹر کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔ "دے دیجئے یورایکسی لنسی۔" میں نے سگریٹ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ڈاکٹر نے لائٹر جلا کر کہا۔ "سگریٹ پیو جوان----" اس نے سگریٹ ہونٹوں سے دبایا' ڈاکٹر نے لائٹ دی۔ اس نے آہستہ آہستہ ایک دو کش لئے اور بولا۔ "ان داتا آپ نے میرے لئے بڑی تکلیف فرمائی----" میں نے اس کی سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "پگلے تکلیف کاہے کی' ہمیں تم جیسے بہادر جوانوں پر تو ناز ہے۔" اس نے مسکرا کر پیشانی پر ہاتھ رکھا بخاری نے کہا۔ "وامن گھبرانا نہیں---- تم جلد ہی اچھے ہو جاؤ گے۔ یوراج بہادر تمہارے گھر جا کر اپنے ہاتھ سے پانچ سو روپے خرچ دے کر آئے ہیں اور ان داتا تو تمہیں بہت بڑا انعام دیں گے۔" اس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔ میں نے کہا۔ "وامن تم بہت بہادر ہو---- تم نے وفاداری اور جانثاری کا حق ادا کر دیا۔ اتنے دشمنوں سے تن تنہا مقابلہ اور ایک کو ختم کر دینا تمہارا ہی کام تھا۔" میں نے دیکھا میرے الفاظ سن کر اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ مسکرا کر کہنے لگا۔ "ان داتا آپکی سلامتی کے لئے اپنی جان قربان کر دینا ہمارا فرض ہے۔ مجھے افسوس ہے اندھیرے کی وجہ سے نشانہ لینا مشکل تھا ورنہ ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ جانے دیتا----" میں نے کہا۔ "تم نے جو کچھ کیا وہ بھی ایک کارنامہ ہے وامن---- خیر یہ تو بتاؤ اگر ان کو تمہارے سامنے لایا جائے تو کسی کو پہچان سکتے ہو----؟" اس نے آنکھیں بند کر کے تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد کہا۔ "نہیں ان داتا---- ان کے چہروں پر---- جو دو ایک مجھے نظر آئے کپڑا بندھا ہوا ہونے کا شک ہے اور پھر چاند کی ہلکی روشنی میں چالیس پچاس گز کے فاصلے سے کیا نظر آ سکتا ہے۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک کہہ رہے ہو وامن۔" وہ کچھ دیر خاموش رہا۔ پھر کہنے لگا "ان داتا مجھے ایسا یاد پڑتا ہے کہ ان میں ایک آدمی کچھ زیادہ موٹا تھا اور میں نے اس پر فائر کیا تو وہ بچنے کے لئے اوندھا گر پڑا تھا۔ اس کو کہیں نہ کہیں چوٹ ضرور آئی ہے۔" میں ٹھیک ہے کہہ کر خاموش ہو گیا۔ میرا ذہن اس تفصیل کے بعد گجراج کی طرف منتقل ہو گیا۔ وہ موٹا بھی تھا اور شاید زخمی بھی تھا۔ چند باتیں اور دریافت کرنے کے بعد میں نے اٹھتے ہوئے پھر آنے کا وعدہ کیا اور ڈاکٹر کو اس کا خیال رکھنے کو کہہ کر وارڈ سے چل دیا۔

تمام راستے میں خیالات میں گم رہا۔ کینتھ بھی میرے استغراق میں مخل نہ ہوئی۔

میرے خیالات کا سلسلہ اس وقت ٹوٹا جب گاڑی پورٹیکو میں پہنچ کر سیڑھیوں کے قریب رکی۔ بخاری نے دروازہ کھولا اور میں اتر کے لفٹ کی طرف چلنے لگا۔ گارڈ کی سلامی بھی مجھے متوجہ نہ کر سکی۔ لفٹ میں بیٹھنے کے بعد کھنتھ نے کہا۔ "یورایکسی لنسی۔' اپارٹمنٹ کو چل رہے ہیں نا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں پہلے پاپا سے ملنے جائینگے۔" وہ "ایز یو پلیز" کہہ کر خاموش ہوگئی۔ لفٹ اوپر چلنے لگی۔ تیسری منزل آتے ہی میں نے لفٹ رکوائی اور ہال سے گزرتا ہوا پاپا کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے بغیر عقبی گزرگاہ سے رنواس میں پہنچ گیا۔ سروج اس وقت ڈرائنگ روم میں اجیتا اور گجراج کے ساتھ بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی مسکراتی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی۔ "کرن دیدی اور جیجاجی بھاگنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے۔۔۔۔۔" میں نے مسکرا کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "بھاگ جانے دیا ہوتا۔۔۔۔ ہم پھر پکڑ لاتے۔" گجراج نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور ہنس دیا۔ اجیتا نے کہا۔ "کرن! ہم تمہارے پاس آنے والے تھے لیکن معلوم ہوا تم ہسپتال گئے ہوئے ہو۔" میں نے اثبات میں سرہلایا۔ "ہاں میں ہسپتال ہی سے آ رہا ہوں۔۔۔۔ شکر ہے۔۔۔۔ میرا باڈی گارڈ خطرے سے باہر ہے۔" میں نے گجراج کے چہرے کا رنگ بدلتے دیکھ کر قصداً اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور سروج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چائے پئیں گے سروج۔" اس نے بزر دبایا اور ایک خادمہ اندر داخل ہوئی۔

چائے پیتے پیتے میں نے اجیتا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ "تم دونوں کیا واقعی پارہ گڑھ واپس جا رہے تھے۔۔۔۔؟" گجراج نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "نہیں یوراج۔۔۔۔ صبح میری طبیعت کچھ خراب تھی یہ گھبرا گئیں۔"

"اوہ۔۔۔۔" میں نے پیالی ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اتنی جلدی گھبرا گئیں۔" اجیتا گجراج کی طرف دیکھ کر ہنس دی۔ میں نے کلائی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ارے چھ بج رہے ہیں۔" سروج نے مجھے اٹھتے دیکھ کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کیا چھ بجے مندر میں جا کر گھنٹی بجانی ہے کرن؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پاپا مہاراج کے درشن کرنا ہیں۔۔۔ سروج۔ میرا مندر تو ان کا ڈرائنگ روم ہے۔"

"اور اس کے بعد۔۔۔۔؟" سروج نے کہا۔

"اس کے بعد آٹھ بجے جل پان اور دس بجے دیوی پوجا۔" میں نے اٹھتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے مسکرا کر منہ پھرا لیا۔ میں پردہ ہٹا کر تیزی سے باہر نکل گیا۔

پاپا سے ملنا محض ایک بہانہ تھا۔ میں رنواس سے نکل کر سیدھا اپنے اپارٹمنٹ پہنچ گیا۔ یہاں میرے ڈرائنگ روم میں۔۔۔۔ رشی' کھنتھ اور کرنل ماما کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ آج موضوع گفتگو کچھ غیر معمولی اہمیت کا حامل تھا۔ رشی کسی بڑے شہر کی سیر کو جانے پر مصر تھا اور کرنل ماما چند روز انتظار کرنے کو کہہ رہے تھے۔ میں دروازے کے قریب کھڑا

ہوا سن رہا تھا۔ وہ باتوں میں اس قدر منہمک تھا کہ میرے آنے کی خبر تک نہ ہوئی آخر ماما کو مسکراتے دیکھ کر اس نے میری طرف دیکھا اور "ہیلو کرن" کہہ کر اٹھا اور میرا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا۔ کرنل ماما نے کہا۔ "کیوں کرن اگلا مہینہ محرم کا ہے نا----؟" میں نے اثبات میں گردن ہلائی۔ رشی نے کہا۔ "ہو گا---- اس سے ہمیں کیا----؟" ماما نے کہا۔ "بھئی تعزیہ داری ہو گی---- مجلسیں ہونگی۔ جلوس نکلیں گے---- شہر میں روشنی ہو گی۔ رونق میں اضافہ ہو گا۔ یہ سب چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کیا بھول گئے تمہیں کتنا شوق رہا ہے ان کے دیکھنے کا----؟"

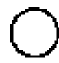
وہ بولا۔ "ہاں مجھے کچھ یاد نہیں---- نہ میں یہاں محرم دیکھنے کے لئے ٹھہرنا چاہتا ہوں۔" ماما نے کہا۔ "اچھا پھر میں ہزہائی نس سے مشورہ کر کے جواب دوں گا۔" وہ ان کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گیا۔ "تم بتاؤ کرن---- چل رہے ہو میرے ساتھ----؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "یقیناً" چل رہا ہوں یہاں رہ کر مجھے کیا کرنا ہے۔" وہ انگلیوں سے کنپٹی بجانے لگا۔ چند لمحے سوچ کر کہنے لگا۔ "تم جھوٹے ہو کرن---- ناؤ آئی ریمیمبر---- تم ماما اور پاپا کے سر میں سر ملاتے ہو۔" میں اٹھ کر چلنے لگا تو ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "سنو مائی ڈیئر ٹرتھ فیس کرنا انسان کی عظمت ہے۔"

میں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہو گی---- میں تو پاپا اور ماما کے سر میں سر ملانے ہی کو عظمت سمجھتا ہوں۔ ہاں تم نے یہ تو بتایا ہی نہیں میں نے تم سے کب جھوٹ بولا----؟" کہنے لگا۔ "یہی کہ یہاں رہ کر مجھے کیا کرنا ہے---- سراسر جھوٹ ہے۔ تم کیسے جا سکتے ہو یہاں سے۔ تم تو ذمہ داریوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہو۔" ماما نے تعجب کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ میں نے کہا۔ "رشی ڈیئر---- صرف ٹرتھ فیس کرنا ہی عظمت نہیں ہے۔ ذمہ داری پوری کرنا بھی عظمت ہے۔ تم ہی بتاؤ زندگی کی صداقتوں سے گریز یا پہلوتہی کر کے ایک شخص صرف سچ بولنے پر ہی تل جائے اور اپنی ذمہ داریوں کو دوسروں کے سر تھوپ کر خالص ستیہ وادی بن بیٹھے تو اس بد نصیب پر کیا گزرے گی جو اپنی ذمہ داریوں کے علاوہ اس ستیہ وادی کی ذمہ داریاں پوری کرنے پر بھی مجبور ہو۔ محض اس بنا پر کہ وہ اس کا ڈپلی کیٹ ہے یا اس کو اپنا وائز ہاف (عاقل نصف) تسلیم کرتا ہے۔" وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ اس نے ہچکچاتے ہوئے ایک سگریٹ کھینچ کر ہونٹوں میں دبایا۔ میں نے اس کو لائٹ دی۔ اپنا سگریٹ سلگا کر سگریٹ کیس کرنل کی طرف بڑھایا۔ رشی نے ایک کش لے کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "دس از ہاف ٹرتھ کرن۔" میں نے کہا۔ "یہ گاڈلی ٹرتھ ہے لیکن چلو تم اسے نصف صداقت تو مانتے ہو نا؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "دیٹس رائٹ----" میں نے اس کا بازو تھام کر کہا۔ "دین فیس اٹ---- اٹھاؤ یہ پلندہ

ادھورے سچ کا اور دیکھو تماشا۔ کل شام کے پٹاخے تو یاد ہوں گے---- اور وہ صرف آدھی شب برات تھی۔ نصف صداقت---- یہ ماما بیٹھے ہیں اور یہ تمہاری آدھی بھابی' آدھی منہ بولی' کیا؟"

مسکرا کر بولا۔ "مس کینتھ" میں نے کہا۔ "یہ بھی ہاف ٹرتھ ہے۔ تم انہیں بیوی کہہ چکے ہو صرف ماما کے خوف سے ٹرتھ فیس نہیں کر رہے۔" سر جھکا کر بولا۔ "دیٹس رائٹ۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تھینک یو---- اب ان دونوں سے پوچھو تمہاری غیر حاضری میں کرن نے کتنے پٹاخوں کا سامنا کیا۔ کتنے دھماکے کئے کتنی پھل جھڑیاں چھوڑیں اور کتنی مہتابیاں چلائیں؟ مائی ڈیئر---- میں نے تمہارے فیس کرنے کے لئے چھوڑا ہی کیا ہے سوائے ٹرتھ کے---- سو تم ٹرتھ فیس کرتے رہو۔ خون دو عالم میری گردن پر---- بولو کیا سمجھے----؟" اس نے جواب دینے کے بجائے کرنل ماما اور کینتھ کی طرف دیکھا---- کینتھ نے کہا۔ "دس ازدی ہول ٹرتھ۔" کرنل نے کہا۔ "سو فیصدی سچ۔" رشی نے اٹھ کر مجھے گلے لگا لیا اور بولا۔ "کرن میں تم سے معافی مانگتا ہوں۔ تم واقعی جھوٹ نہیں بولتے۔"

میں نے ہنس کر کہا۔ "نہیں---- میں ضرورت کے تحت واقعی جھوٹ بولتا ہوں۔ لہٰذا یقین کرو کہ اگر میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہوں تو وہ جھوٹ ہی نہیں سفید جھوٹ ہے---- وجہ؟ یہی کہ جس روز بھی ہم دونوں ایک ساتھ منظر عام پر آئے' ایک ختم ہو جائیگا۔" کرنل نے کہا۔ "یہ سچ ہے۔" رشی نے کہا۔ "ماما پھر میں کیا کروں----؟" میں نے کہا۔ "یہیں رہو اور باہر قدم نہ نکالو۔" کرنل نے اٹھتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "رشی بیٹے کرن کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی قدم نہ اٹھانا۔ یہ واقعی تمہاری شخصیت کا وائز ہاف ہے۔ تم اس کے بغیر نامکمل ہو۔" رشی نے میرے سینے پر سر رکھ دیا۔ میں نے اس کو بانہوں میں بھینچ لیا۔ ماما مسکرا کر دیکھتے ہوئے چل دیئے۔



شام کا کھانا رشی نے ہمارے ساتھ کھایا۔ آج وہ خواہ مخواہ کھلا جا رہا تھا۔ میں نے کینتھ کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں باہر جانے کا پروگرام منسوخ ہو جانے کا کوئی ملال نہیں ہے۔" صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے بولا۔ "دیٹس رائٹ---- اب میں نے زندگی کے ہر مسئلے پر فلسفیانہ انداز میں سوچنا شروع کر دیا ہے۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ بہت اچھا ہوا---- ہمارے خاندان میں اب تک کوئی فلاسفر پیدا نہیں ہوا تھا۔ تم یہ کمی پوری کر رہے ہو۔" کہنے لگا "لیکن مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت اکثر پیش آیا کریگی۔ تم میرے وائز ہاف ہو۔" میں نے کینتھ کے

چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "رشی ڈیئر! دراصل ہمارے خاندان کو کسی فلاسفر کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کمی پوری کرنے کی کوشش نہ کرو تو بہتر ہے۔" تیوری چڑھا کر بولا۔ "یہ کیا مائی ڈیئر---- ناروشی کی طرح دونوں طرف ڈھولکی بجا رہے ہو---- کبھی ہاں' کبھی نا----" میں نے ہنس کر کہا۔ "اصل فلسفہ زندگی یہی ہے رشی---- کامیاب لوگوں کا فلسفہ---- باقی تمام فلسفے ناکام لوگوں کے ہیں۔ جن میں سے ایک بھی کسی ریاست کا راجہ نہ بن سکا۔ اب بتاؤ راجہ بننا چاہتے ہو یا----"

"میں تمہارے حق میں دست بردار ہو چکا۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "تم بار بار یہ ذکر کیوں لے بیٹھتے ہو کرن؟"

"اس لئے کہ میری ایک اور بھی ریاست ہے اور وہ شردھام سے بڑی ہے۔"

"کہاں؟ کونسی؟ اس نے سوال کیا---- میں نے کہا۔ "یہ بتانے سے کوئی فائدہ نہیں ڈیئریسٹ---- تم میری مدد کرو---- خود کو سنبھالو---- پاپا کی توقعات پوری کرو---- اور----" میں نے کینتھ کی طرف دیکھا "اور ممکن ہو تو اپنی آدھی بیوی کو پوری بیوی بنانے کی کوشش کرو۔ میں چلا---- بائی بائی۔" قدم بڑھانے سے پہلے اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ "تو کیا مجھے تمہارے کمرے میں سونا پڑے گا----؟" میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں سونے جاگنے کے متعلق کچھ نہیں کہتا---- اتنا جانتا ہوں آج میں تمہارے اپارٹمنٹ میں رہوں گا۔" وہ خاموش ہو گیا۔

میں ریڈنگ روم سے گزرتا ہوا رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا اور سلیپنگ سوٹ پہن کر سگریٹ سلگاتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے سے ہال میں آیا۔ ابھی میں گیٹ کھلا ہوا تھا۔ روشنی دیکھتے ہی پہریدار نے بندوق سے سلامی دی ساتھ ہی کیبن کا دروازہ کھلا اور بخاری تیزی سے نکل کر باہر آیا۔ سلام کرتے ہی میں نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی ہنس کر کہا۔ "بخاری ہم کافی دنوں سے تمہارے حالات دریافت نہیں کر سکے۔ تمہاری والدہ تو اچھی طرح ہیں نا؟" سر جھکا کر بولا۔ "یورایکسی لنسی آپکی مہربانی ہے' بالکل اچھی طرح ہیں۔ آپ کے لئے دعا کرتی ہیں۔" میں نے کہا۔ "یہ ان کی محبت ہے بخاری---- انہیں ہمارا سلام کہنا اور یہ ان کی خدمت میں پیش کر دینا۔" میں نے جیب سے پانچ سو روپے نکال کر اس کو دیئے۔ اس نے سلام کر کے نوٹ لئے اور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "خدا حضور کو سلامت رکھے۔" میں نے کہا۔ " اپنی بہن کی شادی پر ہمیں ضرور اطلاع دینا بخاری۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کو اطلاع نہ دیں---- ہماری تو امیدیں ہی آپ کے دست کرم سے وابستہ ہیں۔" میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ بخاری میرا مقصد سمجھ گیا اور سلام کر کے چلنے لگا۔ میں نے چلتے چلتے کہا۔ "بخاری آج شاید ہماری ایک گرل فرینڈ

آئے۔۔۔۔ پہریدار سے کہہ دو آنے دیا جائے۔" اس نے "بہتر ہے حضور!" کہہ کر سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ میں دروازہ بولٹ کئے بغیر اندر پہنچ کر بستر پر لیٹ گیا۔

بارہ بجے کے قریب جب میری آنکھیں نیند سے بوجھل ہو کر بار بار بند ہوئی جا رہی تھیں، دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک عورت سیاہ شال میں لپٹی، منہ پر پلو ڈالے آہستہ سے اندر داخل ہوئی، دروازہ بند کیا اور تیزی سے چلتے ہوئے مسہری کے قریب آئی۔ میں نے اسے بٹھاتے ہوئے کہا۔ "ریکھا۔۔۔۔!" وہ کھلکھلا کر ہنس دی اور چہرے سے شال ہٹاتی ہوئی بولی۔ "اچیتا۔۔۔۔!" میں اس کو دیکھ کر چونک پڑا۔ "تم۔۔۔۔ اس وقت کیسے۔۔۔۔ اچیتا۔۔۔۔؟" میری زبان سے بے ساختہ نکلا۔ وہ ہنس کر مسہری پر بیٹھ گئی اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔ "تو تم ریکھا کا انتظار کر رہے تھے کرن۔۔۔۔ کون ہے وہ؟" میں چکرا گیا۔ آخر سنبھل کر بولا۔ "شاید میں سپنا دیکھ رہا تھا اچیتا۔۔۔۔ خیر۔۔۔۔ بتاؤ اس وقت کیسے آئیں؟" مسکرا کر شال پھینکتی ہوئی کہنے لگی۔ "کیوں کیا مجھے یہ حق نہیں ہے۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ہے تو۔۔۔۔ لیکن ہم اس طرح نہیں مل سکتے۔ اگر کسی نے تاڑ لیا تو منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے۔"

"ہاں!" اس نے کہا۔ "میں سمجھتی ہوں کرن لیکن مجبوری کے تحت مجھے یہ خطرہ مول لینا پڑا۔" میں ہنس دیا۔ "مجبوری کیسی۔۔۔۔؟" کہنے لگی۔۔۔۔ "میں تم سے ایک دان مانگنے آئی ہوں۔"

"دان؟" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ "اوہ سمجھا شاید گجراج نے اعتراف کر لیا تم سے۔"

"نہیں ڈارلنگ۔۔۔۔ تمہاری قسم نہیں۔" اس نے میرے سر کو ہاتھ لگا کر کہا۔ "وہ اب بھی انکار کر رہا ہے کہ اس حملے سے اس کا کوئی تعلق نہیں لیکن تمہاری طرح مجھے بھی یقین ہے کہ حملہ اس نے اور اس کے دوستوں کے سوا کسی نے نہیں کیا۔"

"تو کیا۔۔۔۔" میں نے پوچھا۔ "تم گجراج سے اجازت لے کر یہاں آئی ہو۔۔۔۔؟" اس نے نفی میں گردن ہلائی۔ "میں اپنی مرضی سے آئی ہوں۔ صرف اس کی زندگی مانگنے۔۔۔۔ اگر تم میری خاطر دان کر سکو۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "اچیتا ڈیئر۔ میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ تمہیں اپنا ڈبل سہاگ مبارک ہو لیکن اسے دان تو نہ کہو۔ میں نہ بھگوان ہوں نہ یم دوت (ملک الموت) کہ تمہارے گینڈے کو پچھاڑ کر ذبح کر ڈالوں گا۔" اس نے ہنس کر شکریہ ادا کیا اور دونوں ہاتھوں سے میرا سر تھام کر منہ چوم لیا۔ میں نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنی گود میں گرا لیا۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ جوڑے اور پھل کر گود سے نکلتی ہوئی بولی۔ "نہیں کرن، پلیز میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتی جانے دو۔" میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ مسکرا کر پیچھے ہٹتی ہوئی بولی "کرن مجھے تمہارے پروگرام میں

مداخلت کا افسوس ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "نان سینس---- تم نے میرے کسی پروگرام میں مداخلت نہیں کی ہاں عدم تعاون کا ارتکاب ضرور کیا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی باہر نکل گئی۔ میں بستر پر دراز ہو گیا۔ اس ناوقت ملاقات نے میری نیند اڑا دی۔ دیر تک اس مسئلے پر غور کرتا رہا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اجیتا نے گجراج کی مرضی کے بغیر اتنا بڑا قدم اٹھایا ہو۔ یقیناً" اس نے اپنی بیوی کی زبانی اعتراف جرم کر کے اپنی زندگی کی بھیک مانگی تھی۔ اسے معلوم تھا اجیتا مجھ سے اپنی بات منوا سکتی ہے۔ آخر مجھے پھر نیند آنے لگی۔ میں نے بزر دبا کر پہریدار سے دروازہ بند کرایا اور سگریٹ کے چند کش لگا کر لائٹ آف کر دی۔

دوپہر کا ایک بجا تھا۔ کینتھ کھانے کے کمرے میں جا چکی تھی۔ میں ایک ناول کا آخری حصہ پڑھنے میں منہمک تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے "ہیلو پاپا آداب عرض کہا----" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "یور ایکسی لنسی۔" میں نے آواز پہچان کر کہا۔ "ریکھا ڈیئر' پاپا کہاں ہیں؟" بولی۔ "ڈائننگ روم میں---- حکم؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "رات کو کیا ہو گیا تھا----؟" کہنے لگی۔ "کیا عرض کروں' یوں سمجھے اجیتا فوبیا ہو گیا تھا۔" میں نے کہا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ریکھا یقین کرو وہ صرف ایک درخواست لے کر آئی تھی اور-----"

"کاؤنٹر سائن کرا کے چلی گئی۔" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ میں ہنس دیا۔

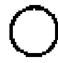
"ڈونٹ بی سلی---- تمہیں اس کے جانے کے بعد آنا چاہئے تھا۔ دراصل پہریدار نے اسے اس وجہ سے اندر آنے دیا کہ میں نے اس کو تمہارے آنے کی اطلاع دی تھی۔

"یقین کرو ریکھا میں تو اس غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ تم نے اس کو میرے پاس بھیجنے کے لئے مجھ سے چال چلی ورنہ وہ اس طرح ناوقت میرے بیڈروم میں آنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔" اس نے قسم کھا کر کہا۔ "کرن میں اجیتا دیوی سے اتنی بے تکلف نہیں ہوں کہ وہ مجھے اتنے بڑے راز میں شامل کر لے---- یہ محض کوانسی ڈینس تھا۔" میں نے گفتگو کو طویل ہوتے دیکھ کر کہا۔ "خیر اب---- کس وقت مل سکتی ہو----؟" بولی---- "کیا عرض کروں پریتم---- تم میری مجبوریوں کا تصور نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے آج ہی کسی وقت ہو سکتا ہے پھر کبھی---- بہرکیف---- مقصد صرف یہ کہنا ہے کہ وچترا سے شادی کر کے تم ایک ایسے جال میں پھنس جاؤ گے جس سے ہزہائی نس بھی نہ نکال سکیں گے۔ اگر تم نے اس شادی کا کوئی دستاویزی ثبوت ان لوگوں کو فراہم کر دیا۔"

"سمجھ گیا----" میں نے کہا۔ "شکریہ ڈارلنگ۔"

بولی۔ "غیر ضروری ہے ڈیریسٹ---- یہ بتاؤ کیا کرو گے۔ وچترا کا خاندان سمی پرنس فیملی ہے۔ نہ تم انہیں دبا سکتے ہو نہ ڈاج کر سکتے ہو نہ ڈرا سکتے ہو۔" میں ہنس

دیا۔۔۔ اس نے جھلا کر کہا۔ "او کے کرن ہنس لو لیکن یہ نہ بھولنا میں نے تمہیں وارننگ دی تھی۔" میں نے کہا۔ "میں ہر حالت میں تمہارا ممنون ہوں ڈارلنگ۔۔۔ تھینک یو۔۔۔ اینڈ بائی بائی۔" اس نے مائی لو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ میں بھی رسیور کریڈل پر رکھ کر ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا۔



اسی سہ پہر کو چار بجے اجیتا اور گجراج پارہ گڑھ واپس ہو گئے اور اسی شام پاپا، کرنل ماما کے ساتھ میرے پاس آئے۔ رشی کے متعلق چند باتیں کرنے کے بعد پاپا نے اس حملے کا ذکر چھیڑ دیا۔ کہنے لگے۔ "کرن جھیل سے جو لاش برآمد ہوئی تھی اس کی اٹوپسی میں موت کا سبب ڈراؤننگ اینڈ سفوکیشن بتایا گیا ہے۔ جسم کے کسی حصے سے گولی برآمد ہونا تو درکنار نشان تک نہیں پایا گیا۔

کرنل ماما نے کہا۔ "اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ممکن ہے وہ حملہ کرنے والوں میں سے نہ ہو۔۔۔ بلکہ کوئی مچھلی کا شکار کرتے کرتے پھسل کر جھیل میں گر پڑا ہو اور ڈوب گیا ہو۔" میں نے کہا۔ "نہیں ماما جی وہ وقت مچھلی کے شکار کا نہیں تھا۔ اگر ہم اسے چند گھنٹے قبل ڈوبا ہوا بھی تسلیم کر لیں تو اس کے شکاری ہونے کی نشانی۔ چھڑی، ڈور، کانٹا، تھیلا وغیرہ کوئی سامان تو کنارے پر ملنا چاہئے تھا لیکن ایسی کوئی چیز نہیں ملی۔۔۔ سائیکل وغیرہ قسم کی کوئی سواری بھی نہیں تھی۔ آخر بغیر سواری کے بارہ چودہ میل کا فاصلہ پیدل تو طے کرنے سے رہا جبکہ واپس بھی آنا ہو۔"

ہزہائی نس نے کہا۔ "یہ تو ٹھیک ہے۔۔۔"

میں نے کہا۔ "پاپا۔۔۔ وہ حملہ کرنے والوں میں سے ہی ایک تھا۔ ممکن ہے وہ عین کنارے پر کہیں کھڑا ہو اور فائرنگ کے دوران دامن کی گولی سے بچنے میں توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو اور جھیل میں گر پڑا ہو۔"

کرنل ماما نے مسکرا کر کہا۔ "یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔" ہزہائی نس نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ میں نے سوال کیا۔ "تفتیش کرنے والے کس نتیجے پر پہنچے پاپا۔۔۔؟" وہ مسکرا دیئے۔ "ابھی تک کسی کو گرفتار نہیں کر سکے۔ اسی سے سمجھ لو۔۔۔ کہاں پہنچے۔۔۔ آج ہم ان میں سے کسی ایک کو آخری وارننگ دے رہے ہیں کہ اگر تین دن کے اندر اندر کسی کو گرفتار نہ کیا تو انہیں جبریہ طور پر ریٹائر کر دیا جائے گا۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ بھی تو ممکن ہے کہ کوئی اتنی بڑی شخصیت ملوث ہو جس پر وہ ہاتھ نہ ڈال سکتے ہوں۔"

"بڑی شخصیت تو ہے ہی۔" انہوں نے کہا "لیکن ہاتھ نہ ڈال سکنا ہماری سمجھ میں

نہیں آتا۔ کیا وہ ہم سے بڑی شخصیت ہے۔۔۔۔؟"
"ممکن ہے وہ مجرم تک پہنچ گئے ہوں لیکن رشوت نے ان کا منہ بند کر دیا ہو۔۔۔۔
انکوائری کون کر رہا ہے پاپا۔۔۔۔؟"
"شاید تمہارا مطلب ہے۔۔۔۔ سب سے بڑا افسر کون ہے؟"
"جی پاپا۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

بولے۔ "ایل ڈی برمن چیف کمشنر پولیس ہے۔ اگر کوئی خاص بات ہے تو کل صبح آٹھ بجے تمہارے پاس بھیج دینگے۔" میں نے کہا۔ "ضرور بھیج دیجئے۔" انہوں نے پھر وعدہ کیا اور اٹھ کر رشی کے اپارٹمنٹ کی طرف چلنے لگے۔ میں ریڈنگ روم تک ان کے ساتھ آیا۔ جاتے جاتے کرنل ماما نے کہا۔ "کرن یہ برمن مخالف گروپ کی طرف جھکا ہوا ہے۔" میں نے متعجب ہو کر کہا۔ پھر آپ صحیح تفتیش کے متوقع کیوں ہیں ماما۔۔۔۔" مسکرا کر بولے۔ "کیا کریں چیف تو وہی ہے۔" میں خاموش ہو گیا۔۔۔۔ وہ پاپا کے ساتھ رشی کے کمرے میں داخل ہو گئے۔

دوسری صبح آٹھ بجے میں نے پاپا کو ٹیلیفون کر کے برمن کو بھیج دینے کو کہا۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "کرنل ہمیں پانچ منٹ کی مہلت دو۔۔۔۔ اس وقت ہم برمن سے بات کر رہے ہیں۔" میں ان کا اوٹ پٹانگ جواب سن کر کہنے جا رہا تھا۔ "پاپا کرنل نہیں، میں بول رہا ہوں" لیکن برمن کا نام سن کر سمجھ گیا کہ کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے اور پاپا نے قصداً" اس سے میرا نام چھپایا ہے چنانچہ مزید کچھ کہے بغیر ریسور کریڈل پر رکھ کر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر ان کے ٹیلیفون کا انتظار کرنے لگا۔ پانچ منٹ نہیں گزرنے پائے تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے ریسور اٹھا کر کان سے لگایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن بڑی گڑبڑ ہو گئی۔ وہ گدھے کا بچہ برمن بغیر اطلاع دیئے ساڑھے سات بجے رشی کے پاس جا دھمکا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ رشی نے پہلے تو انکار کیا کہ میں نے تمہیں نہیں بلایا۔ جب اس نے ہمارا نام لیا تو بولا۔۔۔۔ پھر پاپا ہی کے پاس جاؤ۔۔۔۔ ہمیں تم سے اور تمہاری انکوائری سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ یہاں یہی کہنے آیا تھا اور جس وقت تم نے فون۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے پاپا۔۔۔۔ کچھ زیادہ نہیں بگڑا۔۔۔۔ میں اس سے شام کو بات کروں گا۔ آپ اس سے جواب طلب کیجئے کہ وہ بغیر اطلاع دیئے۔۔۔۔ نہیں اطلاع نہ کہئے بلکہ یہ کہئے کہ وہ اپائنٹ منٹ سے آدھا گھنٹے پہلے کیوں پہنچا۔" ہزہائی نس ہنس دیئے۔۔۔۔ میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا آپ اس کو کہئے اس وقت یوراج کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ شام کو چھ اور سات بجے کے درمیان پھر حاضر ہو۔" پاپا نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ "اچھا کرن شام کو دیکھیں گے۔" میں نے کہا۔ "پاپا یہ بہت ضروری ہے پلیز۔۔۔۔"

شام کو چھ بجے کے قریب میں رشی کے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا اور ایک انگریزی ناول کی ورق گردانی کرنے لگا۔ چند منٹ گزرے ہوں گے کہ دروازے کی لائٹ نے کسی کی آمد کی اطلاع دی۔ میں نے گرین لائٹ کا سوئچ دبایا اور برمن اندر داخل ہوا۔ میں نے کتاب ہاتھ سے رکھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے مزاج پرسی کرتے ہوئے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "صبح میری طبیعت کچھ خراب تھی مسٹر برمن۔۔۔ اس لئے آپ کو دوبارہ زحمت دینا پڑی۔ آپ نے مائنڈ تو نہیں کیا؟" وہ مسکرا کر بولا۔ "نہیں یور ایکسی لنسی۔۔۔ ہزہائی نس نے بھی مجھے یہی کہا کہ ابھی اکثر آپ کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور اس وقت آپ کسی سے بات نہیں کرتے۔" میں نے کہا۔ "ہاں میں اکثر اپنے سر پر ایک وزن سا محسوس کرتا ہوں لیکن ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے اور صرف دس پندرہ منٹ کے لئے ہوتا ہے۔ سگریٹ پیجئے۔ میں نے سگریٹ کیس اس کی طرف سرکایا۔ اس نے سگریٹ لے کر مجھے لائٹ دی اور اس دوران بھی غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ میں نے کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے دریافت کیا۔ "کچھ پتہ چلا مسٹر برمن' وہ کون لوگ تھے۔۔۔؟"

کہنے لگا۔ "یور ایکسی لنسی ایسا معلوم ہوتا ہے ان میں اس ریاست کا ایک بھی آدمی نہ تھا۔۔۔ وہ کسی دوسری جگہ سے آئے تھے۔"

"وہ کیسے؟" میں نے سوال کیا۔ "شہر کی ناکہ بندی کرا دی گئی تھی۔ چاروں طرف کے چیک پوسٹ مطلع کر دیئے گئے تھے کہ کسی گاڑی کو نہ نکلنے دیا جائے۔ پھر وہ باہر کیسے نکلے؟"

"یور ایکسی لنسی۔۔۔" اس نے کہا۔ "شاید آپکو راج محل پہنچنے میں زیادہ دیر لگی اور اس سے پہلے کہ ہم ناکہ بندی کریں وہ نکل گئے یا۔۔۔" میں نے نفی میں گردن ہلائی۔ "یہ ممکن نہیں ہے۔۔۔ کسی چیک پوسٹ سے کوئی گاڑی گزرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ خصوصاً" ایسی کوئی کار جس پر کسی دوسری ریاست یا برٹش انڈیا کا نمبر پلیٹ ہو۔"

وہ مسکرایا۔ "تو پھر وہ باہر نہیں گئے۔ شہر میں کہیں غائب ہو گئے۔" میں ہنس دیا۔ اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے کہا۔ "یور ایکسی لنسی اگر میں کہوں کہ وہ راج محل میں غائب ہو گئے تو آپ یقین کر لیں گے۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "میرے یقین کرنے نہ کرنے سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ اگر یہ حقیقت ہے تو کیا آپ نے ہزہائی نس کو یہ بات بتائی۔" اس نے نفی میں گردن ہلا کر کہا۔ "میں پہلے آپ کو بتانا چاہتا تھا۔ اس لئے کہ اس میں چند باتیں ایسی ہیں جنہیں ہزہائی نس کے علم میں لانا شاید آپ پسند نہ کریں۔" میں نے کہا۔ "میں آپکا مطلب نہیں سمجھ سکا مسٹر برمن۔"

"میرا سمجھانا ٹھیک نہیں ہے یور ایکسی لنسی۔ بہتر ہے آپ خود سمجھنے کی کوشش

کریں۔" میں ہنس دیا۔ اس نے سگریٹ کے دھوئیں کی آڑ سے میری طرف دیکھا۔ میں نے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔ الماری کے قریب جا کر گلاس میں ایک پیگ اسکاچ انڈیلی اور پانی ملا کر کھڑا کھڑا پینے لگا۔ برمن غور سے میری طرف دیکھتا رہا۔ گلاس خالی کر کے میں پھر اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگاتے ہوئے بولا۔ "مسٹر برمن آپ کی متضاد بیانی نے مجھے پریشان کر دیا۔ ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ آپ نے تحقیقات کا نتیجہ ہزہائی نس کو اس لئے نہیں بتایا کہ اس سے بعض پہلو ایسے سامنے آتے ہیں جو آپ ان سے پہلے مجھے بتانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف جب میں آپ سے وہ پہلو جاننا چاہتا ہوں تو آپ کہتے ہیں بہتر ہو گا کہ میں خود سمجھنے کی کوشش کروں۔ یہ سب کیا ہے کیا یہ دماغ خراب کرنے والی باتیں نہیں ہیں؟"

وہ مسکرا دیا—— "یور ایکسی لنسی۔" اس نے نیچی آواز میں کہنا شروع کیا۔ "آپ سے زیادہ صحیح الدماغ آدمی شردھام میں کوئی نہیں ہے۔ بمبئی میں شاید کوئی ہو تو ہو۔" میں اس کا مقصد سمجھ گیا۔ وہ در پردہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں نیم دیوانہ یوراج نہیں ہوں۔ میں نے اس کو مزید کھلنے کا موقع دینے کے خیال سے غصہ ضبط کر کے کہا۔ "یہ تو آپ صحیح کہہ رہے ہیں مسٹر برمن لیکن غصہ آ جانے پر مجھے کچھ ہوش نہیں رہتا۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔ "صبح آپ غصے میں نہیں تھے اور مجھے دیکھ کر جو کچھ آپ نے کہا وہ محض واقعات سے لاعلم ہونے کا نتیجہ تھا—— غصے کا نہیں۔" میں نے بمشکل غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر برمن آپ میرے سوال کا جواب دینے کے بجائے سائیڈ ٹریک کرنے کی کوشش نہ کریں۔ بتائیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" وہ جواب دینے کے بجائے آنکھیں سکیڑ کر میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے اٹھ کر بزر دبایا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "شاید تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو برمن۔ یہ تمہاری آخری غلط فہمی ہے۔" وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی وقت بخاری دروازے پر نمودار ہوا۔ میں نے برمن کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بخاری اس سے تلوار چھین کر گرفتار کر لو اور ٹیلیفون کر کے پاپا کو بلاؤ۔" بخاری تیزی سے اندر آنے لگا۔ برمن نے گرج کر کہا۔ "اس کی کیا مجال ہے کہ برمن پر ہاتھ ڈال سکے۔" میں نے ایک ہاتھ سے اسکا کالر پکڑ کے جڑے پر گھونسہ مارا اور وہ چکرا کر گرنے لگا۔ میں نے اس کی کراس بیلٹ میں ہاتھ ڈال کر گرتے گرتے سیدھا کر کے کہا۔ "میری مجال یہاں سے انگلینڈ تک ہے برمن اور میں تمہارے باپ کی سادھی پر بھی ہاتھ ڈال سکتا ہوں۔" اس نے آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا اور سنبھلتے ہی دونوں ہاتھوں سے میری کلائی پکڑ کے بل دینے لگا۔ اسی وقت میں نے اس کی گردن پر کراٹے کا ہاتھ مارا اور وہ بیہوش ہو کر فرش پر آ رہا—— بخاری نے آگے بڑھ کر اس کی تلوار درمیان سے کھینچ لی اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

میں نے ایک بار پھر گلاس کا سہارا لیا۔ چند گھونٹ حلق سے اترنے کے بعد میرے اعصاب کا تناؤ کچھ کم ہوا اور سوچنے کی صلاحیت بتدریج ابھرنے لگی۔ میں نے آگے بڑھ کر برمن کو کھینچ کر صوفے پر ڈالا۔ پانی کے چھینٹے منہ پر مارے اور جب اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہاتھ تھام کر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "کچھ ٹھکانے پر آئی عقل؟" اس نے گردن پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ کوئی جواب نہ پا کر میں نے کہا۔ "جسم کے ساتھ تمہاری عقل بھی موٹی ہو گئی ہے برمن---- لیکن یہ نہ بھولو کہ یہ گوشت جو تم لادے پھر رہے ہو' ہمارا چڑھایا ہوا ہے اور ہم اسے کتوں کو کھلا سکتے ہیں۔ پاپا کے یہاں پہنچنے سے پہلے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو----؟" وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "آپ نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا یورایکسی لنسی۔" میں نے فرش پر پیر مارتے ہوئے کہا۔ "برمن تمہارے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے یہ ہم جانتے ہیں۔ اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو فوراً" استعفے دے کر چوبیس گھنٹے میں شردھام سے نکل جاؤ ورنہ ہرہائی نس تو کوئی چیز نہیں ہیں' ہزہائی نس بھی تمہیں نہ بچا سکیں گے---- سن لیا----؟ ناؤ گیٹ آوٹ اینڈ سیو یورہائیڈ۔" اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولنا چاہا لیکن میرے تیور دیکھ کر خاموش ہو گیا اور سر جھکا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ میں نے دروازہ بند کرایا اور اپنے ڈرائنگ روم میں جا کر پاپا کو فون کیا۔ گھنٹی بجتے ہی انہوں نے رسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کرن----" میں نے آداب عرض کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا شاید برمن آپ کے پاس آئے۔ آپ اس سے فوراً" استعفے طلب کر لیں اور چوبیس گھنٹے میں ریاست سے نکل جانے کا حکم جاری فرما دیں۔"

ہنس کر کہنے لگے۔ "کرن ایسا نادر شاہی حکم تو نہ دو---- کیا بہت خطرناک ثابت----" میں نے کہا۔ "پاپا' جہاں نادر شاہی حکم کی ضرورت ہو وہاں الطاف خسروانہ فرمانے سے آستین میں سانپ نہیں اژدھے پنپتے ہیں۔ برمن قانون کا محافظ---- نہیں قانون شکنوں کا محافظ ہے۔ ریاست کا وفادار نہیں ریاست کے دشمنوں کا وفادار ہے۔ میں حملہ کرنے والوں کو جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ برمن نے ان کو گرفتار کرنے کے بجائے فرار ہونے میں مدد دی ہے۔ اسے کل اس وقت شردھام میں نہیں ہونا چاہئے اور اگر ہونا چاہئے تو کفن میں لپٹا ہوا ہونا چاہئے۔ آداب عرض۔" ہزہائی نس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں نے آہستگی سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پلٹتے ہی کینتھ نے مسکرا کر گلاس بڑھا دیا۔ میں نے "تھینکس" کہہ کر گلاس لے لیا اور مسہری پر بیٹھ گیا۔ کینتھ نے کہا۔ "ابھی تمہیں رشی کے کمرے میں ہی رہنا چاہئے۔ ممکن ہے ہزہائی نس برمن کو ساتھ لے کر تمہارے پاس آئیں----" میں نے ایک گھونٹ لے کر سگریٹ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ نہیں آئیں گے---- برمن بھی ان کے پاس نہیں جائے گا۔ جب تک کہ استعفے دینے کو تیار نہ ہو---- اور استعفے دینے سے پہلے وہ مہارانی اور ان کے ہمنواؤں سے صلاح مشورہ ضرور کریگا۔" کینتھ نے دو سگریٹ سلگا کر ایک میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ میں نے دو گھونٹ لے کر خالی گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ کینتھ نے کہا۔ "تو پھر میں رشی کو ان کے اپارٹمنٹ میں چھوڑ آتی ہوں۔" میں نے کہا۔ "ہاں لیکن تمہیں واپس یہیں آنا ہے---- اور جلدی آنا ہے۔" وہ مسکراتی ہوئی چل دی۔ میں مسہری پر دراز ہو کر سگریٹ کے کش لینے لگا۔

بمشکل پانچ منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی---- میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن اکیلے ہونا؟" میں نے کہا۔ "جی پاپا---- لیکن آپ زحمت نہ فرمائیں---- میں حاضر ہو سکتا ہوں۔" کہنے لگے۔ "کرنل تمہارے پاس آ رہے ہیں۔" میں نے جواب دیا۔ "سر آنکھوں پر' لیکن پاپا اگر وہ آپ کے پاس ہیں تو کہہ دیجئے۔ کسی بھی انداز میں برمن کی وکالت نہ فرمائیں۔"

وہ بولے۔ "معلوم ہوتا ہے تمہارا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا کرن۔" میں نے کہا۔ "پاپا میں انتقامی جذبے کے تحت کوئی فیصلہ نہیں کیا کرتا۔ یقین فرمایئے وہ بہت بڑا کانٹا ہے۔" کہنے لگے۔ "ہم تم سے زیادہ یقین کسی پر نہیں کرتے کرن لیکن کچھ مصلحتیں بھی ہوا کرتی ہیں۔ ہمارا خیال ہے فوری عمل کا کوئی اچھا اثر نہیں پڑیگا۔" میں نے کہا۔ "پاپا سانپ کو زخمی کرنے کے بعد سر کچلنے میں پس و پیش کرنا خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہوتا ہے۔ آگے آپ جانیں۔" وہ بولے۔ "بہر کیف کرنل تمہارے پاس آ رہے ہیں۔" کینتھ کو کمرے میں آتے دیکھ کر کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- آداب عرض۔" اس نے میرے ہاتھ سے ریسیور لے کر کریڈل پر رکھ دیا اور مسہری پر بیٹھتی ہوئی بولی۔ "کوئی آ تو نہیں رہا----؟" میں نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا۔ "صرف انکل۔"

دس منٹ بعد ریڈ بلب کی روشنی نے کاریڈور میں کسی کی آمد کا اعلان کیا اور کینتھ دروازہ کھولنے چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں لوٹی تو کرنل ماما اس کے ساتھ تھے۔ میں نے اٹھ کر سلام کیا۔ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ "کرن بیٹے---- میں برمن کی سفارش لے کر نہیں آیا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں تم نے اسے نکالنے کا فیصلہ کیا ہے تو اسے نکلنا ہی چاہئے اور وہ نکالا جا رہا ہے۔ ملازمت سے' راج محل سے اور راج محل کی حدود سے لیکن ریاست بدر کرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ وہ یہاں کا خاصا بڑا جاگیردار ہے۔ ایک بڑے ذی اثر خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے کئی رشتہ دار بڑے بڑے عہدوں پر ہیں اور شہر میں کافی اثر و نفوذ رکھتے ہیں۔ جلا وطن کر دینا بہت بڑی سزا ہے۔ جلا وطنی کے ساتھ جائیداد بھی ضبط کرنی پڑتی ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کھلی عدالت میں مقدمہ

چلا کر کوئی بہت بڑا جرم ثابت نہ کیا جائے----" میں نے انہیں سگریٹ اور لائٹ دیتے ہوئے کہا۔ "ماما جی تو پھر ڈسمس کرنے کے بعد اس پر چوبیس گھنٹے مسلسل نگرانی رہنی چاہئے---- اور یہ اس سے بھی دشوار کام ہے۔ آپ کب تک نگرانی کرا سکیں گے۔ کیا ایک امیر آدمی نگرانی کرنے والوں کو نہیں خرید سکتا۔ کیا راج محل میں پہلے ایسا نہیں ہو چکا ہے۔" انہوں نے کش لے کر کہا۔ "ہاں ہوا ہے---- تمہارا پہریدار خود تمہارے اوپر حملہ کرنے میں شامل تھا۔" میں نے کہا۔ "پھر نگرانی سے فائدہ----؟"

وہ بولے۔ "کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ "کیا وہ اس قدر خطرناک ہے کرن؟" میں نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد رک کر کہنے لگے۔ "سردست ڈسمس کر کے نقل و حرکت پر نگرانی قائم کیے دیتے ہیں۔ اتنی احتیاط اور کر سکتے ہیں کہ ہر ہفتہ آدمی بدلتے رہیں۔ تمہارے اپنے آدمی کا کیا حال ہے اب؟"

"ٹھیک ہی ہے۔" میں نے جواب دیا "لیکن کم از کم ایک مہینے میں اس قابل ہو سکے گا کہ ڈیوٹی انجام دے سکے۔"

"خیر اور انتظام ہو جائے گا۔" انہوں نے کہا۔ "تو اب اس پر رضا مند ہو نا کہ برمن سے استعفٰی لے کر راج محل سے نکال دیا جائے----؟"

میں نے کہا۔ "آپ جیسے مناسب سمجھیں۔" وہ میرا سر تھپتھپا کر مسکراتے ہوئے چل دیئے۔

چند روز گزر گئے۔ برمن کو ملازمت سے نکالا جا چکا تھا۔ اس کی نگرانی کے لئے خفیہ پولیس کے تین آدمی تعینات کر دیئے گئے تھے جو ہر وقت سائے کی طرح اس کے پیچھے لگے رہتے تھے اور ہر آٹھ گھنٹے کے بعد ڈیوٹی بدلنے پر نئے چیف کو اس کی نقل و حرکت کی ڈائری پیش کرتے تھے۔ نیا چیف ایک قطعی غیر مستحق افسر تھا۔ جسے میں نے منتخب کر کے از سر نو حلف وفاداری اٹھوایا تھا۔ وہ ایک ذہین اور تیز طرار جوان تھا اور ایک دم تین سیڑھیاں پھلانگ کر آخری سیڑھی پر پہنچ جانے کے باعث وہ میرے حکم کو ہر چیز پر ترجیح دیتا تھا۔ ہر دوسرے تیسرے روز سلام کو حاضر ہوتا اور نہ صرف برمن بلکہ دربار کی تمام اہم شخصیتوں کے خیالات اور سیاسی سرگرمیوں سے آگاہ کرتا رہتا۔ ایک روز جبکہ برمن کو ملازمت سے برطرف کیئے ہوئے پندرہ سولہ روز گزرے تھے اس نے بتایا کہ شام کو برمن کمپنی باغ میں مصنوعی پہاڑی کی سیڑھیوں پر ہرہائی نس سے دو منٹ تک باتیں کرتا ہوا دیکھا گیا۔ ملاقات بظاہر اتفاقیہ معلوم ہوتی تھی۔ ہرہائی نس اوپر سے اتر رہی تھیں اور برمن سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ عین درمیان میں پہنچ کر برمن نے ان کو سلام کیا۔ وہ رک گئیں اور دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد وہ نیچے آ کر کار میں بیٹھ گئیں اور برمن پہاڑی پر چلا گیا۔

میں نے پوچھا۔ "ہرہائی نس کے ساتھ کون کون تھا۔" تو اس نے بتایا۔ "صرف ایک عورت تھی لیکن وہ ان سے تین چار سیڑھیاں اوپر رک گئی تھی۔" میں نے کہا۔ "ٹھیک ہے---- میں معلوم کر لوں گا---- ان کے ساتھ کون عورت تھی اور بہت ممکن ہے ملاقات کی نوعیت کا بھی پتہ چل جائے۔"

اس کے جانے کے بعد میں نے ایک لڑکی کو وچترا کے پاس بھیج کر دوپہر کے کھانے پر آنے کی دعوت دی اور ہزہائی نس کو ٹیلیفون کر کے کرنل ماما کو بلایا تاکہ وہ رشی کو باتوں میں الجھائے رکھیں۔ وچترا کی موجودگی میں کینتھ کا میرے کمرے میں ہونا ضروری تھا۔ ایک بجے سے کچھ پہلے کرنل میرے اپارٹمنٹ میں رشی کے پاس پہنچ گئے اور کینتھ کو میرے پاس بھیج دیا۔ سوا ایک بجے کے قریب وچترا شعلہ جوالہ بن کر آئی لیکن وہ تنہا نہ تھی شنو بھی اس کے ساتھ تھی۔ میں نے اٹھ کر دونوں کا استقبال کیا اور سیدھا ڈرائنگ روم میں لے گیا۔ میز پر بیٹھتے ہی شنو نے کہا۔ "کرن بھیا میں کھانا نہیں کھاؤں گی۔ صرف----" میں نے مسکرا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "کیسے کھا سکتی ہو شنو' تم وچترا کی باڈی گارڈ بن کر آئی ہو۔ یہ بھی ہماری مہربانی ہے کہ تمہیں اپنے پاس بٹھا رہے ہیں۔" وہ ہنس دی۔ "اچھا کافی پی لیتی ہوں---- تم کھانا شروع کرو----" میں نے وچترا کی طرف دیکھ کر اشارہ کیا اور کھانا شروع کر دیا۔ شنو نے کافی تیار کر کے چینی ملاتے ہوئے کہا۔ "آج اچانک ہمیں کیسے یاد فرمایا یور ایکسی لنسی؟" میں نے فارک ہاتھ سے رکھ کر ہنستے ہوئے کہا۔ "شنو فارگاڈز سیک اب خود کو اتنی اہم ثابت کرنے کی کوشش بھی نہ کرو۔ تمہارے بغیر ہمارے حلق میں کونسا نوالہ پھنس رہا تھا بھلا؟ یہ کیوں نہیں کہتیں---- مان نہ مان' میں تیرا مہمان----" وچترا ہاتھ سے چمچہ رکھ کر ہنسنے لگی۔ شنو بھی ہنس دی---- وچترا نے کہا۔ "کرن' پلیز' شنو میری آتما ہے۔ میں شریر ہوں۔ تم آتما اور شریر کو کیسے علیحدہ کر سکتے ہو----؟"

"ڈیم اٹ۔" میں نے فارک اٹھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تم نے کالیداس کا ڈائلاگ کہاں سے سیکھ لیا وچترا----؟ آتما واتما سے پرماتما کو دلچسپی ہو گی۔ ہم شرارت پسند لوگ شریر تک ہی محدود رہنا چاہتے ہیں۔" شنو نے ہنس کر کہا۔ "اچھا فرض کر لیتے ہیں کہ تم نے صرف وچترا کو بلایا تھا۔"

"بلایا تو کیا جرم کیا---- کھلا پلا کے آپ کی امانت آپ کو لوٹا دیں گے۔ زیادہ سے زیادہ اپنا جھیل پر تعمیر ہونے والا مقبرہ دکھا دیں گے۔"

"بن گیا----؟" اس نے احمقانہ سا سوال کیا۔

"بن رہا ہے----" میں نے جواب دیا "اور اتنی تیزی سے بن رہا ہے کہ تم دیکھتی رہ جاؤ گی۔"

"پھر تو ہم ضرور دیکھیں گے۔" اس نے کہا۔

"ضرور----" میں نے جواب دیا---- "اگر کافی پی چکی ہو تو جلدی سے راجکماریوں والے سولہ سنگھار کر کے آ جاؤ----" وہ ہنس دی۔ "رُخانا چاہتے ہو مجھے----؟"

"اچھا' نہ رُخو---- شوق سے بیٹھو ہمارے سر آنکھوں پر----" میں نے اکتا کر کہا---- کافی ختم کر کے وہ اٹھی اور ٹہلتی ٹہلتی کینتھ کے پاس پہنچ گئی۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ وچترا نے کہا۔ "کیا واقعی سیر کو چل رہے ہو کرن؟" میں نے ہنس کر کہا "اور کیا کہہ سکتا تھا اس پگلی سے---- ورنہ مقصد تمہیں دیکھنا تھا۔" وہ مسکرا دی۔ "میں خود بھی تمہیں دیکھنا چاہتی تھی کرن---- دراصل---- میں بہت شرمندہ ہوں کہ میں نے تمہیں پانے کے لئے بہت غلط طریقہ اختیار کیا---- تم نے معاف تو کر دیا نا؟"

"کیا بات کر رہی ہو ڈیئر۔" میں نے میز سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "مجھے خود اپنے اس طرز عمل پر شرمندگی ہے۔ بہتر ہو گا اگر ہم ان باتوں کو بھلا دیں۔" وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی۔ "شکریہ کرن---- پھر بھی شام کو کہیں چلیں تو کیا ہرج ہے----؟"

"چلیں گے----" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "کل شام کو میں نے تمہیں ممی کے ساتھ لفٹ کی طرف جاتے دیکھا تھا۔ بلانے کو دل چاہا لیکن ممی کی وجہ سے خاموش ہو گیا۔"

"اوہ ہاں----" اس نے کہا۔ "کل میں ہرہائی نس کے ساتھ گئی تھی۔"

"کہاں کہاں کی سیر کی----؟" میں نے سوال کیا۔ "سیر کیا ڈیئر---- شہر سے باہر چند میل ڈرائیو کر کے چلے آئے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ممی کے ساتھ یہی مصیبت ہے ڈیئر---- وہ کبھی کسی ایسی جگہ نہیں جاتیں جہاں زندگی کا کوئی حسین پہلو نظر آئے۔"

"کیا کریں ڈیئر۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ "انکار بھی تو نہیں کر سکتے۔ تو اب شام کو جھیل پر چل رہے ہو نا----؟"

"ضرور----" میں نے کہا۔ "تیار رہنا لیکن شنو کا دم چھلا نہ ہو تو بہتر ہے۔"

"کوشش کروں گی۔" اس نے کہا۔ میں نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا کینتھ اس اشارے کو دیکھتے ہی آہستہ آہستہ قریب آنے لگی۔ شنو اس کے ساتھ تھی۔ "ایکس کیوزمی' یور ایکسی لنسی۔" کہہ کر اس نے الماری سے دو گولیاں نکالیں اور گلاس میں پانی لے کر میرے پاس آئی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے گولیاں لے کر پانی کے گھونٹ سے نگلیں اور اتنا برا منہ بنایا جیسے زہر کھا لیا ہو۔ حالانکہ یہ صرف وٹامن بی کمپلیکس کی گولیاں تھیں جنہیں کھا کر میں دستر خوان کا شیر بن جایا کرتا تھا۔ گلاس کینتھ کو لوٹا کر میں نے شنو کی طرف دیکھا۔ "اچھا شنو---- شام کو پانچ بجے تمہیں بنگلہ دکھائیں گے۔" اس نے چلنے کا

وعدہ کیا اور وچترا کو لے کر چلی گئی۔ کینتھ نے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ میرا خیال تھا ہرہائی نس کے ساتھ ریکھا ہو گی اور اسی لئے میں نے وچترا کو چکر میں ڈال کر یہ جاننا چاہا تھا کہ ان کے ساتھ دوسری عورت کون تھی---- لیکن یہ خود وچترا تھی اور اس سے کچھ اگلوانے کی کیا امید ہو سکتی تھی۔ مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔

شام کو پانچ بجے میں کینتھ کے ذریعے انہیں سیر کا پروگرام ملتوی کرنے کی اطلاع دے کر رنواس پہنچ گیا۔ سروج نے مالتی دیوی' ونمالا اور ہنسراج کے' دو تین دن میں پارہ گڑھ سے آنے کی اطلاع دی۔ میں نے ونمالا اور ہنس راج کو نہیں دیکھا تھا' حدود اربعہ دریافت کیا تو سروج نے بتایا "ہنس راج' گجراج کا چھوٹا بھائی ہے اور ونمالا اسکی جرمن بیوی ہے۔ جس کا اصلی نام ہندی میں ایک گالی ہونے کے باعث بدل کر ونمالا کر دیا گیا۔ یہ حال ہی میں جرمنی سے آئے ہیں۔" میں نے کہا۔ "پھر تو انہیں آنا ہی تھا۔" مسکرا کر کہنے لگی۔ "سچ کہنا کرن' تمہیں ان کا آنا ناگوار تو نہیں----؟" میں نے کہا۔ "ایسی باتیں سچ نہیں پوچھی جایا کرتیں---- سروج---- نہ سچ بتائی جا سکتی ہیں۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔ آنے والوں کے مزاج اور خصائل پر منحصر ہے۔ بہر کیف سچ صرف یہ ہے کہ میں ہر نئے آنے والے سے گھبراتا ہوں۔ خصوصاً" اس سے جس کا تعلق براہ راست میری اور تمہاری ذات سے ہو۔" وہ مسکرا دی گود میں گر گئی۔ میں نے اسے بھینچ کر چوم لیا۔ دونوں ہاتھوں سے میرا سر اوپر اٹھاتی ہوئی کہنے لگی۔ "کرن تمہاری صاف گوئی سے میں بڑے نقصان میں ہوں۔ اجیتا دیدی کے سلسلے میں تمہیں کبھی معاف نہ کرتی اگر تم نے سچ نہ کہہ دیا ہوتا۔ اب یہ انہی کی دوسری بہن آ رہی ہیں جو ان سے بھی کہیں تیز ہیں---- وعدہ کرو----" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم کتنی بھولی ہو ڈارلنگ وعدے پر یقین رکھنے کے بجائے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرو۔ کسی کو اتنا موقع نہ دو کہ تنہائی میں مجھ سے مل سکے۔ ڈیٹس آل۔" وہ کھلکھلا کر لپٹتی ہوئی بولی۔ تم کتنے پیارے ہو کرن---- اپنا علاج خود ہی بتا رہے ہو۔" میں نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھراتے ہوئے کہا۔ "میں اپنی کمزوری سے واقف ہوں ڈیئر---- پیش قدمی کبھی نہیں کرتا لیکن پیش قدمی کرنے والوں سے فرار بھی حاصل نہیں کر سکتا امید ہے سمجھ گئی ہو گی۔" وہ "تھینکس" کہتی ہوئی اٹھی اور میرا ہاتھ پکڑ کے ڈرائنگ روم کی طرف چل دی۔

دو روز بعد پارہ گڑھ سے متوقع مہمان شام کے سات بجے شردھام پہنچ گئے----

رات کا کھانا سب نے ہزہائی نس کے ساتھ کھایا۔ ہنس راج کی جرمن بیوی نے ہماری شادی پر حاضر نہ ہو سکنے کی معذرت کے بعد دولہا دلہن کے لئے لائے گئے تمام تحفے ہزہائی نس کی خدمت میں پیش کئے اور انہوں نے سروج کے حوالے کر دیئے۔ رات کو گیارہ بجے تک ڈرائنگ روم میں باتیں ہوتی رہیں۔ ونمالا اپنے شوہر سے آٹھ [illegible] ئی چھریرے جسم

والی عورت تھی۔ اس کے جسم کو ساڑھی سے اور زبان کو انگریزی سے وہی تعلق تھا جو ایک دھوتی پرشاد کو ترکی ٹوپی پہن کر عربی زبان سے ہو سکتا ہے۔ بحیثیت مجموعی وہ ایکسپلوسیو تھی۔ کاش وہ اسکرٹ پہن کر ہندی بول سکتی۔ مصلحتاً میں زیادہ تر مالتی کی طرف متوجہ رہا۔ ہم زبان ہونے کے علاوہ وہ نہایت خوش مزاج تھیں اور ویسے بھی ان حدود سے آگے نکل چکی تھیں' جہاں عورت کی خوش مزاجی اور التفات کو کوئی اور معنی دیئے جا سکتے ہیں۔ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب مہمانوں کو ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا اور محفل برخاست ہو گئی۔

دوسرے روز سہ پہر کی چائے پر پاپا کے ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے ساتھ پہنچی تھی۔ میں ساڑھے تین بجے پہنچا تو پاپا' ممی اور شنو کے سوا سب وہاں موجود تھے۔ میں نے مالتی دیوی کی طرف دیکھ کر پرنام کیا اور سروج کے برابر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہنس راج نے غور سے میری طرف دیکھا۔ میں نے سلام کیا تو رسمی سا جواب دیکر کہنے لگے۔ "ارے---- ونمالا ڈیئر---- یہ تو ہمیں پہچانتے ہیں۔"

میں اس کے لہجے سے سمجھ گیا۔ گھپلا ہو گیا---- مسکرا کر کہا۔ "تو کیا مجھے آپ کو نہیں پہچاننا چاہئے ہنس راج جی----؟" اس نے جھک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا بارہ بجے آپ سب کو بھول جاتے ہیں؟" سب کی نگاہیں میری طرف مرکوز ہو گئیں۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "آئم سوری آج گیارہ بجے مجھ پر شدید دورہ پڑا تھا۔ مجھے ڈیڑھ دو بجے تک کا کوئی واقعہ یاد نہیں۔" سروج نے گھبرا کر میری طرف دیکھا۔ میں نے کرسی سے پشت لگا کر کہا۔ "اب میں بالکل ٹھیک ہوں سروج----"

سروج کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے گردن جھکالی۔ میں نے آہستہ سے کہا۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں سروج گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔" اسی وقت پاپا اور ان کے ساتھ ممی' شانتا اور کرنل ماما اندر داخل ہوئے---- پاپا نے مسکرا کر کہا۔ "ہیلو---- ہیلو---- ہیلو----" سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے سب کے چہروں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا "کیا بات ہے---- تم سب خاموش کیوں ہو----؟"

میں نے کہا۔ "کچھ نہیں پاپا دوپہر کو میری طبیعت خراب ہو گئی تھی شاید اسی دوران ہنس راج جی وہاں پہنچ گئے۔ نہ معلوم میں نے کیا کہا اور انہوں نے کیا سنا----!"

"اوہ!" انہوں نے کہا۔ "اب کیسے ہو----؟" میں نے کہا۔ "اب بالکل ٹھیک ہوں پاپا---- بالکل ٹھیک----" انہوں نے ماما کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کرنل یہ کیا بات---- تین چار مہینے کے بعد پھر اٹیک ہو گیا۔"

ماما نے سر جھکا کر کہا۔ "مس کینتھ سے دریافت کرتا ہوں۔ کرن سے کوئی نہ کوئی بدپرہیزی ضرور ہوئی ہے----" وہ چلنے لگے۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "کرنل اب ان کو

چائے---- خالی چائے پلا کر اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔" ماما چلتے چلتے پلٹ گئے۔

میں نے کہا۔ "میں بالکل نارمل ہوں پاپا---- مس کینتھ نے انجکشن دے دیا ہے۔ میں سب کچھ کھانے پینے کی اجازت پانے کے بعد ہی یہاں آیا ہوں۔" پاپا نے کہا۔ "کرن صرف چائے پیو کرن اور کرنل کے ساتھ اپنے کمرے میں جاکر آرام کرو۔"

ہنس راج نے میری ہی نہیں' سب کی چائے کا مزا کرکرا کر دیا۔ سروج بھی صرف چائے پی کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ مالتی دیوی اور ہنس راج وغیرہ کے علاوہ کئی اور راجکماریاں اس کے ساتھ ہو لیں۔ میں ماما کو اپنے کمرے کی طرف روانہ کر کے سروج کو تسلی دینے کے لئے اس کے ساتھ گیا اور جب وہ ہنسنے لگی تو اپارٹمنٹ کو چل دیا۔ کرنل ماما' رشی اور کینتھ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی کینتھ نے کہا۔ "ویلڈن کرن۔" پھر کرنل ماما پر نظر پڑتے ہی شرما کر بولی "آئم سوری' یور ایکس----" رشی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "دیٹس آل رائٹ لیڈی---- غلطی میری تھی۔" میں نے اس کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "کوئی غلطی نہیں رشی چاند---- میں تمہاری ہر غلطی کو مٹا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک سکتا ہوں---- کیا ہوا تھا؟" اس نے مجھے کھینچ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ایک مرد اور ایک عورت تم سے ملنے آئے تھے---- کون تھے وہ؟"

"نیور مائنڈ----" میں نے ہنس کر کہا۔ "آگے چلو----" کہنے لگا۔ "میں نے گرین لائٹ سوئچ دبا دیا۔ سنتری نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بھیج دیا۔ میں نے انہیں ڈانٹ کر بھگانا چاہا وہ دونوں پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے صوفے پر بیٹھنے لگے۔ میں نے چیخ کر سنتری کو بلایا اور انہیں باہر نکلوا دیا۔ معلوم نہیں کون تھے----؟"

میں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا۔ "مائی ڈیئر رشی---- تم نے یہ نہیں سوچا راج محل میں اپنے رشتہ داروں کے سوا کون داخل ہو سکتا ہے۔ وہ تمہارا سالا تھا اور اس کے ساتھ اس کی وائف تھی۔ دونوں جرمنی سے تمہیں ملنے آئے تھے۔"

"میرا سالا؟" اس نے ایک دم جھلا کر کہا۔ "میرا سالا؟ جرمنی سے؟ آر یو آل رائٹ کرن؟" میں نے پھر اس کو گھسیٹ کر سینے سے لگا لیا۔ وہ پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "کرن یہ چکر میری سمجھ میں نہیں آیا---- میرا کوئی سالا نہیں۔" میں نے کہا۔ "اچھا تمہارا کوئی سالا نہیں---- وہ میرا سالا تھا۔ بتاؤ تمہارا کیا ہوا----؟"

"ڈیم اٹ----" وہ پیچھے سرکتا ہوا بولا---- تم سب فراڈ ہو---- ماما تم بھی---- پاپا بھی اور یہ کینتھ بھی۔"

"اوکے---- اوکے---- ہم فراڈ ہیں----" میں نے بگڑ کر کہا۔ "تم اگر ستیہ وادی ہریش چندر بن کر زندہ رہنا چاہتے ہو تو بھنگی بننا پڑیگا۔ یہ کل جگ ایسے حق پرستوں کو

راجہ کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا۔ سوچ کر بتاؤ راج محل میں رہنا چاہتے ہو یا کسی دھرم شالہ میں؟" وہ ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سینہ تان کر بولا۔ "وہاٹ ڈو یو مین----؟" میں نے اٹھ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ "آئی مین---- تمہارا کیریکٹر شہزادوں جیسا نہیں ہے۔ اپنا طرز عمل بدلو یا سادھو بن جاؤ اور کسی پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ کر الکھ نرنجن---- الکھ نرنجن چیخا کرو۔ تاکہ تمہاری آواز بھگوان کے کانوں تک پہنچ سکے لیکن یاد رکھو وہ وہاں سے بھی نہ سن سکے گا۔ وہ آج کل سائنس لیبارٹری میں آئن اسٹائن کے نظریہ اضافت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہے۔" وہ بے ساختہ ہنس دیا اور بولا۔ "وہاٹ اے ڈیول یو آر کرن۔" میں نے سر جھکا کر ڈرامائی انداز میں کہا۔ "تھینکس فار کمپلی مینٹس لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی---- میں اگر تمہیں پرنس نہ بنا سکا تو خودکشی کر لوں گا اور سچ مچ کا شیطان بن کر زندگی بھر ستاتا رہوں گا۔" اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھے سینے سے لگا لیا اور میرے منہ پر رخسار رکھ کر کہنے لگا۔ "نہیں کرن---- ایسا غضب نہ کرنا میری جان۔ میں ایک منٹ میں تڑپ کر مرجاؤں گا۔ خدا کے لئے بتاؤ تم کیا چاہتے ہو---- میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں----؟"

میں نے کینتھ کی طرف دیکھ کر ڈرنک لانے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیٹھ جاؤ---- بتاتا ہوں---- ان دی میں ٹائم---- ماما سے معافی مانگو تم نے انہیں بھی فراڈ کہا ہے۔" اس نے جھک کر کرنل کے گھٹنوں کو ہاتھ لگایا اور انہوں نے اس کو اٹھا کر سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ "وٹیس آل رائٹ مائی کڈ۔" وہ ہنس کر میرے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔ "بس کرن---- اب تو خوش ہو نا؟ بتاؤ کیا کہہ رہے تھے----؟" کینتھ نے ٹرے لا کر رکھ دی اور میں نے گلاس اٹھا کر دیتے ہوئے کہا---- "پیو----!" اس نے آہستہ آہستہ چند گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا اور سنبھل کر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "ناؤ ڈیئر۔"

میں نے کہا۔ "ہماری عدم موجودگی میں کسی سے نہ ملاقات کرو گے نہ ٹیلیفون پر بات کرو گے۔ اتفاقیہ طور پر سامنے آنے والے ہر اجنبی کو اہم شخصیت سمجھو گے---- کیونکہ غیر اہم آدمی تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتا---- جو بات سمجھ میں نہ آئے اس کے لئے پاپا سے، ماما سے، مجھ سے یا کینتھ سے مشورہ کرو گے دیٹس آل۔" اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایگریڈ----" میں نے مسکرا کر ماما کی طرف دیکھا اور وہ اس کے سر پر ہاتھ پھرا کر چل دیئے۔ میں نے کینتھ کی طرف دیکھا۔ اس نے اسکاچ کی بوتل نکال کر میز پر رکھ دی اور ہم دیر تک پیتے رہے---- رشی کا موڈ بالکل تبدیل ہو چکا تھا اور وہ بات بات پر قہقہے لگا رہا تھا۔ ایسے میں ٹیلیفون کی گھنٹی نے ہمیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے بڑھ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ "پاپا---- آداب عرض۔" ہزہائی نس نے کہا۔ "کرن کیا تم کھانا ہمارے ساتھ کھا سکتے ہو----؟" میں نے جواب دیا۔ "حاضر ہوتا ہوں کرنل ماما

نے آپ کو سب کچھ----"

"بتا دیا----" انہوں نے میرا جملہ پورا کر دیا۔ میں نے کہا۔ "پاپا---- یہاں سب کچھ ٹھیک ہو چکا ہے اور جو کچھ نہیں ہوا ہے وہ میں کر لوں گا لیکن آپ ایسا انتظام کریں کہ موم یا سسٹر ایک سیکنڈ کے لئے بھی ہنس راج یا ونمالا وغیرہ سے تنہائی میں نہ مل سکیں---- وہ میری طرف سے مشکوک ہیں اور ذرا سے اشارے میں----"

"سمجھے----" انہوں نے میری بات پوری ہونے سے پہلے کہا۔ "ریکھا کچھ کر سکتی ہے؟" میں نے کہا۔ "بہت کچھ پاپا لیکن عرصہ ہوا میں اس سے بات نہیں کر سکا ہوں---- اس لئے کوئی---- ایک نہیں نہیں بلکہ دو تین تعلیمیافتہ لڑکیاں جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہو ہر وقت ان کے ساتھ رہنی چاہیں تا کہ وہ انگریزی میں بھی کوئی اشارہ نہ کر سکیں۔ ورنہ پھر---- آپ کو مجھے جھیل کی آبادی میں دو تین کا اضافہ کرنے کی اجازت دینی ہو گی۔" انہوں نے کمزور سی آواز میں کہا۔ "نہیں کرن---- ہم تمہاری پہلی بات پر عمل کریں گے۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے پاپا---- میں حاضر ہو رہا ہوں---- آداب عرض۔"

میں کینتھ کو ساتھ لے کر ڈرائنگ روم پہنچا تو یہاں سہ پہر سے زیادہ ہجوم تھا۔ ہزہائی نیس' مہارانی' شنو اور کئی راجکماریاں میز پر بیٹھی ہوئی مہمانوں سے باتیں کر رہی تھیں۔ ونمالا اور سروج کے درمیان دو کرسیاں خالی رکھی گئی تھیں۔ میں سلام کر کے کینتھ کے ساتھ سروج کی برابر والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے نظریں اٹھا کر دیکھتے ہوئے آہستہ سے سوال کیا۔ "اب تم کیسے ہو----؟" میں "فائن" کہہ کر ونمالا اور ہنس راج کی طرف متوجہ ہو گیا ونمالا' کینتھ سے باتیں کر رہی تھی جو میرے متعلق ہی تھیں۔ میں نے ہنس راج کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں ایک بار پھر اپنے طرز عمل کی معذرت چاہتا ہوں ہنس راج جی۔" وہ "فارگیٹ اٹ کرن۔" کہہ کر کینتھ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ہزہائی نس نے کہا۔ "مس کینتھ آج کرن کیا کیا چیزیں کھا سکتے ہیں----؟" اس نے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "یورہائی نس' کراکری اور کٹلری کے علاوہ ہر چیز جو میز پر نظر آ رہی ہے۔" ہزہائی نس نے ہنس کر کہا۔ "تھینک گاڈ---- اینڈ گوا ہیڈ۔" سب نے کھانا شروع کر دیا۔ مہارانی نے کھانے کے دوران کئی بار رسمی مزاج پرسی کی اور زیادہ کھانا نہ کھانے کی تاکید کرتی رہیں۔ کھانا ختم ہونے کے بعد میں کینتھ کی معیت میں سروج کو رنواس چھوڑنے گیا اور تھوڑی دیر باتیں کر کے اپنے اپارٹمنٹ میں آ گیا۔ ہمارے پہنچنے کے بعد کرنل رشی کو بیڈ روم میں پہنچا کر چلے گئے۔

دوسرے دن ونمالا اور ہنس راج دوپہر کو پھر مجھ سے ملنے کو آئے۔ اب ان کا سواگت کرنے کو رشی نیبر' میں موجود تھا۔ میں نے عملاً گزشتہ غلطی کی تلافی کر دی اور

ایک گھنٹے کے بعد جب وہ واپس ہوئے تو ان کا دل میری طرف سے صاف ہو چکا تھا۔ شام کو چار بجے میں انہیں جھیل کی سیر کو لے گیا اور دو تین گھنٹے کشتی میں بیٹھ کر مچھلی کا شکار کرانے کے بعد ہم کھانے کے وقت واپس ہوئے۔

صبح آٹھ بجے ناشتہ کر کے میں مہمانوں سے ملنے کے لئے سروج کے اپارٹمنٹ میں پہنچا تو مالتی دیوی سروج کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے انہیں سلام کیا تو کہنے لگیں۔ "اچھا ہوا کرن تم خود یہاں آ گئے۔ ہم آج گھر جا رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ماسی جی کیا یہ آپ کا گھر نہیں؟" ہنس کر سر پر ہاتھ پھراتی ہوئی بولیں۔ "کرن بیٹے---- شاید میں غلط جملہ بول گئی۔ گھر کیوں نہیں ہے۔ میرا مطلب تھا ہم پارہ گڑھ جا رہے ہیں۔ یہ بتاؤ تم دونوں کب آؤ گے----؟" میں نے کہا۔ "اگلے مہینے تک---- ضرور میرا دل گھبرانے لگے گا اور پھر آپ جانتی ہیں۔ ملا کی دوڑ مسجد۔ پارہ گڑھ نہیں آئیں گے تو بمبئی تو جانے سے رہے۔" وہ بے ساختہ ہنس پڑیں سروج کی طرف دیکھ کر بولیں---- "سروج تم ہمارے ساتھ چلو بیٹی---- اس کرن کی باتیں تو اتنی پیاری ہیں کہ جی چاہتا ہے ہمیشہ سنتی رہوں۔" سروج ہنسنے لگی۔ اسی وقت ونمالا اور ہنس راج کمرے میں داخل ہوئے اور مجھے دیکھ کر بولے۔ "اچھا ہوا کرن---- تم مل گئے' ہم جا رہے ہیں۔" ونمالا نے پرس کھول کر ایک لفافہ نکالا اور میری طرف ہاتھ بڑھایا۔ میں نے کہا۔ "انوی ٹیشن لیٹر----؟" مسکرا کر کہنے لگی۔ "سپر ٹیکس----" میں نے لفافہ سروج کی طرف منتقل کر دیا۔ چند منٹ باتیں کرنے کے بعد وہ رخصت ہو گئے۔ میں انہیں نیچے تک چھوڑنے آیا۔ اسی شام رشی کرنل ماما کے ساتھ میرے اپارٹمنٹ میں آیا اور کہنے لگا۔ "کرن کیا میں یہاں نظر بند ہوں؟" میں نے حیرت زدہ ہو کر ماما کی طرف دیکھا۔ وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئے۔ رشی نے تھوڑی دیر انتظار کر کے میرے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ "کرن میں نے تم سے سوال کیا تھا۔" میں نے کہا۔ "کیا میں ماما سے بہتر جواب دے سکتا ہوں رشی----"

وہ بولا---- "کرن ڈپلو میٹک جواب نہ دو---- میرا دماغ خراب ہو جائے گا۔"

میں نے کہا۔ "ڈیرسٹ' اس سے زیادہ کیا خراب ہو گا کہ تم خود کو نظر بند سمجھنے لگے ہو۔ خیر بولو کیا چاہتے ہو----؟" بگڑ کر بولا۔ "سیر کو جانا چاہتا ہوں۔"

"خوب" میں نے کہا۔ "پچھلی مرتبہ سیر کو گئے تھے تو کیا ہوا تھا بھول گئے---- پھر وہی تماشا دیکھنے کو دل چاہتا ہے کیا----؟" وہ بولا۔ "تم میرے ساتھ چلو----" ماما نے کہا۔ "بڑی اچھی باتیں کر رہے ہو رشی----" کہنے لگا۔ "ماما---- پلیز شٹ اپ ناؤ۔" میں نے آگے بڑھ کر کہا۔ "شیم شیم---- رشی---- شیم ٹو یو---- ماما کو شٹ اپ کہہ رہے ہو۔" وہ بولا۔ "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں ضرور باہر جاؤں گا---- اور اگر تم نے روکنے کی کوشش کی تو تمہارا----" اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور جھپٹ کر ریسیور اٹھا

لیا۔ "میں پاپا سے بات کروں گا۔ ہیلو پاپا' میں رشی بول رہا ہوں' لیں رشی ہاں پاپا---- میں سیر کو جانا چاہتا ہوں---- گاڑی بھجوایئے---- ہیں---- ماما---- بھی ہیں---- دونوں مل کر میرا دماغ خراب کر رہے ہیں---- اچھا آ جایئے---- لیکن گاڑی کے لئے حکم دے کر آیئے---- اچھا---- ماما جی کو دیتا ہوں۔" اس نے ریسیور ماما کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ریسیور لے لیا اور باتیں کرنے لگے۔ میں نے کہا۔ "رشی' مائی ڈیئر اتنی ضد کیوں کر رہے ہو----؟" اس نے جواب دینے کے بجائے میری طرف سے منہ پھرا لیا۔ کرنل ماما نے چند جملے تبدیل کئے اور ریسیور کریڈل پر رکھ کر کہا۔ "جاؤ رشی---- اجازت مل گئی---- مس کینتھ کو ساتھ لیتے جاؤ----" اس نے کینتھ کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کم آن----" کینتھ اس کے ساتھ چلنے لگی' دروازے کی طرف جاتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "یو آر اے بلڈی کاورڈ۔" میں کرنل ماما کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔ میں نے بڑھ کر الماری سے دو گلاس اور اسکاچ کی بوتل نکال کر میز پر رکھی۔ کرنل نے کہا "کرن---- مائنڈ نہ کرنا بیٹے---- آج رشی کچھ زیادہ ہی بہک رہا تھا----" میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "آیئے ماما جی آپ کی صحت کا جام پئیں' رشی کی بات چھوڑیئے---- اسے کیا معلوم کہ میں اس کے لئے کتنا بڑا بلیدان دے رہا ہوں۔"

"برخوردار" انہوں نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "یہ مجھ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا---- اور میں---- میں تمہیں مہاپرش مانتا ہوں" میں نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ماما' آپ میرے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں لیکن پھر بھی بہت کچھ نہیں جانتے۔ میں کلیجے پر چھریاں کھا کر اسے مسکراہٹیں دے رہا ہوں---- اپنی ریاست کو چھوڑ کر اس کی ریاست کی حفاظت کر رہا ہوں---- اپنے ضمیر کے کچو کے کھا کر اس کا وجود ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" ماما نے گلاس پر نگاہیں گاڑتے ہوئے کہا---- میں سمجھتا ہوں میرے چاند---- میں سمجھتا ہوں---- میں اس سے آگے بھی کچھ سمجھ سکتا ہوں---- خیر' دھیرج رکھو' دھیرج کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔" انہوں نے گلاس سے گلاس ٹکرایا۔ " ماما کی صحت کے نام" کہہ کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا---- دو تین گھونٹوں میں خالی کر کے پھر اور خالی کر دیا۔ کرنل ماما نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور خود انڈیل کر پینے لگے۔ دو تین دور چلنے کے بعد انہوں نے کہا۔ "زیادہ نہ پیو کرن---- کھانے کے بعد چاہے ایک دو پیگ اور پی لینا۔" میں نے "بہتر ہے" کہہ کر گلاس رکھ دیا اور سگریٹ نکال کر سلگایا' وہ اٹھ کر ٹہلنے لگے۔ میں نے انکی آنکھ بچا کر گلاس میں انڈیلی اور اٹھا کر پینے لگا۔ وہ گردن جھکائے ٹہلتے رہے۔ میں پیتا رہا---- آخر ان کی نظر پڑ گئی۔ مسکرا کر بولے۔ "کرن' شاید تم نے رشی کی بات کو بہت شدت سے محسوس کیا ہے۔"

میں نے گلاس خالی کر کے رکھ دیا اور بزر دبایا۔ کرنل نے میری طرف دیکھا۔ میں رسٹ واچ دیکھنے لگا' مجھے خاموش دیکھ کر انہوں نے کہا۔ "تم نے کس کو بلایا کرن؟" میں نے کہا۔ "یہ نوکروں کو کھانا میز پر لگانے کا اشارہ ہے ماما۔"

میں دس منٹ بعد ان کو کھانے کے کمرے میں لایا۔ میز پر کھانا لگا ہوا تھا۔۔۔۔ اور کمرے میں کوئی نوکر نہ تھا۔ کرنل نے میز پر بیٹھتے ہوئے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ میں نے کھانے سے خوان پوش اٹھا کر کہا۔۔۔۔ "کھایئے ماما جی۔" انہوں نے نفی میں گردن ہلائی' میں نے کھانا شروع کر دیا۔۔۔۔ وہ بیٹھے دیکھتے رہے۔ چند لقمے کھانے کے بعد میں نے بوتل اٹھا کر گلاس بھرا اور پینے لگا۔ انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر کہنے لگے۔

"کرن۔۔۔۔ آج تم میری سمجھ میں نہیں آ رہے ہو۔ کیا بات ہے؟"

میں نے کہا۔ "کیوں' ماما جی' میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔"

"انہوں نے پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "تم کچھ بے چین ہو۔۔۔۔ تمہاری حرکات کچھ غیر اختیاری سی ہیں۔۔۔۔ کہیں زیادہ تو نہیں ہو گئی۔"

میں نے "جی نہیں" کہہ کر پھر کھانا شروع کر دیا۔ انکی نظریں میرے چہرے پر جم کر رہ گئیں۔ میں کھاتے کھاتے رک گیا۔ مسکرا کر بولے "کیا ہوا؟" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "معلوم نہیں ماما جی۔۔۔۔ کھانا بھی نہیں کھایا جا رہا۔۔۔۔ شاید آپ سچ کہہ رہے ہیں۔۔۔۔ میں کچھ بے چین ہوں۔"

"بزدلی کے طعنے کا تو اثر نہیں؟"

میں نے مسکرا کر کہا۔ "کمال کر دیا ماما جی رشی کی بات کا اثر لے سکتا ہوں؟ نہیں یہ تو کچھ اور ہی بات ہے جو۔۔۔۔ دل میں ہے لیکن الفاظ بن کر زبان پر نہیں آ رہی۔"

کرنل نے بایاں ہاتھ گھما کر گھڑی پر نظر ڈالی۔ میں نے گلاس منہ سے لگایا اور دو گھونٹوں میں خالی کر کے میز پر رکھ دیا۔ سگریٹ سلگایا اور پھر انڈیلنے لگا۔ کرنل نے ہاتھ بڑھا کر بوتل پکڑ لی اور کرسی سے اٹھ کر کہنے لگے۔ "کرن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔۔ چھوڑو اسے" میں نے بوتل چھوڑ دی اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ بولے۔ "خودکشی کرنا چاہتے ہو تو اور بہت طریقے ہیں کرن۔۔۔۔ لیکن کیوں؟"

میں گردن جھکا کر دروازے کی طرف چلنے لگا۔ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے باہر نکلے میں نے ڈرائنگ روم تک پہنچنے میں دو مرتبہ دیوار کا سہارا لیا۔ اسکاچ میرے سر پر مسلط ہو چکی تھی اور میں زمین اوپر اٹھتی ہوئی محسوس کر رہا تھا۔ کرنل ماما نے اس وقت مجھے سہارا دینے کی ضرورت محسوس کی جب میں صوفے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ انہوں نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "آخر طبیعت خراب ہو گئی نا؟"

میں نے پاؤں پھیلا کر پشت گاہ سے کمر لگاتے ہوئے کہا "نہیں ماما جی۔۔۔۔ میں اب

پہلے سے بہتر ہوتا جا رہا ہوں' آپ نیچے جا کر دیکھئے رشی اور کینتھ لوٹے یا نہیں؟"

"ہاں' ساڑھے سات ہونے والے ہیں۔" انہوں نے کہا۔ "اس وقت تو انہیں یہاں ہونا چاہئے تھا۔ آؤ تمہیں بیڈ روم میں پہنچاتا جاؤں---- سو جاؤ تو اچھا ہے۔" میں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ "تمہاری مرضی" کہہ کر اٹھے اور باہر نکل گئے۔ میں نے سگریٹ ایش ٹرے میں پھینکا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

میری آنکھ کھلی تو دن چڑھ چکا تھا۔ کھڑکیوں سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ نو بجنے میں دو منٹ باقی تھے۔ خود کو صوفے پر دیکھ کر رات کے تمام واقعات یاد آنے لگے میں چونک کر اٹھ کھڑا ہوا اور خادمہ کو بلانے کے لئے بزر دبایا۔ کئی مرتبہ گھنٹی دینے پر بھی کوئی جواب نہ ملا تو کینتھ کو آواز دے کر بلانا چاہا---- لیکن معاً کسی خوف سے یہ ارادہ ترک کر دیا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل کر اس کے کمرے میں پہنچا' بستر خالی تھا۔ کینتھ کا کہیں پتا نہ تھا---- ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ یہاں بھی کوئی نہ تھا۔ رات کے کھانے کی تمام پلیٹیں اسی طرح میز پر رکھی ہوئی تھیں۔ جس حالت میں ہم چھوڑ کر اٹھے تھے۔ مجھے حیرت تھی کہ سب کہاں چلے گئے۔ خادماؤں کے کمرے میں جا کر دیکھا یہاں کوئی نہ تھا۔ باورچی خانے میں بھی سناٹا تھا---- رشی کو کوئی حادثہ پیش آ جانے کے اندیشے سے میرا دماغ چکرانے لگا بمشکل دیوار کا سہارا لے کر خود کو سنبھالا اور ایک گلاس پانی پیا' کچھ حواس درست ہوئے تو ریڈنگ روم کے راستے رشی کے اپارٹمنٹ میں داخل ہوا' تمام کمرے سائیں سائیں کر رہے تھے۔ میرا شک یقین میں بدلنے لگا۔ صدر دروازہ کھول کر دیکھنا چاہا تو باہر سے مقفل تھا دیر تک کان لگائے کھڑا رہا۔ باہر کسی کے چلنے پھرنے کی آہٹ تک نہ تھی۔ آخر اپنے ڈرائنگ روم میں آ کر پاپا کو ٹیلی فون کرنے کے لئے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ ٹیلی فون ڈیڈ تھا۔ کسی قسم کی کوئی آواز نہ تھی جھلا کر پٹخ دیا۔ میں ہر طرف سے مایوس ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا اور سگریٹ سلگا کر صورتحال پر غور کرنے لگا۔ دو تین گھنٹے گزر گئے اور میں اس کے سوا کچھ نہ سوچ سکا کہ شاید رشی اب اس دنیا میں نہیں ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں کہاں ہوں۔ اس کے بعد میرا وجود تو ریاست کے لئے---- میں اس سے آگے کچھ نہ سوچ سکا۔ اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا اور ڈرائنگ روم میں جا کر رات کی رکھی ہوئی مٹھائیاں اور پھل وغیرہ کھائے۔ اسکاچ کے تین پیگ پیے اور سگریٹ سلگا کر خواب گاہ میں آ گیا۔ اب میں بہتر طریقے پر سوچ سکتا تھا۔ رشی کو کسی حادثے یا حملے کا شکار ہو جانے کے متعلق اب کسی شک کی گنجائش نہ تھی۔ ممکن تھا کہ کینتھ بھی اس کے ساتھ ختم ہو گئی ہو---- اور ---- اگر---- لیکن دروازے مقفل ہونے اور ٹیلی فون کاٹ دیئے جانے کے بعد اب کسی اگر مگر کی بہت کم

گنجائش تھی۔ مجھے اپنی زندگی۔۔۔۔ خطرے میں دکھائی دینے لگی۔ رشی کے مارے جانے کے بعد میرے زندہ چھوڑ دیئے جانے کے امکانات بہت کم تھے کیونکہ مجھے صرف اسی صورت میں زندہ رکھا جا سکتا تھا کہ جب مہاراجہ مجھے رشی کی جگہ پلانٹ کرنے پر رضامند ہوں لیکن سوال یہ تھا کہ رشی کی موت کا واقعہ منظرِ عام پر آنے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کس طرح ثابت کیا جا سکتا تھا۔ اس لئے ننانوے فیصد امکان یہی تھا کہ مجھے خفیہ طریقے سے ڈسپوز آف کر دیا جائے۔

اس خیال کے ساتھ میں چونک کر بستر سے اٹھ کھڑا ہوا اور شہزادگی کا لباس پہن کر نعیم بننے کا تہیہ کر لیا۔ میرے اپارٹمنٹ میں اس وقت بھی دو آٹومیٹک پستول' انکے درجنوں ری فلز اور ایک الیون شاٹ ونچسٹر رائفل مع دو سو کارتوسوں کے موجود تھی۔ لاکھوں روپیہ نوٹوں اور جواہرات کی شکل میں تھا' اسٹور روم اشیائے خورد نوش سے بھرا پڑا تھا۔ ولایتی شراب کی درجنوں بوتلیں میری اور کمنتھ کی الماریوں میں بھری پڑی تھیں۔ راج محل میں میرے دو قابلِ اعتماد ہمدرد موجود تھے' جن کے خلوص و محبت پر شک کرنا میرے لئے کفر کے مترادف تھا۔ ایک کرنل ماما جو میرے لئے باپ کا درجہ رکھتے تھے۔ دوسری سروج' بشرطیکہ اس کو میرے زندہ ہونے کا پتا چل جائے تیسری ریکھا تھی جس سے بہت سی توقعات وابستہ کی جا سکتی تھیں' میرے ذرائع وسائل کافی سے زیادہ تھے اور پھر قوت خداداد۔۔۔۔ نعیم کو ختم کرنے کے لئے ہزہائی نس کو۔۔۔۔ اگر وہ میری تمام قربانیوں کو نظرانداز کر دیں اور اپنی تمام پدرانہ محبت اور وعدوں کو فراموش کر کے مصلحت کے سامنے سر جھکا دیں تو۔۔۔۔ نعیم کو ختم کرنے کے لئے انہیں جلادوں کی نہیں ملک الموت مجسم کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت تھی۔ ڈیم۔۔۔۔ اٹ۔۔۔۔ اگر ایسا ہو ہی گیا تو۔۔۔۔ یہ سب محض کھلونے ہیں۔ جنھیں ہزار طریقے سے توڑ پھوڑ کر پھینکا جا سکتا ہے۔۔۔۔ نعیم ملک' گورنر کی امانت۔۔۔۔ جن کا ایک ٹیلی فون ایک چار سطری پیغام ریذیڈنسی کو حرکت میں لا سکتا ہے۔

اس احساس نے میرے دل کو تقویت بخشی۔ میں نے شیو اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر تمام دروازے اندر سے لاک کئے۔ باورچی خانے میں جا کر اسٹو جلایا۔ چار پانچ انڈوں کا آملیٹ بنایا اور ڈبل روٹی نکال کر کھڑے کھڑے کھانے لگا' بغیر دودھ کی چائے بنا کر پی اور بیڈ روم میں آ کر سو گیا۔ مجھے معلوم نہیں میری آنکھ کس وقت لگی اور کتنی دیر سوتا رہا لیکن جس وقت کال بیل کی جھنجھناہٹ سے میری آنکھ کھلی تو اس وقت کمرے میں اندھیرا تھا۔ میں نے بستر سے اٹھ کر روشنی کی اور تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر صدر دروازے کی طرف چل دیا دروازے کا سرخ بلب میری رہنمائی کر رہا تھا۔ میں نے بولٹ سرکایا اور آہستگی سے کواڑ کھول کر ایک طرف ہو گیا۔ آنے والے کرنل ماما تھے نگاہیں ملتے ہی میرا پستول والا ہاتھ خود بخود نیچے چلا گیا۔ "ماما" میری زبان سے بے اختیار نکلا۔ انہوں نے

دروازہ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر مجھے سینے سے لگا لیا۔
میں نے ان کی سسکیاں سن کر کہا "یہ سب کیا ہے ماما----؟ رشی"
انہوں نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "رشی کہاں ہے میرے لال---- ہمارا تو سب کچھ لٹ گیا۔" میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔ انہوں نے مجھے ہاتھوں سے پھسل کر گرتے گرتے سینے سے چمٹا لیا اور آہستہ آہستہ ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگے۔ کمرے میں آتے ہی روشنی میں ان کا افسردہ چہرہ دیکھ کر میری پھر چیخیں نکلنے لگیں۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا "شانتی بیٹے شانتی----" میں تکئے میں منہ چھپا کر رونے لگا۔ رشی کی موت کا یقین میرے لئے سوہان روح تھا۔ میں اس کو حقیقی بھائی سمجھنے لگا تھا۔ اگر ممکن ہوتا تو میں اپنی جان دے کر بھی اس کو بچانے کی کوشش کرتا۔ ماما نے مجھے تھوڑی دیر رونے دیا۔ پھر میرے سر پر ہاتھ پھرا کر بولے۔ "کرن' بیٹے میری بات سن لو۔" میں نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ "فرمایئے۔"
کہنے لگے۔ "رشی تو اب اس دنیا سے منہ موڑ گیا۔ مس کینتھ بیہوش ہے---- آپریشن ہو چکا ہے' لیکن بچنے کی کوئی امید نہیں' بخاری بھی سخت زخمی ہے' اس کی بھی امید نہیں۔"
میں نے کہا۔ "یہ سب کیسے ہوا ماما؟ کیا میری گھبراہٹ اسی مصیبت کی نشاندہی کر رہی تھی؟" وہ بولے "ہاں بیٹے' یہ کارن تھا تمہاری بے چینی کا---- یہ تمہارے مہان ہونے کا ثبوت ہے۔"
میں نے کہا۔ "خیر ماما اسے چھوڑیئے' یہ بتایئے یہ کیسے ہوا؟"
"بظاہر یہ ایک ایکسیڈنٹ ہے۔ رشی کی کار جھیل کی طرف جاتے ہوئے ایک بیل گاڑی سے بچ کر نکل رہی تھی کہ سامنے سے آتے ہوئے ایک تیز رفتار ٹرک سے ٹکرا گئی اور الٹ کر سڑک سے نیچے دس بارہ فٹ گہرے نالے میں گر گئی' ڈرائیور تو اسی وقت مر گیا اور رشی ہسپتال پہنچ کر آپریشن تھیٹر میں فوت ہوئے۔ باقی دونوں بے ہوش ہیں۔"
"ٹرک ڈرائیور گرفتار ہوا؟" میں نے سوال کیا۔
"ٹرک رکا ہی نہیں---- تیزی سے نکل گیا---- اسی سے تو یہ شک ہوتا ہے کہ یہ ایکسیڈنٹ نہیں قاتلانہ حملہ ہے۔"
"کیا اب تک اس کا پتا نہیں چل سکا؟"
"نہیں---- شاید وہ ہماری ریاست کا نہیں تھا۔"
"پولیس چیف کہتے کیا کرتا پھر رہا ہے---- اس نے گارڈ کا انتظام نہیں کیا تھا۔"
میں نے پوچھا۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا---- "خیر جو ہونا تھا ہو چکا---- تم نے کچھ کھایا؟"

"اسے چھوڑیئے---- آپ دھکر رہے ہیں میں زندہ ہوں اور---- یہ کافی ہے---- اب یہ بتائیے میں رشی کا انتقام کس طرح لوں۔"

"انتقام؟" انہوں نے متعجب ہو کر پوچھا۔ "کس سے----؟ کس طرح؟ اور پھر---- تمہارا ظاہر ہونا تو----"

"میں ظاہر ہوئے بغیر انتقام لوں گا ماما جی---- اور ایسا انتقام کہ قاتلوں کے گھر میں چراغ جلانے والا باقی نہ رہے۔"

"تم قاتلوں کو پہچانتے ہو؟"

"جانتا ہوں---- اور یہ بھی جانتا ہوں کہ انہوں نے میرے دھوکے میں رشی کو قتل کیا ہے---- اور اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے جذبات کیا ہونے چاہئیں!"

"ہے بھگوان۔" انہوں نے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "لیکن یہ میں ہزہائی نس کو کس طرح سمجھاؤں----؟ وہ تو----"

"انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ماما---- آپ مجھے اس قید سے نکالئے---- اس کے بعد میں خود----"

"کیسے نکالوں بیٹے؟ میں اس وقت جس طرح تمہارے پاس پہنچا ہوں' میرا دل جانتا ہے----"

"اچھا ماما جی---- کوئی بات نہیں---- آپ فکر نہ کریں---- مجھے رشی کا انتقام ضرور لینا ہے---- اور وہ مجھے زیادہ دیر نہیں روک سکیں گے---- میں جب چاہوں یہاں سے نکل سکتا ہوں۔"

وہ میرا منہ تکنے لگے اور مسکرا کر بولے۔ "کیا واقعی؟"

میں نے کہا۔ "واقعی ماما جی---- یہ حقیقت ہے---- اگر پاپا کسی اور انداز میں سوچ رہے ہیں تو بڑی غلطی کر رہے ہیں۔" ان کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ "تو پھر---- نکل جاؤ بیٹے---- میری تمام ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں---- شانتی کرن بہت خطرناک انداز میں سوچ رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "مجھے معلوم ہے ماما---- لیکن وہ مجبور ہیں۔ ان کے سامنے اب دو ہی راستے ہیں---- اور دونوں خطرناک ہیں۔ انہوں نے غلطی سے زیادہ خطرناک راستہ اختیار کر لیا۔" وہ بولے "ہاں بیٹے' میں انہیں یہی سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں---- بہر کیف میں تم سے یہی کہوں گا کہ تم ان سے کسی محبت کی توقع نہ رکھو اور اپنی آزادی برقرار رکھنے کی کوشش----" میں نے کہا۔ "کوشش کیا ماما' میں چاہوں تو ابھی---- اسی وقت نکل سکتا ہوں لیکن میں نہیں چاہتا کہ ریاست پر کسی طرح کی آنچ آئے۔" انہوں نے مجھے پھر سینے سے لگا لیا اور کمر تھپکتے ہوئے بولے۔ "کرن---- تم سچ مچ کے کرن ہو' خیر میں صبح پھر ایک مرتبہ انہیں سمجھاؤں گا کہ تمہیں

باعزت طریقے سے تمہارے حسن سلوک اور ایثار کا---- بدلہ تو کیا دے سکتے ہیں لیکن پھر بھی پھول نہیں تو پھول کی پنکھڑی ہی پیش کر کے رخصت کر دیں---- اور اگر اس پر بھی تیار نہ ہوئے---- تو مجھے ابھی بتاؤ میں باپ کی حیثیت سے تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "ماما جی آپ واقعی میرے باپ کی جگہ ہیں اور مجھے یہی توقع تھی کہ چاہے زمانہ بدل جائے آپ نہیں بدلیں گے---- میں آپ کا بے حد ممنون ہوں ماما----"

وہ بولے۔ "خالی باتوں سے حالات نہیں بدلا کرتے کرن' مجھے بتاؤ تمہیں کس طرح کی مدد چاہیے؟"

میں نے کہا۔ "ماما میں کل رات کے دو بجے تک آپ کا انتظار کروں گا---- اگر آپ کی گفت و شنید کامیاب ہو جائے تو اس وقت سے پہلے مجھے اطلاع دیں---- میرا مطلب ہے خود تشریف لائیں اگر ناکام ہوں تو ہزہائی نس کی رولز میری کھڑکی کے نیچے نصف شب سے پہلے کھڑی کرا دیں---- اور بس۔" انہوں نے کچھ سوچ کر کہا۔ "ٹھیک ہے کرن---- ہو جائے گا---- میں چلتا ہوں---- اگر دوپہر تک تمہیں کھانے پینے کا سامان پہنچ جائے تو سمجھنا ہم کامیاب ہیں---- ورنہ بارہ بجے رات کو اپنی کھڑکی کے نیچے رالز یا کوئی اچھی کار کھڑی ہوئی دیکھ لینا۔ رشی کے کمرے کا صدر دروازہ تمہیں کھلا ہوا ملے گا---- اور کچھ؟" میں نے ان کا شکریہ ادا کر کے کہا۔ "میں نے ایک سوٹ کیس میں کچھ روپیا اور آپکے دیئے ہوئے جواہرات وغیرہ اور کچھ ہتھیار رکھدیئے ہیں اگر ممکن ہو تو اسی وقت لیتے جایئے اور اسی گاڑی میں رکھوا دیجئے۔" انہوں نے اثبات میں سر ہلایا اور میں نے سوٹ کیس اٹھا کر ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھرا کر پیشانی چومی اور کمرے سے چل دیئے۔ میں نے تمام دروازے اندر سے لاک کئے اور پڑ کے سو گیا۔

صبح میری آنکھ کھلی' اٹھ کر سگریٹ سلگایا' تکیے کے نیچے سے پستول نکال کر ہاتھ میں لیا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلا تو دروازے کے سامنے ایک تھرماس فلاسک رکھی ہوئی دیکھ کر چلتے چلتے رک گیا' جھک کر دیکھا۔ ہینڈل میں ایک چھوٹی سے چٹ بندھی ہوئی تھی۔ میں نے اٹھا کر دیکھا لکھا تھا۔ "چائے---- جس کا پروگرام سے کوئی تعلق نہیں---- کرنل۔" میں نے چٹ پھاڑ کر پھینک دی اور تھرماس کا ڈھکنا کھول کر چائے کپ میں انڈیلی' چکھ کر دیکھی---- اور پھر یہ سوچ کر پروگرام کے متعلق کرنل ماما کے سوا کوئی دوسرا آدمی اشارہ نہیں کر سکتا---- چسکیاں لے لے کر پینی شروع کر دی---- چائے تیز گرم اور مزے دار تھی---- ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر میں نے اپنے اور رشی

کے تمام کمروں کا جائزہ لیا رشی کے کمرے کا صدر دروازہ بدستور مقفل تھا۔ تمام کمرے خالی ہونے کی وجہ سے راج محل کا یہ چوتھائی حصہ سنسان قبرستان معلوم ہو رہا تھا' تمام تزئین و آرائش پھیکی پڑ چکی تھی۔ کسی چیز میں کوئی حسن یا دلکشی باقی نہیں رہی تھی۔ تمام ماحول پر وحشتناک خاموشی چھائی ہوئی تھی مجھے رونا آ گیا۔ اب نہ رشی تھا نہ کینتھ تھی۔ نہ قہقہے نہ چہچہے تھے' نہ رنگا رنگ بزم آرائیاں تھیں' نہ سروج کی خلوت نہ وچترا کی جلوت' نہ میں کرن تھا نہ ہزہائی نس پاپا۔۔۔۔ یا یہ اختیار تھا کہ بڑی بڑی شخصیتوں کو چٹکی میں مسل کر پھینک سکتا تھا یا یہ جبر کہ چوہے کی طرح پنجرے میں بند اور آواز تک نہیں نکال سکتا۔ میں دیر تک روتا رہا اپنی کسمپرسی پر اپنی ناکردہ خطاؤں پر۔

رو دھو کر دل کی بھڑاس نکال چکا تو نپے تلے قدموں سے چلتا ہوا اپنے ڈرائنگ روم میں آیا۔ الماری کھول کر اسکاچ کی بوتل نکالی' کھڑے کھڑے منہ سے لگا کر دو تین بڑے بڑے گھونٹ لئے اور صوفے پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ شراب کے خمار نے آنسوؤں سے بجھائی ہوئی آگ پھر بھڑکا دی۔ خیالات نے پلٹا کھایا اور میں نے مدہوشی کے عالم میں بڑبڑانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر یہ ہیجانی کیفیت طاری رہی اور میں دیوانوں کی طرح خود سے باتیں کرتا رہا۔ مجھے خود بھی ہوش نہیں میں نے کیا کیا کہا۔ صرف اتنا یاد ہے کہ میرا مخاطب نعیم ملک تھا اور میں اس کو تھرو آؤٹ اخلاقی قدروں کے فریب میں نہ آنے کی تلقین کرتا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہونے لگا اور صوفے پر دراز ہو گیا۔

شام کے 6 بجے میں اس گہری نیند سے بیدار ہوا تو بھوک سے برا حال تھا۔ میں نے اٹھ کر ہاتھ منہ دھویا اور باورچی خانے میں جا کر اسٹو جالایا۔ فرائی پین میں بٹر کا ٹین خالی کیا۔ دس بارہ انڈے توڑ کر ان میں چینی ملائی اور فرائی پین میں ڈال کر گھونٹ ڈالا' پانچ منٹ میں ایک لذیذ مرکب تیار تھا۔ جسے میں نے انڈوں کا حلوہ سمجھ کر ٹھنڈا ہوتے ہوتے ڈکار لیا۔ دو تین گلاس پانی پیا اور سگریٹ سلگایا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف چلنے لگا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہوئے مجھے کرنل کے الفاظ یاد آئے اور صدر دروازے کی طرف پلٹ گیا۔۔۔۔ کھول کر دیکھا تو وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ تمام ہال خالی پڑا تھا' میں کاریڈور والے دروازے کی طرف گیا۔ دروازہ مقفل تھا۔ دوپہر کا کھانا بھیجنے کا وعدہ شام کے سات بجے تک پورا نہ ہونے کے معنی تھے کہ وہ ہزہائی نس کو سمجھانے میں ناکام رہے اور اب مجھے رات کو انکے دوسرے وعدے کے مطابق اپنی کھڑکی کے نیچے کار دیکھنے کا انتظار کرنا ہے۔

تمام کمرے دیکھنے کے بعد میں نے شیو کیا' خاکی سٹنگ سوٹ پہن کر اوپر کی جیبوں میں نوٹوں کے بنڈل ٹھونسے۔ نیچے کی جیبوں میں پستول کے ری فلز بھرے' دونوں رائفلیں لوڈ کر کے تیار رکھیں اور دس بجے تک تمام تیاری مکمل کر کے باہر نکلنے کی ترکیب سوچنے

لگا۔ کوئی ایسی ترکیب جس میں گولی چلانے کی نوبت نہ آئے۔ ہنگامہ برپا نہ ہو پولیس یا فوج سے براہ راست تصادم نہ ہونے پائے لیکن کوئی ایسی فول پروف اسکیم ذہن میں نہ آئی جس میں کوئی سقم نہ ہو۔--- گیارہ بجے کے قریب سوچتے سوچتے اکتا کر اٹھا اور الماری سے اسکاچ کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور آہستہ آہستہ پینے لگا۔ چند گھونٹ لیتے ہی پرواز فکر بلند ہونے لگی اور میں الماری بند کر کے۔ "بازیچہ اطفال ہے دنیا مرے آگے" گنگناتا ہوا کچن' پینٹری اور اسٹور روم کی طرف چلنے لگا' ایک تدبیر میرے ذہن میں آ چکی تھی جو فول پروف تو نہ تھی لیکن نیک و بدروحوں اور بھوت پریت پر یقین رکھنے والے اوہام پرست لوگوں کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناکام ہونے والی ہرگز نہ تھی کرنل ماما پر سو فی صد اعتماد ہونے کے باوجود اپنی ذاتی صلاحیتوں کے کسی پہلو کو بھی نظر انداز کرنے کا قائل نہ تھا۔ مجھے یقین تھا' جہاں پہنچ کر میری شعبدہ بازی کا طلسم ٹوٹنے لگے گا' وہاں میں قوت سے راستہ ہموار کر سکتا ہوں۔

اسٹور روم کی ایک الماری نئے اور دھلے ہوئے سفید میز پوشوں سے بھری ہوئی تھی۔ میں نے دروازہ کھول کر ایک چھ گز لمبا اور دو گز چوڑا نیا میز پوش نکالا اور الماری بند کر کے چلا آیا--- خدا خدا کر کے بارہ بجے--- راج محل پر سوگ اور خاموشی تو مسلط تھی ہی--- بارہ بجتے ہی کمپاؤنڈ کی روشنی بھی کم ہوتے ہوتے برائے نام باقی رہ گئی اور تیری منزل کا یہ حصہ تو دو روز سے شمشان بھومی تھا۔ میں صوفے سے اٹھ کر مغربی سمت والی کھڑکیوں کے پاس پہنچا اور دروازہ ہٹا کر نیچے کی طرف جھانک کر دیکھا' یہاں کوئی گاڑی نہ پا کر میرا کلیجہ دھک سے رہ گیا۔ ادھر ادھر نظر دوڑائی اس طرف جہاں تک نظر کام کرتی تھی کسی اکر کا نشان نہ تھا۔ میں نے پلٹ کر سگریٹ سلگایا اور کھڑکی کے پاس کھڑا کھڑا کش لینے لگا۔ ساڑھے بارہ بجے کے قریب سرونٹ کوارٹرز کی طرف سے رالز اندر داخل ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ میرا دل خوشی سے بلیوں اچھلنے لگا۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی راج محل کی دیوار کے سائے میں عین اس کھڑکی کے نیچے آ کر رکی' جہاں میں کھڑا ہوا تھا گاڑی کا اگلا دروازہ کھلا اور کرنل نے باہر نکل کر اوپر کی طرف دیکھا۔ میں نے سگریٹ والا ہاتھ باہر نکال کر ہلایا۔ وہ دروازہ بند کئے بغیر پورچ کی طرف چلنے لگے۔ میں تیزی سے ڈرائنگ روم میں آیا۔ نصف میز پوش پھاڑ کر پتلون کے اوپر تہبند کی طرح زمین تک لٹکتا ہوا باندھا--- بندوق کی سلنگ کندھے میں ڈالی اور دوسرا نصف سر پر اوڑھ کر تمام جسم پر کفن کی طرح لپیٹ لیا۔ ایک پستول کوٹ کی جیب میں ڈالا اور دوسرا ہاتھ میں لے کر کپڑے کے نیچے چھپا لیا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کر آئینے میں دیکھا تو اپنا حلیہ دیکھ کر خود بھی خوف زدہ ہو گیا اور دیکھنے کی تاب نہ لا کر آئینے کے سامنے سے ہٹ گیا۔

پندرہ بیس منٹ گزرے ہونگے کہ میرے اپارٹمنٹ کے ہال کی سمت والے فیبر

دروازے پر لائٹ ہوئی۔ میں تیزی سے دروازے پر پہنچا اور بولٹ کا ہینڈل گھمایا۔ کرنل نے دروازے کے قریب آکر دھیمی آواز میں کہا۔ "کرن بیٹے' میں ہوں کرنل۔"

میں نے پرنام کر کے درز میں منہ رکھ کر کہا۔ "میں عجیب حلئے میں ہوں ماما جی---- آپ چونک نہ جائیں۔" بولے۔ "کھولو بھی بیٹے مجھے کیا ڈرنا ہے' میں تو آدھا مر چکا ہوں۔"

میں نے دروازہ کھول دیا اور وہ سر جھکا کر اندر آ گئے۔ کواڑ بند کر کے کہنے لگے۔ "آؤ تمہیں آخری بار سینے سے لگا لوں کرن۔" میں نے ان کے کندے پر سر ٹکا دیا۔ وہ ہتھیاروں کی وجہ سے مجھے وہ لپٹا تو نہ سکے۔ کمر تھپتھپاتے ہوئے میرا منہ چومتے ہوئے بولے "کرن' ایشور جانتا ہے---- میرا بھانجا رشی کرن پرسوں مرا اور بیٹا رشی کرن آج مجھے چھوڑ کر جا رہا ہے---- اب میں چھ مہینے بھی زندہ نہ رہ سکوں گا۔"

میں نے ان کا ہاتھ چوم کر کہا۔ "ماما آپ زندہ رہیں گے---- میں آپ کا داس' آپ کا بیٹا' کرن صرف ایک ہفتے کے لئے آپ کے چرنوں سے جدا ہو رہا ہوں' وہ بھی مجبورا"---- آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں---- خیر' تو میں ایک ہفتے کے بعد آپ کو پھر---- اگر بمبئی آ سکیں تو گورنر ہاؤس میں ملوں گا اور اگر آپ کسی وجہ سے نہ پہنچ سکیں تو یہاں کسی خفیہ مقام پر یا آپکی باؤنی میں آپ کے پاس حاضر ہوں گا---- لیکن آپ زندہ رہنے کی کوشش کریں پلیز---- میں آپ کے لئے سب کچھ تیاگ سکتا ہوں---- خواہ وہ یشودھرا ہی کیوں نہ ہو!"

یشودھرا کا نام سن کر وہ چونک پڑے۔ "یشودھرا' ولاس پور کی راج کماری---- تو کیا----؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "جی' ماما جی---- میں اپنی زندگی کا راز آپ کو صرف اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر کہیں نہیں تو آپ مجھے وہاں مل سکتے ہیں۔ وہ آپ کے----"

انہوں نے کہا۔ "اچھا بیٹے اب مجھے اطمینان ہو گیا---- میں زندہ رہوں گا---- اچھا اب چلتا ہوں---- بمبئی پہنچ کر کسی اور نام سے مجھے خط لکھنا۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے ماما جی---- میں اپنے مرحوم باڈی گارڈ نعیم کو بہت پسند کرتا تھا اسی کے نام سے لکھوں گا---- تو آپ کو یاد رہے گا نا باڈی گارڈ نعیم؟"

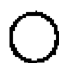
انہوں نے کہا۔ "زبان پر چڑھا ہوا نام ہے بیٹے۔ بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" میں نے ان کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ "پالاگن ماما جی" وہ میرے سر پر ہاتھ پھر کر چل دیئے۔ میں ان کو ہال سے گزر کر کاریڈور میں پہنچنے تک دیکھتا رہا وہ سرتاپا خلوص ہی خلوص تھے۔ ان کی بے پایاں محبت میں میری آنکھیں بھر آئیں۔ دس منٹ بعد میں ہال سے باہر نکل آیا اور سیڑھیوں کی طرف چلنے لگا---- بے خوف' دونوں ہاتھ رانوں سے

چپکائے، نیچے تلے قدموں سے نصف سے زیادہ چہرہ کفن میں چھپائے۔ نظریں فرش پر جمائے۔ با آواز بلند "ہری اوم تتھا ستو ہری اوم تتھا ستو" جپتا ہوا۔۔۔۔۔
رنواس کے صدر دروازے پر کھڑے ہوئے سنتری نے دور سے میری طرف دیکھا اور خوف زدہ ہو کر اندر کی طرف بھاگنے لگا لیکن پیر پھسلا اور دھڑام سے گر گیا، اس کے جسم کا نصف حصہ اندر اور بندوق اور ٹانگیں کاریڈور میں تھیں۔ میں آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ دوسری منزل سے ایک پہرے دار بندوق لئے دوڑتا ہوا زینے کی طرف آ رہا تھا۔ مجھ پر نظر پڑتے ہی ایک جھٹکے سے رکا اور اس کی گھگھی بندھ گئی۔ کانپتی ہوئی آواز سے "یو۔۔۔۔ یو۔۔۔۔ یورا۔۔۔۔ جی چیخا اور بیہوش ہو کر گر پڑا، میں اس کے بے حس و حرکت جسم کے قریب سے گزرتا ہوا "ہری اوم تتھا ستو" کا جاپ کرتا ہوا بندوق اور پستول کا بوجھ گلے باندھنے کی اپنی طفلانہ حماقت پر دل ہی دل میں افسوس کرتا ہوا تینوں زینے اتر کے گراؤنڈ فلور میں گارڈ روم کے سامنے پہنچا۔ یہاں پہلی منزل کے شور سے تہلکہ مچا ہوا تھا۔ گارڈ کے چاروں سپاہی اور حوالدار گھبرائے ہوئے کھڑے تھے۔ میرے جسم کے نچلے حصے پر نظر پڑتے ہی ان میں بوکھلاہٹ پھیل گئی۔ ایک سپاہی دوڑ کر گارڈ روم میں گھس آیا۔ میں "ہری اوم تتھا ستو" جپتا ہوا اتر کر دالان میں ان کے سامنے آ کر رک گیا۔ حوالدار نے چیخ کر کہا۔ "یو۔۔۔۔ یو۔۔۔۔ یورا۔۔۔۔ فالن۔" میں نے اس کی طرف دیکھ کر بھبھوڑوں کی پوری طاقت سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "بے وقوف۔۔۔۔ یوراج فال ان۔۔۔۔ یا گارڈ فال ان۔"

میرا قہقہہ سن کر ایک نوجوان بے ہوش ہو کر گر گیا۔ حوالدار نے نیچی نگاہیں کر کے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ "ان دا۔۔۔۔ تا۔۔۔۔ تا۔۔۔۔ فال ان۔۔۔۔ گارڈ۔۔۔۔ فال ان۔" سنتری کی ٹانگیں کانپتی دیکھ کر میں نے دوسرا قہقہہ لگانا مناسب نہ سمجھا۔۔۔۔ اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے "پریزنٹ آرمس" کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔ بندوق ہاتھوں سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور اس کو جھک کر اٹھانے میں وہ خود بھی گر پڑا حوالدار تنہا "پریزنٹ آرمس" کر کے سلامی دے رہا تھا۔ میں نے ہنس کر کہا "ڈیس اینف" کہا اور ہری اوم تتھا ستو۔۔۔۔ ہری اوم تتھا ستو کرتا ہوا پورٹیکو کی سیڑھیاں اتر کے دائیں جانب مڑ گیا۔

کار میں وہیل پر بیٹھتے ہی میں نے میز پوش کا اوپر والا حصہ اتار کے سیٹ پر ڈال دیا اور انجن اسٹارٹ کر کے گیئر لگایا۔۔۔۔ پورٹیکو کے سامنے سے گزرتے ہوئے میں نے گارڈ روم کی طرف نظر ڈالی تو سنسان میدان پڑا تھا۔ کسی میں جھانک کر دیکھنے کی جرات نہ تھی۔ میں گیٹ کے قریب پہنچنے سے پہلے میں نے زور سے ہارن دیا۔ سنتری نے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گاڑی پر ایک نظر ڈالی اور جھپٹ کر پھاٹک کھول دیا۔ گاڑی تیزی سے

نکالتے ہوئے میں نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ "پریزنٹ آرمس" کئے کھڑا تھا اور اس پر کوئی گھبراہٹ نہ تھی۔ شاید اس نے میرا چہرہ نہیں صرف ہزہائی نس کی رالس دیکھ کر سلامی دی تھی۔ مجھے مذاق کی سوجھی گیٹ سے نکلتے ہی بریک لگایا اور کھڑکی کا شیشہ نیچے گرا کر پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سنتری!" اس نے بندوق کے بٹ پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا "ان داتا حکم" میں نے اوپر کی جیب سے ایک نوٹ کھینچتے ہوئے کہا۔ "ادھر آؤ۔" وہ بندوق کندھے پر رکھے تیزی سے دوڑ کر میرے قریب آیا اور مجھے سامنے کی طرف دیکھتے پا کر بولا۔ "حکم ان داتا۔" میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ "ہمارے محل میں تم سب سے بہادر سپاہی ہو۔ اپنی پٹرول بک لاؤ' ہم تمہیں پرموشن دینا چاہتے ہیں۔ وہ اباوٹ ٹرن ہوا اور دوڑ کر گارڈ روم میں داخل ہوا۔ ایک منٹ بعد پٹرول بک لے کر لوٹا تو حوالدار اس کے ساتھ تھا۔ میں نے ہاتھ پیچھے کی طرف کر کے پٹرول بک لے لی۔ مجھے جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے دیکھ کر حوالدار نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ان داتا پنسل" میں نے اس کے ہاتھ سے پنسل لے کر پٹرول بک میں لکھا۔ "پرموٹیڈ ایز حوالدار بائی ہی ---- یوراج کرن۔" سو روپے کا نوٹ رکھا اور بند کر کے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ---- "لو" میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی حوالدار کے منہ سے بے ساختہ "یوراج" نکلا اور دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ سنتری اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ آخر میں نے نوٹ بک اس کی طرف پھینک کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔



راج محل روڈ سے شاہراہ پر پہنچتے ہی گاڑی روک کر اپنے جسم کو میز پوش کے ٹکڑوں سے آزاد کیا اور سگریٹ سلگا کر منزل کا تعین کرنے لگا۔ سب سے پہلا خیال ریزیڈنٹ سے مل کر کمنتھ کو کیمپ ہوسٹل میں منتقل کرانے کا آیا ---- لیکن اس میں راز کھل جانے کا خطرہ نظر آیا ----" ولاس پور جانا بھی قرین مصلحت نہ تھا۔ مجھے رشی کا انتقام لینے کے لئے پارہ گڑھ جا کر گجراج اور اس کے دوستوں کو ختم کرنا تھا۔ برمن کا کھوج مٹانا تھا لیکن اس کارروائی میں میری پوزیشن محض ایک ڈاکو کی ہوتی اور زخمی یا گرفتار ہونے پر افشائے راز کا خطرہ ---- اور ایسا خطرہ جس سے ہزایکسی لنسی گورنر بھی نہیں بچا سکتے تھے۔ آخر میں نے یہی طے کیا کہ سب سے پہلے گورنر صاحب سے ملنا چاہئے۔ دوسرے لمحے رالس شاہراہ پر پہنچی اور بمبئی کی طرف گھوم گئی۔ شہر کے حدود سے نکلتے ہی میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ اس وقت صبح کے سوا تین بج رہے تھے۔ مجھے شدید بھوک لگ رہی تھی اور اس سے کہیں زیادہ چائے کی طلب تھی۔ یہاں سے قریبی شہر ڈیڑھ سو

میل کے فاصلے پر تھا جہاں پہنچ کر کسی ہوٹل میں چائے ناشتے کا انتظام ہو سکتا تھا لیکن کسی ہوٹل میں ناشتے کے لئے ٹھہرنا تو درکنار میرے لئے کسی شہر کے درمیان سے ہو کر گزرنا بھی اپنے سفر کی سمت کی نشاندہی کرنے اور اپنا زندہ ہونا ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ شہرِ دہام اسٹیٹ کی نمبر پلیٹ اور وہ بھی رالس روائس پر ---- ہر کوئی سمجھ سکتا تھا کہ اندر کون ہو سکتا ہے۔ تقریباً" پچاس ساٹھ میل نکل جانے کے بعد مجھے کرنل ماما کے ہاتھ بھیجا ہوا سوٹ کیس یاد آیا اور خود بخود ایکسی لریٹر سے پاؤں اٹھ گیا۔ گاڑی آہستہ ہونے لگی۔ تھوڑی دور جا کر میں نے بریک لگائی اور پیچھے جا کر لگیج بکس کھولا ---- اندر ایک کے بجائے دو سوٹ کیس رکھے ہوئے تھے۔ ایک ناشتہ دان اور تھرماس اور سگریٹ کا پورا کارٹن رکھا ہوا تھا میں نے ناشتہ دان اور تھرماس نکال کر لگیج بکس بند کیا اور وہیل پر بیٹھتے ہی پہلے تھرماس کھول کر دیکھا۔ اس میں پانی کے سوا کچھ نہ تھا میری چائے ملنے کی امید پراوس پڑ گئی۔ ٹفن کیریر کھول کر دیکھا تو ایک خانے میں کھیر دوسرے میں پوریاں تیسرے میں شامی کباب اور چوتھے میں بریانی تھی۔ پندرہ منٹ میں میں نے ٹفن کیریر اور ناشتہ دان خالی کر کے پچھلی سیٹ کے کیپ میں منتقل کر دیے۔ سگریٹ سلگایا اور روانہ ہو گیا۔ پانچ بجے جب کہ میں سو میل کا فاصلہ طے کر چکا تھا ایک قصبے کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک ہوٹل کھلا ہوا دیکھا۔ سڑک کے کنارے پر ایک ٹرک کھڑا ہوا تھا اور چار پانچ آدمی ہوٹل کے دروازے کے قریب بنچوں پر بیٹھے ہوئے سگریٹ پی رہے تھے۔ ہوٹل والا دروازے پر ہی سماوار میں پانی کھولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

میں نے بنچوں کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی اور پچھلی سیٹ سے تھرماس اٹھا کر دروازہ کھولا۔ بنچوں پر بیٹھے ہوئے آدمی مجھے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہوٹل والے نے دونوں ہاتھوں سے سلام کیا اور ایک پرانی سی لوہے کی کرسی نکال کر باہر رکھتے ہوئے جھک کر بولا۔ "بیٹھئے سرکار" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "میں ذرا ٹہلنا چاہتا ہوں ---- چائے تیار ہو جائے تو اس میں چھ سات کپ ڈال دینا۔ اس نے تھرماس لیتے ہوئے کہا۔ "جو حکم سرکار۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کھڑے ہوئے آدمیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "آپ لوگ تشریف رکھیں۔" وہ سب سر جھکا کر خاموش ہو گئے میں پلٹ کر آہستہ آہستہ چہل قدمی کرنے لگا۔ دس منٹ میں چائے تیار ہو گئی۔ ہوٹل والے نے تھرماس بھر کے لاتے ہوئے کہا۔ "لیجئے سرکار۔" میں نے جیب سے دس روپے کا نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں دیا اور تھرماس لے کر گاڑی میں سوار ہو گیا ---- دروازہ بند کرنے لگا تو اس نے قریب آ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا ---- "ان داتا" کوئی چھوٹا نوٹ ---- میرے پاس ابھی ----" میں نے مسکرا کر دروازہ بند کر دیا اور ہاتھ سے سلام کا اشارہ کر کے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ وہ دونوں ہاتھ پیشانی پر رکھ کر رکوع میں چلا گیا۔ میں

نے دوسری گیئر بدلی' پھر تیسری اور اور پھر ٹوپ---- گاڑی ہوا میں اڑنے لگی۔

ڈیڑھ سو میل جانے کے بعد ایک بڑے شہر میں پٹرول پمپ پر رک کر ٹینک فل کرایا' پانی بدلا اور پھر روانہ ہو گیا۔ بارہ بجے کے قریب جب تھرماس سے چائے کا آخری کپ پینے کے باوجود نیند کے جھونکے آنے لگے اور ڈرائیو کرنے میں ایکسیڈنٹ کا خطرہ پیدا ہونے لگا تو میں نے ایک گاؤں دیکھ کر گاری سڑک سے اتار دی اور کچے راستے پر آہستہ آہستہ چلاتا ہوا گاؤں میں داخل ہو گیا۔ سرے پر ہی ایک چوپال کے سامنے نیم پیپل کے درختوں کے سامنے چھ سات آدمی چارپائیوں پر بیٹھے ہوئے چوسر کھیل رہے تھے۔ کار دیکھ کر سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔ میں ایک پیپل کے نیچے پہنچ کر گاڑی اور انجن بند کر کے باہر نکلا۔ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے ایک آدمی سے نمبردار کا مکان پوچھا۔ بیک وقت چار پانچ آدمیوں نے کہا۔ "یہی مکان ہے سرکار" ایک آدمی بغیر کہے مکان کی طرف دوڑا' دوسرا چوپال کی طرف گیا اور دو مونڈھے اٹھا لایا۔ بچھا کر بولا "بیٹھئے سرکار" میں مونڈھے پر ٹک گیا' اسی وقت ایک معمر آدمی صافہ باندھتا ہوا نکلا' دو تین آدمیوں نے کہا۔ "وہ آ گئے پٹیل۔" پٹیل نے قریب پہنچتے ہی ہاتھ جوڑ کر کہا "جے سری کرشن دربار" میں نے "جے سری کرشن کہہ کر مونڈھے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا' ہاتھ جوڑتا ہوا بولا۔ "دربار آپ کے ساتھ بیٹھنا ہمیں نہ شوبھے---- حکم فرمائیں کیا سیوا کریں؟"

میں نے ہنس کر کہا "پٹیل تم عزت دار بھی ہو اور ہم سے بڑے بھی---- بیٹھ جاؤ۔" پٹیل نے ایک لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا---- "چائے پانی کا بندوبست کرو۔" میں نے ہاتھ کے اشارے سے روکتے ہوئے کہا۔ "صرف پانی---- اور اب بیٹھ جاؤ۔" لڑکا گھر کی طرف چل دیا۔ بڈھا مسکرا کر مونڈھے پر بیٹھ گیا۔ ارد گرد آدمیوں کا ہجوم ہو گیا۔ ایک آدمی بچوں کو کار کے قریب آنے سے روکنے لگا۔ میں نے کہا۔ "پٹیل میں بمبئی جا رہا ہوں لیکن رات بھر کا تھکا ہوا ہوں اور فوراً سو جانا چاہتا ہوں۔"

پٹیل نے مونڈھے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "دربار آپ منہ ہاتھ دھو کر جل پان کیجئے۔ اتنی دیر میں بستر کرا دیتا ہوں۔ اندر ہوا کا بندوبست ہے۔" اس نے دو لڑکوں کو کار کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا اور دو آدمیوں کو بستر لانے کے لئے بھیج دیا۔ منہ ہاتھ دھو کر پانی پینے کے بعد میں نے کار کے دروازے کو چابی لگائی اور پٹیل کے ساتھ چوپال کی طرف چل دیا' ایک کھڑکی کے قریب بہت بڑے پلنگ پر بستر تھا۔ جس پر سفید چادر اور تین چار سفید تکئے پڑے ہوئے تھے جن پر کسی پر "ویل کم" کڑھا ہوا تھا کسی پر گڈ نائٹ اور کسی پر سلیپ ول" میں دیہاتی لوگوں کی ترقی پسندی کا قائل ہو گیا۔ جوتے اتارے کوٹ ایک تکئے کے نیچے رکھا اور "جے سری کرشن پٹیل" کہہ کر بستر پر دراز ہو گیا۔ چھت میں ایک چھ فٹ لمبے تختے کا کپڑے کے جھالروں والا پنکھا لٹکا ہوا تھا۔ ایک لڑکے نے زمین پر اکڑوں

بیٹھ کر ڈوری کھینچنی شروع کر دی اور فراٹے سے ہوا آنے لگی۔ میں ہوا کے اس بندوبست کو دیکھتا دیکھتا نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

عجیب و غریب خواب دیکھتے دیکھتے عجیب و غریب قسم کا شور و غل سن کر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر والی' چار بج رہے تھے۔ انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھا۔ تکیے کے نیچے سے کوٹ نکال کر پہنا۔ اسی وقت کھڑکی پر نظر پڑی۔ کھڑکی پر عورتوں اور بچوں کا ہجوم تھا۔ میری نظر پڑتے ہی سب پیچھے ہٹنے لگے۔۔۔۔ شور بڑھ گیا۔ میں نے پلنگ سے اتر کر سگریٹ سلگایا اور باہر نکلنے لگا۔۔۔۔ دروازے پر پٹیل مونڈھا بچھائے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر اٹھتا ہوا بولا۔ "دربار' آخر جگا ہی دیا آپ کو انہوں نے۔" میں نے ہنس کر کہا "اچھا ہی کیا پٹیل' میں چار گھنٹے سو چکا۔۔۔۔ آپ نے بڑی تکلیف کی۔" وہ بولا۔ "دربار یہ تو ہمارا دھرم ہے۔۔۔۔ خیر ہاتھ منہ دھوئیے۔۔۔۔ اب تو چائے پئیں گے نا؟"

ایک لڑکے نے بڑھ کر وہیں کھڑے کھڑے لوٹے سے پانی ڈال کر منہ ہاتھ دھلوائے۔ تولیہ دیا۔ میں نے منہ پونچھا۔ ایک آدمی نے دو مونڈھے لا کا بچھا دیے۔ پٹیل مجھے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔ "دربار آپ کون سی ریاست کے راجکمار ہیں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "پٹیل میں شردھام سے آ رہا ہوں۔"

ایک لڑکے نے چائے کی ٹرے لا کر رکھ دی جس میں کئی طرح کی مٹھائیاں' پوریاں وغیرہ اور چائے دانی اور کپ پلیٹ رکھے ہوئے تھے۔ کھڑکی کے علاوہ دروازوں پر بھی آدمیوں کا ہجوم بڑھتا جا رہا تھا۔ مجھے سخت بھوک لگ رہی تھی لیکن اس ہجوم میں کچھ کھانا پینا پورا ڈرامہ بنانے کے مترادف تھا۔ لڑکے کو چائے بنانے کا اشارہ کیا۔ اس نے چائے دانی اٹھا کر ایک کپ میں انڈیلی۔ پٹیل نے کہا "دربار بیٹھ کر اطمینان سے ناشتہ کرو' پھر چائے پینا۔" میں نے کہا "پٹیل میں اس وقت صرف ایک پیالی ہی پی سکتا ہوں۔۔۔۔ آپ نے بہت تکلیف کی۔" وہ لوگوں کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "ٹھیک ہی فرما رہے ہیں دربار آپ۔۔۔۔ اتنی بھیڑ بھاڑ میں کوئی۔۔۔۔"

میں نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "کسی نئے آدمی کے آنے پر دیہات میں ایسا ہی ہوتا ہے پٹیل۔۔۔۔ یہ بالکل سوبھاوک ہے۔"

پٹیل نے ہنس کر کہا۔ "سچ ہے دربار۔۔۔۔ میں تو ہاتھ جوڑ جوڑ کے ہار گیا۔ ایک مشترکہ قہقہہ لگا اور بیسیوں لڑکے لڑکیاں اندر گھس آئے۔

میں نے کھڑے کھڑے چائے پی اور کپ لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔ سگریٹ سلگاتا ہوا باہر نکلا تو تمام چوک عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں چلتے چلتے رک گیا اور پلٹ کر بیٹھک میں آ گیا پٹیل نے میری طرف دیکھا' میں نے ایک نوٹ نکال کر تکیے کے نیچے رکھتے ہوئے کہا۔ "پٹیل یہ آپ کے بچوں کی مٹھائی کے لئے ہے۔" وہ ہاتھ جوڑنے

لگا۔ میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے پٹیل اور نہ میں آپ کی مہماں نوازی کا بدلہ دے سکتا ہوں۔" وہ خاموش ہو گیا۔ میں اس کو ساتھ لے کر باہر نکل آیا۔ چند لوگوں نے میرے لئے کار تک پہنچنے کا راستہ بنایا۔ میں نے چابی لگا کر دروازہ کھولا اور کار کا پہرہ دینے والوں کو دس روپے دے کر پٹیل اور چند آدمیوں سے ہاتھ ملایا۔ ہجوم کو دونوں ہاتھوں سے پرنام کیا۔ تمام مکانوں کی چھتیں زرق برق ساڑیوں میں ملبوس عورتوں اور لڑکیوں سے بھری پڑی تھیں۔ میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سلام کیا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔ چھتیں تالیوں کی آواز سے گونجنے لگیں۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور یو ٹرن لے کر ہاتھ ہلاتا ہوا سڑک کی طرف روانہ ہو گیا۔

شام کو چھ بجے کے قریب جب کہ بھوک سے برا حال تھا اور گاڑی کے فیلول ٹینک کی حالت بھی مجھ سے کچھ بہتر نہ تھی ایک شہر دکھائی دیا۔ میں نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے اسپیڈ اور بڑھائی پانچ منٹ میں جب کہ شہر کا پہلا پٹرول پمپ دو سو گز دور تھا۔ انجن آخری ہچکی لے کر خاموش ہو گیا۔ ٹینک میں پٹرول کا ایک قطرہ نہ تھا' میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور دروازہ کھول کر پستول کا ہولسٹر کندھے پر ڈالتا ہوا گاڑی سے باہر نکلا اور دروازہ بند کر کے پٹرول پمپ کی طرف چل دیا۔ سوچ رہا تھا۔ اگر یہ واقعہ دس میل دور پیش آیا ہوتا تو کیا گزرتی؟ اس وقت آفتاب غروب ہونے میں آدھا گھنٹہ باقی تھا اور بمبئی اسی میل دور تھا۔ میں نے پمپ پر پہنچ کر مینجر کو صورتحال بتائی' اس نے باہر نکل کر گاڑی پر نظر ڈالی اور پٹرول کا گیلن ٹن اٹھا کر میرے ساتھ ہو لیا۔ ٹینک میں پٹرول ڈلوا کر میں نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور گاڑی پمپ پر لا کر کھڑی کرتے ہوئے پہلے کسی ہوٹل سے کھانا منگوانے کو کہا۔ اس نے گاڑی سے اتر کے ایک لڑکے کو اشارے سے بلاتے ہوئے کہا۔ "سرکار ویجی ٹیرین یا نان ویجی----"

میں نے کہا۔ "کچھ بھی---- جو بہتر مل سکے۔"

اس نے لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا۔ "چند مٹھائیاں پھل سموسے اور دودھ وغیرہ لے آؤ۔" میں نے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر اس کو دیا لڑکا دوڑتا ہوا بازار کی طرف چل دیا۔ مینجر نے ایک آدمی کو پٹرول ٹینک فل کرنے اور پانی تبدیل کرنے کو کہا اور مجھے دفتر میں لے کر آیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک چھوٹی میز اٹھا کر میرے سامنے رکھ دی اور مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار ایسا معلوم ہوتا ہے حضور شردھام سے بہت سویرے چل پڑے اور راستے میں کہیں کھانا نہ کھا سکے۔"

میں نے کہا۔ "ہاں میں کہیں کھانا نہ کھا سکا۔ وہ کنپٹی کھجاتا ہوا بولا "سرکار کل کے اخبار میں یوراج شری دھام کی تصویر چھپی تھی بالکل----"

میں نے اس کی بات کاٹ کر کہا "ہاں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا" اس نے کچھ کہنے

کے لئے منہ کھولا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔ میں نے سگریٹ کا کش لے کر شیشوں سے باہر کی طرف دیکھا۔ کھانا لانے والے لڑکے کا کہیں پتا نہ تھا۔ منیجر نے بھی سڑک کی طرف دیکھا اور "اوہ" کہہ کر دفتر سے باہر نکل گیا' اس کے جانے کے تھوڑی دیر بعد میں بھی بیٹھے بیٹھے اکتا کر باہر نکل آیا اور دروازے کے سامنے آہستہ آہستہ ٹہلنے لگا۔ میکنک نے آ کر کہا۔ "حضور گاڑی میں آٹھ گیلن پٹرول ڈال دیا ہے۔ پانی تبدیل کر دیا ہے ٹائروں میں ہوا بھی ٹھیک ہے۔"

میں نے کہا۔ "اچھا بل بنا لاؤ' اسی وقت منیجر لڑکے کے ساتھ ایک ٹرے لئے ہوئے آیا۔ جس میں تمام چیزیں باقاعدہ پلیٹوں میں ڈھکی ہوئی رکھی تھیں۔ میں نے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔۔۔۔ آپ نے بڑی زحمت کی۔"

وہ ٹرے میز پر رکھتے ہوئے بولا۔ "کوئی زحمت نہیں سرکار۔۔۔۔ چائے تو لانا ہی تھی۔ ہوٹل سے چند پیٹیں وغیرہ بھی لے لیں۔ کھانا اس لئے نہیں منگایا کہ ہندو یا مسلم کسی بھی ہوٹل کا کھانا آپ کے شایان۔۔۔۔"

میں نے اس کی تکلیف کا شکریہ ادا کیا اور جلدی جلدی کھانے سے فارغ ہو کر بل ادا کیا۔ لڑکے کو انعام دیا اور گاڑی میں سوار ہونے لگا۔ منیجر نے سلام کیا میں نے اس سے مصافحہ کر کے دروازہ بند کیا اور سیلف پر پیر رکھنے لگا تھا کہ ایک کار تیزی سے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی ایک جھٹکے سے رالس کے برابر رک گئی۔ میں نے سیلف دباتے ہوئے اچٹتی سی نظر ڈالی اور گاڑی بیک کرنے لگا۔ پچھلی سیٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے میری نظر پڑنے سے پہلے اندر بیٹھے ہوئے آدمی نے دوسری طرف منہ پھیر لیا لیکن جسم اور سر کا پچھلا حصہ دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ یہ میرا معزول کیا ہوا ایس۔پی' برمن تھا۔ وہیل پر کوئی آفیسر تھا' جو یونیفارم پہنے ہوئے تھا لیکن بیک نظریہ سمجھنا دشوار تھا کہ وہ یونیفارم پولیس کی تھی یا ملٹری کی۔

سڑک پر پہنچ کر گاڑی سیدھی کرتے ہوئے میں نے ان کی کار پر پھر ایک نظر ڈالی لیکن اب ان کا منہ دوسری طرف تھا اور وہ منیجر سے باتیں کر رہے تھے۔ شہر کی سڑک سے نکلتے ہوئے میں ہر موڑ پر ٹرن لیتے ہوئے پیچھے کی طرف دیکھا لیکن کوئی گاڑی میرا تعاقب نہیں کر رہی تھی۔ اب لائٹنگ ٹائم ہو چکا تھا۔ میں نے ہیڈ لیمپ روشن کئے اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔ سڑک دور تک خالی تھی۔ کہیں کہیں کوئی سائیکل سوار نظر آتا تھا' جو ایکسٹریم لیفٹ پر چلتا ہوا ہوتا تھا میں پچاس ساٹھ کے درمیان چلا جا رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اب اگر کوئی پیچھا بھی کرے تو میرے نزدیک نہیں پہنچ سکتا تھا۔۔۔۔ رالس کی میکسیمم اسپیڈ ۹۵ میل فی گھنٹہ تھی اور میں اس کو اسی میل تک کنٹرول کر سکتا تھا۔ اسی میل پر کنٹرول کرنے والے شاید بہت سے ڈرائیور ہوں لیکن اسی میل دوڑنے اور کنٹرول میں رہنے والی گاڑیاں

بہت کم تھیں۔۔۔۔۔ لہٰذا وہ اگر برمن بھی تھا تو کیا بگاڑ سکتا تھا۔۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اب میں بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا' کیونکہ شردھام تین چار سو میل پیچھے رہ گیا تھا اور میری شہزادگی نہ پیچھے رہی تھی نہ آگے۔ رشی کے ساتھ اس کا جنازہ نکل چکا تھا۔ بلکہ سوئم بھی ہو چکا تھا' رشی کی یاد آتے ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے' اس کا معصوم چہرہ اور بھولی بھالی باتیں نشتر کی طرح دل میں چبھنے لگیں' میرا پیر خود بخود ایکسی لریٹر سے اٹھنے لگا اور یہ اچھا ہی ہوا کیونکہ سامنے کسی پہاڑی نالے کا پل تھا۔ جس کے اردگرد نہ پروٹیکشن وال تھی نہ جنگلہ۔

پل غالباً" ون وے ٹریفک تھا کیونکہ اس کی چوڑائی بارہ فٹ سے زیادہ نہ تھی اور بیک وقت دو گاڑیاں گزرنے کی گنجائش نہ تھی میں نے پل کے سرے کے قریب پہنچتے ہی بریک لگایا اور دوسرے سرے کی طرف دیکھا۔ ہیڈ لیمپس کی روشنی میں پل تقریباً" دو سو فٹ لمبا نظر آ رہا تھا۔ سڑک کے دونوں طرف گھنا جنگل تھا اور اونچے نیچے درختوں اور جھاڑیوں سے ناہموار میدان میں اندھیرا چھایا ہوا تھا میں نے پیچھے کی طرف دیکھ کر گیئر لگایا اور گاڑی آہستہ آہستہ بڑھنے لگی۔ پل کے سرے پر پہنچنے نہ پائی تھی کہ پل کے دوسرے سرے سے کسی گاری کی تیز روشنی کا سیلاب امڈ پڑا۔ میں نے پھر بریک لگایا اور سامنے سے آنے والے وہیکل کے گزر جانے کا انتظار کرنے لگا۔ گاڑی نصف پل عبور کر کے مجھ سے بارہ چودہ گز کے فاصلے پر آ کر رک گئی۔ ہیڈ لیمپس اسی تیزی سے جل رہے تھے۔ میں نے ہارن بجایا اور روشنی کے زاویے سے بچ کر وہیکل کی طرف دیکھا۔ یہ کھلا ٹرک تھا۔ دو تین آدمیوں کو ہاتھوں میں پستول لئے گاڑی سے کودتے دیکھ کر میں ایک ثانئے میں معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا۔ بائیں ہاتھ سے ہولسٹر سے پستول نکالتے ہوئے کھڑکی کا شیشہ نیچے سرکایا اور بغیر وارننگ دیئے دو فائر کئے دو آدمی گر گئے اسی وقت ٹرک سے بیک وقت تین گولیاں چلیں۔ ایک ونڈ اسکرین کو توڑتی ہوئی میری کنپٹی کے قریب سیٹ کی پشت میں گھس گئی۔ دوسری نے دایاں فرنٹ لیمپ اڑا دیا۔ تیسری بائیں جانب چھت میں پیوست ہو گئی میں نے تیسرا فائر ٹرک کے سٹیرنگ وہیل پر بیٹھے ہوئے آدمی پر کیا اور گولی ونڈ شیلڈ توڑ کر برابر آدمی کی پیشانی میں لگی ڈرائیور نے جھک کر ریورس گیئر لگائی اور ٹرک پیچھے ہٹنے لگا۔ نیچے ایک آدمی جو اگلے اور پچھلے وہیل کے درمیان کور لئے ہوئے تھا پہیے کے نیچے آ کر کرش ہو گیا۔ میں نے نیچے اترنے والے تینوں آدمیوں کو تڑپتے دیکھ کر گاری سے باہر نکلتے نکلتے بائیں ہاتھ سے رائفل گھسیٹی اور دروازہ کھولتے ہی سڑک پر منہ کے بل گر گیا۔ ٹرک تیزی سے بیک ہوتا جا رہا تھا۔ کسی نے باڈی سے سر نکال کر فائر کیا اور گولی میرے سر سے دس فٹ آگے سڑک سے ٹکرا کر دس فٹ گئی۔ اب درمیانی فاصلہ پچاس گز کے قریب ہو چکا تھا اور میں پستول کی رینج سے باہر تھا رائفل سیدھی کر کے ڈرائیور کی کھوپڑی کا نشانہ لیا اور

ٹرائیگر دبا دیا گولی نشانے پر لگی اور ٹرک ٹیڑھا ہو کر چلنے لگا۔ پل پر آڑا ہوا اور چلتے چلتے ایک زبردست دھماکے کے ساتھ الٹ کر نالے میں گر گیا۔ صرف ایک آدمی چھلانگ مار کر کودا اور سنبھلتے ہی پستول پھینک کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑا ہو گیا---- مجھے اس کی باضابطگی پر ہنسی آگئی---- شاید وہ اس قاتلانہ حملے کے باوجود اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ اصول جنگ کے مطابق ہتھیار پھینکتے ہی اس کو امان مل جائے گی۔ میں اس ٹرک کی نمبر پلیٹ پر شردھام اسٹیٹ دیکھ چکا تھا۔ برمن کے درشن کر چکا تھا۔ مجھے یقین ہو چکا تھا کہ یہی لوگ رشی کرن کے قاتل ہیں---- میں انہیں پاتال سے نکال کر شوٹ کرنا چاہتا تھا اور یہ زمین پر مل گئے۔ میرے پاس ان کے لئے کوئی رحم نہ تھا کوئی اصول نہ تھا۔ اس کے ہاتھ اٹھاتے ہی سینے کا نشانہ لے کر چیخا۔ "اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے چلے آؤ۔" دل میں کہا تا کہ کوئی خطا نہ ہو۔ وہ آہستہ آہستہ نپے تلے قدموں سے آگے بڑھتا رہا' اپنے آدمیوں کی لاشوں کے قریب پہنچ کر رک گیا اور چیخ کر کہنے لگا۔ "رحم' ان داتا' رحم" میں نے پیچھے کی طرف نظر ڈال کر دور تک دیکھنے کے بعد کہا---- "نام بتاؤ----" بولا۔ "ان داتا دیو کی نندن۔" میں نے کہا "برمن کے آدمی ہو؟" بولا "ہاں ان داتا---- ہم کل سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے ٹرائیگر دباتے دباتے کچھ سوچ کر کہا۔ "اچھا اپنی ٹانگوں سے پٹیاں کھولو۔" وہ کھڑے کھڑے جھک کر پٹیاں کھولنے لگا۔ میں نے کہا۔ "اب بیٹھ جاؤ اور دونوں ٹانگوں کو اوپر نیچے رکھ کر مضبوطی سے پٹیاں باندھ کر دکھاؤ۔" اس نے ایک منٹ میں تعمیل کر کے ٹانگیں پھیلا کر دکھائیں۔ میں نے بندوق اگلی سیٹ پر پھینکی اور میز پوش سے چار پانچ چوڑی پٹی پھاڑ کر اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے کمرے کے پیچھے باندھے اور بائیں ہاتھ سے پیٹ کے بل اٹھ کر گھسیٹتا ہوا گاڑی کے قریب لایا اور پچھلا درواز کھول کر اندر دھکیل دیا وہ بائیں طرف جھک کر سیٹ پر گر پڑا۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "دیو کی نندن تم راجپوت تو نہیں ہو نا؟" بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "نہیں ان داتا میں برہمن ہوں۔"

میں نے اس کا کندھا پکڑ کے سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔ "اچھا بھگود گیتا کی قسم کھا کر کہو' جو کچھ میں پوچھوں اس کا سچ سچ جواب دو گے؟" اس نے قسم کھائی۔ میں نے پوچھا۔ "کیا یوراج کو قتل کرنے میں تم شامل تھے؟" بولا "سرکار برمن صاحب نے ہمیں ٹرک میں بٹھا کر بھیجتے وقت یہ نہیں کہا تھا کہ کسی کو قتل کرنا ہے یا ایکسیڈنٹ کرنا ہے---- صرف جھیل جا کر انتظار کرنے کو کہا تھا' چھ بجے کے قریب وہ خود بھی کار لے کر پہنچ گئے۔ کار ان کا بھائی لے کر واپس چلا گیا اور وہ ٹرک میں بیٹھ گئے---- ایکسیڈنٹ کرنے کے بعد ہمیں بھاگنا پڑا---- اور اب تو ہم سب قاتل بن گئے۔"

میں نے کہا۔ "میں تمہیں بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں بشرطیکہ تم گورنر صاحب

کے سامنے یہی بیان دو۔" بولا۔ "سرکار قسم کھاتا ہوں---- یہی بیان دوں گا---- سرکار میں آپ کے وعدے پر وشواس رکھتا ہوں' آپ راجپوت بھی ہیں اور راجا بھی۔ آپ برہم ہتھیا کبھی نہ پسند فرمائیں گے۔"

میں نے کہا۔ "برہمن دیوتا میں تمہارے سر پر ہاتھ رکھ کر وچن دیتا ہوں کہ اگر میں راجپوت راجا ہوں تو برہم ہتھیا کبھی نہ کرونگا۔ بشرطیکہ تم یہی بیان دو۔" اس نے میری طرف دیکھ کر سجدے میں سر رکھ دیا۔ میں نے اس کو پھر سیدھا کر کے سیٹ پر بٹھایا اور دروازہ بند کر کے وہیل پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "برمن پچھلے شہر میں ہے پنڈت کیا وہ اس حملے کا نتیجہ دیکھنے نہیں آئے گا۔" بولا "نہیں ان داتا اسے وشواس ہے کہ آپ کتنے آدمیوں سے بچیں گے۔ ٹرک میں ڈرائیور سمیت آٹھ آدمی تھے۔ جن میں ایک اس کا بھائی تھا---- وہ جو ڈرائیور کے برابر میں بیٹھا تھا۔"

میں نے "ٹھیک ہے" کہہ کر پیچھے نظر دوڑائی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ پل سے گزرنے میں جس ایک آدمی کے ہلنے جلنے سے زندہ ہونے کا پتا چل رہا تھا اسی کے اوپر گاڑی کا پہیہ پھراتا ہوا نکل گیا۔ گاڑی نے جمپ لیا تو دیو کی نندن کی چیخ نکل گئی۔ میں نے ہنس کر کہا "پنڈت تم محفوظ ہو۔" بولا "ان داتا' بھگوان آپ کو بھارت ورش کا سامراٹ پرش بنائیں۔"

"ایک سوال اور پنڈت۔" میں نے بیک ویو مرر کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔ "تم لوگوں نے اپنی دانست میں یوراج کو ختم کر دیا میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" وہ کچھ کہنے کے لئے منہ کھول کر رہ گیا۔ میں نے ہنس کر کہا۔ "دیکھو پنڈت میں تمہیں معاف کرا دینے کا وچن دے چکا ہوں اور اس وقت بھگود گیتا کی سوگند انوسار باتیں ہو رہی ہیں' تم اپنے خیالات چھپانے کی کوشش نہ کرو۔"

اس نے ہونٹوں پر زبان پھراتے ہوئے کہا۔ "ان داتا برمن نے یوراج کے مرنے کی خبر اخبار میں پڑھنے کے بعد بہت افسوس کیا۔ وہ کہتا تھا مہاراجا' یوراج کے پاگل پن کی وجہ سے ایک بناوٹی راجکمار بمبئی سے لے کر آئے ہیں جو بالکل اسی کا ہم شکل ہے اور برمن اسی کو قتل کرنا چاہتا تھا۔"

"ٹھیک----" میں نے کہا "لیکن اس کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ مارا جانے والا اصلی راجکمار ہے؟"

"اس کا خیال ہے کہ نقلی راجکمار مارا جاتا تو مہاراجا اس کی موت کا اعلان ہرگز نہ کرتے۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" میں نے کہا۔ "اس کے بعد کیا ہوا؟"

اس نے جواب دیا۔ "ان داتا اس نے ہمیں یہاں بھیج دیا اور کہا۔ "نقلی راجکمار

اب یہاں نہیں رہ سکتا۔ وہ ایک دو روز میں بمبئی بھاگے گا اور اکیلا بھاگے گا۔ مہاراجا اس کی حفاظت کے لئے کسی کو ساتھ نہیں بھیج سکتے۔ اس لئے آسانی سے اس کو ختم کیا جا سکتا ہے---- آج آپ کے یہاں ایک گھنٹہ پہنچنے سے پہلے برمن نے ہمیں تار کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ پہنچنے والے ہیں---- اور---- باقی تو سب آپ کے سامنے ہے۔"

میں نے اثبات میں سرہلا کر بات ختم کر دی اور اسپیڈ بڑھانے لگا۔

جس وقت میں بمبئی کے مضافات میں پہنچا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ میں کسی طرح ساڑھے گیارہ سے پہلے مالا بار میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ گورنمنٹ ہاؤس دس بجے بند ہو جاتا تھا اور اس کے بعد گیٹ پر ٹائی راج ہوتا تھا جو صبح کے چھ بجے سے پہلے کسی کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے تھے اور پھر میرے ساتھ تو ایک پلندہ بھی تھا' چنانچہ پونے بارہ بجے بہزار خرابی و دشواری ملزم کو کولابہ پولیس اسٹیشن کی کسٹڈی میں دینے میں کامیاب ہوا اور وہ بھی اس شرط پر کہ صبح دس گیارہ تک اس کو گورنمنٹ ہاؤس کی گاڑی آ کر لے جائے گی---- یہ رات میں نے ہوٹل میجسٹک میں گزاری۔ صبح آٹھ بجے غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور دو تین ہزار روپے کے علاوہ تمام رقم اور قیمتی چیزیں لائیڈس بنک میں جمع کرا کے ساڑھے نو بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچ گیا۔ مسٹرولسن نے مجھے اپنے چیمبر میں ریسیو کیا۔ شردھام کے حادثے کے متعلق انہیں ریزیڈنٹ کی طرف سے مکمل رپورٹ مل چکی تھی لیکن اس میں میرے متعلق کوئی ذکر نہ تھا۔ دس بجے ہزایکسی لنسی نے مجھے اندر طلب کر لیا۔ اس وقت وہ تنہا تھے۔ شردھام کے تمام حالات بیان کرنے کے بعد میں نے راستے کا واقعہ سنایا---- اور وہ خالی پائپ ہونٹوں میں دبائے غور سے سنتے رہے۔ کہیں کہیں مسکراتے رہے۔ چند سوالات بھی کئے لیکن بحیثیت مجموعی ان کے چہرے سے ناراضگی کا اظہار ہوتا تھا' آخر انہوں نے مسٹرولسن کو لابہ پولیس اسٹیشن کو فون کر کے دیو کی نندن کو فوراً" گورنمنٹ ہاؤس پہنچانے کا حکم دیا۔ کینتھ کے متعلق مجھے بتایا کہ ریزیڈنٹ کے اطلاع کے مطابق اب وہ خطرے سے باہر ہے۔ میں نے کہا۔ "اس کو بمبئی بلا لیا جائے تو بہتر ہے۔"

انہوں نے کہا۔ "وہ مہاراجا شردھام کے ساتھ آئے گی۔"

میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی' آپ مجھے مہاراجا شردھام کے سامنے نہ بلائیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "کیوں بھلا؟ وہ تمہارے پاپا نہیں کیا؟"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی---- انہوں نے رشی کرن کے مرتے ہی مجھ سے آنکھیں پھرالیں اور اگر کرنل نے مدد نہ کی ہوتی تو شاید میں زندہ نہ نکل سکتا۔"

انہوں نے کہا۔ "وہ تمہیں قتل نہیں کرا سکتے تھے---- تم ہماری امانت تھے----

لیکن تمہارا زندہ رہنا بھی خطرناک تھا۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑی غلطی کر چکے تھے۔ یعنی یوراج کی شادی۔۔۔۔"

میں نے کہا "لیکن اس غلطی کی تلافی مجھے ختم کر دینے سے تو نہیں ہوتی۔"

وہ ہنس دیئے۔ "یقیناً نہیں۔۔۔۔ بلکہ اس غلطی کی تلافی تم نے کر دی تھی اور ہمارے حکم سے کی تھی۔"

میں نے سر جھکا کر کہا۔ "میں نے اسے اپنی ڈیوٹی سمجھ کر انجام دیا۔"

انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا "لیکن یہ امید نہ رکھنا کہ آئندہ پھر کبھی ایسی ڈیوٹی لگائی جائے گی۔"

میں نے ہنسی ضبط کرنے کے لئے بناوٹی کھانسی کی آڑ لے کر منہ پر رومال رکھ لیا۔ ہزایکسی لنسی اس وقت خوشگوار ترین موڈ میں تھے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے خود پر قابو پا کر سر اٹھایا تو کہنے لگے۔ "پھر بھی یہ ہماری توقع کے خلاف ہوا۔ ہمارا خیال تھا کہ وہ اس حد تک بڑھنے کے بعد تمہیں رشی کرن کے ڈپلی کیٹ کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے پرنس بنا دیں گے۔" میں خاموش ہو گیا وہ میرے جواب کا انتظار کر کے آگے چلے۔ "خیر ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ ہمیں معلوم ہے شہزادگی کی زندگی گزارنے کے بعد زوال پذیر ہو جانا موت سے بدتر معلوم ہوتا ہے۔ شردھام کا فرض ہے کہ تمہاری قربانیوں کی قیمت ادا کرے۔"

میں نے شکریہ ادا کیا۔ "یورایکسی لنسی میرے لئے وہ زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ آپ مجھے ولاس پور بھیجدیں۔ میں مہاراجہ ولاس پور کا باڈی گارڈ بننے میں فخر محسوس کروں گا۔"

وہ "وہاٹ اے فول یو آر" کہہ کر میرا منہ تکنے لگے۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی۔۔۔۔ مجھ سے آج تک کوئی حماقت سرزد نہیں ہوئی۔۔۔۔ کیا آپ مجھے ایک حماقت کرنے کا موقع نہیں دیں گے۔"

"انہوں نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "اوکے۔۔۔۔ ضرور دیں گے۔۔۔۔ لیکن ہمیں یقین ہو جانے دو کہ یہ حماقت ہی ہے۔"

میں نے کہا۔ "بہتر ہے میں آپ کے حکم کا انتظار کروں گا۔"

انہوں نے ایک بزر دبایا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور مسٹرولسن برآمد ہوئے۔ گورنر نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "مسٹرولسن ان کے ٹھہرنے کا انتظام کرو۔۔۔۔ پہلے سے بہتر' تمہیں معلوم ہی ہے کہ ایک معزول پرنس کو کس طرح رکھنا چاہئے۔"

مسٹرولسن مسکرا دیئے۔ گورنر نے کہا۔ "ہی از ون آف اَور لیفٹننٹس ناؤ۔"

مسٹرولسن نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "کانگریچولیشنز۔۔۔۔ لیفٹنٹ نعیم۔" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "تھینکس اینڈ گڈ بائی یورایکسی لنسی۔" گورنر نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور میں

مسٹر ولسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔ اپنے چیمبر میں آتے ہی بولے۔ "مجھے افسوس ہے بوئے شروھام بڑا احسان فراموش ثابت ہوا۔" میں نے کہا "نہیں مسٹر ولسن ایسا نہیں ہے۔ وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر سکے بیٹے کی موت اور وہ بھی اس طرح ---- ان کا دماغ خراب ہو جانا بالکل فطری تھا۔"

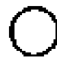
"خیر دیکھیں گے۔" انہوں نے کہا۔ "تم کہاں ٹھہرے ہو؟"

"ایک ہوٹل میں۔" میں نے میجسٹک کا نام بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ وہاں میں نعیم کمار آف ولاس پور تھا۔

وہ بولے۔ "ابھی دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھاؤ ---- شام تک سیر کرو پھر میں کیپٹن رابرٹ کو بھیج کر تمہارا سامان منگوالوں گا ---- گاڑی تو ہے ہی تمہارے پاس۔"

میں نے کہا۔ "شروھام کی رالس ہے ---- اور زخمی بھی ہے ---- ونڈ اسکرین میں گولی کا سوراخ ہے۔ ایک ہیڈ لیمپ غائب ہے۔"

وہ بولے۔ "ٹھیک کرا دیتے ہیں۔" انہوں نے اسی وقت ٹیلی فون پر گیراج سپرنٹنڈنٹ سے بات کی اور چند منٹ بعد ایک ڈرائیور گاڑی لے گیا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد میں نے ایک بغیر فلیگ والی مورس لی اور دیو کی نندن کا تحریری بیان پڑھ کر کیپٹن بریڈلے کے ساتھ شہر کی طرف چل دیا۔





گیٹ سے باہر نکلتے ہی کیپٹن بریڈلے نے کہا۔ "لیفٹننٹ نعیم---- میں تمہیں لیفٹننٹ ہو جانے پر مبارکباد پیش نہیں کر سکتا۔" میں نے دائیں جانب ٹرن لیتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن اب میرا احساس مردہ ہو چکا ہے---- حزن و ملال---- مسرت و سرخوشی میرے لئے بے معنی الفاظ ہیں۔"

"فطری ہے۔" کیپٹن نے مسکرا کر کہا۔ "اب مجھے معلوم ہو گیا تم کہاں تھے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "غنیمت ہے---- شاید میری گاڑی ورکشاپ میں دیکھ لی ہو گی----؟" کیپٹن نے پلٹ کر کہا۔ "تم نے مجھے---- ایک بھی خط لکھا؟" میں نے ہنس کر اسکی طرف دیکھا۔ "کیا سوال کیا ہے بریڈلے؟ میں کسی کو خط لکھ سکتا تھا؟"

"خیر میں شکایت نہیں کر رہا۔ تمہارے سوال کا جواب دے رہا ہوں یہ بتاؤ اب کہاں چل رہے ہو----؟"

"تاج---- گرین' جہاں تم پینا پسند کرو---- میں چار پانچ روز سے پیاسا ہوں۔"

"ہمارے پاس چھ سات گھنٹے کا وقت ہے نعیم جہاں چاہو چلو۔" میں نے چرچ گیٹ سے ہارن بی روڈ کی طرف ٹرن لیا اور میجسٹک کے سامنے سے گزرتے ہوئے گیٹ آف انڈیا پہنچکر تاج کے پورٹیکو میں گاڑی کھڑی کر دی۔ گاڑی پارک کرتے ہی ایک سفید وردی میں ملبوس ویٹر نے ہمیں ریسیو کیا اور لفٹ تک پہنچا کر چلا گیا۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی بریڈلے نے آپریٹر سے "بار" کا اشارہ کیا۔ فورتھ فلور پر پہنچا کر آپریٹر نے بار تک ہماری رہنمائی کی۔ دروازے پر دو ویٹروں نے استقبال کیا اور ہم بوتھ میں داخل ہو گئے۔ مینجر نے ٹرے میں رکھ کر مینو پیش کیا بریڈلے نے سرسری سی نظر ڈال کر بوربن اور فرائیڈ کڈنی کا آرڈر دیا۔ مینجر سر کے اشارے سے سلام کر کے چلا گیا۔ میں نے سگریٹ کیس نکال کر ٹیبل پر رکھا۔ بریڈلے نے اٹھا کر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ یہ کرنل ماما کا دیا ہوا خالص سونے کا سگریٹ کیس تھا۔ سگریٹ نکال کر میری طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ " سونے کا معلوم ہوتا ہے۔" میں نے کہا۔ "پسند ہے تو لے سکتے ہو۔" اس نے مسکرا کر سگریٹ سلگایا۔ مجھے لائٹ دی اور کہنے لگا۔ "لیفٹننٹ پیشکش کا شکریہ---- بہت شکریہ لیکن اسے اپنے پاس ہی رہنے دو۔ مجھے تمہاری باتوں سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم کوئی بہت بھاری چوٹ کھا کر آئے ہو۔ تمہیں ہر چیز سے نفرت ہو چکی ہے اور---- میں مایوس

دوستوں کے تحفے قبول نہیں کیا کرتا۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم اچھے فیس ریڈر نہیں ہو کیپٹن۔ میری لغت میں مایوسی کا لفظ نہیں ہے۔" اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔ "پرنس نعیم میری آنکھیں بنفشی شعاعوں کی طرح انسانی جسم سے گزرنے کی طاقت رکھتی ہیں۔ میں تمہارے دل کو اس طرح دیکھ سکتا ہوں جیسے میرے ہتھیلی پر رکھا ہوا ہے۔" میں نے قہقہہ لگایا۔ "مائی ڈیر پھر تم نے ناحق اپنے لئے فرائیڈ کڈنی کا آرڈر دیا۔ ہتھیلی پر رکھی ہوئی چیز پلیٹ میں رکھی ہوئی چیز سے بہر حال کسی قدر قریب ہوتی ہے۔" بریڈلے کٹ کر رہ گیا۔ سگریٹ کا کش لے کر سنبھلتے ہوئے بولا۔ "نعیم تم سائیڈ ٹریک کرنے کا فن جانتے ہو مائی ڈیئر۔"

"کیپٹن۔" میں نے کہا۔ "میں بریڈلے کو نہیں ایک ایکس رے یونٹ کو سائیڈ ٹریک کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ دیکھنا یہ ہے اس میں کس حد تک کامیاب ہو سکتا ہوں۔" بریڈلے مسکرا کر کچھ کہنا چاہتا تھا کہ ایک اینگلو انڈین لڑکی بوتھ کے دروازے پر نمودار ہوئی۔ اس کے ہاتھوں میں ڈرنکس کی ٹرے تھی۔ "گڈ ایوننگ آفیسرز" کہہ کر اندر داخل ہوئی اور ٹرے میز پر رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ چند لمحے بعد ایک اور لڑکی فرائیڈ کڈنی اور پوٹاٹو چپس لے کر دروازے پر آئی۔ پہلی لڑکی نے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے ٹرے لے کر میز پر رکھی۔ بوتل کا کارک کھول کر دو گلاسوں میں انڈیلی اور مسکرا کر دونوں کے سامنے رکھتی ہوئی باہر نکل گئی۔ بریڈلے نے گلاس اٹھاتے ہوئے میری طرف دیکھ کر کہا۔ "پروپوز" میں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری سوئٹ ہارٹ کے نام۔" اس نے تھینک یو کہہ کر پینی شروع کر دی اور چند گھونٹوں میں گلاس خالی کر کے میز پر رکھتے ہوئے میری طرف دیکھ کر بولا۔ "بک اپ مین---- میں تمہاری سوئٹ ہارٹس کے نام پر پینے کے لئے بے چین ہوں۔" میں نے گلاس خالی کر کے ہنستے ہوئے کہا۔ "میرے لئے صیغہ جمع کیوں استعمال کیا بریڈلے کیا ایک کافی نہیں؟" وہ بولا۔ "نہیں یہ ایک پرنس کی توہین ہے۔ عرب شہزادے پورا ڈویژن رکھتے ہیں۔ انڈین پرنس کو کم از کم ایک بٹالین تو----" میں نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو پھر بوربن کا ایک بیرل منگاؤ اور میں تمہارے سامنے لسٹ رکھتا ہوں۔ پیو اور پلاتے جاؤ حتیٰ کہ دونوں آنجہانی ہو جائیں۔" انڈ یلتے انڈ یلتے رک کر بولا۔ " پھر تو واقعی میری ریڈنگ غلط ہے دوست۔ تم اپنے سینے میں زخمی دل نہیں' سیمنٹ چھاننے کی چھلنی لئے پھر رہے ہو جس کے سوراخ صرف خوردبین ہی سے نظر آ سکتے ہیں۔"

"مجھے اپنے دل کی قیمت مل چکی ہے۔ لہٰذا اس کا ذکر چھوڑو جام بھرو اور بغیر پروپوز کئے غٹ غٹائے جاؤ۔ شراب ہر زخم کو مندمل کرے گی نوٹ کسی زخم کی بخیہ کاری نہیں کریگا۔" بریڈلے نے ہنس کر گلاسوں میں انڈیلی اور میری طرف سرکاتے ہوئے بولا۔

"شروع کرو۔" میں نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا اور چند گھونٹوں میں خالی کر دیا۔ ڈنر

ٹائم ہونے تک نصف سے زیادہ بوتل خالی ہو چکی تھی۔ نو بجے کے قریب ہم ہوٹل سے نکل کر کار کی طرف چلنے لگے تو ایک دوسرے سے اپنی کیفیت چھپانے کا جذبہ ہمیں سنبھال رہا تھا۔ ڈرائیور کرنے کی ہمت ہم میں ایک میں بھی نہ تھی۔ میں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر بریڈلے کی طرف دیکھا پھر میری طرف اس نے دیکھا اور مسکرا کر اندر داخل ہوا اور کھسک کر کونے میں جا کر بیٹھ گیا میں نے وہیل پر بیٹھ کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "کیپٹن مجھے زمین ابھرتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے اگر تم کچھ بہتر ہو تو وہیل سنبھال لو تو اس نے کہا "مائی ڈیر مجھے آسمان نیچے گرتا محسوس ہو رہا ہے۔" میں نے مشینی انداز میں چابی لگائی اور سوئچ آن کر کے سیلف پر پیر مارا۔ انجن اسٹارٹ ہو گیا۔ میں نے گاڑی بیک کر کے سڑک پر سیدھی کی اور گیٹ آف انڈیا پر سیر کو آنے والے پریوں کے غول پر اچٹتی سی نگاہ ڈال کر آہستہ آہستہ گرین کے سامنے ہوتا ہوا ایکسٹریم لیفٹ پر چلنے لگا۔ گاڑی کی چال بھی اندر بیٹھنے والوں سے بہتر نہ تھی۔

ساڑھے نو بجے گورنمنٹ ہاؤس پہنچے تو گیٹ پر ہی ایک نوٹ دے دیا گیا۔ جس میں مجھے فوراً" فرسٹ سیکریٹری سے ملنے کا حکم دیا گیا تھا۔ کیپٹن بریڈلے اپنی جسمانی حالت کے پیش نظر گیٹ سے چند قدم چلنے کے بعد گاڑی رکوا کر اتر گیا اور ڈگمگاتے قدموں سے چلتا ہوا نیشنل کلب کے لان میں غائب ہو گیا۔ میں نے گاڑی کو بائیں جانب ٹرن دیا اور ریسپشن آفس کے سامنے جا کر انجن بند کر کے نیچے اترا۔ ایک سارجنٹ نے باہر نکل کر سیلوٹ کیا اور مجھے ریسپشن روم میں لے کر آیا۔ میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "مسٹرولسن کو اطلاع دے دو۔ میں ان کا انتظار کر رہا ہوں۔" اس نے اٹینشن ہو کر کہا۔ "سر ان کو اطلاع کر دی گئی ہے اور وہ چند منٹ میں پہنچنے والے ہیں۔" میں نے سگریٹ سلگایا اور صوفوں کے درمیان کھڑا کھڑا کش لگانے لگا۔ سارجنٹ سیلوٹ کر کے باہر نکل گیا۔ بمشکل دو منٹ گزرے ہوں گے کہ مسٹرولسن نے دروازے میں داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔ "ہیلو لیفٹننٹ۔۔۔۔" میں نے گڈ ایوننگ کہہ کر ہاتھ بڑھایا۔ مصافحہ کرتے ہوئے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر بولے۔ "اوہ نعیم۔۔۔۔ تمہیں تو ہرایکسی لنسی یاد فرما رہی ہیں۔۔۔۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم بالکل سوبر ہو۔" میں نے نفی میں سرہلایا۔۔۔۔ "کیا صبح پر ملتوی نہیں کیا جا سکتا مسٹرولسن؟" کہنے لگے "یہی بہتر ہو گا۔۔۔۔ آؤ میں ان سے معذرت طلب کر لیتا ہوں۔" میں ان کے ساتھ برآمدے میں آیا۔ سارجنٹ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مسٹرولسن نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا اور گڈ ایوننگ یور ایکسی لنسی کہہ کر بات کرنے لگے۔ "نعیم آ گیا ہے لیکن اس کی طبیعت کچھ اچھی نہیں ہے یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ کیا صبح دس بجے کا ٹائم دے دیں۔"

تو ہرایکسی لنسی نے کہا "اس سے کچھ ضروری کام ہے اس لئے اس کو ضرور بھیجئے"

مسٹر ولسن نے ہرایکسی لنسی سے کہا۔ "بہت بہتر یورایکسی لنسی۔" پھر مجھ سے مخاطب ہوئے۔ "لیفٹننٹ آپ کو جانا ہی ہو گا۔" میں نے کہا۔ "مسٹر ولسن ایک شرط پر کہ آپ بھی میرے ساتھ جائیں گے۔" مسٹر ولسن بولے۔ "ٹھیک ہے لفٹنٹ نعیم! میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں۔ آؤ چلیں۔" ہرایکسی لنسی کی رہائش گاہ پر پہنچ کر انہوں نے کال بیل بٹن دبایا۔ ایک انگریز خادمہ نے آ کر دروازہ کھولا اور سلام کر کے کہنے لگی۔ "چلئے مسٹرولسن---- ہرایکسی لنسی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔" انہوں نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور چلنے کا اشارہ کیا۔ خادمہ ہمارے آگے آگے چلنے لگی۔ دو تین کمروں سے گزرنے کے بعد ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رکی اور پردہ ہٹا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ ہم اندر داخل ہوئے۔ ہرایکسی لنسی وسط میں ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی سگریٹ پی رہی تھیں۔ میں نے سر جھکا کر سلام کیا۔ مسکرا کر ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولیں "ہیلو پرنس کرن---- ہیل اینڈ ہارٹی----؟"

میں نے مزاج پرسی کی---- بولیں "بیٹھو----" میں شکریہ ادا کر کے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ مسٹرولسن میرے برابر والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ ہرایکسی لنسی سگریٹ کی طرف دیکھتی ہوئی غمگین لہجے میں بولیں۔ "تمہیں بری ٹریجڈی سے گزرنا پڑا نعیم۔" میں نے ان کے چہرے کی طرف دیکھ کر نگاہیں جھکا لیں۔ انہوں نے مسٹرولسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ولسن جب ہم کسی کو اہم فرائض تفویض کرتے ہیں تو اس کی حقیقت کو قطعی نظرانداز کر دیتے ہیں کہ وہ بھی انسانی جذبات رکھتا ہے۔ وہ بھی کسی سے محبت کر سکتا ہے اور ادائیگی فرائض میں ایسے موڑ بھی آ سکتے ہیں جہاں اس کی روح زخمی ہو کر رہ جائے---- کتنی بڑی ٹریجڈی!"

مسٹرولسن نے کہا---- "آپ بہت صحیح فرما رہی ہیں یورایکسی لنسی----" وہ سگریٹ ایش ٹرے میں ڈالتی ہوئی بولیں۔ "مجھے اس لڑکے پر رحم آنے لگا ہے ولسن۔ یہاں سے شردھام بھیجتے وقت میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں ایک بہت بڑے امتحان میں مبتلا کیا جا رہا ہے اگر تم کامیاب ہوئے تو تمہیں اس طرح کمپنسیٹ کیا جائے گا کہ تم ہماری فیاضی پر ہمیشہ فخر کرو گے---- لیکن----" انہوں نے ٹھنڈا سانس لیا۔ میں نے سر جھکا کر کہا۔ "یورایکسی لنسی میں اب بھی آپ کی قدر شناسی پر فخر کرتا ہوں۔"

وہ مسکرا دیں اور بزر دباتی ہوئی میری طرف دیکھ کر بولیں۔ "نہیں---- تمہیں کمپنسیٹ کرنا ممکن نہیں ہے۔ تم نے اتنی بڑی قربانی دی ہے---- بلکہ ایک نہیں---- کئی---- ون ٹو تھری، فور، فائیو---- اوہ آئی کینٹ کاؤنٹ دیم---- بہت قربانیاں دی ہیں۔ سچ تو یہ ہے مجھے تم سے اتنی توقع نہ تھی----" میں نے کہا۔ "یورایکسی لنسی آپ میری عزت افزائی کر رہی ہیں۔ یہ کمپنسیشن میری توقع سے بہت زیادہ ہے۔"

"خیر۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ ہماری طرف واجب الادا ہے اور ہم تمہیں اپنے وعدے کے مطابق پرنس کی حیثیت دے کر رہیں گے۔" ایک بیرر نے اندر داخل ہو کر کافی کی ٹرے میز پر رکھی اور جھک کر پیالیوں میں انڈیلنے لگا۔ وہ کافی پاٹ کی طرف دیکھنے لگیں۔ بیرر کافی بنا کر چلا گیا تو انہوں نے پینے کا اشارہ کر کے ایک پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری شہزادگی کے دور کی ایک ایک تفصیل ہمارے پاس ہے نعیم---- میں تمہیں رشی کرن کی موت پر تعزیت دینے کے لئے مناسب الفاظ نہیں پا رہی۔ صرف افسوس کہہ دینا میں اس لئے کافی نہیں سمجھتی کہ تم اس کو حقیقی بھائی سے زیادہ چاہتے تھے۔ تم اس کے لئے اپنی زندگی قربان کر سکتے تھے۔"

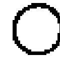
"آپ صحیح فرما رہی ہیں یورایکسی لنسی۔" میں نے کہا۔ "وہ میرے لئے سگے بھائی کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس کی موت نے میرے دل کو گہرا زخم لگایا ہے۔ اس لئے ہی نہیں کہ میں اس کو اپنے بھائی کی طرح چاہنے لگا تھا بلکہ اس لئے بھی کہ وہ میرے بدلے میں مارا گیا۔ اس پر دونوں حملے میرے دھوکے میں کئے گئے۔" مسٹر ولسن نے کہا۔ "تمہارا اسکور دیکھ کر ہمیں یہی محسوس ہونے لگا تھا کہ اس کے ردعمل میں رشی کرن نہ مارا جائے سو---- میں سمجھتا ہوں ایچ ایچ شردھام نے اسی وجہ سے تم سے بے رخی کا رویہ اختیار کیا۔" میں نے نفی میں سرہلایا۔ ہرایکی لنسی نے کہا۔ "نہیں مسٹر ولسن وہ اور بات تھی۔" میں نے کہا۔ "رشی کرن کی موت نے ان کے لئے اتنے پرابلمز پیدا کر دیئے ہیں کہ وہ ان کا حل تلاش کرنے کی بجائے صحیح اور غلط کی تمیز کھو چکے ہیں۔ اس صدمے نے ان کا دماغی توازن خراب کر دیا ہے۔ مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

"مس کینتھ اب ٹھیک ہے نعیم۔" ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "ممکن ہے کچھ دن میں یہاں پہنچ جائے۔"

میں نے کہا۔ "مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی یورایکسی لنسی---- کیا آپ کے پاس کوئی خط آیا----؟" انہوں نے پیالی رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کا خط نہیں آیا ریذیڈنٹ سے معلوم ہوا۔"

میں نے کہا۔ "مس کینتھ کا سوٹ کیس میں نہیں لا سکا۔ اس میں پندرہ ہزار روپے اور کچھ تحفے وغیرہ ہیں۔ اگر ملازموں نے ادھر ادھر کر دیا تو---- خیر میں اس کو ادا کر سکتا ہوں---- ہزہائی نس کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔" ہرایکسی لنسی نے رسٹ واچ کی طرف دیکھا۔ میں پیالی رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مسٹر ولسن نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اب اجازت دیجئے یورایکسی لنسی----" انہوں نے اٹھ کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "شردھام سے کسی کے آنے پر میں تمہیں بلاؤں گی نعیم---- اور شاید بہت جلد۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے یورایکسی لنسی۔" ان کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں لے کر چوما اور سلام کر

کے مسٹرولسن کے ساتھ باہر نکل آیا۔



تیسرے روز برمن گرفتار ہو کر بمبئی پہنچ گیا۔ اسی روز شام کو کرنل ماما' کھنتھو کو لے کر گورنمنٹ ہاؤس پہنچے۔ رات کو ڈنر کے بعد مسٹرولسن مجھے گورنر کے پاس لے جانے کو آ گئے۔ میں اس وقت بھی کافی ٹائٹ تھا۔ دراصل اس اچانک تبدیلی نے جس کے دامن میں عزیز ترین چیزوں سے مفارقت کی ان گنت داستانیں پنہاں تھیں مجھے توڑ کر رکھ دیا تھا اور میں ایسے کرب میں مبتلا تھا جس سے شراب ہی نجات دلا سکتی تھی اس لئے میں قریب قریب ہر وقت شراب میں ڈوبا رہتا تھا لیکن اسے میری قوت برداشت کہئے یا فوجی ڈسپلن کا احساس کہ گورنر یا ہرایکسی لنسی سے ملاقات کا پیغام ملتے ہی میرے حواس بحال ہو جاتے۔ مسٹرولسن کو معلوم تھا کہ مجھے ہوش میں آنے کے لئے صرف اتنا وقت درکار تھا جتنا لباس تبدیل کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ اسی اعتماد کے ساتھ نیشنل کلب میں میری قیام گاہ پر بغیر اطلاع دیئے اچانک پہنچ گئے۔ "گڈ ایوننگ۔" کہتے ہی میں نے تکیوں میں سے منہ نکال کر ان کی طرف دیکھا اور گڈ ایوننگ مسٹرولسن کہہ کر بستر سے اٹھ بیٹھا۔ انہوں نے ٹیبل سے اسکاچ کی بوتل اٹھا کر دیکھی اور مسکرا کر بولے: "تقریباً" چار پیگ' نہیں۔" میں نے کہا۔ "جی ---- آپ بھی ٹرائی کریں۔" مسکرا کر بولے "تھینکس ---- کپڑے تبدیل کرو اور اس کے ساتھ شخصیت بھی ---- ڈیئر ایکسی لنسیز تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا "کیا سچ ----؟" وہ بولے۔ "وقت ضائع نہ کرو۔" میں تیزی سے باتھ روم کی طرف چل دیا۔ ہاتھ منہ دھو کر کپڑے پہنے اور پانچ منٹ میں ان کے ساتھ تھا۔

ڈرائنگ روم میں اس وقت گورنر کے ساتھ ان کی لیڈی اور کرنل ماما بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹرولسن دروازہ کھلتے ہی اسموکنگ روم کی طرف چل دیئے۔ میں نے سلام کیا تو کرنل نے اٹھ کر مصافحہ کیا۔ کمر پر ہاتھ لگایا اور چند رسمی باتیں کر کے صوفے پر بیٹھ گئے۔ گورنر نے مسکرا کر مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں شکریہ ادا کر کے کرنل کے برابر والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ ہرایکسی لنسی نے کہا۔ "کرنل تمہاری بہت تعریف کر رہے تھے کرن۔" میں نے کہا۔ "کرنل مجھے اپنا بیٹا کہتے ہیں یورایکسی لنسی ---- اور انہی کی وجہ سے آپ مجھے یہاں زندہ دیکھ رہی ہیں۔ ورنہ میں نہ ہوتا اور شاید شردھام اسٹیٹ بھی نہ ہوتی۔"

کرنل نے افسردہ لہجے میں کہا ---- "ان باتوں کو بھول جاؤ۔ میں تمہیں اب بھی اپنا بیٹا ہی سمجھتا ہوں۔ تم میرے لئے اب بھی کرن ہو اور ہمیشہ کرن رہو گے۔" میں نے کہا۔ "ماما میں آپ کا بیٹا ہی ثابت ہوں گا۔ یہ میں ڈیئر ایکسی لنسیز کے سامنے وعدہ کرتا ہوں۔"

کرنل نے اٹھ کر میرے سر پر ہاتھ رکھ دیا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر ہرایکسی لنسی کے سامنے رکھتے ہوئے بولے۔ "یور ایکسی لنسی یہ آپ اپنے ہاتھ سے میرے بیٹے کو عنایت فرما دیں۔" انہوں نے تھینک یو کہہ کر لفافہ لے لیا اور کھول کر دیکھا۔ اندر انگریزی میں لکھا ہوا ایک خط اور اس کے ساتھ ایک چیک منسلک تھا۔ انہوں نے چیک پر ایک نظر ڈالی اور "ویری جنرس آف یو کرنل۔" کہہ کر چیک گورنر کے سامنے کر دیا۔ انہوں نے چیک کی طرف دیکھ کر کہا۔ "جنرس انڈید-----" ہرایکسی لنسی اپنی نشست سے اٹھیں۔ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر میں بھی اٹھ کھڑا ہوا انہوں نے میری طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے سلام کر کے چیک اور خط لے کر ان سے مصافحہ کیا۔ گورنر نے مسکرا کر کہا "اب تم لکھ پتی ہو۔" میں نے بغیر دیکھے چیک جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کا ادنیٰ خادم۔" کرنل نے کہا۔ "یہ خط ہزہائی نس کا ہے کرن----- انہوں نے تم سے معافی طلب کی ہے۔" میں نے کہا۔ "ماما وہ میرے باپ ہیں معافی کا لفظ ان کو زیب نہیں دیتا۔ بہر کیف مجھے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں اب بھی ان کے لئے کرن ہی ہوں اور وہ شردھام کے سوا' جہاں چاہیں مجھ سے مل سکتے ہیں۔"

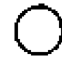
ماما کی آنکھیں نم آلود ہو گئیں----- بمشکل کہہ سکے۔ "مجھے تم سے یہی امید تھی کرن-----" میں نے ان سے کنتھ کی خیریت دریافت کی تو کہنے لگے۔ "کمزوری کے سوا کوئی شکایت نہیں۔ ہزایکسی لینی نے اس کو ملٹری ہاسپٹل میں داخل کرا دیا ہے۔ ایک دو ہفتوں میں مکمل طور پر صحت یاب ہو کر آ جائے گی۔ ہزہائی نس نے اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا ہے۔" میں نے کہا۔ "کافی ہے ماما----- پندرہ ہزار میں دے رہا ہوں۔" ہرایکسی لنسی نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ "ہزایکی لنسی نے مسکرا کر کہا۔ "مائی لیڈی شردھام جانے سے پہلے بھی اس کے دوست اس کو پرنس کہہ کر پکارتے تھے اور اب تو یہ واقعی پرنس ہے۔ اس لئے اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں ہے۔" تھوڑی دیر بعد کرنل نے اجازت طلب کی اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہرایکسی لنسی نے چلتے چلتے مجھے روک کر کہا۔

"اس چیک کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا کے کل اکاؤنٹ بک مجھے دکھاؤ۔"

میں نے سر جھکا کر وعدہ کیا اور کرنل کے ساتھ باہر آیا۔ انہوں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "کرن بیٹے دس بجنے میں آٹھ منٹ ہیں اس لئے میں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتا اور شاید تم بھی اس وقت باہر نہیں جا سکتے لیکن کل صبح گیرن میں مجھے ملنا۔ میں دو روز اور یہاں ٹھہروں گا۔" میں نے "بہتر ہے ماما۔" کہہ کر سر جھکا دیا۔ انہوں نے میری پیشانی چومی اور اپنی کار کی طرف چل دیئے۔ میں ان کو گاڑی میں سوار ہوتے اور دور تک جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

قیام گاہ کو لوٹا تو پھر بری طرح ٹوٹا پھوٹا دل شکستہ انسان تھا۔ ایک دو پیگ پینے کے

بعد ماضی کی تاریکیوں سے ابھر کر مستقبل کی طرف پلٹا تو اپنی مایوسی پر خود ہی ہنسنے لگا۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر کرنل کا دیا ہوا خط اور چیک نکالا اور فولڈ سیدھا کر کے دیکھا۔ یہ پانچ لاکھ روپے کا کراسڈ چیک تھا جس پر مسٹر نعیم ملک لکھا ہوا تھا۔ مجھے حیرت تھی کہ اتنا عرصہ قریب رہنے کے باوجود ہزہائی نس نے کبھی تنہائی میں بھی یہ ثابت نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ میرے اصلی نام سے واقف ہیں۔ چیک علیحدہ کر کے میں نے خط پڑھنا شروع کیا۔ تحریر تھا۔
"مائی ڈیئر---- اگر تم نے میری معذرت قبول کر لی ہے تو یہ حقیر چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا لینا۔ یہ تمہاری قربانیوں کا بدلہ نہیں ہے۔ صرف جیب خرچ ہے تم حسب ضرورت ہزایکسی لنسی کی معرفت مجھ سے وقتاً" فوقتاً" اور بھی طلب کر سکتے ہو۔ میں اپنی زندگی میں تمہیں اسی مقام پر دیکھنا چاہتا ہوں جو یہاں تمہیں دیا گیا تھا---- صرف ایک درخواست ہے کہ ماضی کی راکھ کو کریدنے کی کوشش کبھی نہ کرنا۔ ہمیشہ شاد کام رہنے کی دعاؤں کے ساتھ---- تمہارا---- شانتی کرن۔" خط پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے ایک پیگ اور پیا---- خط اور چیک سوٹ کیس میں رکھا اور کپڑے اتار کر سو گیا۔



صبح نو بجے میں نے سیکریٹری سے ملٹری ہاسپٹل میں داخل ہونے اور مس کینتھ کو وزٹ کرنے کا اسپیشل پاس حاصل کیا اور گاڑی لے کر میرین لائنز ہوتا ہوا کرافورڈ مارکیٹ پہنچا۔ فروٹس اور پھول وغیرہ خریدے اور کولابہ' ملٹری ہاسپٹل پہنچ گیا۔ ایک وارڈ بوائے نے مجھے اسپیشل فیملی وارڈ تک گائیڈ کیا اور میں چند منٹ میں اس کے کمرے کے دروازے پر تھا۔ وارڈ بوائے پھلوں کی ٹوکری اٹھا کر داخل ہوا۔ کینتھ نے اٹھ کر دروازے پر مجھے ریسیو کیا۔ میں نے وارڈ بوائے کو انعام دے کر رخصت کیا اور کینتھ مجھے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی' وہ کسی قدر کمزور ہونے کے باوجود ہشاش بشاش تھی۔ بستر کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایڑیاں اٹھا کر میرے ہونٹوں پر بوسہ دیا۔ میں نے مسکرا کر اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر بستر پر بٹھا دیا اور تکیہ کمر کے پیچھے لگا کر اس کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولی۔ "ویل ویل---- ویل----" میں نے کہا۔ "شکر ہے زندہ ہیں اور پھر مل رہے ہیں۔" کہنے لگی۔ "تم اب بھی پرنس ہو ڈارلنگ---- کرنل تمہارے لئے بہت بڑا چیک لے کر آئے ہیں۔" میں نے کہا۔ "آدھا تمہارا ہے۔" وہ اچھل پڑی کمر کے پیچھے سے تکیہ نکل کر ایک طرف گر گیا۔ میں نے پھر اٹھا کر ٹھیک کر دیا۔ بولی۔ "کرن ڈارلنگ' بیک وقت' اتنی خوشیاں تو نہ دو کہ میرا ہارٹ فیل ہو جائے۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "پرواہ نہ کرو---- ہارٹ فیل ہو گیا تو پورا چیک تمہارا ہے۔" وہ ہنسنے لگی اور ہنستے ہنستے بے حال ہو کر بستر پر

دراز ہو گئی۔ میں نے تھپک کر کہا۔ "اتنا زیادہ نہ ہنسو ـــــ شوگر! کہ میرا چیک بچ بچ خطرے میں پڑ جائے ـــــ اچھا اب ـــــ ممکن ہو تو اپنی ٹریجڈی بیان کرو۔"

وہ ایک دم سنجیدہ ہو گئی۔ چند لمحے میری طرف دیکھتی رہی اور پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ کر سسکیاں لینے لگی۔ میں نے اٹھ کر اس کو سینے سے لگا اور بکر تھپکنے لگا۔ وہ ہسٹریائی انداز میں رو رو کر حادثے کی روداد سنانے لگی۔ میں گھبرا گیا اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر خاموش کرتے ہوئے کہا۔ "ڈارلنگ ـــــ چلو اس ذکر کو بھی چھوڑو ـــــ جلد ہاسپٹل سے نکلنے کی کوشش کرو ـــــ میں تمہیں شاپنگ کے لئے لے جانا چاہتا ہوں۔" اس نے گردن اٹھا کر میرے چہرے کی طرف دیکھا۔ میں نے اس کے منہ سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ "بولو کب چل سکتی ہو؟" اس نے تکیے کے نیچے سے رومال نکال کر آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔ "کرن ڈیئر ـــــ میرے دل کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ گو ڈاکٹر کچھ نہیں بتاتے لیکن میں سمجھ سکتی ہوں کہ میری اندرونی حالت کیا ہے۔ نہ میں خوشی برداشت کر سکتی ہوں نہ رنج میں تمہیں چاہتی ہوں لیکن رشی کی پرستش کرتی رہی ہوں۔ وہ ایک معصوم فرشتہ تھا اور اسے اس طرح نہیں مرنا چاہئے تھا۔" میں نے اسکی کمر پر ہاتھ پھیر کر علیحدہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ معصوم تھا ـــــ اسی لئے میرے بدلے میں مارا گیا۔ یہ دنیا محض عصمت کی بنا پر کسی کو جینے کا حق نہیں دیتی یہاں طاقتور جیت جاتا ہے۔ یہاں جینے کا حق چھین کر لیا جاتا ہے۔ خیرات یا زکواۃ کے طور پر نہیں ملتا۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ کس کس طرح مجھ کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی گئی لیکن نتیجہ ـــــ تمہیں معلوم ہے میرے قاتلوں کی راکھ تک باقی نہیں ہے ـــــ اور میں آج بھی اسی طرح زندہ ہوں جس طرح کل تھا اور کل بھی اسی طرح زندہ رہوں گا جس طرح آج ہوں ـــــ کیوں ـــــ؟ کیا اس لئے کہ میں فرشتہ ہوں؟ نہیں بلکہ اس لئے کہ مجھ میں زندہ رہنے کی طاقت ہے۔ جس روز یہ طاقت نہ ہو گی۔ یہ زمین میرا وزن اٹھانے کی بجائے مجھے نگل کر ہضم کر جائے گی۔ رشی کی موت میرے لئے سگے بھائی کی موت سے بڑا سانحہ ہے۔ میں نے اس کے جتنے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار کر اس کا تحفظ کیا وہ سب جانتے ہیں ـــــ اور اسے قتل کرنے والوں کو جس طرح ٹھکانے لگایا وہ ہزایکسی لنسی جانتے ہیں۔ صرف ایک ایل ڈی برمن باقی ہے سو گرفتار ہو چکا ہے اور اگر قانون نے اس کو سزائے موت نہ دی تو لاقانونیت سے بچ کر کہاں جائے گا ـــــ بولو ـــــ یہ تمام باتیں سن کر تمہارے دل کو کچھ سکون ہوا ـــــ رشی کا انتقام لے لیا گیا۔ تمہارے تمام دشمن آل مائی لارڈ کے دربار میں پہنچ چکے ـــــ کافی نہیں کیا؟"

وہ ہنس کر مجھ سے لپٹ گئی اور دبی آواز میں کہنے لگی۔ "آئی لو یو کرن ـــــ تم انصاف کی تلوار ہو۔"

میں نے کہا۔ "تھینک یو---- اور اب تم ٹھیک ہو۔ اس لئے کرنل ماما سے ملنے کی اجازت چاہتا ہوں---- کل پھر آؤں گا۔"

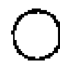
لائیڈس بنک میں چیک اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرانے کے بعد میں گرین ہوٹل پہنچا تو سوا بارہ بج چکے تھے۔ کرنل ماما منہ میں پائپ دبائے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے کئے اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے کاریڈور میں ٹہل رہے تھے۔ نظریں ملتے ہی جھک کر سلام کیا۔ انہوں نے مسکرا کر میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ "اتنی دیر کرن؟" میں نے دروازہ کھول کر انہیں داخل ہونے کا اشارہ کیا وہ میری کمر پر ہاتھ رکھ کر آگے سرکاتے ہوئے کمرے میں لائے اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ "کرن تم نے اتنا انتظار کرایا کہ میں---- اگر کھانے کا وقت قریب نہ ہوتا تو گورنمنٹ ہاؤس کی طرف چل دیا ہوتا----" میں نے انہیں مختصر الفاظ میں اپنی مصروفیت بتائی---- بولے۔ "خیر---- یہ بتاؤ کھانا کتنے بجے کھاؤ گے؟" میں نے کہا۔ "ابھی---- اسی وقت بشرطیکہ آپ کو بھی بھوک لگ رہی ہو۔" انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا اور کھانے کا آرڈر دیا---- میں نے جیب سے سگریٹ نکال کر ان کی طرف بڑھایا۔ سگریٹ نکالتے ہوئے بولے۔ "کرن اس حادثے کے بعد میری زندگی پانچ سال کم ہو گئی ہے۔ بتاؤ تم میرے لئے کیا کر سکتے ہو----؟" میں نے لائٹر جلاتے جلاتے پھونک مار کر بجھاتے ہوئے کہا۔ "ماما اگر کوئی طریقہ ایسا ہو کہ ایک شخص کی زندگی کے ماہ وسال دوسرے کو منتقل کئے جا سکتے ہوں تو کھانا کھانے سے پہلے میں آپ کو اپنی زندگی میں سے دس سال لکھ دینے کو تیار ہوں۔ اگر ہندو شاستر کے مطابق دنیا میں کسی جگہ سجیون بوٹی کا استوا ہے تو میں آپ کے لئے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کر سکتا ہوں اور اگر ٹرانسفیوژن آف بلڈ سے آپ کی عمر میں اضافہ ہو سکتا ہو تو کھانا کھانے کے بعد سب سے پہلے ہسپتال چلئے۔" وہ ہنسنے لگے۔ سگریٹ سلگا کر میری طرف لائٹ بڑھاتے ہوئے بولے۔ "کرن خدا تمہیں بڑی عمر عطا کرے۔ مجھے تمہارے ایک ایک لفظ پر یقین ہے۔ تم میرے لئے سب کچھ کر سکتے ہو لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے---- میں کسی طرح تمہیں آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ تمہی میری زندگی ہو---- یقین کرو کرن---- راج محل میرے لئے شمشان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب وہاں نہ رشی ہے نہ کرن۔ نہ روشنی کی کرن---- ہر طرف گھور اندھیرا ہے---- میں بہت جذباتی آدمی ہوں اس بھیانک اندھیرے میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ تاریکی مجھے نگل لے گی۔"

"ماما جی---- آپ ایسی باتیں نہ کریں---- اگر گورنر نے مجھے ولاس پور جانے کی اجازت دے دی تو آپ میرے ساتھ چلیں گے اور وہیں رہیں گے۔" انہوں نے چونک کر کہا۔ "اوہ----!" میں نے چونکنے کی وجہ پوچھنی چاہی لیکن بیرر کو ٹرالی لے کر اندر داخل

ہوتے دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ بیرر نے پلیٹیں میز پر رکھیں۔ وسکی کی بوتل کا کارک کھولا اور غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتا ہوا چلا گیا۔ میں اس وقت یونیفارم میں تھا اور یونیفارم کیپٹن بریڈلے کی تھی جو سیکرٹیری نے ملٹری کیمپ میں داخل ہونے کے لئے منگا کر دی تھی۔ بیرر کے باہر نکلنے کے بعد میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "ماما جی آپ ولاس پور کے نام پر پہنچ کر۔" وہ میری بات کاٹ کر بولے۔ "ہاں تمہیں بتانا بھول گیا تھا کرن---- مہارانی ولاس پور، سادھنا، یشودھرا وغیرہ کئی راجکماروں کے ساتھ رشی کی موت کے تیسرے دن شردھام آئی تھیں۔ میں یشودھرا کو تمہارے بچ جانے کی اطلاع دینا چاہتا تھا لیکن کوئی طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اور کس کی آڑ لے کر کہا جائے تا کہ اسے شک نہ ہو کہ میں اس کے راز سے واقف ہو چکا ہوں۔ آخر دوسرے روز جب میں مس کمنتھ کو دیکھنے گیا تو وہ بہت سنبھل چکی تھی۔ اس کا آپریشن میجر آپریشن نہ تھا وہ دیر تک باتیں کرتی رہی۔ میں نے تمہارے نکل جانے کے متعلق اطلاع دی تو اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا۔ اسی دوران یشودھرا کا ذکر نکل آیا تو وہ خاموش ہو گئی۔ میں نے پوچھا۔ "تم اس سے مل چکی ہو" تو اس نے کہا۔ کرنل میں اس کے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں۔ میں نے کہا کرن کے متعلق بھی----؟ اس نے گردن جھکا کر اثبات میں سر ہلایا---- میں نے کہا۔ "مجھے بھی معلوم ہے---- میں صبح یشودھرا کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ تم اس کو بتا دینا کہ کرن خیریت سے ہے اور بمبئی پہنچ چکا ہے۔"

میں نے کہا۔ "یہ آپ نے بہت اچھا کیا ماما جی۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے خوشی ہے کہ بروقت سوجھ گئی ورنہ میری یاد داشت تقریباً ختم ہو چکی ہے۔ خیر اب کھانا شروع کرو۔" میں نے گلاس اٹھا کر کہا۔ "کرنل ماما کی صحت کے نام۔" انہوں نے مسکرا کر گلاس ہونٹوں سے لگا لیا۔ کھانے کے دوران میں ان سے ولاس پور کے متعلق باتیں کرتا رہا۔ وہ توجہ سے سنتے رہے۔ پھر گفتگو نے نیا موڑ لیا۔ وہ شردھام کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگے۔ "تم نے جس سنتری کو سو روپے انعام اور پروموشن دیا تھا اس کو صبح ہی ہزہائی نس نے حوالدار بنا دیا اور پٹرول بک لے کر اپنے پاس رکھ لی۔ یہ واقعہ تمام شہر میں مشہور ہو گیا اور لوگ رشی کو سچ مچ کا رشی منی مان مان کر اس کی مورتی بنانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔" میں نے کہا۔ "اس کو سچ مچ کا شوق تو میں بھی مانتا ہوں---- اور آپ بھی جانتے ہیں وہ مرتے دم تک اتنا ہی معصوم تھا جتنا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس شعبدہ بازی سے اس کا کوئی تعلق نہیں میرا ہے لیکن یہ بات صرف آپ جانتے ہیں یا ہزہائی نس---- وچترا پر اس شاک کا کیا اثر ہوا ماما۔" میں نے ایک دم سوال کیا۔ جس کا مقصد یہ تھا شاید وہ وچترا کے ردعمل کے بعد سروج کا ذکر کریں گے لیکن وہ صرف یہ کہہ کر رہ گئے کہ "وچترا کو صدمہ تو واقعی ہے اور اس کو بات بات پر روتے بھی

دیکھا گیا تاہم وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ ہے کہ اس کا منگیتر نہیں مارا گیا۔"
میں براہ راست سروج کا نام بھی نہ لے سکا اور انہوں نے بات کو دوسرا موڑ دے دیا۔ کہنے لگے "ہزایکسی لنسی کہہ رہے تھے کہ برمن گرفتار ہو کر بمبئی لایا جا چکا ہے اور رشی کے قاتلوں کو تم نے ختم کر دیا---- کیا سچ----؟" میں نے کہا۔ "ماما کیا ہزایکسی لنسی سے آپ غلط بیانی کی توقع رکھتے ہیں؟" بولے۔ "نہیں---- لیکن یہ کس طرح ہوا کرن---- تم تو معلوم ہوتا ہے بھگوان کا کوپ (قہر خداوندی) ہو۔" میں نے گلاس میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "تمام قاتل ختم ہو گئے صرف ایک بچا ہے اور وہ کراؤن وٹنس بن چکا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ موت انہیں خود گھیر لائی اور اب مجھے رشی کی آتما سے شرمندگی نہیں ہو گی۔ میں نے اس کا انتقام لے لیا ہے اور جو کچھ باقی ہے وہ---- میرے ذمے زیادہ دیر واجب الادا نہیں رہے گا۔ یہ میرا آپ سے---- اس کے سگے ماموں سے اور اپنے دھرم پتا سے عہد ہے----" عیشن پر گیا ہے۔" کرنل نے کھانا چھوڑ کر مجھے سینے سے لگا لیا۔ بھگوان تجھے ہیشم پامہ کا بھج بل دیں بیٹے۔ تو نے ہمارا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا۔ شردھام راج ونش پر تیرا مہان پروپکار ہے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "نہیں ماما جی---- کوئی اپکار نہیں---- کوئی احسان نہیں---- آپ کا بیٹا ہونے کی حیثیت سے شردھام راج ونش کی رکھشا میرا دھرم ہے۔ آپ نے مجھے اس خاندان میں شامل کر لیا ہے۔"
کرنل اپنی نشست پر پہنچ کر کافی پیالیوں میں انڈیلتے ہوئے بولے۔ "کوشش کروں گا کہ ہزایکسی لنسی تمہیں جلد ولاس پور جانے کی اجازت دے دیں۔" میں نے کہا۔ "مشکل معلوم ہوتا ہے۔ برمن پر مقدمہ چلانے کے لئے میری شہادت اہم ہے---- اس لئے----" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ "مقدمہ کیسے چلایا جا سکتا ہے تمہیں کس طرح مدعی یا عینی شاہد کی حیثیت سے منظر عام پر لایا جا سکتا ہے۔ یہ سب کچھ نہیں ہو گا کرن۔"
"پھر کیا ہو گا----؟" میں نے پوچھا۔
وہ بولے۔ "ایکسٹراڈیشن کا حکم کرا لیں گے۔ ملزم کو شردھام بھیج دیا جائے گا اور پھر وہاں سب ٹھیک ٹھاک ہو جائے گا۔" میں خاموش ہو گیا۔ کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا اور شام کو گورنمنٹ ہاؤس میں ملنے کا وعدہ کر کے دو بجے کے قریب میں واپس ہو گیا۔



تیسرے دن برمن کا کیس شردھام ٹرانسفر کر دیا گیا اور بمبئی پولیس گارڈ اس کو اور دیو کی نند کو علیحدہ علیحدہ گاڑیوں میں سوار کرا کے شردھام روانہ ہو گئے۔ دوسری صبح کرنل کی روانگی تھی۔ میں نے ہزہائی نس کی رالز کے متعلق انہیں بتایا کہ "اس کی مرمت ہو چکی

ہے اور ونڈ اسکرین اور ہیڈ لیمپ وغیرہ تبدیل کرا دیئے گئے ہیں۔ آپ اسے اپنے ساتھ لے جایئے کیونکہ شردھام کی نمبر پلیٹ ہونے کی وجہ سے میں اس کو استعمال نہیں کر سکتا۔" انہوں نے لے جانے سے انکار کرتے ہوئے کہا۔ "سردست ہزایکسی لنسی سے کہہ کر اسے بمبئی میں رجسٹر کرا کے پلیٹ تبدیل کرا لو اور استعمال کرتے رہو۔ ہزہائی نس کو ابھی کسی گاڑی کی ضرورت نہیں ہے اور جب ہو گی تو کسی کو بھیج کر منگا لیں گے۔" میں خاموش ہو گیا۔

جانے سے پہلے وہ ہزایکسی لنسی سے ملنے کو آئے تو مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ چند باتیں کرنے کے بعد انہوں نے کار کے متعلق وہی الفاظ گورنر کے سامنے دوہرائے اور انہوں نے اپنے سیکرٹیری کو بلا کر رجسٹریشن تبدیل کرانیکا حکم دے دیا۔ چلتے چلتے کرنل نے میرے متعلق ان سے درخواست کی کہ اب اس کو ولاس پور بھیج دیا جائے تو بہتر ہے۔ ہزایکسی لنسی نے کوئی مثبت جواب دینے کے بجائے مسکر اکر "شیور۔۔۔۔ شیور۔" کہا اور دوسری باتیں کرنے لگے۔ کرنل نے بھی زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا اور مصافحہ کر کے چلنے لگے۔ میں ان کے ساتھ باہر نکلنے لگا تو بولے۔۔۔۔ "کرنل کو سی آف کرنے کے بعد میرے پاس واپس آنا۔" میں نے کہا۔ "بہتر ہے۔" کار میں سوار ہونے کے بعد کرنل نے سرگوشی کے لہجے میں کہا "کرن میں ایک ہفتے کے اندر اندر ولاس پور پہنچ جاؤں گا لیکن گورنر کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاید ہی تمہیں واپس ہونے کی اجازت دیں۔ کہیں ایسا تو نہیں مہاراجہ ولاس پور نے تمہیں وہاں سے ہٹانے کے لئے ان کو آلہ کار بنایا ہو؟" میں نے کہا۔ "یقیناً نہیں ہزایکسی لنسی نے اتفاقیہ مجھے دیکھ لیا تھا اور خود اپنے پاس بلایا تھا۔ ہزہائی نس اگر مجھے اپنے طور پر نکالنا چاہتے تو یہ کونسی بڑی بات تھی وہ مجھے ڈسمس کر کے بھی نکال سکتے تھے۔"

انہوں نے تائید میں سرہلا کر کہا۔ "بہرکیف تم گورنر سے ایک دو ہفتے کی اجازت تو لے سکتے ہو۔" میں نے کہا۔ "میں ضرور حاضر ہوں گا۔۔۔۔ آپ اطمینان رکھئے۔" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور گاڑی چل دی۔ میں ان کو وداع کرتا ہوا دروازہ کھول کر پھر اندر داخل ہوا اور ہزایکسی لنسی کے پاس پہنچا۔ مسکرا کر اپنے قریب بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔ "نعیم ہم تمہارے جذبات کو سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے پاس اتنا روپیہ ہے کہ تم راجکماروں کی طرح زندگی گزار سکتے ہو۔ مہاراجہ شردھام کے چند ایسے راز بھی جانتے ہو کہ انہیں بڑی آسانی سے بلیک میل کر کے لاکھوں روپے ٹیلیگرام کے ذریعے اگلوا سکتے ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تم ایسا کبھی نہیں کرو گے۔ خواہ ہم یہاں ہوں یا نہ ہوں۔۔۔۔ خیر یہ تو تمہاری میرٹس ہیں لیکن ہم جو کہنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جذبات۔۔۔۔ خصوصاً" لطیف جذبات انسان کے پیروں میں زنجیر بھی بن

سکتے ہیں اور وہ اس بلند مقام پر نہیں پہنچ سکتا جہاں پہنچنے کے لئے قدرت نے اس کو تخلیق کیا تھا۔۔۔۔" وہ یہاں پہنچ کر رکے۔ سگریٹ کیس اٹھا کر سگریٹ نکالا اور ہونٹوں میں دبا کر میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "سگریٹ۔"

میں نے شکریہ ادا کر کے سگریٹ لے لیا اور انہیں لائٹ دے۔۔۔۔ کر اپنا سگریٹ سلگایا! ان کے کھلی مینٹیس سے ایک طرف میں اپنی ذات پر فخر محسوس کر رہا تھا اور دوسری طرف اس خیال سے خائف بھی تھا کہ کہیں یہ تمہید کسی بری آزمائش کا پیش خیمہ تو نہیں؟ بڑے لوگ ایک ہاتھ سے شراب کا جام پیش کرتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے جال پھینکتے ہیں۔۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ اب میں اپنی حیثیت سے کئی گنا بلند مقام پر پہنچ چکا تھا اور زر و جواہر میرے لئے کسی خاص کشش کا باعث نہیں بن سکتے تھے۔ تاہم ان کے حکم سے انحراف کرنا اب بھی اتنا ہی خطرناک تھا جتنا پہلے اس لئے اگر انہوں نے محض ایک حکم دینے کے لئے یہ انداز بیان اختیار کیا تھا۔ تب بھی یہ بہت بڑا اعزاز تھا۔ محبت تھی' قدردانی تھی۔ میں نے تشکر آمیز نظروں سے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تھینک یو ویری مچ۔۔۔۔" انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "امید ہے تم ہمارا مطلب سمجھ گئے ہو گئے۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "کسی قدر یور ایکسی لنسی۔" مسکرا کر کہنے لگے۔ "کس قدر؟" میں نے کہا۔ "اس قدر کہ انسان کو کسی ترقی پر مطمئن ہو کر جدوجہد ترک نہیں کرنی چاہئے۔۔۔۔ اور لطیف جذبات کو ترقی کی راہ میں حائل نہیں ہونے دینا چاہئے۔" کش لے کر دھواں ناک سے خارج کرتے ہوئے بولے۔ "یہی۔۔۔۔ بالکل یہی۔۔۔۔" میں نے کہا۔ "میں بصد شکریہ تسلیم کرتا ہوں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ اس توقع کے ساتھ کہ آپ مجھے ایک استثناء کا حق عطا فرمائیں گے۔" وہ ہنس دیئے۔ "ہمیں منظور ہے۔" میں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کے ہر حکم کی تعمیل میرا مقدس فریضہ ہے اور اب اس سے پہلے کہ آپ مجھے نئے فرائض تفویض فرمائیں ایک ماہ کی رخصت کی درخواست کروں گا۔"

انہوں نے مسکرا کر کہا۔ "یہ بھی منظور۔۔۔۔ ولاس پور کے لئے۔"

"ولاس پور کے لئے" میں نے ان کے الفاظ دہرائے "لیکن اب تم کسی کو قتل نہیں کرو گے۔" انہوں نے کہا۔

"جسٹ اے فیو۔۔۔۔ صرف چند واجب الادا ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"رخصت نا منظور۔" وہ بولے تو میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "صرف وہ جنہوں نے ایک راجکماری کو قتل کیا اور وہ بھی دھوکے سے۔"

"تمہارا مطلب ہے روپا۔۔۔۔؟"

میں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "لیس یور ایکسی لنسی۔"

"گڈ لارڈ!" انہوں نے کہا۔ "تو کیا وہ ایکسیڈنٹ نہیں تھا؟"

میں نے نفی میں سر ہلایا---- بولے---- "آر یو شور؟"
"کوائٹ---- آپ یقین فرمائیں یورایکسی لنسی میری آستین کسی بے گناہ یا کسی عورت کے خون سے آلودہ نہیں ہے۔" انہوں نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر بولے۔ "رخصت منظور ہے جانے سے پہلے انیس مہینے کی تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ کا چیک مسٹر ولسن سے لے لینا۔"

میں نے کہا۔ "تنخواہ یورایکسی لنسی؟" انہوں نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔ "تنخواہ کے بغیر ہم بھی کام نہیں کرتے اور شردھام سے جو کچھ ملا وہ تنخواہ نہیں ہے۔ وہاں تم پرنس تھے یہاں لیفٹننٹ ہو اور پنشن یافتہ پرنس ہو---- اوکے؟" میں نے شکریہ ادا کیا اور سلام کر کے باہر نکل آیا۔

دوسری شام چار بجے کے قریب مسٹر ولسن نے فون کر کے مجھے اپنے چیمبر میں بلایا اور ایک پے واؤچر میرے سامنے رکھ کر کہا دستخط کرو لیفٹننٹ۔" میں نے دستخط کرنے کے لئے جیب سے پن نکالتے ہوئے واؤچر پر نظر ڈالی اور حیران رہ گیا۔ میزان کل چونتیس ہزار دو سو روپے تھا۔ میں نے "تھینک یو مسٹر ولسن" کہہ کر واؤچر پر دستخط کئے۔ ولسن نے مسکرا کر چیک میری طرف سرکا دیا۔ میں نے چیک جیب میں رکھ کر ان سے ہاتھ ملایا اور چیمبر سے باہر نکل گیا۔ راڈر لے کر ہارن بی روڈ پہنچا تو شام کے پونے پانچ بج رہے تھے۔ میں نے گاڑی الائیڈس بینک کے سامنے روکی اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔ مینجر مجھے دیکھتے ہی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور مصافحہ کر کے چیمبر کی طرف لے کر چلنے لگا۔ میں نے معذرت طلب کر کے چیک اور اکاؤنٹ بک دیتے ہوئے کہا۔ "مہربانی فرما کر یہ چیک میرے اکاؤنٹ میں جمع کرا دیں---- میں کل کسی وقت آ کر اکاؤنٹ بک لے جاؤں گا۔ وہ اکاؤنٹ بک جیب میں رکھ کر دروازے تک پہنچانے آیا۔ میں اس سے رخصت ہو کر ہاسپٹل کی طرف چل دیا۔

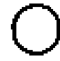
میں نے کینتھ کے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو وہ تکیے کے سہارے بیٹھی ہوئی ہنس ہنس کر ایک اینگلو انڈین لڑکے سے باتیں کر رہی تھی جو اس کے بستر کے قریب اسٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ چونک پڑی اور مسکرا کر سر جھکاتی ہوئی بولی۔ "گڈ ایوننگ یورایکسی----" میں نے آگے بڑھتے ہوئے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے کہا۔ "گڈ ایوننگ مس کینتھ---- اب کیسی طبیعت ہے؟" اس کا وزیٹر اسٹول سے اٹھتے ہوئے جھک کر بولا۔ "برنارڈ اسٹوارٹ یورایکسی لنسی۔" میں نے مسکرا کر کہا۔ "ہاؤ ڈو یو ڈو مسٹر اسٹوارٹ؟" اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ہاتھ سے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔ وہ بیس اکیس سالہ اسمارٹ نوجوان تھا۔ اس نے میرے مصافحہ نہ کرنے کی توہین کو بڑی خوبصورتی سے کور کر لیا تھا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر کے کھڑے کھڑے کینتھ

سے کہا۔ "میں آج تا وقت تمہیں زحمت دینے کی معافی چاہتا ہوں مس کینتھ۔" وہ مسکرا کر بولی۔ "آپ مجھے شرمندہ نہ کریں یور ایکسی لنسی۔۔۔۔ آپ کا نام میرے لئے بہت بڑی عزت افزائی ہے۔" میں نے کہا۔ "بہر کیف۔۔۔۔ میں کچھ دنوں کے لئے باہر جا رہا ہوں اور میری واپسی کے وقت تم یہاں سے ڈسچارج ہو کر جا چکی ہو گی۔ اس لئے میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم ہر ایکسی لنسی کے پاس ٹھہرو گی یا کہیں اور؟"

اس نے غور سے میری طرف دیکھا اور مسکرا دی جیسے میری بات کا یقین نہ آیا ہو۔ پھر اسٹوارٹ کی طرف دیکھ کر اس کو باہر جانے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "کب جا رہے ہیں آپ۔" میں نے کہا۔ "کل یا پرسوں۔۔۔۔ تمہارا دس بارہ ہزار روپیہ میرے پاس ہے۔۔۔۔ چاہو تو ابھی چیک لے سکتی ہو۔" میں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چیک بک نکالی۔ وہ ٹکٹکی باندھے میرے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ میں نے اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر اسٹول پر پاؤں رکھ کر چیک لکھنا شروع کر دیا۔ اسٹوراٹ باہر نکل گیا۔ میں نے چیک پر دستخط کئے اور پھاڑ کر اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ "تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔" کہنے لگی۔ "چیک اپنے پاس رکھو کرن۔۔۔۔ میں واپسی پر تم سے خود مانگ لونگی۔"

"واپسی پر اور لے لینا۔ اس چیک کو اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔" میں نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "میری واپسی یقینی نہیں ہے۔۔۔۔" اس نے بستر سے اٹھ کر میرا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ "کیا ولاس پور جا رہے ہو۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "ولاس پور ہی جا رہا ہوں لیکن ظاہر ہونے کے لئے نہیں وہاں بھی ایک برمن کا میری طرف کچھ قرض ہے۔" اس نے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔ "کرن اب یہ سلسلہ ختم کرو۔۔۔۔ اپنی زندگی کی قدر کرو۔۔۔۔ تم پرنس ہو اور زندگی بار بار نہیں ملتی اب اسے داؤں پر لگانا عقلمندی نہیں ہے۔۔۔۔" میں ہنس دیا۔۔۔۔ اس نے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرن ایک بات پوچھ سکتی ہوں؟" میں نے اثبات میں سر ہلا کر سگریٹ کا کش لیا۔ کہنے لگی۔ "اسٹوارٹ کو یہاں دیکھ کر تم ناراض ہوئے ہو نا۔۔۔۔؟" میں نے کہا۔ "نہیں۔۔۔۔ میں اس کا ممنون ہوں گا اگر وہ وہی کچھ ہے جو میں نے سمجھا۔" وہ ہنس دی۔ "تم جیلس ہو ڈارلنگ۔۔۔۔ میں تمہارے انداز گفتگو سے ہی سمجھ گئی تھی لیکن یقین کرو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ میرا کزن ہے۔" مجھے ہنسی آ گئی۔ "کزن۔۔۔۔ مائی گڈ گریشس۔" میں نے کہا۔ "مجھے آج معلوم ہوا تم اتنی اولڈ فیشنڈ ہو کہ کزن کا جدید لغوی مفہوم بھی نہیں سمجھتیں۔۔۔۔ خیر اس کے باوجود کہ میں بھی تمہارا کزن رہ چکا ہوں اور اب۔۔۔۔ کیا مجھے مبارکباد پیش کرنے کی اجازت ہے؟" وہ ہنسی ضبط نہ کر سکی۔ دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ تھام کر دیر تک ہنستی رہی آخر سنبھل کر مجھے اسٹول پر بٹھاتی ہوئی

بولی۔ "یو آر ڈیولش۔ وہ میرا بھائی ہے۔" میں نے کہا۔ "یہ صحیح ہے۔۔۔۔ اچھا اب اجازت۔۔۔۔ اور یقین کرو تم اپنے معاملات میں قطعی آزاد ہو۔ یہ سب مذاق تھا۔" کہنے لگی۔ "ہو گا ڈیئر۔۔۔۔ لیکن نوٹ کر لو میں بہت دور تک تمہارا پیچھا کروں گی۔" میں نے ہنس کر اسٹول سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "یو آر ویلکم ہنی۔"



ولاس پور کے پہلے چیک پوسٹ کے قریب پہنچ کر میں نے رالز کے شناخت ہو جانے کا خطرہ محسوس کیا۔ گو اس وقت اس پر بمبئی کی نمبر پلیٹ تھی اور یہاں مجھے کوئی پہچاننے والا بھی نہ تھا لیکن اس علاقے میں رالز رائس بھی کہاں تھیں۔۔۔۔ صرف ایک تھی جو مہاراجہ ولاس پور کے ذاتی استعمال میں رہتی تھی اور ابھی آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ اس لئے گاڑی کو بھی پہچاننا مشکل نہ تھا اور بیٹھنے والے کو بھی چنانچہ میں نے کچھ فاصلے پر گاڑی ایکسٹریم لیفٹ پر لے کر موڑ کر قریب کھڑی کر دی اور نیچے اتر کے سگریٹ سلگایا۔ سگریٹ ختم ہوتے ہوتے آفتاب غروب ہو گیا سڑک پر روشنی ہونے لگی۔ میں نے گاڑی میں سوار ہو کر انجن اسٹارٹ کیا اور گیئر لگایا۔ ہارن دیتے ہی سنتری نے پلٹ کر گاڑی کی طرف دیکھا اور ہرڈل اٹھایا۔ میں نے گیئر بدل کر اسپیڈ بڑھائی اور اس نے کوئی سوال کرنے یا میری طرف دیکھنے کے بجائے بندوق پر ہاتھ مار کر سلامی دی۔ میری احتیاط غیر ضروری ثابت ہوئی۔ ریاست کا عملہ ادائیگی فرض سے زیادہ حکام کا ادب ملحوظ رکھتا تھا۔ یہاں کسی مجرم کے نکل جانے پر جواب طلب ہونے کے علاوہ تادیب و سرزنش کا طویل سلسلہ جاری ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ریاستی فوج اور پولیس کے جوانوں کے ہاتھ سلامی دینے کے عادی ہو چکے تھے۔ قانون کے مطابق صحیح آدمی کو سلامی نہ دینا جرم تھا۔ غلط آدمی کو سلامی دینا کوئی جرم نہ تھا اور میں تو غلط آدمی بھی نہ تھا۔ یہ اور بات ہے کہ میں اس وقت سلامی لینے کے موڈ میں نہ تھا اور سلامی میرے لئے تشویش کا باعث ہو سکتی تھی۔ اگر میں فوراً" یہ نہ سمجھ سکا ہوتا کہ یہ سلامی مجھے نہیں بلکہ رالز رائس کو دی گئی ہے اور یہ محض ایک آٹو میٹک ایکشن تھا تربیت یافتہ فوجی جوان کے ہاتھ کا۔

اب کوئی رکاوٹ نہ تھی اور جانے پہچانے مناظر آنے لگے تھے خود بخود میرا پیر ایکسی لریٹر سے اٹھ گیا اور گاڑی دس میل کی رفتار پر آ گئی میں گرد و پیش کے مناظر میں محو ہو کر رہ گیا۔ مجھے پہنچنے کی جلدی بھی نہ تھی۔ آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا ہوا سوا سات بجے کے قریب شہر میں داخل ہوا۔ میں اس وقت یونیفارم میں تھا۔ اندر کی لائٹ قصداً" آف رکھی تھی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی رفتار بڑھائی اور پل عبور کر کے نیشنل گارڈن کے سامنے ہوتا ہوا اسٹیشن پہنچ گیا۔ انجن بند کر کے ساڑھے سات بجے آنے والی

ٹرین کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ تاکہ ہجوم میں آسانی سے کسی کی نظر پڑے بغیر ویٹنگ روم میں پہنچ جاؤں۔ یہاں برٹش کیمپ میں مجھے ہر قسم کی مدد مل سکتی تھی لیکن کرنل گجندر سنگھ کی موجودگی کے باعث وقت سے پہلے افشائے راز کے خوف سے ابھی وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔ گاڑی کا فیول ٹینک بھی تقریباً خالی تھا اور پٹرول ڈلوانے کی ضرورت تھی لیکن پٹرول پمپ پر جانا بھی خطرناک تھا۔ یہاں مجھے پہچاننے والوں کی کمی نہ تھی اور رالز بجائے خود ہر شخص کو متوجہ کرنے والی چیز تھی۔ میں نے فیول کے خیال کو ہی نظرانداز کر دیا اور سگریٹ سلگا کر کش لگانے لگا۔ ٹرین شاید لیٹ تھی کیونکہ پونے آٹھ بجے تھے اور گاڑی کا کہیں نشان نہ تھا۔ آخر اکتا کر باہر نکلا اور چابی نکال کر دروازے لاک کر کے ٹیلیفون بوتھ کی طرف چل دیا۔ دروازہ بند کر کے سکہ ڈالا اور کیپٹن کا نمبر ڈائل کیا۔ تیسری گھنٹی پر ریسیور اٹھایا گیا اور بیرے کی آواز آئی "ہیلو کون صاحب؟" میں نے آواز بدل کر مرہٹی میں کہا۔

"کیپٹن لیشونت کو بلاؤ۔" کہنے لگا۔ "صاحب ان کو بخار ہے---- سو رہے ہیں۔" میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "تم ان کو جگا کر ٹیلیفون پر بلاؤ۔" چند لمحے سکوت طاری رہا۔ میں نے سگریٹ کا آخری کش لے کر باہر پھینکا۔ اسی وقت ٹیلیفون میں ہلکی سی سرسراہٹ ہوئی اور کیپٹن کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو یشونت" میں نے آواز پہچانتے ہی کہا۔ "ڈیڈی کیا واقعی بخار ہے؟" وہ آواز پہچان کر چونک گئے۔ "ارے---- تم----؟ نہیں مجھے بخار وخار نہیں ہے۔ بتاؤ کہاں سے بول رہے ہو----؟" میں نے کہا۔ "اسٹیشن سے---- اگر آپ آ سکیں تو ویٹنگ روم میں ملوں گا۔ ورنہ بارہ بجے دروازہ کھلا رکھئے----" کہنے لگے۔ "برخوردار ڈیڈی پر دھتکار ہے اگر بارہ بجے تک انتظار کر سکے۔ میں دس پندرہ منٹ میں تمہارے پاس ہوں گا۔" میں نے "او کے بائی بائی۔" کہہ کر ریسیور رکھ دیا اور باہر نکل کر تیزی سے فرسٹ کلاس ویٹنگ روم میں پہنچ گیا اور آرام کرسی پر دراز ہو کر اخبار پڑھنے لگا۔

دس منٹ نہیں گزرے تھے کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن یشونت اندر داخل ہوئے۔ میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ کر مجھ سے لپٹ گئے۔ میں نے محسوس کیا ان کا جسم تپ رہا تھا۔ تاہم وہ بار بار مجھے بھینچتے رہے۔ آخر علیحدہ ہوتے ہوئے مسکرا کر کہنے لگے۔

"نعیم کیا مصیبت ہے کیا اس مرتبہ بھی پہلے کی طرح چھپ کر ملنے آئے ہو----؟" میں نے کہا۔ "نہیں ڈیڈی---- پہلے کی طرح نہیں---- دوسری طرح آیا ہوں---- آیئے ریفرشمنٹ روم میں باتیں کریں گے۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" کرسی پر بیٹھتے ہوئے لے۔ "نہیں اگر تم ظاہر نہیں ہونا چاہتے تو پھر پلیٹ فارم پر بھی چلنا پھرنا ٹھیک نہیں ہے۔ خصوصاً میرے ساتھ۔" میں نے کہا۔ "بجا ہے ڈیڈی---- کھانا یہیں منگا لیتے ہیں----" انہوں نے میز کھٹکھٹا کر ویٹنگ روم اٹنڈنٹ کو بلایا۔ میں نے اس کو ریفرشمنٹ روم جا کر دو آدمیوں کے لئے فل ڈنر کا آرڈر دینے کو کہا---- وہ سر جھکا کر چل دیا۔ میں

نے کیپٹن کے قریب کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے ان کی نبض پر ہاتھ رکھ کر دیکھا۔ ابھی جسم کسی قدر گرم تھا۔ مسکرا کر بولے۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں۔" میں نے ان کا ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔ "ایک دو پیگ میں ٹھیک ہو جائینگے آپ۔۔۔۔ اچھا مالی طور پر کیا پوزیشن ہے ڈیڈی؟" میرے چہرے پر نظریں جما کر دیکھتے ہوئے آہستہ آہستہ کہنے لگے۔

"دس ہزار کا مالک ہوں یورایکسی لنسی۔۔۔۔" میں نے چونک کر کہا۔ "اس کے معنی ہیں اونچا ٹوپی والا بھائی کھایا پیا کچھ نہیں۔۔۔۔ صرف گلاس توڑا۔۔۔۔ چھ آنہ وصول کرو اور آپ نے تو چھ آنے کا گلاس بھی نہیں توڑا۔ پورے دس ہزار کے دس ہزار جمع کرا دیئے۔ یہ کیا ڈیڈی؟" ہنس کر بولے۔ "تمہارے کام آئینگے۔"

میں نے جیب سے سگریٹ کیس نکال کر بڑھاتے ہوئے کہا۔ "مائی بلیسڈ پاپا۔۔۔۔ آپ کے خیال میں میرے پاس کتنا روپیہ ہو گا۔۔۔۔؟" مسکراتے ہوئے کہنے لگے۔

"ڈیئریسٹ۔۔۔۔ یشونت بیچارہ کیا جانے ایک ریاست کے خزانے میں کتنا روپیہ ہوتا ہے اور یہ بھی کیا جانے تم نے کتنی ریاستوں میں ٹنگڑی پھنسا رکھی ہے۔" میں نے ہنس کر کہا۔

"نہیں ڈیڈی۔۔۔۔ نعیم بیچارہ انگریزی چمچہ۔۔۔۔ دیسی ریاستوں کے پھٹے میں کیا پیر پھنسائیگا۔ ہاں آپ کی دعا سے لیفٹنٹ ہو گیا ہے۔" انہوں نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا "دیکھ رہا ہوں" میں نے کہا۔ "ہاں چار پیسے پاس ہیں اور اگر آپ نے کچھ چاندنی راتیں منالی ہوتیں تو اچھا تھا۔ اب بھی کچھ نہ کچھ سیوا کر جاتا۔" وہ دروازہ کھلتے دیکھ کر کچھ کہتے کہتے چپ ہو گئے۔ بیرا اندر داخل ہوا اور ٹرے میز پر رکھ کر پلیٹیں لگانے لگا۔ میں نے وسکی کی بوتل اٹھا کر کارک کھولا۔ بیرا سر جھکا کر پچھلے قدموں سے باہر نکل گیا۔ میں نے گلاسوں میں انڈیلتے ہوئے کہا۔ "آپ کچھ فرما رہے تھے۔" بولے۔ "ہاں میں کہہ رہا تھا۔ جب تم ہی میرے ہو تو رسمی سیوا چاکری کوئی معنی نہیں رکھتی۔"

میں نے گلاس اٹھا کر ان کی صحت کا جام پرپوز کیا۔ انہوں نے گلاس اٹھا کر ملاتے ہوئے کہا۔ "میری صحت کو واقعی تمہارے جام کی ضرورت تھی۔" میں نے دو گھونٹ لے کر گلاس رکھ دیا اور کھانا کھانے لگا۔ وہ بھی شریک ہو گئے۔ چند لقمے لے کر کہنے لگے۔

"آج کس کو پہنچانے آئے ہو۔۔۔۔؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "جس کو یا جن کو اس روز آپ نے چھپا لیا تھا۔۔۔۔ امید ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔۔۔۔؟"

"کہاں سے آ رہے ہو۔۔۔۔؟" انہوں نے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔ میں نے بھنا کر کہا۔ "شکار پور سے۔۔۔۔" ہنستے ہوئے بولے۔ "میرا خیال تھا شکار کرنے آئے ہو۔"

میں نے کہا۔۔۔۔ "آیا تھا اس لئے آیا تھا لیکن آپ شکار کی طرف اشارہ تو کیجئے۔ روپا ایک راجکماری تھی اس کا قتل Hush up نہیں ہونا چاہئے آپ جانتے تو ہیں وہ آپ

لی کیا تھی؟" افسردہ لہجے میں بولے۔ "ہاں معلوم ہے---- لیکن شابلم زبلم---- شا ہوشنم پربلم---- یعنی ورگزر کمزور آدمی کی طاقت اور طاقتور آدمی کا زیور ہوتی ہے۔" میں نے کہا۔ "ہوتی ہو گی ڈیڈی لیکن ہم کہاں کے طاقتور ہیں کہ زیور لادے پھریں آپ قاتل کا نام بتا دیں۔ ہم اس کو زیور سمجھ لینگے۔" میرے کان کے پاس منہ لا کر کہا۔ "راجکمار جے ونت نمبرون---- افضل خان ڈرائیور نمبردو---- بولو پہچانتے ہو----؟" میں نے کہا۔ " جے ونت کو پہچانتا ہوں۔ افضل کو نہیں----" وہ بولے۔ "ہیڈ کوارٹرس میں ایم ٹی لائز ۱۱/۶ میں رہتا ہے۔" میں نے کہا۔ "شکریہ پاپا---- آپ نے معلوم ہوتا ہے کافی کوشش کی ہے۔ ان کے علاوہ کوئی اور----؟"

"دو کم ہیں کیا----؟" انہوں نے کہا۔ "نہیں کم تو نہیں---- لیکن یہ تو چند گھنٹوں کا کھیل ہے اور میں دو ہفتے کی فرصت رکھتا ہوں۔ خیر افضل کا کچھ بیک گراؤنڈ معلوم ہے۔"

"بہت کم۔" انہوں نے کہا۔ "کوئٹی ہے' ہاشمی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ تمہارے بنارس خاں کا دوست ہے اکثر راج محل میں اس کے پاس آیا کرتا ہے۔"

"یہ کافی ہے پاپا۔" میں نے گلاسوں میں اور انڈیلتے ہوئے کہا۔ "جیونت کمار تو غالباً" نگرولاس میں رہتا ہے۔ سوجان سنگھ کے رشتہ داروں میں سے ہے نا----؟" انہوں نے گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔ "ایک ہی خاندان ہے۔" کھانا کھانے کے بعد میں نے بل ادا کرنا چاہا تو انہوں نے اس بری طرح گھور کر دیکھا کہ میں ہنس کر رہ گیا۔ انہوں نے بے منت کر کے کہا۔ "میرے پاس کس وقت پہنچ رہے ہو----؟"

میں نے کہا۔ "کچھ نہیں کہہ سکتا اگر ممکن ہوا تو کہیں نہ کہیں ملتا رہوں گا ورنہ بغیر ملے نکل جاؤں گا۔ یہ حالات پر منحصر ہے۔ اچھا اب تشریف لے جانے سے پہلے میری گاڑی میں پٹرول ڈلوا دیجئے۔ یہ لیجئے چابی۔" انہوں نے چابی لیتے ہوئے پوچھا۔ "کس جگہ پارک کی ہے؟" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "لگیج آفس کے قریب---- رالز ہے آپ اندھیرے میں پہچان لیں گے۔" انہوں نے مسکرا کر "مبارک ہو" کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ میں کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا۔

پندرہ بیس منٹ کا وقفہ دے کر ویٹنگ روم سے نکل کر باہر آیا تو کیپٹن ڈیڈی پٹرول پمپ سے میری گاڑی لے کر لوٹ رہے تھے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا' دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے باہر نکل کر اپنی گاڑی کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "نعیم میرے بیٹے تمہارے حالات دیکھ کر میں سمجھ سکتا ہوں کہ تم ہندوستان کے بہت سے شہزادوں سے بہتر پوزیشن میں ہو۔" میں نے ان کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کا خیال صحیح ہے پاپا---- یہ سب آپ کے آشیرواد کا پرتاب ہے۔"

"جو کچھ بھی ہے۔" انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "اب تمہیں مطمئن ہو جانا چاہیئے۔ یہ مار دھاڑ، قتل و غارت، بدلے اور انتقام تمہیں زیب نہیں دیتے۔ ایک محل تعمیر کراؤ اور عیش و آرام کی زندگی گزارو---- اب تمہیں کیا کمی ہے۔ کیوں کسی پر حملہ کرو کیوں اپنی زندگی خطرے میں ڈالو۔" میں نے سر جھکا کر کہا۔ "آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں پاپا اور یقین فرمایئے اگر میں نے آج تک کبھی آفینس کیا ہو تو خدا مجھے بصارت سے محروم کر دے لیکن جو شخص میرے عزیز ترین دوست کو موت کے گھاٹ اتار دے وہ اس دھرتی پر گھوڑے دوڑاتا پھرے اور میں عشرت کدہ قائم کرنے کے خواب دیکھوں تو اس زندگی پر لعنت ہے۔ بہر کیف یہ قرض وصول کرنے کے بعد میں آپ کی نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کرتا ہوں آداب عرض----" انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر سلامتی کی دعا دی اور گاڑی میں سوار ہو کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں نے ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھا اور گاڑی میں سوار ہو کر مخالف سمت میں چل دیا۔

چند سڑکوں کے چکر کاٹ کے ہیڈ کوارٹرس کے سامنے ایک عارضی عمارت میں بنے ہوئے ہوٹل کے قریب گاڑی روک کر ایک لڑکے کو لیمن کی بوتل لانے کا اشارہ کیا۔ وہ بوتل لے کر آیا اور کھول کر میرے ہاتھ میں تھما دی۔ میں نے چند گھونٹوں میں خالی کر کے بوتل لوٹاتے ہوئے لڑکے کے ہاتھ میں ایک روپیہ دیا۔ وہ ہوٹل کی طرف چلنے لگا۔ میں نے کہا۔ "سنو---- تم ہیڈ کوارٹرس میں جا سکتے ہو؟" پلٹ کر بولا۔ "کیوں نہیں دن میں پچاس دفعہ جاتے ہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "ٹھیک---- تم ایم ٹی لائنز میں افضل ڈرائیور کے کوارٹر پر جا کر اس سے کہو تمہیں بنارس خاں نے بلایا ہے اور یہ پورا روپیہ تمہارا ہے۔" لڑکے نے خالی بوتل کار کے قریب رکھ دی اور ہیڈ کوارٹرس کے دروازے کی طرف چل دیا۔ میں نے کوٹ اتار کے سیٹ پر رکھا اور ہولسٹر سے پستول نکال کر پتلون کی جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر میں لڑکا گیٹ سے نکل کر ہوٹل کی طرف جاتا جاتا کہنے لگا۔ "حوالدار افضل کپڑے بدل کر آ رہا ہے صاحب۔" میں نے زمین پر پڑی ہوئی بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو لے جاؤ۔" لڑکا دوڑ کر آیا اور بوتل اٹھانے لگا۔ میں نے کہا۔ "سنو تم نے کون سے افضل کو بلایا ہے----؟" وہ چلتے چلتے رک کر بولا۔ "صاحب! ایم ٹی والا افضل ایک ہی تو ہے۔ وہ مشاہور میکانک ہے جس کو سب بڑے لوگ ڈھونڈتے ہوئے آتے ہیں۔" میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وہی افضل خان جس کو جیونت کمار بھی کہتے ہیں---- ایں نا----؟" اس نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔ "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "خیر جاؤ شاباش۔" لڑکا ہوٹل میں چلا گیا۔ میں نے سگریٹ سلگایا اسی وقت ایک دوہرے جسم کا آدمی کوٹ کے بٹن لگاتا ہوا ہیڈ کوارٹرس سے نکل کر آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ سیدھا میری طرف آ رہا تھا۔ میں نے غور سے اس کے چہرے کی

طرف دیکھا لیکن پہلے کبھی دیکھا ہوا ایسا یاد نہیں پڑتا تھا گاڑی کے قریب پہنچتے ہی میں نے کہا۔ "افضل خاں!" اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "جی سرکار---- بنارس خان نہیں آیا کیا---- ؟" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "آؤ بیٹھ جاؤ اسی کے پاس چل رہے ہیں۔" اس نے ایک بار پھر میرے چہرے پر نظر ڈالی۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ "تم مجھے نہیں جانتے افضل خاں---- میں بہت دور کا رہنے والا ہوں۔ آؤ بنارس خان ہمارا تعارف کرائے گا۔" اس نے "بہتر ہے سرکار۔" کہا اور گاڑی میں سوار ہو گیا۔

دروازہ بند کرتے ہی میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور بیک کر کے گاڑی سڑک پر لا کر شہر کا رخ کیا۔ وہ ڈیش بورڈ لیمپ کی ہلکی روشنی میں مجھے پہچاننے کی کوشش کرتا رہا۔ میں نے اس کی توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کے لئے کہا۔ "دراصل کام میرا اپنا ہے اور مجھے تمہارے جیسے ہوشیار آدمی کی کئی سال سے تلاش تھی----" اس نے میری بات کاٹ کر کہا۔ "کئی سال سے؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "ہاں کئی سال سے---- آج اسی سلسلے میں بنارس خاں سے ملا تو اس نے تمہارا ذکر کیا---- اور میں تمہارے پاس پہنچ گیا۔" میں نے کہا۔

"یہ بنارس خاں کی مہربانی ہے سرکار۔" اس نے کہا۔ "کہ وہ مجھے کسی قابل سمجھتا ہے خیر فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ اس گاڑی میں کوئی خرابی ہے کیا----؟" میں ہنس دیا۔ سگریٹ اور لائٹر اس کی طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ "نہیں بھئی---- گاڑی کی خرابی کے لئے کئی سال کسی کو تلاش کیا جاتا ہے؟" میں نے پوچھا۔ "یہ تو صحیح ہے سرکار۔" اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے کہا۔ "پھر----؟" میں نے مسکرا کر کہا---- دراصل وہ کام کچھ ایسا ہے کہ جب تک ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح نہ سمجھ لیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں نہ میں تمہیں بتا سکتا ہوں نہ تم کرنے کو تیار ہو سکتے ہو۔ اس لئے پہلے میں تمہیں اپنے ایک دوست کے پاس لے چلتا ہوں جو تمہاری ریاست کا ایک راجکمار ہے اور شاید تم اسے جانتے بھی ہو گے۔ وہ تمہیں میری ضمانت دیگا اس کے بعد جب تم مطمئن ہو جاؤ گے تو میں تمہیں اسی یا کسی اور کی ضمانت پر وہ کام بتاؤں گا۔" اس نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا۔ "کون سے راجکمار----؟" میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ساڑھے نو بج رہے ہیں---- کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں بیٹھ کر ہم چند منٹ اطمینان سے باتیں کر سکیں۔" کہنے لگا۔ "سرکار آپ کام کی طرف اشارہ تو کریں تاکہ میں سمجھ سکوں کہ میرے بس کا بھی ہے یا نہیں----؟"

"تمہارے بس کا ہے۔" میں نے ہنس کر کہا "اور اتنا اچھا کام ہے کہ تم میری ملاقات کے بعد ایک بڑے آدمی بن جاؤ گے۔" میں نے ڈیش بورڈ کے ایک دراز کو کھینچ کر نوٹوں کی گڈیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا---- ان میں سے پانچ گڈیاں اٹھا لو

افضل---- یہ پانچ ہزار ایڈوانس ہیں----" وہ ججھکچا کر رہ گیا۔ میں نے کہا۔ "لے لو بھئی---- تکلف نہ کرو---- باقی پینتالیس ہزار بھی تمہارے ہیں لیکن کام کرنے کے بعد----" اس نے نوٹوں کی گڈیاں نکال کر سیٹ پر رکھ دیں۔ میری طرف دیکھنے لگا۔ میں نے کہا تفصیلی بات چیت کے لئے جھیل پر چلتے ہیں---- "وہاں اس وقت کوئی نہ ہو گا۔" اس نے کہا۔ "بہت دور ہے سرکار۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "یہ رالز ہے افضل---- پانچ منٹ میں جھیل کے اس پار ہوں گے۔" وہ خاموش رہا---- میں نے گیسولین دینا شروع کر دیا۔ گاڑی اڑنے لگی۔ میں نے چند منٹ میں جھیل کے کنارے ایسے مقام پر گاڑی لے جا کر روکی جہاں سے توپ کے فائر کی آواز بھی شہر میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ گاڑی کے دروازے بند کر کے میں افضل کے ساتھ ایک کشادہ چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے پھر مخاطب ہوا۔ "میں نور گڑھ کا ولیعہد ہوں افضل خان۔" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "سرکار میں پہلے ہی سمجھ چکا ہوں کہ آپ کسی نہ کسی ریاست کے راجکمار یا شہزادے ہیں----" میں نے کہا۔ "خیر تعارف ضروری تھا۔ یہاں میں اپنی بیگم کے ساتھ سادھنا دیوی کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں۔ میرے دوست جے ونت کمار ہیں جن سے شاید تم واقف ہو۔" اس نے کہا۔ "جانتا ہوں سرکار۔" میں نے چٹان پر بیٹھتے ہوئے سگریٹ سلگایا اور اس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ مجھ سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔ میں نے دیکھا اب وہ پہلے سے زیادہ مؤدب ہو چکا تھا۔ میں نے سگریٹ دینا چاہا تو اس نے دو مرتبہ کہنے پر بمشکل سگریٹ سلگایا۔ میں نے کہا۔ "اب میں تمہیں اپنا اہم ترین راز بتاتا ہوں لیکن تمہیں قرآن کی قسم کھا کر وعدہ کرنا ہو گا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو گے اور تمہارے تجربے کے متعلق میں جو کچھ پوچھوں گا وہ بھی اسی قسم کے تحت سچ سچ بیان کرو گے۔" اس نے میرے کہنے کے مطابق قسم کھائی۔ میں نے کہا۔ "سنو افضل مجھے اپنی بیگم قطعی پسند نہیں ہے۔ وہ میری چچا زاد ہے اس لئے ابا حضور نے زبردستی میرے سر تھوپ دی۔ میں ایک دوسری ریاست کی شہزادی سے محبت کرتا ہوں اس لئے چاہتا ہوں مجھے اس سے چھٹکارا مل جائے---- لیکن اس طرح کہ کسی کو اس پر قتل کا شبہ تک نہ ہو---- تمہیں یہ کام کرنا ہے اور اس کا معاوضہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ بولو کیا کہتے ہو۔ چاہو تو جے ونت کو بلا لو۔ میں اس کے سامنے بات کر لیتا ہوں' بلکہ پینتالیس ہزار روپے اسی کے پاس امانت رکھ دیتا ہوں۔ کیوں ٹھیک ہے نا----؟" اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے حضور۔" میں نے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے کہا۔ "تو تم تیار ہو نا----؟" وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور بولا "میں تیار ہوں حضور۔ آپ جے ونت جی کو بلا کر انہیں روپیہ دے دیں۔" میں نے کہا۔ "منظور ہے آؤ" وہ میرے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ کار کے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ "سرکار آپ نے مجھ سے تو کوئی سوال نہیں کیا۔" میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پہلے تمہیں اطمینان دلا دوں کہ میری

طرف سے کوئی دھوکا نہیں ہو گا۔ اس کے بعد اپنا اطمینان کر لوں گا۔" وہ بولا۔ "سرکار میری مجال ہے کہ آپ سے دھوکے کا خیال بھی دل میں لا سکوں۔"

میں نے گاڑی میں روشنی کر کے کوٹ کی جیب سے نوٹ بک اور فاؤنٹین پن نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ "جے ونت کمار کو ایک نوٹ لکھو کہ "مجھے آپ سے ایک اہم راز کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔ میرے دوست کی گاڑی میں بیٹھ کر تشریف لے آیئے۔" اس نے میرے کہنے کے مطابق لکھنا شروع کر دیا۔ خط ختم ہوتے ہی دستخط کرائے اور ورق پھاڑ کر جیب میں رکھ لیا۔ دروازہ بند کر کے پلٹتے ہوئے کہا۔ "افضل خاں میں اپنی بیوی کو اسی کار میں کل کسی وقت جس وقت بھی تم کہو سیر کے لئے یہاں لا کر تمہیں دکھا سکتا ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد کسی وقت اسے صاف کر دینا۔"

اس نے سر جھکا کر کہا۔ "بہتر ہے سرکار۔" میں نے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے کر کے آہستہ آہستہ جھیل کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بھی میرے ساتھ چلنے لگا۔ کچھ دور پہنچ کر میں نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور فکر مند انداز میں کہا "لیکن افضل۔۔۔۔ یہ کس طرح کرو گے؟" بولا۔ "سرکار آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔ ہو جائے گا۔ صرف اتنا کریں کہ کوئی اور گاڑی دیں انہیں۔ اس قیمتی گاڑی کو ضائع کرانے سے کیا فائدہ؟" میں نے بناوٹی قہقہہ لگا کر کہا۔ "یار افضل کمال کر دیا تو نے۔۔۔۔ کیا میری بیگم اس گاڑی سے بھی گئی گزری ہے۔ جب میں اس کو ضائع کر رہا ہوں تو رالز سری کیا چیز ہے۔ نئی بیگم کے ساتھ نہیں رالز بھی آ جائے گی۔۔۔۔ بس تیرا آرٹ اس میں ہے کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی آ جائیں تو ایکسی ڈنٹ کے سوا کچھ ثابت نہ ہو۔" مسکرا کر بولا۔ "فکر نہ کیجئے۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔" میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آہستہ آواز میں کہا "لیکن دیکھنا افضل روپا دیوی کے ایکسی ڈنٹ سے ذرا مختلف انداز ہو۔ ورنہ پولیس کو شک ہو جائے گا اور وہ زیادہ گہرائی میں جانے کی کوشش کرے گی۔"

"روپا دیوی" کا نام سن کر وہ چونکا اور میری طرف دیکھ کر مری ہوئی آواز میں بولا۔ "سرکار یہ آپ کو کس نے بتایا۔۔۔۔؟" میں نے اس کی کمر پر ہاتھ مار کر کہا۔ "افضل مجھے معلوم نہ ہوتا تو یوں ہی تمہارے پاس پہنچ جاتا۔" کہنے لگا۔ "یہ تو ہے۔۔۔۔ میرا خیال تھا جے ونت جی نے بتایا۔" میں نے کہا۔ "وہ میرا بے تکلف دوست ہے۔ میں نے اسے اپنا راز بتا دیا تو وہ اپنا راز کیسے چھپا سکتا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے اس نے تمہیں کتنا روپیہ دیا۔" مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "بجا ہے سرکار۔۔۔۔ آپ کو تمام باتیں معلوم ہیں۔" میں نے کہا۔ "تو تمہیں اعتراف ہے نا۔۔۔۔؟" مسکرا کر کہنے لگا۔ "سرکار آپ سے کیسے انکار کر سکتا ہوں۔ اچھا اب چلئے راج کمار سے۔۔۔۔"

میں نے کہا۔ "افضل خان جب تم نے روپا دیوی کے قتل کا اعتراف کر لیا تو مجھے

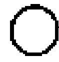
بھی ایک اعتراف کرنا ہے۔ ایک مجرم کو دوسرے مجرم سے کوئی پردہ نہیں رکھنا چاہئے۔" اس نے چونک کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "سرکار یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کیسے مجرم ہو سکتے ہیں---؟" میں نے چٹان سے کمر لگا کر اسے ٹھہرنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل میری وہ بیگم جن کا میں نے ذکر کیا روپا دیوی ہی تھیں اور جے ونت نے اسی لئے ان کو قتل کرایا کہ وہ میری بیگم بن چکی تھیں۔ میرا نام نعیم ملک ہے۔" میرا نام سنتے ہی وہ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے بل گر پڑا۔ میں نے جیب سے پستول نکال کر کہا۔ "کھیل ختم ہے افضل خاں---- کھڑے ہو جاؤ---- میں تم سے زیادہ سنگدل ہوں۔ میں تمہارے لئے تین ہزار میل کا سفر طے کر کے آیا ہوں۔" وہ کھڑا ہونے لگا تو اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ میں نے پستول سیدھا کیا اور اس کے دونوں ہاتھ سر سے اونچے اٹھ گئے۔ میں نے ایک قدم آگے بڑھ کر کہا۔ "اگر گولی سے نہیں مرنا چاہتے تو آگے بڑھو اور جھیل میں چھلانگ لگا دو---- ورنہ تمہاری لاش چھلانگ لگائے گی۔" اس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے میرے ساتھ دھوکا کیا جناب۔" میں نے کہا۔ "روز قیامت مجھ پر زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند مقدمہ قائم کرا سکتے ہو لیکن اس وقت گولی یا چھلانگ۔" وہ چٹانوں کے سرے پر پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔ نیچے نظر ڈال کر تیزی سے پلٹا اور جھک کر مجھے ٹکر مارنے لگا تھا کہ میں نے پوری طاقت سے اس کے پیٹ پر لات ماری اور وہ قلا بازی کھاتا ہوا جھیل میں گرا۔ میں نے اس کے گرنے کا دھماکہ سنا لیکن یہ پانی میں گرنے کی آواز نہ تھی کسی ٹھوس چیز پر گرنے کا دھماکہ تھا۔ آگے بڑھ کر دیکھا تو چاند کی روشنی میں وہ ساٹھ فٹ کی گہرائی میں چٹانوں پر ڈھیر ہوا پڑا تھا۔ یہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ جھیل ان چٹانوں سے آگے چل کر شروع ہوتی تھی۔ میں تھوڑی دیر اس کے بے حرکت جسم کو دیکھتا رہا اور جب اس کے ختم ہو جانے کا یقین ہو گیا تو گاڑی کی طرف---- چل دیا۔

میرا خیال تھا میرے دیئے ہوئے نوٹ افضل خاں کی جیب میں اس کے ساتھ گئے لیکن جب گاڑی میں بیٹھ کر وہیل سنبھالا اور انجن اسٹارٹ کیا تو ڈیش بورڈ لیمپ کی روشنی میں تمام گڈیاں سیٹ پر پڑی دکھائی دیں۔ میں نے گاڑی بیک کرتے ہوئے تمام نوٹ اٹھا کر دراز میں رکھ دیئے اور سڑک پر آتے ہی تیزی سے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس وقت ڈیش بورڈ ٹائم پیس میں دس بجکر پانچ منٹ ہوئے تے۔ میں نے سگریٹ سلگایا اور اسی وقت جے ونت کمار سے نپٹنے کا فیصلہ کر کے نگر ولاس راج محل کا رخ کیا۔ مجھے معلوم تھا اس محل پر جو محض برائے نام محل تھا کوئی خاص پہرا نہ تھا مین گیٹ پر ریاستی پولیس کا ایک ریٹائرڈ کانسٹیبل خستہ حال سی وردی پہنے پیٹی میں ڈیڑھ فٹ کا ڈنڈا لگائے دروازے کے قریب ایک ٹوٹی سی کھٹیا پر بیٹھا بیڑی پی پی کر کھانستا رہتا تھا اور بارہ بجے کے بعد دروازے بند کر کے اسی کھٹیا پر دراز ہو کر خراٹے لینے لگتا تھا اور اگر میری غیر حاضری میں اللہ کو

پیارا نہیں ہوا تھا تو اس وقت اس کی عمر چونسٹھ پینسٹھ سال تھی۔ اس قلعہ نما حویلی میں جس کو راج محل کہا جاتا تھا۔ کھٹملوں کی طرح راجکمار بھرے ہوئے تھے۔ جنہیں دنیا میں کوئی کام تھا تو افیون کا انٹا حلق میں چپکا کر شہد کی طرح آہستہ آہستہ چوسنا اور پنک میں اندر لوک کی اپسراؤں کے خواب دیکھنا یا پاتروں کے ناچ گانے پر تالیاں بجا بجا کر جھومنا۔ کھانے پینے کا سلسلہ جاگیر کی آمدنی سے چلتا تھا۔ ان میں جو ذرا اونچی قسم کے تھے بالفاظ دیگر جنہیں راجکماروں کے زمرے میں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا بلکہ موجودہ حکمرانوں کے کزن تھے وہ خوشحال بھی تھے اور تعلیم یافتہ بھی---- وہ افیون سے متنفر تھے اور دیسی ٹھرے سے لے کر وسکی اور ہنڈرڈ ایپرز اولڈ برانڈی تک سے شغل فرماتے تھے۔ ان کے دوسرے شوق بھی اسی طرح اونچے تھے۔ راجکمار جے ونت کمار اور راجکمار سوجان سنگھ وغیرہ اسی صف میں آتے تھے۔

میں اگر چاہتا تو سیدھا اس راج محل میں دندناتا گھس کر جے ونت کو کسی کے ذریعے بلا سکتا تھا لیکن وہ افضل خان کی طرح مجھ سے ناواقف نہیں تھا۔ نظر پڑتے ہی پہچان سکتا تھا۔ گو اس سے پہلے کہ وہ شور مچا کر لوگوں کو بلاتا میں اس کو ختم کر سکتا تھا لیکن یہ شروعات نہ تھا۔ ولاس پور تھا جہاں میں راجکمار کرن نہیں باڈی گارڈ نعیم تھا۔ چنانچہ نگرولاس کے گیٹ سے پچاس گز کے فاصلے پر گاڑی روک کر کوٹ پہنا۔ سر پر پیک کیپ رکھی نیا سگریٹ سلگا کر ہونٹوں میں دبایا اور ٹہلتا ٹہلتا گیٹ پر پہنچا۔ پہرے پر وہی بانکا سپاہی اسی جھلنگا سی کھٹیا پر سرہانے رکھے ہوئے بستر سے کمر لگائے اپنے بانکپن کو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اٹھتا ہوا بولا---- "حکم راجکمار جی؟" یہ جملہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ اس قدیم نمک خوار سرکار کی نظر اپنے وجود پر نظر ثانی کرنے میں مصروف ہے اور جب داخلی مسائل الجھ جائیں تو خارجی مسائل ہوتے کچھ ہیں اور نظر کچھ اور آتے ہیں۔ ہائے بڑھاپا---- غالب جیسے اہل بینش کو بھی بڑھاپے میں ستارے وہ کچھ نظر نہیں آتے تھے جو ان کی جوانی میں تھے۔ ورنہ کہاں ستارے اور کہاں بازی گر----؟ نگرولاس کے اس اکلوتے محافظ کی نظر اگر ذرا بھی کام دیتی تو وہ خاکی وردی میں ملبوس فوجی افسر کو موٹر ڈرائیور تو سمجھ سکتا تھا لیکن راجکمار جی ہرگز نہیں---- چنانچہ میں نے ہنسی ضبط کر کے کہا۔ "سنتری جی میں تو ایک معمولی ڈرائیور ہوں راجکمار نہیں مہربانی کر کے یہ پرچہ راجکمار جے ونت جی کو پہنچا دو----" اس نے میرے ہاتھ سے پرچا لے لیا---- اور کہنے لگا۔ "ڈلائیور صاحب کہاں سے لائے ہو----؟" میں نے کہا "بڑے راج محل سے---- ذرا جلدی پہنچا دو---- میں گاڑی کے پاس کھڑا ہوں۔ راجکمار جی سے کہہ دینا نئی گاڑی نہ لائیں۔" پہریدار افضل خان کا لکھا ہوا پرچہ لے کر اندر چل دیا۔ میں پھر اپنی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔ دس پندرہ منٹ کے بعد پہریدار جے ونت کو ساتھ لے کر دروازے

پر آیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور گیٹ کے سامنے لا کر ٹرن لیتے ہوئے جے ونت کو سلام کیا اور گاڑی روک کر پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "پدھاریئے راجکمار جی۔۔۔۔" اس نے آگے بڑھ کر فٹ بورڈ پر پیر رکھتے ہوئے کہا۔ "افضل خان کہاں ہے ڈرائیور۔۔۔۔؟" اس کے منہ سے دیسی شراب کا تیز بھبکا آیا۔۔۔۔ میں نے اس سے چہرہ چھپانے کے لئے ونڈ اسکرین پر رومال پھراتے ہوئے کہا۔ "جھیل پر سرکار۔۔۔۔" اس نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "جھیل پر۔۔۔۔؟" میں نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "جی میں اس کو وہیں چھوڑ کر آ رہا ہوں۔" اس نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "ڈرائیور یہ تم ہزہائی نس کی رالز کیسے لے آئے؟"



میں نے یکے بعد دیگرے تیزی سے گیئر بدلنے کے بعد اسپیڈ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جی یہ شری حضور کی گاڑی نہیں ہے۔" اس نے چونک کر کہا۔ "پھر کس کی ہے۔۔۔۔ رالز تو ایک ہی ہے اور وہ مہاراجہ کی ہے۔" میں نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے ایکسی لریٹر پر دباؤ ڈالتے ہوئے ہاتھ سے سگریٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ گاڑی اس وقت مدھو نواس کے قریب اس مقام پر پہنچ چکی تھی جہاں چند سال پہلے کرنل ناستک کا حادثہ ہوا تھا۔ اسپیڈو میٹر کی سوئی پینتالیس اور پچاس کے درمیان تھی۔ جے ونت کی طرف سے کوئی عمل یا ردعمل نہ پا کر میں نے پیچھے گردن گھما کر کہا۔ "سگریٹ لیجئے راجکمار۔" اس نے سگریٹ لینے کے بجائے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "گاڑی روکو۔" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیا ہوا راجکمار؟ جھیل کتنی دور رہ گئی ہے گاڑی بھی رک جائے گی آپ سگریٹ تو لیں۔۔۔۔" بگڑ کے کہنے لگا۔ "گاڑی روکو میں پہچان گیا تم ڈرائیور نہیں ہو۔۔۔۔ روکو ورنہ میں چھلانگ لگاتا ہوں۔" میں سمجھ گیا اس کے پاس پستول نہیں ہے۔ گاڑی روکنے کے بجائے اور تیز کرتے ہوئے کہا۔ "چھلانگ لگانے سے کوئی فائدہ نہیں جے ونت اگر مرنا ہی چاہتے ہو تو مردوں کی طرح مرنے کے اور بہت طریقے ہیں۔" وہ چیخ کر بولا۔ "کیا مطلب۔۔۔۔؟" میں نے جھیل کے قریب ہوتے دیکھ کر ایکسی لریٹر سے پیر اٹھا لیا۔ اسپیڈ تیزی سے کم ہونے لگی۔ "یہ لو جھیل آ گئی۔۔۔۔" میں نے گاڑی روکتے ہوئے کہا۔

اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے اتر کے پیچھے کی طرف دوڑنے لگا۔ مجھے اسکی حماقت پر ہنسی آنے لگی۔ وہ مقابلہ کر کے مارے جانے کے بجائے حادثے کا شکار ہونا چاہتا تھا۔ یہ میرے لئے بہتر تو تھا لیکن میں اسے کچھ کہنا چاہتا تھا' کچھ سننا چاہتا تھا اور کچھ زخم بھی کھانا چاہتا تھا۔ اگر وہ کسی قابل ہو لیکن وہ کسی قابل نہ تھا۔ صرف بھاگ کر جان بچانا چاہتا تھا۔ میں نے گاڑی سے ٹکرانے کا خیال ترک کر کے دروازہ کھولا اور چھلانگ لگا کر

اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ اس وقت مجھ سے پندرہ بیس گز آگے تھا۔ دو اڑھائی سو گز کا فاصلہ بمشکل طے کیا ہو گا کہ اس کی گردن میرے ہاتھ میں تھی۔ وہ تین چار قدم بڑھ کر لڑکھڑایا اور جھکائی دے کر گردن چھڑانے کی کوشش میں دھڑام سے گر گیا۔ میں نے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑا اور بل دے کر کمر پر چڑھا دیا۔ اب وہ قطعی بے بس تھا۔ ہاتھ کو ذرا سا کھینچتے ہی درد سے بے چین ہو کر خود بخود اٹھتا چلا آیا۔ میں نے اس کا رخ جھیل کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ "چلو دوست اور چپ چاپ چلو۔" وہ اشارے کے ساتھ چلنے لگا۔ چند قدم چلنے کے بعد میری طرف دیکھ کر بولا۔ "تم کیا چاہتے ہو آخر---؟" میں نے ہنس کر کہا "کچھ بھی تو نہیں--- تم بتاؤ کس لئے مجھ سے خوف زدہ ہو کر بھاگ رہے ہو---؟" کہنے لگا۔ "میں تو شراب کے نشے میں ہوں۔" میں نے کہا۔ "تو میں کونسا تھانیدار ہوں کہ شرابیوں کو مجھ سے خوف زدہ ہونا چاہئے؟ میں بھی شراب پیتا ہوں اور تم سے دگنی تگنی پیتا ہوں۔ نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو--- شدید کوئی اور بات ہے۔ بتاؤ کیا---؟" وہ چپ ہو رہا--- میں نے بھی زیادہ اصرار نہ کیا۔ جھیل کا کنارہ آتے ہی۔ وہ خوفزدہ ہو کر چلتے چلتے رک گیا اور کہنے لگا۔ "کیا مجھے جھیل میں پھینکنا چاہتے ہو---؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "کیوں؟ مجھے تم سے کیا دشمنی ہے کہ جھیل کو ناپاک کروں---؟" بولا--- "قاتلوں کو دشمنی دوستی سے غرض نہیں ہوتی وہ قتل کرنے میں لذت محسوس کرتے ہیں--- اور---" میں نے کہا۔ "یہ تم اپنے متعلق کہہ رہے ہو یا میرے متعلق---؟" وہ خاموش ہو رہا--- میں نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا--- وہ جواب دینے کے بجائے اپنا کندھا سہلانے لگا۔ میں نے اس کے سامنے آ کر کہا۔ "بے وقت تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا اور میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں دو گھنٹے جوڑ سہلانے کا موقع دوں--- بولو--- قاتل کون ہے میں یا تم اور افضل خان؟"

افضل کا نام سنتے ہی اسے سائڈ ٹریک کرنے کا ایک موقع مل گیا--- کہنے لگا--- "افضل کہاں ہے---؟" میں نے بھنا کر کہا۔ "جہنم میں--- اور چند منٹ میں تم بھی اس کے پاس جا رہے ہو---" وہ بولا۔ "کیوں؟" میں نے جواب دیا۔ "بھگوان کے دربار میں روپا دیوی کے قتل کا جواب دینے کو--- لیکن اس سے پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے روپا دیوی کو تنہا سمجھا تھا---؟" اس نے کوئی جواب نہ دیا میں نے پستول نکال کر کہا۔ "لڑنا چاہتے ہو یا بھاگتے ہوئے پیٹھ پر گولی کھانا پسند کرتے ہو---؟"

وہ پستول دیکھ کر کانپنے لگا۔ میں نے اس کی گھبراہٹ دیکھ کر پستول جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ "بے وقت تمہیں ختم کرنا میرے لئے ایک کھیل ہے۔ یقین کرو ایک کھیل ہے--- لیکن میں چاہتا ہوں روپا کے سامنے جاؤں تو میرا جسم بھی خون میں ڈوبا ہوا ہو تاکہ اس کو معلوم تو ہو کہ اس کا انتقام لینے میں میں نے اپنا خون بہایا ہے۔ آؤ صرف

ہاتھوں سے لڑتے ہیں۔ پہلا وار تم کرو۔۔۔۔ ون۔۔۔۔ ٹو۔۔۔۔ تھری۔" تھری کہتے ہی اس نے جھک کر مینڈھے کی طرح میرے سینے میں ٹکر مارنی چاہی لیکن اس کے جھکتے ہی میں اس کا مقصد سمجھ گیا تھا۔ چھلانگ لگا کر بائیں جانب ہو گیا اور وہ اپنے زور میں منہ کے بل زمین پر آ رہا تڑپ کر اٹھنے لگا تو چکرا کر پھر گر گیا۔ اس کا سر چٹان سے ٹکرا کر زخمی ہو گیا تھا اور پیشانی سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے اسکی کمر پر پاؤں رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ "جے ونت۔۔۔۔ میں آہستہ آہستہ دس تک گنتا ہوں اگر تم اتنی دیر میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تو ایک وار کا موقع اور دیتا ہوں۔۔۔۔ ورنہ۔۔۔۔ تم جھیل میں جا رہے ہو۔۔۔۔" میں نے اس کی کمر سے۔۔۔۔ پاؤں اٹھا لیا اور گننا شروع کر دیا۔ دس کہتے ہی وہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹکا کر اٹھا اور لڑکھڑاتا ہوا میری طرف بڑھنے لگا۔ میں بے حس و حرکت کھڑا دیکھتا رہا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بند کر کے میرے سینے پر گھونسے لگانے شروع کئے۔ دو تین گھونسے کھانے کے بعد میں نے اس کے جبڑے پر ایک لیفٹ جیب لگایا تو وہ چکرا کر گر پڑا۔ میں نے دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر کندھے پر رکھا اور دس بارہ قدم بڑھ کر پتھر کی طرح جھیل میں پھینک دیا۔ ایک چھپاکا ہوا اور وہ پانی کی لہروں میں غائب ہو گیا۔ میں نے دو منٹ اس کے سطح پر آنے کا انتظار کیا لیکن وہ ایک بار بھی نہ ابھرا۔ میں فی النار والسقر کہہ کر مڑا اور سگریٹ سلگاتا ہوا گاڑی کی طرف چلنے لگا۔

گاڑی کے انٹرسیکشن پر پہنچنے تک میرا ارادہ برٹش کیمپ میں جا کر ریذیڈنٹ سے ملاقات کرنے کا تھا لیکن یہاں پہنچ کر یہ ارادہ متزلزل ہونے لگا۔ میں نے انٹرسیکشن سے تیس چالیس گز کے فاصلے پر گاڑی روک دی۔ اس وقت رات کے گیارہ بجنے والے تھے۔ میرے بائیں جانب والی سڑک راج محل کو دائیں جانب والی بمبئی کو اور سامنے والی شہر کو جاتی تھی۔ معاً مجھے خیال آیا کہ چند گھنٹے بعد جے ونت اور افضل خان کی تلاش شروع ہو جائے گی اور دونوں جگہ اگر مجھے نہیں تو رالز کو کسی نہ کسی نے ضرور شناخت کر لیا ہو گا۔ اس حالت میں میرا یا اس گاڑی کا یہاں پایا جانا نہایت خطرناک ثابت ہو گا۔ اس لئے خیریت اسی میں ہے کہ ولاس پور کو فوراً الوداع کہہ دیا جائے۔۔۔۔ چنانچہ میں نے گیئر لگایا اور انٹرسیکشن پر آتے ہی دائیں جانب ٹرن لیا۔ چند منٹ میں چیک پوسٹ پر پہنچا تو دور سے ہرڈل اٹھا ہوا دکھائی دیا۔ چیک پوسٹ کے سامنے کپاس سے بھری ہوئی بیل گاڑیوں کی قطار کھڑی ہوئی تھی اور ایک ایک دو دو گاڑیاں نکل کر شہر کی طرف آ رہی تھی۔ میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور رفتار بڑھائی اس وقت اسٹاف کے دو تین آدمیوں کے علاوہ سنتری بھی گاڑی والوں سے محصول اور نذرانہ وصول کرنے میں اس قدر منہمک تھے کہ کسی نے میری گاڑی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔۔۔۔ اس آخری رکاوٹ سے بخیریت گزر جانے کے بعد میں بے فکر ہو گیا۔ اب مجھے لاشیں برآمد ہونے یا جھیل کے

کنارے چٹان پر خون کے نشانات پا یجانے کی کوئی پرواہ نہ تھی لیکن میں اس استغراق میں دوراہے پر پہنچ کر بمبئی جانے والی سڑک کے بجائے غلطی سے پارہ گڑھ کے راستے پر پڑ گیا۔ دو اڑھائی گھنٹے مسلسل پوری رفتار سے ڈرائیو کرنے کے بعد مجھے اپنی غلطی کا احساس اس وقت ہوا جب سرخ دھرم شالہ کے قریب پہنچا۔ یہ دھرم شالہ پارہ گڑھ سے پانچ میل کے فاصلے پر تھی اور ہروقت آنے جانے والے مسافروں سے بھری رہتی تھی۔ اس پر نظر پڑتے ہی خودبخود میرا پاؤں ایکسی لریٹر سے اٹھ گیا اور گاڑی سو گز کے فاصلے پر جا کر رک گئی۔ اس وقت رات کے ڈیڑھ بجے کا عمل تھا۔ گاڑی کے فیول ٹینک میں دو گیلن سے زیادہ پٹرول نہ تھا اور میرے لئے واپسی کا کوئی امکان باقی نہ رہا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا تھا ڈیڑھ سو میل سے پہلے کوئی پٹرول پمپ نہ تھا۔ میرے ہوش اڑ گئے---- پارہ گڑھ جانا میرے لئے کسی بھی طرح موت کے منہ میں جانے سے کم نہ تھا---- اور موت صرف پانچ میل کے فاصلے پر منہ پھاڑے کھڑی تھی۔ زندگی ڈیڑھ سو میل پیچھے رہ گئی تھی اور آٹھ دس گیلن پٹرول کا مطالبہ کر رہی تھی۔ میں نے انجن بند کر دیا اور اس جال سے نکلنے کی ترکیبیں سوچنے لگا جو ایک ذرا سی غلطی نے میرے گردبن دیا تھا۔ مجھے فلسفہ جرم و سزا کے اس کلیے میں معقولیت نظر آنے لگی کہ قاتل کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو کوئی نہیں کوئی غلطی ضرور کرتا ہے اور وہی غلطی---- خواہ کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہو اس کو تختہ دار تک پہنچا دیتی ہے مجھے تختہ دار قریب دکھائی دینے لگا لیکن دوسرے لمحے میں نے سر کو جھٹک کر اپنے بیدار ہونے کا یقین کیا۔ سگریٹ سلگایا اور غلطی کا حل تلاش کرنے کے بجائے قصداً" ایک اور غلطی کا ارتکاب کرنے کا فیصلہ کیا اور ان حالات میں یہی صحیح تھا کیونکہ صحیح حل کوئی نہ تھا اور میرے پاس بمشکل چار گھنٹے کا وقت تھا۔ مجھے جو کچھ کرنا تھا رات کی تاریکی میں کرنا تھا۔ میرا کوئی اقدام دن کی روشنی کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ وہ حدود تھیں جہاں میں زندہ و پائندہ نعیم ملک نہیں مردہ راجکمار کرن تھا۔

میں نے سگریٹ کا ایک بھرپور کش لے کر انجن اسٹارٹ کیا اور دھرم شالہ پر آخری نظر ڈالتا ہوا پارہ گڑھ کی طرف چل دیا۔ شہر کے سرے پر محاصل خانے کا منشی ہارن کی آواز سن کر دوڑتا ہوا آیا میری وردی پر نظر پڑتے ہی ٹھٹک کر سلام کیا اور پھاٹک کھول کر ایک طرف کھڑا ہو گیا میں تیزی سے شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس وقت ہر طرف سناٹے کا تسلط تھا۔ ایک پٹرول پمپ کے قریب پہنچ کر میرا پاؤں خود بخود بریک پر آ گیا۔ انجن بند کر کے میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ہارن دیا لیکن یہاں کوئی جواب دینے والا نہ تھا۔ [illegible] سے دس گز کے فاصلے پر دفتر کی بند کھڑکیوں سے روشنی دیکھ کر میں نے ہولسٹر کندھے [illegible] اور پیک کیپ سر پر رکھ کر گاڑی سے باہر نکلا۔ اسی وقت اندر سے کسی کے کھانسنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے آگے بڑھ کر کھڑکی کے شیشے کو انگلیوں سے کھٹکھٹایا۔ تھوڑی دیر میں

کھڑکی کھلی اور ایک ادھیڑ عمر کے آدمی نے سر نکال کر دیکھا اور بولا---- "حکم صاحب بہادر۔" میں نے مشنری اردو میں کہا۔ "ہم کو پٹرول منگتا فورا" سے پیشتر----" ایک منٹ میں وہ چسٹر کے بٹن لگاتا ہوا باہر نکلا اور سلام کر کے پمپ کی طرف چلنے لگا۔ میں نے اس سے ہوٹل کے متعلق پوچھا۔ پمپ کو چابی لگاتے ہوئے بولا۔ "صاحب بہادر ہوٹل تو بہت ہے لیکن تین چار گھنٹے سے پہلے کوئی نہیں کھلے گا۔" میں نے ہنس کر کہا---- "ڈیم اٹ---- اٹنا ڈیری میں تو ہم گریو یارڈ پہنچ جائے گا----" اس نے ہنس کر گاڑی کا ٹینک کھولا اور نوزل داخل کر کے ہاتھ سے پمپ چلاتے ہوئے بولا۔ "کتنا گیلن صاحب؟" میں نے کہا۔ "ٹین گیلن---- بٹ پہلا ہم کو بتاؤ چائے کدھر ملنے سکتا----؟" اس نے مسکرا کر کہا۔ "صاحب آپ چنگی کے دفتر جا کر کلرک سے کہیں---- وہ پانچ منٹ میں چائے بنا کر پیش کر دیگا۔" میں "تھینک یو" کہہ کر گاڑی میں بیٹھ گیا---- وہ پمپ چلاتا رہا۔ دس گیلن پورے ہونے کے بعد ٹینک دیکھا اور کہنے لگا۔ "صاحب ابھی دو گیلن اور آ سکتا ہے۔" میں نے کہا۔ "فل کر دو۔" اس نے ٹینک فل کیا---- میں نے پندرہ روپے نکال کر اس کو دیئے اس نے نوٹ جیب میں ڈالے اور تین روپے نکال کر میرے ہاتھ میں دے دیئے۔ میں نے گاڑی بیک کی اور آکٹرائے پوسٹ کے سامنے پہنچ کر انجن بند کر کے باہر نکلا۔ گاڑی دیکھتے ہی کلرک اٹھ کر میرے پاس آیا اور سلام کر کے کہنے لگا۔ "حکم حضور؟" میں نے مسکرا کر دفتر کی طرف چلتے ہوئے کہا۔ "یو اسپیک انگلش؟" وہ نفی میں سر ہلا کر بولا۔ "نو انگلش صاحب بہادر۔" میں نے دفتر میں پہنچ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "ہم کو چائے ضرور ضرور منگتا---- تمام ہوٹل بند---- تم تکلیف کرے----" اس نے مسکرا کر کہا۔ "حضور ابھی دس منٹ میں----" میں نے کہا۔ "تھینک یو۔" وہ دوسرے کمرے کی طرف چلنے لگا۔ اسی وقت میری نظر دیوار پر لٹکے ہوئے ٹیلیفون پر پڑی---- اسے روک کر کہا۔ "ہم ٹیلیفون بھی کرنا منگتا۔" اس نے جواب دیا۔ "کرو صاحب بہادر آپ ہی کا ہے۔"

میں نے کوٹ کی جیب سے نوٹ بک نکال کر اجیتا دیوی کا نمبر لیا اور رسیور اٹھا کر ڈائل کیا۔ گھنٹی بجنے لگی۔ میں نے رسٹ واچ پر نظر ڈالی اس وقت تین بج رہے تھے مجھے اپنی اس حرکت پر ہنسی آنے لگی۔ وہ ریشمیں گدیلوں اور لحافوں میں گہری نیند سو رہی ہو گی۔ پاس ہی پہلو میں گجراج لمبے لمبے خراٹے لے رہا ہو گا۔ وہ اس وقت جاگ بھی اٹھی تو کس طرح بات کر سکے گی اور پھر کس سے بات کرے گی----؟ کرن کا نام سنتے ہی چیخ چیخ کر محل کو سر پہ نہ اٹھا لے گی۔ اس خیال کے آتے ہی رسیور ہک پر رکھنے کے لئے آگے بڑھا مگر دوسری طرف رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنتے ہی رک گیا۔ آواز آئی۔ "کون ہے اس وقت؟" یہ اجیتا تھی میں نے آواز پہچانتے ہی کہا۔ "اجیتا ڈیئر کیا بتاؤں کون ہوں

سوائے اس کے کہ ڈسٹرب کرنے کی معافی۔۔۔۔"
"اوہ۔۔۔۔بھگوان۔۔۔۔" اس کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ میں نے کہا۔"اچھا اتنا نہ گھبراؤ مجھے تم سے بہت کچھ کہنا ہے۔"
"اوہ لیکن۔۔۔۔تم نام کیوں نہیں بتاتے۔۔۔۔تمہاری آواز۔۔۔۔" میں نے کہا۔
"وہی ہے۔ وہی جو تم سنتی رہی ہو۔۔۔۔جو تمہیں عزیز ہے۔۔۔۔یہ بتاؤ گجراج تمہارے پہلو میں تو نہیں۔۔۔۔؟"
"نہیں۔۔۔۔لیکن تم۔۔۔۔کیا تم۔۔۔۔کیا میں جاگ رہی ہوں؟" میں نے ہنس کر کہا۔ "تم جاگ رہی ہو ڈارلنگ۔۔۔۔یقین نہ ہو تو اٹھ کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارو۔۔۔۔چلو پھرو۔۔۔۔اس سے زیادہ یقین کرنا ہو تو۔۔۔۔کار نکالو۔۔۔۔نارتھ ویسٹرن آکٹرائے پوسٹ پر آ جاؤ۔۔۔۔میں تمہیں دفتر میں چائے پیتا ملوں گا۔۔۔۔اور یقین کرو۔۔۔۔میں ڈرنے کی نہیں پیار کرنے کی چیز ہوں۔"
"تو تم یہاں ہو۔۔۔۔پارہ گڑھ میں۔۔۔۔؟ اچھا میں آ رہی ہوں۔۔۔۔"
"آ جاؤ ڈارلنگ۔۔۔۔لیکن صرف تم۔۔۔۔اور قسم کھاؤ۔۔۔۔یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرو گی۔" اس نے قسم کھائی۔۔۔۔میں نے کہا۔ "اچھا ڈیئر سروج کہاں ہے۔۔۔۔"
"سو رہی ہے۔۔۔۔آہ بھگوان۔۔۔۔اس کا شوک مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔۔۔۔بھگوان مجھے موت آ جائے۔"
"ڈونٹ بی سلی۔۔۔۔خیر تو وہ یہاں آ گئی۔۔۔۔یہ اچھا ہوا۔۔۔۔بہت اچھا ہوا ڈارلنگ۔"
"کیا اچھا ہوا۔۔۔۔وہ۔۔۔۔آہ بھگوان۔۔۔۔"
"مجھے معلوم ہو گیا۔۔۔۔کینتھ نے مجھے سب بتا دیا اور اسی لئے مجھے تمام مصلحتوں کے خلاف ظاہر۔۔۔۔نہیں ظاہر نہیں تمہیں کا ٹیلیفون کرنا پڑا تو آ رہی ہو نا۔۔۔۔؟"
"آ رہی ہوں میری جان۔۔۔۔سر کے بل آ رہی ہو لیکن۔۔۔۔پانچ بجے سے پہلے نہیں۔۔۔۔سروج کو لیتی آؤں۔۔۔۔؟"
"ابھی نہیں ڈیئر۔۔۔۔لیکن آج اسے بتا ہی دینا۔۔۔۔مجھ سے ملنے کے بعد۔۔۔۔پانچ بجے میں دھرم شالہ کے پاس کار میں تمہارا انتظار کروں گا۔ لیٹ نہ ہونا۔۔۔۔اوکے۔۔۔۔" میں نے ریسیور ہک پر لٹکا دیا اور کرسی پر بیٹھ کر سگریٹ سلگایا۔ تھوڑی دیر بعد کلرک ایک پیتل کی تھالی میں دو کپ چائے ایک پیڑا دو تین کیلے اور کچھ ٹھنڈی پوریاں لے کر دفتر میں آیا۔ میں نے اٹھ کر تھالی لیتے ہوئے کہا۔ "تم بہت تکلیف کیا بابو۔" وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔"صاحب آپ کے لائق تو کوئی چیز نہیں لیکن اس وقت یہی ہو سکتا تھا۔" میں نے چائے کا کپ تے ہوئے کہا۔ "تم بہت اچھا بابو ہے ایک ہفتہ بعد تم

کوڑی ملے گا۔ ہمارا نوٹ بک میں اپنا نام لکھو۔"
اس نے میز سے میری نوٹ بک اٹھا کر اپنا نام لکھنا شروع کیا۔ میں نے چائے کا گھونٹ لے کر پیڑا کھایا اور دونوں پیالیاں خالی کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ نوٹ بک جیب میں رکھی۔ پانچ روپے کا نوٹ نکال کر میز پر رکھا اور کلرک سے مصافحہ کر کے باہر نکلا۔ وہ مجھے کار تک پہنچانے آیا اور دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے وہیل سنبھالا اور انجن اسٹارٹ کر کے دروازہ بند کرتے ہوئے پھر اس سے ہاتھ ملایا---- اور "وی آر فرینڈز" کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ جس وقت میں دھرم شالہ کے قریب پہنچا سوا تین بج چکے تھے۔ مجھے بار بار نیند کے جھونکے آ رہے تھے۔ گاڑی سڑک کے کنارے روک کر انجن بند کیا۔ یونیفارم جیکٹ اتار کے سرہانے رکھی اور سیٹ پر دراز ہو گیا۔
کھڑکی کے شیشے پر مسلسل کھٹ کھٹ کی آواز سن کر میری آنکھ کھلی اور میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ سوئچ آن کر کے اندر روشنی کرتے ہوئے کھڑکی پر نظر ڈالی باہر سیاہ ساڑی میں ملبوس ایک عورت شال میں منہ چھپائے کھڑی تھی۔ میرے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ میں نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اچھا----!" میری آواز سن کر اس نے چہرے سے شال ہٹا دی اور بھرائی ہوئی آواز میں "کرن" کہہ کر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے "سروج تم؟" کہہ کر اس کو بھینچ لیا اور کمر تھپکنے لگا۔ میری گاڑی سے چند قدم کے فاصلے پر اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ سسکیاں لے کر بے اختیار رونے لگی۔ میں نے اس کا منہ چوم کر کہا۔ "سروج میری جان---- میں زندہ ہوں اور تمہارے پاس ہوں۔ سنبھلنے کی کوشش کرو---- میرے پاس بہت کم وقت ہے۔" اس نے میرے کندھے سے سر اٹھا کر کہا۔ "کرن یہ سب کیا ہے----؟ تم نے میرے دل کے ٹکڑے کر دیئے۔ کاش میں مر گئی ہوتی---- اوہ بھگوان----!" میں نے اس کی کمر تھپک کر گاڑی میں بٹھاتے ہوئے کہا۔ "آؤ تمہیں بتاتا ہوں----" وہ خاموشی سے سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ "پاپا نے کسی مصلحت کی بنا پر میرے مارے جانے کا ڈھونگ رچایا ہے چاندنی---- مارا جانے والا ایک بے گناہ نوجوان تھا---- جو بدقسمتی سے میرا ہم شکل تھا۔ کیا تم نے راج محل سے میرے فرار ہونے کے متعلق کچھ نہیں سنا----؟"
"سنا تھا پریتم----" اس نے غور سے میرے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا---- "لیکن میں نے اس پر یقین نہیں کیا۔"
"وہ حقیقت تھی۔" میں نے کہا۔ "میں تمہارے پاس پہنچنا چاہتا تھا لیکن رنواس کا پہریدار جاگ رہا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی چیخنا شروع کر دیا اور جب میں اس پر بھی آگے بڑھنے سے نہ رکا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا---- مجھے لوٹنا پڑا ہے اب پلیز یہ سوال نہ کرنا یہ ڈرامہ کس لئے کیا گیا کیونکہ مجھے خود بھی اس سے زیادہ معلوم نہیں ہے کہ میری سوتیلی

ماں اپنی بیٹی کو راج سنگھاسن پر بٹھانا چاہتی ہے اور پاپا---- خیر جانے دو----" وہ سوچ میں پڑ گئی---- اور چند لمحے بعد سر اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "کرن---- میری جان۔" اس نے کہا۔ "تمہیں میری حالت---- کچھ معلوم ہے----؟" میں نے کہا۔ "معلوم ہے ڈیئریسٹ---- کینتھ نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے---- اور اسی لئے مجھے اپنی جان کو دوہرے تہرے خطروں میں ڈال کر تمہارے پاس آنا پڑا ہے---- یقین کرو---- میں ہمیشہ تم سے قریب ہوں۔ تمہاری طرف اٹھنے والی ہر آنکھ میری انگلی پر چپکی ہوئی دکھائی دے گی۔ صرف اتنا کرم کرنا کہ پارہ گڑھ میں ہی رہنا پاپا تمہیں ایک لاکھ روپے ماہانہ دیتے رہیں گے۔ یہاں میں اکثر تمہیں ملتا رہوں گا لیکن تم یہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دو گی---- راج گدی تمہاری ہے سروج---- شانتا کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو گا۔"

وہ نظریں جھکا کر بولی۔ "بھگوان کے ہاتھ ہے پریتم---- اب پھر کب ملو گے----؟"

"تم راج محل کے علاوہ کہاں مل سکتی ہو؟"

"تم کل یہیں ملو---- میں کوئی انتظام کر کے تمہیں لے جاؤنگی۔" "مجھے افسوس ہے---- ڈارلنگ---- میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ ہاں اگلے ہفتے اسی دن رات کو دس بجے یہیں مل سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" اس نے کہا۔ "میں کسی نہ کسی طرح تمہیں یہاں سے لے جاؤں گی اور اگر میں نہ آ سکی تو اجیتا دیدی لے جائینگی----" میں نے کہا۔ "بہتر ہے---- میں نے اسی کو بلایا بھی تھا۔ مجھے خوف تھا کہیں تم اچانک میری آواز سن کر صدمے سے بے ہوش نہ ہو جاؤ۔ تم جانتی ہو ایسی حالت میں شاک برداشت نہیں ہوتا---- خیر تم میری توقع سے زیادہ بہادر ہو----"

"تم کہاں ہو کرن---- مجھے نہیں بتاؤ گے----؟"

"کوئی فائدہ نہیں---- خطرہ ہے---- میری زندگی کا خطرہ---- ورنہ بتا دیتا---- بہر کیف تم سے ملتا رہوں گا---- خط لکھتا رہوں گا---- کسی اور نام سے---- جو تم بتاؤ----" اس نے سوچ کر کہا۔ "کینتھ کیسا رہے گا----؟"

میں نے کہا۔ "فائن---- اب یہ بتاؤ اجیتا کو ساتھ کیوں نہیں لے آئیں----؟"

میں اس کو ساتھ لے کر ہی نکلی تھی لیکن یہاں نہیں لائی---- وہ مندر میں میرا انتظار کر رہی ہے۔ میں اس کی ممنون ہوں کہ اس نے تم سے ملنے سے پہلے مجھے بتا دیا---- ورنہ شاید تم مجھ سے ملے بغیر----"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے سروج---- اچھا اب اجازت---- تمہیں بھی دیر ہو رہی ہے----" میں نے اس کو سینے سے لگا کر چوم لیا۔ وہ سات روز بعد پھر آنے کے وعدہ کی

توثیق کرا کے گاڑی سے اتری۔ میں نے اس کو کار تک پہنچایا اور اس کے جانے کے بعد دھرم شالہ میں منہ ہاتھ دھو کر چائے پی۔ نصف گھنٹہ بعد گاری میں سوار ہوا تو سپیدہ سحر نمودار ہو چکا تھا۔ میں نے کوٹ پہن کر انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو تین سو گز کے فاصلے پر ایک کار تیزی سے اس طرف آتی دکھائی دی۔ میں نے گیئر لگا کر گاڑی سڑک کے درمیان لی اور تیزی سے بمبئی کی طرف روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد "خواب زادہ"
کے تیسرے حصے کا مطالعہ کریں۔






AZAM